اشاریۂ اردو جرائد

جلد سوم ۲۰۱۶ء

مدیر: نجیبہ عارف

نائب مدیر: شیراز فضل داد

معاون مدیران: بی بی امینہ، نعیمہ بی بی

مرکزِ اشاریہ سازی

شعبۂ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد

۲۰۱۷ء

اشاریۂ اردو جرائد

جلد سوم | ۲۰۱۶ء

مرکزِ اشاریہ سازی
شعبۂ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد
۲۰۱۷ء

بسم الله الرحمن الرحيم

مجلسِ ادارت

سرپرستِ اعلیٰ: پروفیسر معصوم یاسین زئی، امیرِ جامعہ

سرپرست: پروفیسر احمد یوسف اے۔ الدرویش، صدرِ جامعہ

نگران: پروفیسر منور اقبال گوندل، ڈین کلیۂ زبان وادب

مدیر: نجیبہ عارف، صدر شعبۂ اردو (خواتین)

نائب مدیر: شیر از فضل داد، لیکچرار شعبۂ اردو

معاون مدیران: بی بی امینہ، نعیمہ بی بی، لیکچرار، شعبۂ اردو

مجلسِ مشاورت (بہ اعتبارِ حروفِ تہجی)

انواراحمد (ملتان)	سویامانے یاسر (جاپان)
خالد سنجرانی (لاہور)	شمیم حنفی (بھارت)
خلیل طوق اُر (ترکی)	عطاخورشید (بھارت)
محمد یوسف خشک (خیر پور، سندھ)	فاطمہ حسن (کراچی)
روبینہ شہناز (اسلام آباد)	معین الدین عقیل (کراچی)

عنوان:	اشاریہ اردو جرائد	ISSN نمبر:	۲۴۱۰-۹۸۰۰
دورانیہ:	سالانہ	جلد:	سوم
سالِ اشاعت:	۲۰۱۷ء	ضخامت:	صفحات
تعداد:	۵۰۰	برقی پتا:	iouj@iiu.edu.pk
ترتیب وتزئین:	مختار احمد، عاصمہ نذیر	سرورق:	زاہدہ احمد
خطاطی:	جہانگیر شاہ		

فی شمارہ قیمت: پاکستان میں: ۵۰۰ روپے، بیرون ملک: ۴۰ ڈالر (علاوہ ڈاک)

طابع: ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، فیصل مسجد کیمپس، اسلام آباد

نوٹ: مدیران کرام سے درخواست ہے کہ اپنے جریدے کے اگلے شمارے کی اشاعت کے فوراً بعد اس کے پانچ نسخے اور مطلوبہ مواد کی سافٹ اور ہارڈ نقول مدیر/نائب مدیر کے نام ارسال فرمائیں۔

رابطے کے لیے: مختار احمد، مرکز اشاریہ سازی، شعبۂ اردو، خواتین کیمپس، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد، ٹیلی فون نمبر: ۰۵۱-۹۰۱۹۸۶۹، ۰۵۱-۹۰۱۹۸۵۹، موبائل نمبر: ۰۳۴۱-۶۰۷۷۸۷۲

فہرست

۱۔۔۔۔۔۔ادراک (شش ماہی)

شمارہ۵(۲۰۱۶) ۱۱

شمارہ۶(۲۰۱۶) ۱۶

۲۔۔۔۔۔۔الحمد (شش ماہی)

شمارہ۵(۲۰۱۶) ۲۰

شمارہ۶(۲۰۱۶) ۲۸

۳۔۔۔۔۔۔الماس (شش ماہی)

شمارہ۱۷(۲۰۱۵۔۲۰۱۶) ۳۶

شمارہ۱۸(۲۰۱۶۔۲۰۱۷) ۴۷

۴۔۔۔۔۔۔اورئینٹل کالج میگزین (سہ ماہی)

جلد۹۱، شمارہ:۱(۲۰۱۶) ۶۴

جلد۹۱، شمارہ:۲(۲۰۱۶) ۶۷

جلد۹۱، شمارہ:۳(۲۰۱۶) ۷۰

جلد۹۱، شمارہ:۴(۲۰۱۶) ۷۳

۵۔۔۔۔۔۔آرٹس اینڈ لیٹرز (سالانہ)

شمارہ۱۶(۲۰۱۶) ۶۷

۶۔۔۔۔۔۔بازیافت (شش ماہی)

شمارہ۲۸(۲۰۱۶) ۹۲

شمارہ۲۹(۲۰۱۶) ۱۰۱

۷۔۔۔۔۔۔بنیاد (سالانہ)

جلد۷(۲۰۱۶) ۱۱۰

۸ــــــــــ تاریخ وثقافت پاکستان (شش ماہی)

(اکتوبر ۲۰۱۵ء ــــ مارچ ۲۰۱۶ء) ۱۱۶

(اپریل ۲۰۱۶ء ــــ ستمبر ۲۰۱۶ء) ۱۱۹

(اکتوبر ۲۰۱۶ء ــــ مارچ ۲۰۱۷ء) ۱۲۱

۹ــــــــــ تحقیق (شش ماہی)

شمارہ ۳۱ (۲۰۱۶ء) ۱۲۴

شمارہ ۳۲ (۲۰۱۶ء) ۱۲۷

۱۰ــــــــــ تحقیق نامہ (شش ماہی)

شمارہ ۱۸ (۲۰۱۶ء) ۱۳۰

شمارہ ۱۹ (۲۰۱۶ء) ۱۴۰

۱۱ــــــــــ تحقیقی زاویے (سالانہ)

شمارہ ۷ (۲۰۱۶ء) ۱۵۱

شمارہ ۸ (۲۰۱۶ء) ۱۵۸

۱۲ــــــــــ تعبیر (شش ماہی)

شمارہ ۳ (۲۰۱۶ء) ۱۶۴

شمارہ ۴ (۲۰۱۶ء) ۱۶۷

۱۳ــــــــــ جرنل آف ریسرچ (شش ماہی)

شمارہ ۲۹ (۲۰۱۶ء) ۱۷۰

شمارہ ۳۰ (۲۰۱۶ء) ۱۷۷

۱۴ــــــــــ خیابان (شش ماہی)

شمارہ ۳۴ (۲۰۱۶ء) ۱۸۶

شمارہ ۳۵ (۲۰۱۶ء) ۲۰۲

۱۵ــــــــــ دریافت (شش ماہی)

شمارہ۱۶(۲۰۱۶ء)	۲۱۷
۱۶۔۔۔۔۔۔زبان وادب (شش ماہی)	
شمارہ۱۸(۲۰۱۶ء)	۲۲۳
شمارہ۱۹(۲۰۱۶ء)	۲۳۰
۱۷۔۔۔۔۔۔فکرونظر (سہ ماہی)	
شمارہ۱۔۲(۲۰۱۶ء)	۲۳۸
شمارہ۳(۲۰۱۶ء)	۲۴۱
شمارہ۴(۲۰۱۶ء)	۲۴۳
۱۸۔۔۔۔۔۔معیار (شش ماہی)	
شمارہ۱۵(۲۰۱۶ء)	۲۴۵
شمارہ۱۶(۲۰۱۶ء)	۲۵۲
۱۹۔۔۔۔۔۔موضوعاتی اشاریہ	۲۵۸
۲۰۔۔۔۔۔۔مصنف وار اشاریہ	۲۸۰

پیش لفظ

ادراک: ۵(۲۰۱۶ء)

مدیر: نذر عابد، شعبۂ اردو، ہزارہ یونی ورسٹی، مانسہرہ

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
اظہار، اظہار اللہ/ علی، بادشاہ	قتیل شفائی کی غزل میں رواداری کا پیغام	۲۹ تا ۳۵	قتیل شفائی کا شمار اردو کے جدید شعرا میں ہوتا ہے۔ ان کی غزل میں عصری شعور اور خارجی میلانات رومانویت کی سحر انگیزی کے ساتھ سامنے آتے ہیں۔ ان میلانات میں رواداری ایک وسیع اور متنوع مفاہیم میں جلوہ نما ہوتی ہے۔ قتیل شفائی کی غزلوں کے متعدد اشعار مساوات اور انسانیت کا پیغام عام کرتے ہیں۔ قتیل شفائی کے یہاں رواداری کائناتی خیر کا حوالہ ہے۔ اس مقالے میں قتیل شفائی کی غزلوں میں رواداری کے پیغام کی تلاش کی گئی ہے۔	قتیل شفائی، رواداری، رنگ خوشبو روشنی، اردو غزل، اردو شاعری
اعوان، احمد بلال (مترجم) از سینڈرس پرس، چارلس	یونی ورسٹی: تعریف اور عمل	۱۰۷ تا ۱۱۳	اس مقالے میں چارلس سینڈرس پرس کے ایک مضمون کا اردو ترجمہ ہے۔ چارلس سینڈرس پرس امریکہ کے متنوع فلسفیوں اور سائنس دانوں میں سے ایک تھے۔ انھیں ''فلسفۂ نتائجیت'' کا بانی بھی تصور کیا جاتا ہے۔ اس مقالے میں چارلس پرس کی مختصر تحریر کا ترجمہ ہے جو یونی ورسٹی کی تعریف اور عمل کے حوالے سے لکھی گئی ہے۔ یہ مضمون پرس کی تین مختصر تحریروں کا امتزاج ہے۔ مقالہ نگار کا مقصود پرس کی یونی ورسٹیوں کے حوالے سے اٹھائے جانے والے سوالات کی روشنی میں اپنی جامعات کا تنقیدی جائزہ ہے۔	چارلس سینڈرس پرس، فلسفۂ نتائجیت، یونی ورسٹی، کلارک یونی ورسٹی
اقبال، طاہرہ	پینسٹھ کی جنگ کے تناظر میں اردو افسانہ	۴۰ تا ۵۳	۱۹۶۵ء کی جنگ نے جہاں پاکستانی معاشرے کو براہِ راست متاثر کیا وہیں ادب بھی اس کی گرفت میں آگیا۔ مختلف افسانہ نگاروں نے، جن میں غلام الثقلین نقوی، احمد ندیم قاسمی، عفرا بخاری، فرخندہ لودھی، مسعود مفتی اور صادق حسین وغیرہ شامل ہیں، اس جنگ کے پس منظر میں بہت سے افسانے تخلیق کیے ہیں۔ یہ افسانے وطن کی محبت میں سرشار ہو کر تخلیق کیے گئے ہیں۔ اس مقالے میں ۱۹۶۵ء کی جنگ کے تناظر میں لکھے گئے افسانوں کا جائزہ لیا گیا ہے اور مختلف افسانوں کے مطالعے سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ ان افسانوں نے اس جنگ کی پوری تفصیل محفوظ کر لی ہے۔	۱۹۶۵ء، جنگ ستمبر، اردو افسانہ، دشمن، نغمہ اور آگ، کپاس کا پھول، احمد ندیم قاسمی، آخری خندق، رگ سنگ
امتیاز، محمد	اردو ترکی کے لسانی روابط	۹۹ تا ۱۰۶	اردو اور ترکی زبانیں تہذیبی، معاشرتی اور فکری سطح پر ایک دوسرے سے بہت قریب ہیں اور ان کے ثقافتی و لسانی پس منظر میں نہ صرف یگانگت پائی جاتی ہے بلکہ ذخیرۂ الفاظ بھی مشترک ہے۔ یہ ذخیرۂ الفاظ سینکڑوں میں نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں ہے۔ اردو زبان کی تشکیل اور نشوونما میں بھی ترکی	اردو زبان، ترکی زبان، اردو ترکی لسانی اشتراک لسانیات، اردو

			زبان کا نمایاں حصہ ہے۔ ان دونوں زبانوں کے اسما، ضمائر اور ضمائرِ تذکیر و تانیث ایک دوسرے کے قریب قریب ہیں۔ دونوں زبانوں کے ضرب المثل بھی ایک جیسے ہیں۔ اس مقالے میں اردو اور ترکی کے انھی لسانی روابط کا تنقیدی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	قواعد
انجم، نائیلہ	بہادر شاہ ظفر کی شاعری کا سوانحی رنگ	۱۸۱ تا ۱۸۸	بہادر شاہ ظفر سلطنت تیموریہ کے آخری تاجدار تھے، جن کے ساتھ مغلیہ سلطنت کا خاتمہ ہوا۔ بہادر شاہ ظفر ایک بہت بڑے شاعر بھی تھے۔ ظفر کی شاعری میں جو بات تسلسل سے سامنے آتی ہے وہ اظہارِ ذات کا بیان ہے۔ ان کی شاعری شخصی صداقت کی بہت سی صورتوں کو پیش کرتی ہے، جس میں ان کے عہد کی عکاسی موجود ہے مگر اس پر سوانحی رویہ غالب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری کو ان کی خود نوشت کہا جاتا ہے۔ اس مقالے میں بہادر شاہ ظفر کی شاعری میں سوانحی عناصر کا جائزہ لیا گیا ہے۔	بہادر شاہ ظفر، مغلیہ سلطنت، آخری مغل بادشاہ، ابراہیم ذوق، چند ہم عصر، مولوی عبدالحق
بتول، فوزیہ / الازہری، محمد ریاض خان	اردو شاعری میں تلمیحات احادیث (شق القمر اور واقعہ اسراء و معراج) اساتذۂ دہلی کے تناظر میں	۱۲۰ تا ۱۲۹	معجزہ شق القمر کا رسول پاک ﷺ کے زمانے میں واقع ہونا قرآن کریم، احادیث متواترہ اور اسانید صحیحہ سے ثابت ہے۔ اسی طرح واقعہ اسرا و معراج بھی قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ اس مقالے میں اساتذہ دہلی کے کلام ان دونوں واقعات کے تذکرے کی بابت مکمل تنقیدی بحث شامل ہے اور مختلف شعرا کے کلام سے ان واقعات کے متعلق کہے گئے اشعار بطور نمونہ شامل مقالہ ہیں۔	تلمیحات احادیث، شق القمر، واقعہ اسرا و معراج النبیؐ، اساتذۂ دہلی، شاہ نصیر، ذوق، میر تقی میر
بخاری، سید نصرت	جعلی خطوط: تاریخ کے آئینے میں	۱۴۴ تا ۱۴۹	خطوط کا انسانی زندگی میں بہت عمل دخل رہا ہے۔ لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جنھوں نے فرضی نام سے جعلی خط لکھے ہیں۔ ایسے خطوط لکھنے والے لوگوں کے پیش نظر کئی مقاصد ہوتے ہیں جن میں سے دو مقصد نمایاں ہیں۔ ایک یہ کہ وہ ان خطوط کی مدد سے کوئی فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ ان خطوط کی مدد سے کسی کو نقصان پہنچانا مقصود ہوتا ہے۔ اس مقالے میں ایسے ہی جعلی خطوط کا تاریخ کے آئینے میں جائزہ لیا گیا ہے۔	جعلی خطوط، حضرت عثمان غنیؓ، تاریخ فرشتہ، شیر شاہ، دل گیر، قمر زمانی بیگم
بلوچ، اصغر علی	مبارک احمد کی شاعری اور فلسفۂ اخلاق	۳۶ تا ۳۹	نثری نظم میں مبارک احمد کا نام قابل ذکر ہے۔ ان کے ہاں تمثال، استعارہ اور علامت اپنے عصری تناظر میں خاص اہمیت کے حامل ہیں۔ انھوں نے اپنی شاعری میں خالص تہذیبی، معاشی اور سیاسی مسائل کو موضوع بنایا ہے۔ عدل و انصاف، سماجی مساوات، مساوی مواقع بلا تفریق رنگ و نسل، آزادی اور بھائی چارے جیسی اقدار کو اپنی نثری نظموں کا موضوع بنانے کی وجہ سے مبارک احمد کو اپنے ہم عصر شاعروں میں منفرد مقام حاصل ہے۔ اس مقالے	مبارک احمد، نثری نظم، تمثال نگاری، پاکستان ہوٹل، بین الاقوامی ترانہ، زمانہ عدالت

			میں مبارک احمد کی نثری نظموں کا تنقیدی محاکمہ کیا گیا ہے۔	نہیں
پروین، ساجدہ	میراجی شناسی میں انیس ناگی کا حصہ	۱۵۹ تا ۱۶۹	''میراجی —ایک بھٹکا ہوا شاعر'' انیس ناگی کی تنقیدی کاوش ہے۔ جس میں انیس ناگی نے میراجی کی شاعری کے حوالے سے اس کی شخصیت تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ انھوں نے میراجی کے ادبی کارناموں کو احاطۂ تحریر میں لاتے ہوئے اردو میں ان کا مقام و مرتبہ متعین کرنے کی کوشش کی ہے۔ انیس ناگی، میراجی سے بہت متاثر نظر آتے ہیں۔ انھوں نے اس کتاب میں میراجی کی شخصیت کے حوالے سے ان کی شعری تفہیم کی ہے۔ یہ مقالہ انیس ناگی کی اسی کتاب کا تنقیدی مطالعہ ہے۔	انیس ناگی، میرا جی، میرا سین، مشرق و مغرب کے نغمے، آزاد نظم
تصدق، سمیرا	ناول نگاری میں اردو تراجم	۱۷۰ تا ۱۸۰	اردو میں ترجمہ نگاری کی روایت خاصی قدیم ہے۔ اردو کی سبھی اصناف میں تراجم کی فراوانی ملتی ہے۔ اسی طرح اردو میں ناولوں کے کئی تراجم ہوئے۔ ناول کے تراجم کے حوالے سے یہ بات بڑی اہم ہے کہ ہمارے ترجمہ نگاروں نے صرف انگریزی زبان میں لکھے گئے ناولوں کا ترجمہ ہی نہیں کیا بلکہ روسی، فرانسیسی، چینی، جرمن اور دیگر زبانوں میں لکھے گئے ناولوں کے تراجم بھی اردو میں پیش کیے ہیں، جس سے مختلف تہذیبیں، معاشرت اور اظہار بیان کے سانچے ہمارے سامنے آئے۔ اس مقالے میں مختلف ناولوں کے تراجم کا جائزہ لیا گیا ہے۔	ترجمہ نگاری، اردو ناول، پھانسی، سات سال، سرخ و سیاہ، سرخ نغمہ
تنولی، طاہر حمید	شعر اقبال میں دورِ نو کا تصور	۶ تا ۱۵	اقبال ایک ایسے عہد کے شاعر ہیں جب نت نئی ایجادات اور ٹیکنالوجی کی ترقی ارتقائی مراحل میں تھی۔ نئی ٹیکنالوجی، سائنسی ترقی، بڑھتی ہوئی شہری زندگی اور عالمی معاشی انحصار باہمی جیسے عوامل نے پوری دنیا کو جس نئے رجحان سے آشنا کیا، اس دورِ نو کی بازگشت اقبال کی شاعری میں واضح سنائی دیتی ہے۔ اس مقالے میں شعر اقبال کی تفہیم کے ساتھ ساتھ ان کے خطبات سے بھی استفادہ کر کے ان کے دورِ نو کے تصور کی وضاحت اور عہد حاضر میں اس کی اہمیت اجاگر کی گئی ہے۔	علامہ اقبال، شعر اقبال، دورِ نو کا تصور، مسجد قرطبہ، وطنیت، ملت بیضا
خان، محمد طاہر بوستان/ سیماب، نصیب اللہ	ناصر نذیر فراق دہلوی کی نثر کا تنقیدی مطالعہ	۱۶ تا ۲۸	ناصر نذیر فراق دہلوی کا شمار ان اولین اردو نثر نگاروں میں ہوتا ہے جنھوں نے اپنی زندگی اردو کے لیے وقف کر دی۔ انھوں نے کثیر تعداد میں مضامین، افسانے اور ناول تخلیق کیے جو مختلف رسائل میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے۔ ان کی متعدد تصانیف کتابوں کی شکل میں شائع ہو چکی ہیں۔ فراق کی چند تصانیف غیر مطبوعہ ہیں جبکہ کچھ قسط وار طبع ہوئی ہیں۔ ان کو دہلی کی بیگماتی زبان لکھنے میں کمال حاصل تھا۔ ان کے اہم ناولوں میں نیرنگ فراق، درد جاں فشاں، سنجوگ یا دکن کی پری اور کرشمہ فراق شامل	فراق دہلوی، اختر محل، شہید جفا، سات طاقتوں کی کہانی، دکن کی پری، المور کھا

			ہیں۔اس مقالے میں فراق کی نثر کا تنقیدی مطالعہ کیا گیا ہے۔	
شاکر، عنبرین/ خان، محمد زاہد	اردو غزل کا اسلوبیاتی جائزہ: حالی تا ظفر اقبال	۸۱ تا ۹۸	اردو غزل کا آغاز دکن سے ہوتا ہے۔ابتدائی غزل کے اسلوب میں تین چیزیں بہت نمایاں ہیں۔پہلی اردو غزل پر ہندی روایات کا اثر، دوسری فارسیت کا غلبہ اور تیسری ولی کا اسلوب جو منفرد و یکتا ہے۔ان تینوں نے مل کر نئی غزل کے اسلوب پر براہِ راست اثرات مرتب کیے ہیں۔۱۸۵۷ء کے بعد غزل میں اسلوبیاتی سطح پر بہت تبدیلیاں نظر آتی ہیں۔حالی کی غزل روایتی غزل کے اسلوب پر وار کر کے نئے اسلوب کی تشکیل کرتی ہے۔پھر آنے والے شعرا کے ہاں یہ روایت شکن اسلوبی رویہ بہت نمایاں ہے۔اس مقالے میں حالی سے لے کر ظفر اقبال تک کی شاعری کا اسلوبیاتی جائزہ لیا گیا ہے۔	اردو غزل، مولانا حالی، ظفر اقبال، اسلوبیات، ولی دکنی، یگانہ
صادق، محمد/ صفی، محمد سفیان	اردو اور گوجری شاعری میں فنی محاسن کا اشتراک	۶۹ تا ۸۰	اردو زبان کی پیدائش اور تشکیل و ارتقا میں گوجری زبان کا بڑا ہاتھ ہے۔گوجری زبان جب گجرات سے دکن پہنچی، تو گوجری پر دکنی زبان اس قدر اثر انداز ہوئی کہ مقامی دکنی زبان اور گوجری میں کوئی فرق ہی نہیں رہا، بلکہ بعض محققین کے نزدیک اردو کا جنم ہی گوجری زبان سے ہوا ہے۔اردو اور گوجری میں بہت سے لسانی اشتراکات ہیں۔یہ لسانی اشتراکات ان دونوں زبانوں کی شاعری میں بھی نظر آتے ہیں۔اس مقالے میں ان دونوں زبانوں کی شاعری کے فنی محاسن کے اشتراکات کا جائزہ لیا گیا ہے۔	اردو زبان، گوجری زبان، دکنی زبان، گجرات، گوجری شاعری، صابر آفاقی
عابد، نذر/ اسماعیل، محمد	آتش کی مصورانہ شاعری	۱۳۰ تا ۱۴۳	آتش ایک مرصع ساز شاعر ہیں۔وہ مرصع سازی اور مصوری کو ایک ہی مضمون میں استعمال کرتے ہیں۔آتش لفظی تصویر گری کے اس عمل کو فکر کی رنگینی اور لفظ کے جمالیاتی پہلوؤں کو ایک دوسرے سے ہم آہنگ کر کے مصورانہ شاعری میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ان کے ہاں اظہار کی رنگینی اور خیال کی رعنائی پائی جاتی ہے۔وہ شعری پیکر تراشی کو ضروری سمجھتے ہیں۔یعنی شعر کے لیے لازم ہے کہ اس میں تصویر بنی ہو۔آتش خود شاعری کو مرصع سازی کہتے ہیں۔اس مقالے میں آتش کی مصورانہ شاعری کا تنقیدی مطالعہ کیا گیا ہے۔	حیدر علی آتش، مصوری، شعری پیکر تراشی، مرصع سازی، لب شیریں، رخِ زیبا
کنول، محمد نواز/ قندیل، بازغہ	اردو میں معیاری تحقیق کے چند نمونے	۱۵۰ تا ۱۵۸	تحقیق حقائق کی بازیافت کا نام ہے۔یہ کسی امر کو اس کی اصلی شکل میں دیکھنے کی کوشش کے ساتھ ساتھ کسی امر کی اصل شکل کے تعین میں مددگار ثابت ہوتی ہے اور یہ تعین اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کسی چیز کا علم نہ ہو۔اردو میں بہت سے محققین نے مختلف حوالوں سے ادبی تحقیق کی ہے۔اس مقالے میں مختلف محققین کے معیاری تحقیقی کاموں کا تنقیدی مطالعہ کیا گیا ہے۔	اردو تحقیق، رشید حسن خان، گیان چند، معین الدین عقیل، دستور الفصاحت، محمد اکرام چغتائی

کوثر، زمرد	''قومی زندگی''۔ ایک تجزیاتی مطالعہ	۵۴ تا ۶۸	''قومی زندگی'' اقبال کا ایک طویل مضمون ہے جو اکتوبر اور نومبر ۱۹۰۴ء کے مخزن میں شائع ہوا۔ اقبال کے انگریزی مضامین تو بہت ملتے ہیں لیکن ''قومی زندگی'' ایسا مضمون ہے جو اردو میں لکھا گیا ہے۔ یہ جامع مضمون ہے جس میں اقبال نے بہت سے موضوعات پر بحث کی ہے۔ علامہ اقبال کے بہت سے نظریات و افکار کے ابتدائی نقوش اس مضمون میں ملتے ہیں۔ اس مقالے میں علامہ اقبال کے اس مضمون ''قومی زندگی'' کا تنقیدی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	قومی زندگی، اردو مضمون، علامہ اقبال، مخزن
نقوی، صدف / اعوان، محمد آصف	خطبات اقبال — عبدالجبار شاکر کا ترجمہ: ایک تجزیہ	۱۱۴ تا ۱۱۹	عبدالجبار شاکر معروف علمی و ادبی شخصیت ہیں۔ اقبال شناسی کے حوالے سے بہت بلند مقام رکھتے ہیں۔ اقبال کی اردو نثر پر بھی ان کا بہت کام ہے۔ انھوں نے اقبال کے چھٹے خطبے کا ترجمہ بعنوان ''اسلام کی تشکیل میں اصولِ حرکت المعروف بہ الاجتہاد فی الاسلام'' کیا ہے۔ اس خطبے کے ترجمے کے ساتھ انھوں نے اس کے حواشی و تعلیقات کا کام بھی سرانجام دیا ہے۔ اس مقالے میں عبدالجبار شاکر کے اسی ترجمے کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔	علامہ اقبال، خطبات اقبال، نثر اقبال، عبدالجبار شاکر، اجتہاد فی الاسلام
یوسف زئی، الطاف / انوار الحق، سید	محبوب الٰہی عطا کی عارفانہ رباعیات کے فکری عناصر	۱۸۹ تا ۱۹۴	محبوب الٰہی عطا نے اپنے شعری اظہار کے لیے رباعی کو خاص اہمیت دی ہے۔ حمد و نعت کے علاوہ منقبت اور عارفانہ موضوعات کے لیے بھی رباعی کی ہئیت کو استعمال کیا ہے اور بڑی مہارت سے اپنے افکار کو رباعی کی صورت میں پیش کیا ہے۔ ان کی عارفانہ رباعیات کا آغاز ان کے دوسرے مجموعہ کلام آئینہ در آئینہ سے ہوا۔ اس کے بعد ان کے جتنے بھی مجموعہ کلام شامل ہوئے ان سب میں عارفانہ رباعیات موجود ہیں۔ اس مقالے میں محبوب الٰہی عطا کی عارفانہ رباعیات کا تنقیدی محاکمہ کیا گیا ہے۔	محبوب الٰہی عطا، آئینہ در آئینہ، زمزمہ ہاتف، انوارِ سروش، مطلع انوار، لی مع اللہ

ادراک:۶(۲۰۱۶ء)

مدیر: نذر عابد، شعبۂ اردو، ہزارہ یونی ورسٹی، مانسہرہ

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
احمد، سعید	سید مبارک شاہ کی شاعری میں سائنسی شعور	۸۱ تا ۹۵	سید مبارک شاہ کے تینوں شعری مجموعے بیسویں صدی کی آخری دہائی میں شائع ہوئے۔ جنگل گمان کے، ہم اپنی ذات کے کافر اور مدار نارسائی میں سید مبارک شاہ کے وہ خوبصورت شعری مجموعے ہیں جنھوں نے بہت مقبولیت حاصل کی۔ شاہ مبارک کے یہاں محبت، تصوف، نفسیات اور سائنسی علوم جیسے متنوع موضوعات کو بے حد سلیقے سے اپنی شاعری میں برتا گیا ہے۔ اس مقالے میں سید مبارک شاہ کی شاعری میں سائنسی شعور کے عناصر تلاش کیے گئے ہیں۔	سید مبارک شاہ، جنگل گمان کے، ہم اپنی ذات کے کافر، مدار نارسائی میں، کہکشاں کی قوت، اردو غزل
الازہری، محمد ریاض خان/ احمد، محمد ریاض	تعلیمی اداروں میں اسلامی نصاب کی ضرورت اور اہمیت	۵۵ تا ۶۴	تعلیم کے اسلامی مفہوم کی طرح نصاب کا اسلامی تصور بھی بے حد متحرک اور قابل عمل ہے۔ ہمارے ہاں تعلیم کا بڑا ذریعہ سکول اور کالج ہیں لیکن ان میں مروج اسلامیات کا نصاب معیاری اور پائیدار نہیں ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ اسلامیات کا یہ مختصر نصاب اس قدر معیاری، پائیدار اور جامع ہو اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی نصاب سازی اور تدریس اس انداز میں ہو کہ یہ طلبا اور اسلامی معاشرے کی ضروریات کو پورا کر سکے۔ اس مقالے میں نصاب کی اسی ضرورت و اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔	اسلامی نصاب، عبادہ بن صامت انصاری، ریگن، جیمز مائیکل، البرٹی، ولیم بی ریگان
اعوان، احمد بلال	اردو کی دو نادر و نایاب کتابیں: تعارف و جائزہ	۶۵ تا ۷۲	اس مقالے میں اردو زبان میں لکھی گئی بیسویں صدی کی دو نادر اور نایاب کتابوں کا تعارف اور ان کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ ایک کتاب مراۃ الخیال ہے جس کے مصنف مرزا سلطان احمد ہیں۔ یہ ۱۸۸۲ء میں شائع ہوئی۔ یہ اردو میں علم نفسیات پر اولین طبع زاد کتابوں میں سے ایک ہے۔ دوسری کتاب سنسکرت زبان سے ترجمہ شدہ کتاب لال چندرکا ہے جو ۱۸۸۶ء میں شائع ہوئی۔	مراۃ الخیال، لال چندرکا، مرزا سلطان احمد، منشی لال سنگھ،
آصف، محمد شفیق/اشرفی، غلام محمد	اردو غزل اور جدید نظم کے موضوعاتی اشتراکات	۷۳ تا ۸۰	اردو میں اکثر شعرا کے ہاں جدید اردو نظم اور غزل ہر دو اصناف میں سیاسی و سماجی موضوعات کا قابل ذکر اشتراک پایا جاتا ہے۔ اردو شاعروں نے سب سے پہلے سیاسی و سماجی موضوعات نظموں میں سموئے۔ بعد ازاں انھیں اپنی غزلوں کا فکری حصہ بنایا۔ ان شعرا میں مولانا حالی، جوش، فراق، فیض، مخدوم، علی سردار جعفری، مجاز، ساحر، جذبی، مجروح، احمد ندیم قاسمی، کیفی	اردو غزل، اردو نظم، مولانا حالی، جذبی، مجاز، جوش، فیض، اختر الایمان

			اعظمی، جاں نثار اختر اور اختر الایمان وغیرہ کے ہاں نظموں اور غزلوں کے موضوعات وغیرہ میں بہت زیادہ اشتراک پایا جاتا ہے، جسے زیرِ نظر مقالے میں موضوعِ بحث بنایا گیا ہے۔	
بھٹی، محمد سلمان/سلیم، عابد	ناول نادار لوگ کا سیاسی منظر نامہ	۳۵ تا ۵۴	عبداللہ حسین کا آخری اردو ناول نادار لوگ ۱۹۹۶ء میں منظرِ عام پر آیا۔ اس میں پاکستان کی سیاسی و سماجی صورتِ حال کو مصنف نے تمام تر جزئیات کے ساتھ پیش کر دیا گیا ہے۔ ناول کا زمانی عرصہ ۱۸۹۷ء سے ۱۹۷۴ء پر محیط ہے۔ اس عرصے میں پاکستانی سیاست اور سماج میں وقوع پذیر ہونے والی تبدیلیوں کو عبداللہ حسین نے قدرے تفصیل سے کہانی کا حصہ بنایا ہے۔ ماضی قریب کے ایک مخصوص دور میں پاکستان کی سیاسی صورت حال کی غیر جانب دارانہ پیش کش نادار لوگ کا اہم حوالہ ہے۔ اس مقالے میں اسی ناول کا تنقیدی و تحقیقی مطالعہ کر کے اس عہد کے سیاسی حالات کو دیکھنے کی سعی کی گئی ہے۔	نادار لوگ، اردو ناول، عبداللہ حسین، سیاسی شعور، میجر سرفراز، ایوب خان
تصدق، سمیرا	اقبال اور حلاج کے مشترک فکری عناصر	۱۷۵ تا ۱۸۴	علامہ اقبال، اقبال حلاج کی فکر اور کتاب الطواسین سے بہت متاثر تھے، جس کی واضح مثال جاویدنامہ ہے، جہاں اقبال اور حلاج کی فکر ایک نکتے پر آ ٹھہرتی ہے۔ حلاج گفتگو کرتا ہے۔ اس گفتگو کے پردے میں دراصل اقبال اپنی فکری ترسیل کرتے ہیں۔ اگر اقبال اور حلاج کے فکری افق کا بغور مطالعہ کیا جائے تو بہت سی باتیں ان دونوں کے ہاں مشترک نظر آتی ہیں۔ جن میں حقیقت محمدیہؐ، عشق رسول ﷺ، مقام صدیقیت، خودی اور انا الحق، وصال و فراق اور ابلیس شامل ہیں۔ اس مضمون میں اقبال اور حلاج کے انھی فکری عناصر کا جائزہ لیا گیا ہے۔	علامہ اقبال، منصور حلاج، کتاب الطواسین، جاوید نامہ
سحاب، منصف خان/عابد، نذر	شان الحق حقی کی تنقید نگاری	۱۲۲ تا ۱۳۱	شان الحق حقی کو تنقید و تحقیق سے گہری دلچسپی تھی۔ شان الحق حقی کے مضامین کے چاروں مجموعوں میں ساٹھ میں سے ۳۶ تنقیدی مضامین ہیں۔ ان کے تنقیدی مضامین مختلف موضوعات سے بحث کرتے ہیں۔ شان الحق کا طریق تنقید یہ ہے کہ وہ جس موضوع پر تنقید کرتے ہیں اسے پہلے تاریخی تناظر میں دیکھتے ہیں۔ ان کی تنقید تاثراتی نہیں بلکہ اسلوبیاتی یا لسانی ہے، جو اردو ادب میں قابلِ قدر اضافہ ہے۔ اس مقالے میں انھی تنقیدی کاوشوں کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔	شان الحق حقی، نکتۂ راز، نقد و نگارش، لسانی مسائل و لطائف، اسلوبیاتی تنقید
صفی، محمد سفیان	اقبال اور تصوف	۹۶ تا ۱۱۲	اقبال کا متصوفانہ نظام دراصل ان کی فکری اساس سے جڑا ہوا ہے جس میں خودی کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اس کی بدولت ایک مردِ مومن کو فہم و فراست اور اجلی شخصیت حاصل ہوتی ہے۔ اقبال کے سبھی نظریات خودی کی تفصیل و تشریح ہیں۔ اقبال تصوف کے اسلامی شعائر سے مطابقت پیدا کرنا	علامہ اقبال، تصوف، گلشن راز جدید، اسرار خودی، مولانا

			چاہتے تھے۔اور اسے غیر اسلامی عناصر سے پاک کرنے کے لیے ایک تاریخ تصوف لکھنے کا بھی ارادہ رکھتے تھے۔اقبال کو تاریخ تصوف سے گہری دلچسپی تھی اور اس موضوع پر انھوں نے کافی تحقیق بھی کی۔اس مقالے میں اقبال کی تصوف سے اسی وابستگی کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔	رومی، بالِ جبریل
ضیاء، انجل	محسن احسان کی نعت گوئی	۱۱۳ تا ۱۲۱	اردو شاعری میں نعت نگاری سب سے پہلے دکن میں شروع ہوئی۔اس وقت سے لے کر آج تک اردو میں کئی نعت گو شعرا طبع آزمائی کر چکے ہیں۔انھی میں ایک محسن بھائی ہیں، جو محسن احسان نعت گو شعرا میں منفرد مقام رکھتے ہیں۔ وہ عشقِ رسول ﷺ کو اپنی حیات کا قیمتی اثاثہ سمجھتے ہیں۔انھوں نے نعت میں اپنے جذبات اور حضور ﷺ سے اپنی عقیدت ظاہر کی ہے۔ان کے ہاں نعتیہ کلام میں ذات کی عاجزی و انکساری پائی جاتی ہے۔اس مقالے میں محسن احسان کی نعت گوئی کا مطالعہ کیا گیا ہے۔	محسن احسان، نعت گوئی، حب رسولؐ، نعتیہ شاعری
عبدالکریم	علامہ اقبال کا تصور زمان و مکان: ایک تناظر	۶ تا ۱۵	علامہ اقبال ان عظیم فلسفی شعرا میں سے ایک ہیں، جن کے یہاں تصور زمان کے مختلف مطالب و مفاہیم نظر آتے ہیں۔انھوں نے ''مسجدِ قرطبہ''، ''زمانہ'' اور ''اسرارِ خودی'' جیسی نظموں میں اپنے تصورِ زماں کی وضاحت کی ہے۔ وقت ایک ابدی حقیقت ہے۔اس سے انکار ممکن نہیں ہے۔علامہ اقبال نے اپنی شاعری سے ہٹ کر اپنے خطبات میں بھی زمان و مکان کے مسئلے پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔اس مقالے میں علامہ اقبال کی شاعری اور خطبات کا مطالعہ کر کے ان کے تصور زمان و مکاں کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔	علامہ اقبال، مسجد قرطبہ، خطباتِ اقبال، بالِ جبریل، تصورِ خودی، اسرارِ خودی
قریشی، محمد فرقان احمد	ڈاکٹر نوازش علی کی کتاب مجید امجد—تحقیقی و تنقیدی مطالعہ کا محاکمہ	۲۷ تا ۳۴	مجید امجد—تحقیقی و تنقیدی مطالعہ ڈاکٹر نوازش علی کی تصنیف ہے، جس میں انھوں نے مجید امجد کی حیات کا تفصیلی احوال رقم کیا ہے۔انھوں نے مجید امجد کے حالاتِ زندگی کے باب میں سنین کے تضادات کو بھی غیر ضروری جزئیات کے ساتھ کھوجنے، پرکھنے اور حتمی تاریخ کے لیے کئی مقامات پر نتیجہ اخذ کرنے کی بھرپور جستجو کی ہے۔پھر انھوں نے اسی شخصیت کے حوالے سے مجید امجد کی شاعری کو سمجھنے کی کوشش کی ہے۔اس مقالے میں ڈاکٹر نوازش علی کی اسی کتاب کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ کیا گیا ہے۔	نوازش علی، مجید امجد، ساہیوال، جدید شاعری، مجید امجد تحقیقی و تنقیدی مطالعہ
کنول، محمد نواز / قندیل، بازغہ	اردو تنقید میں جدیدیت کے مباحث	۱۵۴ تا ۱۶۲	اردو تنقید میں جدیدیت ایک وسیع المعانی اور بکثرت استعمال ہونے والا لفظ ہے۔اسے بیک وقت بطور ایک تنقیدی اصطلاح، ایک عمومی تخلیقی رجحان اور ایک خاص فکری رویے کی نمائندگی کی خاطر برتا گیا ہے۔اردو میں جدیدیت کے فکری پہلوؤں کو تنقید میں جس طرح استعمال کیا گیا ہے، اس کے حامی اور	جدیدیت، حسن عسکری، اردو تنقید، جیلانی کامران، نیاز فتح

			مخالفین نے اس کے لیے بہت سے دلائل دیے ہیں۔ جدیدیت سرسید کے عہد سے آج تک ادب میں استعمال ہو رہی ہے۔ اس مقالے میں مقالہ نگار نے اردو تنقید میں جدیدیت کے انھی مباحث کو پیش کیا ہے۔	پوری، ساقی
ملک، عبدالعزیز	نئی تنقید: تعارف و تجزیہ	۱۶۳ تا ۱۷۴	امریکہ میں ہونے والی نئی ہیئتی تنقید کو "نئی تنقید" بھی کہا جاتا ہے۔ جو ادبی متن کو خارجی عوامل سے آزاد اور خود مختار تصور کرتی ہے۔ اور تخلیق فن کا مقصد صرف تخلیق فن ہی ہے اور تخلیقی فن پارے میں مخفی متن اس قدر مکمل اور جامع ہوتا ہے کہ وہ نہ صرف اپنے مفہوم کو واضح کرتا ہے بلکہ ہیئت کے ہم پلہ قرار پاتا ہے۔ "نئی تنقید" نے براہِ راست ہئیت کو متاثر کیا ہے۔ اس مقالے میں نئی تنقید کا تعارف و تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔	نئی تنقید، سپنگارن، آئی۔اے۔ رچرڈ، ولیم ایمپلسن، رینے ویلک
ملک، نازیہ	اردو افسانے پر دہشت گردی کے اثرات	۱۳۲ تا ۱۵۳	ادب زندگی اور معاشرے کا حساس ترین ترجمان ہے۔ جو انسانی زندگی کے حقائق اور مسائل کی عکاسی بڑے عمدہ انداز میں کرتا ہے۔ ادب نے ہر دور میں پیش آنے والے مسائل کو موضوع بنایا ہے۔ جدید عہد کا سب سے بڑا مسئلہ دہشت گردی ہے۔ جس نے تمام دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ عالمی ادب کی طرح اردو ادب بھی دہشت گردی سے متاثر ہوا اور اردو ادب نے جس طرح اس مسئلے کو موضوع بنایا ہے وہ اردو ادب کا ہی خاصا ہے۔ اردو افسانے نے دہشت گردی کی وجوہات اور اس کے اثرات کو بڑے عمدہ انداز میں بیان کیا ہے۔ اس مقالے میں اردو افسانے پر دہشت گردی کے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔	اردو افسانہ، دہشت گردی، گیارہ اٹھائیس، سورج کی آواز، مور نامہ، ریزروسیٹ
ہاشمی، طارق محمود	اردو اور ترکی کا مشترکہ لسانی ورثہ	۱۶ تا ۲۶	اردو اور ترکی بولنے والی اقوام اگرچہ جغرافیائی سطح پر ایک دوسرے سے بہت دور ہیں۔ لیکن ان دونوں قوموں کے درمیان تہذیب و تمدن کی سطح پر کئی ایک اشتراکات ایسے ہیں جن کے باعث یہ دونوں قومیں آپس میں باہم جڑی ہوئی ہیں۔ اس لیے ان دونوں زبانوں میں بہت سے الفاظ باہم مشترک ہیں۔ ان دونوں زبانوں کے لسانی اشتراکات اس قدر ہمہ گیر ہیں کہ ان کا مکمل احاطہ کرنا ممکن نہیں۔ اس مقالے میں ان دونوں زبانوں کے ان اشتراکات کا ایک مختصر جائزہ لیا گیا ہے۔	اردو زبان، ترکی زبان، لسانیات، بدھ ازم، فرہنگ عامرہ، اردو ترکی لغت
یوسفزئی، الطاف/شاہ، علی اکبر	الطاف پرواز بحیثیت مترجم	۱۸۵ تا ۱۹۳	الطاف پرواز ایک مشہور شاعر، افسانہ نگار اور کالم نویس ہیں۔ اس کے علاوہ یہ ایک مترجم کے طور پر بھی جانے جاتے ہیں۔ انھوں نے بحیثیت مترجم جدید اسلوب، نئے رجحانات اور حقیقت پسندی کی تکنیک کو پوری طرح سمجھ کر تراجم میں جان پیدا کر دی ہے۔ منظوم ترجمے کو بھی انھوں نے فکری اور تکنیکی سطح پر حقیقت پسندانہ اسلوب میں پیش کیا۔ الطاف پرواز نے جن کتابوں کے تراجم کیے ان کا تنقیدی مطالعہ اس مقالے میں پیش کیا گیا ہے۔	ترجمہ نگاری، الطاف پرواز، انگیارے، دیوان رحمٰن بابا، ناشر ولاں

الحمد:۵(۲۰۱۶ء)

مدیر: توصیف تبسم، شعبہ اُردو؛ الحمد اسلامک یونی ورسٹی، اسلام آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
احمد، نبی	باصر سلطان کاظمی کی شاعری میں ہجرت کا احساس	۳۱۷ تا ۳۲۲	شاعر یا ادیب جس معاشرے میں پرورش پاتا ہے اس کے جذبات و احساسات بھی اسی معاشرے کے موافق ہوتے ہیں لیکن کوئی شاعر یا ادیب، ہجرت کرتا ہے تو ہجرت کے بعد اپنے وطن کی یاد، دوست احباب کی محبت اپنی تہذیب و معاشرت سے جڑے احساسات و جذبات کی کیفیت سے گزرتا ہے تو ہجرت کا یہ تجربہ اس کی تخلیق میں بھی در آتا ہے۔اس مقالے میں بیرونِ ملک مقیم پاکستانی غزل گو شاعر باصر سلطان کاظمی کے کلام کا تحقیقی مطالعہ پیش کیا گیا ہے کہ ان کے کلام میں ہجرت کا احساس کس طرح نمایاں ہوتا ہے۔	باصر سلطان کاظمی، اردو شاعری، ہجرت، موج خیال، چمن کوئی بھی ہو
ازہر، محمد نوید	بشیر حسین ناظم کی پنجابی نعتیہ شاعری	۳۲۳ تا ۳۳۴	علامہ بشیر حسین ناظم وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں برپا ہونے والی محافل نعت کے روح رواں تھے۔انھوں نے نعت کے بنیادی مآخذ و مراجع، قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کے ساتھ ساتھ اساتذۂ فن کے کلام کی طرف بھی لوگوں کو متوجہ کیا۔انھوں نے نعت میں رواج پا جانے والے کئی الفاظ کی درستی بھی کی۔ ان کی اپنی نعتیں عشقِ رسولؐ میں ڈوبی ہوئی ہیں۔انھوں نے پنجابی زبان میں اتنی عمدہ نعتیں کہی ہیں کہ ان کے ہم عصروں کے ہاں اس کا عشر عشیر بھی نظر نہیں آتا۔اس مقالے میں بشیر حسین ناظم کی پنجابی نعتیہ شاعری کا جائزہ لیا گیا ہے۔	بشیر حسین ناظم، نعت گوئی، پنجابی نعتیہ نعتیہ شاعری، نوری طاق
اعوان، نصیر احمد	مظفر وارثی کی نعتیہ شاعری	۲۲۹ تا ۲۳۶	مظفر وارثی بنیادی طور پر غزل کے شاعر تھے اور فن شعر میں کامل دسترس رکھتے تھے۔شاعری میں وہ کسی خاص حلقے کے اسیر نہیں ہوئے۔انھوں نے رسمی راستے چھوڑ کر اپنا نیا راستہ اختیار کیا اور صنف نعت کو اپنی شاعری کے ذریعے منتخب کیا تو ان کی نعت میں ان کا شعری مزاج خوب کھل کر سامنے آیا۔ ان کے خاص اور منفرد اسلوب نے ان کی شاعری کو اور بھی چمکایا۔اس مقالے میں مظفر وارثی کی نعتیہ شاعری کا تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	مظفر وارثی، نعت گوئی، عشق رسولؐ، گئے دنوں کا سراغ، نعتیہ شاعری
بزمی، محمود الحسن	پنجابی زبان میں ماثوری تفسیر کا شہکار: تفسیر عزیزی	۱۵۷ تا ۱۶۹	پنجابی زبان میں وہ مکمل تفسیر، جو ماثوری تفسیر ہونے کے ساتھ ساتھ اوّلیت کا درجہ رکھتی ہے وہ حافظ محمد لکھوی کی تفسیر محمدیؒ ہے جب کہ نامکمل ماثوری تفاسیر میں اوّلیت کا درجہ مولوی عبدالعزیز خلاف الرشید مولانا مولوی غلام رسول مرحوم کی منظوم تفسیر عزیزی کو حاصل ہے۔تفسیر عزیزی ایک ماثوری تفسیر کا قابلِ ذکر شہکار ہونے کے ساتھ ساتھ شعری تقاضے ہر حال میں	پنجابی زبان، تفسیر ماثوری، مولوی عبدالعزیز، تفسیر عزیزی،

			پورا کرنے والی بہترین تفسیر ہے لیکن مولوی عبدالعزیز کی وفات کی وجہ سے یہ تفسیر مکمل نہیں ہو سکی اور صرف دو پاروں کی صورت میں سامنے آئی۔ اس مقالے میں اسی تفسیر کا مفصل تذکرہ کیا گیا ہے۔	تفسیر محمدیؒ
بیگ، محمد فاروق	غلام باغ میں فلسفۂ زمان و مکاں	۲۳۷ تا ۲۴۴	وقت کا فلسفہ کسی کی سمجھ میں نہیں آیا اور آج تک زمان و مکاں کے فلسفے کا سوال جوں کا توں برقرار ہے۔ آگ کا دریا کے بعد مرزا اطہر بیگ نے زمان و مکاں کے فلسفے کو اپنے ناول غلام باغ میں بیان کیا ہے۔ ان کا ناول غلام باغ اکیسویں صدی میں اردو ادب کا سب سے شاندار ناول کہے جانے کے قابل ہے۔ اس ناول میں کبیر مہدی کے ذریعے وقت کے فلسفے کو مختلف تناظر میں پیش کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔ اس مقالے میں غلام باغ میں فلسفۂ زمان و مکاں کو موضوعِ بحث بنایا گیا ہے۔	غلام باغ، اردو ناول، مرزا اطہر بیگ، فلسفۂ وقت، فلسفۂ زمان و مکان
بیگ، مرزا حامد	ترجمہ، عملِ خیر بھی تو ہے	۹ تا ۱۴	ترجمہ ایک ایسا عملِ خیر ہے جو ہمیشہ امن و آشتی، نسلِ انسانی کی فکری تربیت، زبان و بیان میں بڑھوتری اور علوم و فنون میں اضافے کا سبب بنا، لیکن مذہبی اور رجعت پسند طبقے نے ہمیشہ اس کی مخالفت کی۔ یہ مقالہ ترجمے کے عمل کے دوران مترجم کو پیش آنے والی مشکلات کا احاطہ کرتا ہے اور ان مسائل کو بھی بیان کرتا ہے جس سے ترجمہ بھائی چارے اور امن و آشتی جیسے جذبات سے ہٹ جاتا ہے۔ حالاں کہ ترجمہ نظریاتی مفاہمت کا اہم ذریعہ ہے۔ چناں چہ مترجم کو چاہیے کہ وہ عملِ ترجمہ کے دوران پرامن معاشرے کے قیام کے لیے کیے گئے تراجم کا بخوبی مطالعہ کرے اور پھر اپنا ترجمہ عمل میں لائے۔	ترجمہ، عملِ ترجمہ، ترجمے کے مسائل، ترجمہ اور امن
پاشا، عرفان	اردو نثر کے جدید اسالیب	۱۸۱ تا ۱۹۲	اردو کے ادیبوں نے تقریباً وہ سبھی تجربات کیے ہیں جن سے دنیا کے دیگر علاقوں اور زبانوں کے ادیب دوچار ہوئے ہیں۔ انھوں نے جدید تر اسلوب کی ساخت و پرداخت میں ملکی اور بین الاقوامی حالات کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ گلوبل ولیج کی دنیا جیسے جیسے پیچیدہ ہوتی جا رہی ہے اسی لحاظ سے ادبی اسالیب بھی منقلب ہو رہے ہیں۔ اس مقالے میں قرۃ العین حیدر، شمس الرحمٰن فاروقی، مرزا اطہر بیگ، انیس ناگی، مستنصر حسین تارڑ، انتظار حسین، منشا یاد، انور سجاد، رشید امجد، مظہر الاسلام اور سمیع آہوجہ کے اسلوب کا مختصر جائزہ لیا گیا ہے اور ان کی مختلف کتب کے حوالے سے ان کے اسلوب کا تنقیدی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	اردو نثر، جدید اسالیب، سمیع آہوجہ، انتظار حسین، انور سجاد
جبیں، نزہت / ہاشمی، طارق محمود	حبیب جالب کی شاعری کا غیر سیاسی آہنگ	۲۲۳ تا ۲۲۸	حبیب جالب اردو شاعری کا ایک اہم نام ہے، جس کو نظیر اکبر آبادی کے بعد ''عوامی شاعر'' کا اعزاز حاصل ہوا۔ وہ اپنی سیاسی اور انقلابی شاعری کی بدولت مقبول ہوئے تاہم ان کی شاعری کا مکمل مطالعہ کیا جائے تو یہ بات عیاں ہوتی	اردو شاعری، حبیب جالب، برگِ آوارہ،

			ہے کہ ان کا رجحان ہمیشہ سے غیر سیاسی موضوعات کی طرف رہا ہے۔ انھوں نے گیت، غزل اور نظم میں یکساں طور پر فطری مناظر حسن و عشق کے معاملات، وطن سے محبت، ہجر و فراق اور تنہائی جیسے موضوعات کو اپنی تمام تر باریکیوں اور نزاکتوں سمیت برتا ہے۔ اس مقالے میں حبیب جالب کی غیر سیاسی شاعری کا تنقیدی مطالعہ کیا گیا ہے۔	رائٹرز گلڈ، عوامی شاعری
حبیب، طارق	اسلامی ادب کی تحریک: پس منظر، اثرات، نتائج	۸۵ تا ۱۰۴	ایک باقاعدہ نقطۂ نظر اور منضبط شرائط و اصول کے ساتھ اور ترقی پسند تحریک کے اشتراکیت آمیز، باغیانہ اور شدت پسندانہ افکار کے رد عمل کے طور پر 'اسلامی ادب کی تحریک' کا آغاز ۱۹۴۹ء میں ہوا۔ اس تحریک کی بنیادیں استوار کرنے میں نعیم صدیقی، اسعد گیلانی، ابن فرید، فروغ احمد، نجم الاسلام، خورشید احمد اور اسرار احمد سہاوری کے نام اہم ہیں جنھوں نے مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی تعلیمات سے استفادہ کرتے ہوئے تحریک کی نظریہ سازی کی۔ یوں یہ واضح طور پر ایک مقصدی ادب کی تحریک قرار پائی۔ اس مقالے میں اسلامی ادب کی تحریک، پس منظر، اثرات اور نتائج پر بحث کی گئی ہے۔	اسلامی ادب، نعیم صدیقی، ابن فرید، نجم الاسلام، اسرار احمد، اسلامی ادب کی تحریک
خان، محمد طاہر بوستان	دبستانِ رام پور کے پشتون شعرا، ۱۸۹۰ء تا ۱۹۴۷ء	۲۵۷ تا ۲۷۴	ریاست رام پور میں پروان چڑھنے والی اردو شاعری کا دور جو ۱۸۹۰ء سے ۱۹۴۷ء تک کے عرصے کو محیط ہے، اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ اس عہد کے شعرا، افکار و اظہار کے اعتبار سے زیادہ آزاد اور بے باک ہیں۔ اردو شاعری کا یہ عہد رام پور کے متقدمین کے متعین کردہ رجحانات کے ساتھ بھی پیوست ہے اور فکری سطح پر نئے راستے بناتے ہوئے بھی دکھائی دیتا ہے۔ اس مقالے میں دبستان رام پور کے کچھ شعرا کا احوال مع شاعری کے نمونے درج کیا گیا ہے۔	رام پور، پشتون شعرا، خیال رام پوری، امتیاز علی عرشی، داغ، نظام
زہری، محمد آصف	کلامِ غالب میں ''رقیب''	۲۳ تا ۳۰	محبت کی تثلیث یعنی عاشق، معشوق اور رقیب کے کردار غزل کی تخلیقی بساط کے مرکزی مہرے ہیں۔ عاشق اور معشوق کے لیے متبادل الفاظ کم و بیش تمام تر ادب میں موجود ہیں، لیکن رقیب جیسی اصطلاح اسلامی تہذیب سے متاثرہ ادب و ثقافت مثلاً اردو، پشتو، ترکی، فارسی اور عربی شاعری ہی سے مختص ہے۔ غالب کی شاعری میں بھی رقیب کا ذکر بار بار ملتا ہے۔ غالب کے یہاں رقیب کے لیے تذکیر یا جنس کی قید ختم ہو جاتی ہے۔ غالب نے ''رقیب'' کا استعمال جذبۂ رقابت کے بجائے حسنِ محبوب، محفل محبوب کی نیرنگیوں، محبوب سے اظہارِ محبت کے لیے استعمال کیا ہے۔	کلامِ غالب، رقیب، دیوانِ غالب، مرزا اسداللہ خاں غالب، کلاسیکی اردو غزل
سعید، محمد	رشید حسن خاں کی تدوین	۴۱ تا ۶۶	بیسویں صدی کے نصف آخر میں تدوینی لحاظ سے سب سے معتبر نام رشید حسن خاں کا ہے۔ رشید حسن خاں ایسے محقق ہیں جن میں تدوین کی صلاحیتیں تحقیق سے بڑھ کر تھیں اور وہ ان صلاحیتوں کو خوب کام میں بھی لائے۔ اسی وجہ سے	رشید حسن خاں، اردو تحقیق و تدوین،

			انھیں خدائے تدوین اور خاتم المدونین جیسے خطابات سے نوازا گیا۔ انھوں نے کئی کلاسیکی فنون مثلاً فسانۂ عجائب، باغ و بہار، گلزارِ نسیم، مثنویات شوق، سحر البیان، مصطلحاتِ ٹھگی، زٹل نامہ وغیرہ کو مدون کیا۔ اس مقالے میں رشید حسن خاں کے تدوینی کاموں کا مفصل احوال پیش کیا گیا ہے۔	باغ و بہار، فسانۂ عجائب، سحر البیان، مثنویات شوق
شفیع، محمد افتخار	فسانۂ آدم اور مجید امجد شناسی کی روایت: نیا تناظر	۳۱ تا ۳۹	جدید شعرا میں مجید امجد کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ لیکن مجید امجد نے شاعری کے ساتھ ساتھ نثر میں بھی علمی و ادبی اور تنقیدی مضامین تحریر کیے ہیں۔ علم فلکیات سے مجید امجد کو خاصا شغف تھا۔ ان کی شاعری بہ طور خاص ان کی نظموں پر اس کے واضح اثرات نظر آتے ہیں۔ فسانۂ آدم علم فلکیات سے متعلق مجید امجد کا دست نویس مسودہ ہے جس کے متعلق یہ رائے دی جاتی ہے کہ یہ مجید امجد کی تخلیق ہے۔ جبکہ اصل میں یہ مسودہ ڈاکٹر مارٹن ڈیوڈسن کی کتاب *An Easy outline to Astronomy* کا اردو ترجمہ ہے۔ اس مقالے میں اسی بابت بحث کی گئی ہے۔	فسانۂ آدم، مجید امجد، علم فلکیات، مارٹن ڈیوڈسن، جدید اردو شاعری
ملک، رغبت شمیم	پدری نظام اور تانیثیت	۱۵ تا ۲۲	تانیثی تنقید کی تفہیم، پدری نظام اور مرد اساس سماج کی تفہیم کے بغیر ممکن نہیں۔ تانیثی تھیوری سے صحیح مکالمہ قائم کرنے کے لیے پدری نظام اور مرد اساس سماج کا مطالعہ از حد ضروری ہے۔ تانیثی تھیوری سے پدری نظام کا ازلی رشتہ ہے اور تاریخ یہ بھی بتاتی ہے کہ روزِ اول سے ہی مرد اساس سماج اور پدری نظام کو زر، زن اور زمین پر غلبہ رہا ہے۔ اس مقالے میں پدری نظام کے تصورات، مضمرات و ممکنات کا جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ اس نظام اور تانیثیت کی تھیئری کے مباحث کو بھی شامل کیا گیا ہے۔	تانیثیت، پدری نظام، سوزان سونتاگ، میشل فوکو، تانیثی تنقید، نسائی تحریک
صابر، مہر محمد اعجاز	اردو لغت نویسی کے حوالے سے اردو لغت بورڈ کی خدمات کا جائزہ	۷۷ تا ۸۴	اردو لغت بورڈ کراچی کا قیام اردو زبان و ادب کی اشاعت و فروغ اور اردو زبان کی ایک جامع لغت کی تیاری کے منصوبے کے ساتھ قیام عمل میں آیا۔ جہاں ایک جامع لغت کی تیاری میں بہت تحقیق اور محنت سے کام لیا گیا۔ اس لغت کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں نثری اور نظمی شواہد پیش کرنے میں توازن رکھا گیا ہے جب کہ اس سے پہلے اردو کی کم و بیش ہر لغت میں شواہد نظم سے دیے جاتے تھے۔ ۲۲ جلدوں پر محیط یہ لغت ۵۲ سال کے عرصے میں ۴اپریل ۲۰۱۰ء کو مکمل ہوئی۔ اردو زبان و ادب کے نمایاں مشاہیر نے اس لغت کی تیاری میں حصہ لیا۔ اس مقالے میں اردو لغت کے حوالے سے اردو لغت بورڈ کی خدمات کا تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	آکسفرڈ انگلش ڈکشنری، اردو لغت (تاریخی اصول پر)، اردو لغت بورڈ کراچی، اردو لغت
ظفر، عمران	پنجاب یونی ورسٹی،	۱۱۹	فیض احمد فیض کی حیات ہی میں ان پر تنقیدی کتب اور رسائل کے خصوصی	پنجاب یونی

	لاہور میں فیض شناسی کی روایت	تا ۱۲۹	شماروں کی اشاعت کا سلسلہ جاری رہا۔ چنانچہ فیض شناسی کے مختلف پہلوؤں میں سے ایک اہم اور قابلِ ذکر پہلو یونی ورسٹیوں میں فیض شناسی کی روایت ہے۔ فیض پر سب سے پہلے تحقیقی مقالہ لکھنے کا اعزاز پنجاب یونی ورسٹی اورینٹل کالج لاہور کی مقالہ نگار حنیفہ اختر کو حاصل ہے، جنھوں نے فیض کے موضوع پر ۱۹۶۷ء میں مقالہ لکھا۔ اس مقالے کے علاوہ آٹھ مقالے مختلف اوقات میں فیض احمد فیض پر لکھے گئے۔ زیرِ نظر مضمون میں ان تمام مقالوں کا مفصل احوال درج ہے۔	ورسٹی، فیض، حنیفہ اختر، ممتاز فاطمہ، خواجہ محمد زکریا، فخر الحق نوری
ظفر، میمونہ / کنول، محمد نواز	بابائے اردو مولوی عبدالحق کی علمی و ادبی خدمات	۳۴۹ تا ۳۶۰	مولوی عبدالحق ایک عظیم انسان، مایہ ناز محقق، ماہر لسانیات، ممتاز نقاد، مشہور و مقبول تبصرہ نگار اور قومی رہنما کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں۔ اردو زبان و ادب کے لیے ان کی کوششیں ناقابل فراموش ہیں۔ انھوں نے اکیلے اردو زبان و ادب کے لیے جس قدر کارہائے نمایاں سرانجام دیے اور جتنے مختلف اور متنوع موضوعات پر جامعیت اور گہرائی کے ساتھ لکھا ہے اردو یا کسی اور زبان میں اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ اس مقالے میں بابائے اردو مولوی عبدالحق کی علمی و ادبی خدمات کا تنقیدی مطالعہ کیا گیا ہے۔	بابائے اردو، مولوی عبدالحق، ماہر لسانیات، قواعد اردو، اردو زبان
عابد، فرح	اردو نظم کی ایک توانا آواز۔۔۔ دانیال طریر	۳۰۳ تا ۳۱۵	اردو شعر و ادب کے معیاری تخلیقی سرمائے میں دانیال طریر نے بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ جدید اردو نظم میں ہیئت اور اسلوب کے جو متنوع تجربات کیے جا رہے ہیں۔ دانیال تحریر نے انھیں اپنی شاعری خصوصاً نظموں میں نہایت سلیقے سے برتا ہے۔ ان کی نظمیہ شاعری کی خاصیت یہ ہے کہ وہ ہر نظم میں منفرد مثالیں، قافیے، تشبیہات، استعارے اور علامتیں ترتیب دیتے ہیں جو ان کی جدت فکر سے ہم آہنگ ہو کر ابلاغ کا مؤثر ذریعہ بن جاتی ہیں۔ اس مقالے میں دانیال طریر کی نظموں کا مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	دانیال طریر، اردو نظم، پینترہ باز، الرجی، معزز مرحومین
عبدالقدیر	اقبال اور رسل...... فکری جائزہ	۳۳۵ تا ۳۴۸	برٹرینڈ رسل عظیم برطانوی فلاسفر تھا، جس نے زندگی کے مختلف پہلوؤں کو موضوع بنایا ہے۔ رسل کے نزدیک خدا کی ذات کچھ بھی نہیں ہے۔ چناں چہ اس کے ہاں مذہب، وجود باری تعالیٰ، تہذیب، سیاست اور معاشرتی اقدار پر واضح نظریات ملتے ہیں۔ رسل کی طرح عظیم شاعر مشرق علامہ اقبال کے ہاں بھی زندگی کے متنوع پہلو، مذہب اور خدا کے بارے میں تصورات ملتے ہیں۔ اس مقالے میں رسل اور برصغیر پاک و ہند کے عظیم فلسفی علامہ اقبال کے فلسفیانہ افکار کا جائزہ لیا گیا ہے۔	برٹرینڈ رسل، علامہ اقبال، تصورِ خدا، تصورِ خودی، اقبال اور رسل
علی، انور	ابنِ انشاء کی شاعری: ایک	۲۴۵ تا	ابن انشاء اردو ادب میں اپنے مقام اور متنوع زندگی کی وجہ سے اہمیت کے حامل ہیں۔ ابن انشاء اچھے اور سچے جذباتی شاعر تھے۔ آپ اعلیٰ پائے کے شاعر، نثر	ابن انشاء، اردو شاعری،

	مطالعہ	۲۵۵	نگار اور سفر نامہ نگار تھے۔ آپ کے سفر ناموں کو بڑی شہرت ملی۔ آپ کی شاعری میں جہاں ہندی الفاظ سے ترنم، غنائیت اور مٹھاس پیدا ہوتی ہے وہیں آپ کے لہجے میں درد و کسک اور سوز و گداز بھی جھلکتا نظر آتا ہے۔ اس مقالے میں ابن انشاء کی حیات کا احوال بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی شاعری کا مطالعہ بھی کیا گیا ہے۔	اردو سفر نامہ، شہر پناہ
علی، شیر	ساقی فاروقی کی غزل	۳۶۱ تا ۳۶۶	ساقی فاروقی کی ادبی شخصیت کی کئی جہات ہیں۔ وہ اردو غزل، نظم، تنقید اور سوانح نگاری میں اپنی انفرادی آواز کی وجہ سے پہچانے جاتے ہیں۔ سرخ گلاب اور بدر منیر کے نام سے ان کی تمام غزلوں اور نظموں پر مشتمل کلیات ۲۰۰۵ء میں سنگ میل کی طرف سے شائع ہوا جس میں ان کے شعری مجموعے پیاس کا صحرا، رادار، بہرام کی واپسی، حاجی بھائی پانی والا اور نئی غزلیں نئی نظمیں شامل ہیں۔ ۲۰۰۴ء میں غزل ہے شرط کے عنوان سے ان کی غزلیں شائع ہوئیں۔ اس مقالے میں ساقی فاروقی کی غزل کا مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	ساقی فاروقی، اردو غزل، غزل ہے شرط، سرخ گلاب اور بدر منیر
کنول، محمد نواز	عبدالعزیز خالد کی غزل (فکری و فنی مطالعہ)	۱۳۱ تا ۱۴۶	عبدالعزیز خالد کا نام ان بڑے شعرا کی فہرست میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے جنھوں نے روایت اور اپنی انفرادی صلاحیتوں کے خوبصورت امتزاج سے اردو شاعری کو نئے محرکات اور نئے امکانات سے آشنا کیا ہے۔ عبدالعزیز خالد نے حسن و عشق کے مختلف پہلوؤں کو انسانی نفسیات اور نفسیاتی حقیقتوں کے آئینے میں اس طرح اجاگر کیا ہے کہ روایتی اسلوب کے باوجود ان میں انفرادی وقار اور شان نمایاں ہے۔ اس مقالے میں عبدالعزیز خالد کی غزل کا فکری و فنی مطالعہ کیا گیا ہے۔	عبدالعزیز خالد، اردو غزل، اسلامیت، وفا راشدی، رومانویت
ملک، عبدالعزیز	تانیثیت پسندی اور آزادی سے قبل اردو ناول	۱۹۳ تا ۲۰۸	حقیقت میں تانیثیت پسندی عورت کے شعور ذات کی پیداوار ہے۔ اس مکتبۂ فکر کے نزدیک عورت ہمیشہ تاریخ کے دائرے کے حاشیے پر رہی ہے اسے مرکز میں جگہ نہیں ملی۔ تانیثیت کا ادب پر براہِ راست اثر پڑا ہے۔ اس مقالے میں اردو ناول میں تانیثی عناصر کو زیرِ بحث لایا گیا ہے جس کو واضح کرنے کے لیے اس مضمون کو مختلف حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے جس میں تانیثیت کا تاریخی و تہذیبی پس منظر، تانیثیت کی بین الاقوامی تحریک اور اردو ناول میں تانیثی عناصر شامل ہیں۔	تانیثیت، پریم چند، نذیر احمد، راشد الخیری، رسوا، اردو ناول
ناز، ناہید	طنز و مزاح کی روایت اور ڈاکٹر سلیم اختر کا کلام	۱۴۷ تا ۱۵۶	ڈاکٹر سلیم اختر ہمہ جہت تخلیقی شخصیت کے مالک ہیں۔ وہ نفسیات، تنقید، سفر نامہ، تاریخ زبان و ادب اور آپ بیتی سمیت ہر صنف اور ہر موضوع پر درجنوں مضامین اور مقالات قلم بند کر چکے ہیں۔ ان کے اسلوب میں ایک	سلیم اختر، کلام نرم و نازک، اردو طنز و

	نرم و نازک		خاص طرح کی شگفتگی اور طنز و مزاح ہے۔ان کے باقاعدہ طنزیہ مضامین کا مجموعہ کلام نرم و نازک کے نام سے ۱۹۷۶ء میں شائع ہوا جب کہ دوسرا مجموعہ طنزانیہ کے نام سے مرتب کیا تھا لیکن کچھ وجوہات کی وجہ سے یہ شائع نہ ہو سکا۔ چناں چہ ڈاکٹر سلیم اختر نے خود دونوں مجموعوں میں شامل مضامین کو یک جا کر کے کلام نرم و نازک کے عنوان سے سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور کے زیرِ اہتمام ۲۰۰۴ء میں شائع کرایا۔اس مقالے میں ڈاکٹر سلیم اختر کی اسی طنزیہ کتاب کا محاکمہ کیا گیا ہے۔	مزاح، طنزانیہ
ناہید، قیصرہ	مولوی عبدالحق بطور تدوین کار	۶۷ تا ۷۶	مولوی عبدالحق کے ہاں تحقیق اور تدوینِ متن کی سوجھ بوجھ حیران کن حد تک موجود تھی۔ اردو میں صحیح معنوں میں تدوین متن کے ساتھ ساتھ تجزیاتی مطالعے کا آغاز انھوں نے ہی کیا۔ان کے سامنے تدوین متن کے نمونے یکسر نہ تھے۔ نہ اس دور میں تحقیق و تدوین کے وہ آلات میسر تھے، نہ سہولیات، جو آج میسر ہیں۔اس کے باوجود مولوی عبدالحق نے سولہ کتب کی تدوین کا فریضہ سرانجام دیا۔اس مقالے میں مولوی عبدالحق کی مدون کتب کا تنقیدی جائزہ لے کر اردو تدوین میں مولوی عبدالحق کا مقام و مرتبہ متعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔	باباے اردو مولوی عبدالحق، تدوین متن، سب رس، قطب مشتری، باغ و بہار
نبیل، نبیل احمد	مجید امجد کی نظم "فرد"، "ننھی بھولی" اور "یہ دو پیسے" کا تجزیاتی مطالعہ	۲۷۵ تا ۲۸۳	مجید امجد جدید اردو شاعری کا اہم نام ہے۔ان کی نظمیں جدید اردو شاعری میں اہم اضافہ ہیں۔اس مقالے میں ان کی تین نظموں "فرد"، "ننھی بھولی" اور "یہ دو پیسے" کا فنی و فکری مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ ان تینوں نظموں میں مشترک طور پر جبر و ظلم کے مضامین کو بیان کیا گیا ہے۔ مجید امجد نے ظلم و جبر کو اپنے خاص موضوع کے تحت بیان کیا ہے۔ان نظموں کا کینوس بہت وسیع ہے اور ان نظموں کو ایک خاص تناظر سے اس مقالے میں بیان کیا گیا ہے۔	مجید امجد، فرد، ننھی بھولی، یہ دو پیسے، جدید اردو شاعری
نورین، فاخرہ	آپ بیتی، یادداشتوں اور ڈائری کے ترجمے کے مسائل	۲۸۵ تا ۳۰۲	آپ بیتی، یادداشتیں اور ڈائری اپنی نوعیت کے اعتبار سے ایک جیسی ہی اصناف ادب ہیں جو کسی فرد کی اپنی ذات اور گرد و پیش کی زندگی کو قلم بند کرنے کی ہی کوشش ہے۔ غیر افسانوی اصناف ادب چوں کہ حقائق کی پیش کش اور ان کو محفوظ رکھنے کی خصوصیت رکھتا ہے اس لیے ان کا ترجمہ بھی اس مقصد کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ہی کیا جاتا ہے۔ ڈائری، خود نوشت اور یادداشتوں کے ترجمے میں مترجم کو یا تو وہ تصویر پیش کرنی پڑتی ہے جو مصنف کی مرضی کے مطابق ہو یا وہ ایسی تصویر پیش کرے گا جو مترجم کے ذاتی مقاصد پر پورا اترتی ہو۔اس مقالے میں اسی حوالے سے ترجمے کی مشکلات بیان کی گئی ہیں۔	ترجمہ نگاری، ڈائری، آپ بیتی، یادداشت، ڈارون، قائداعظم، ہٹلر،
نوید، محمد	سرمد صہبائی کے دو	۳۰۹	سرمد صہبائی شاعر، ٹی وی ڈراما نگار، فلم نگار، ہدایت کار اور جدید اردو اسٹیج ڈراما	سرمد صہبائی،

	غیر مطبوعہ اردو اسٹیج ڈرامے ("اشرف المخلوقات" اور "حبش")	تا ۲۲۲	نگار کے طور پر اپنی مسلم حیثیت رکھتے ہیں۔ انھوں نے طبع زاد جدید اردو اسٹیج ڈرامے کی ایک پختہ روایت قائم کی۔ اسٹیج کی جدید تکنیک، اسٹیج پر موسیقی کا استعمال، روشنیوں اور سیٹ کے استعمال میں، منفرد اسلوب میں علامتوں اور استعاروں سے جدید اردو اسٹیج ڈرامے کو ایک منفرد اور اچھوتا اسلوب بخشا۔ اس مقالے میں ان کے دو غیر مطبوعہ ڈراموں "اشرف المخلوقات" اور "حبش" کا فنی و فکری اور تکنیکی تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔	اشرف المخلوقات، حبش، اردو اسٹیج ڈراما
ہاشمی، طارق محمود	فارغ بخاری کی شخصی مرقع کشی	۱۷۱ تا ۱۷۹	فارغ بخاری نے جہاں اردو ادب کے مختلف گوشوں میں اپنی حیثیت کو نمایاں طور پر شمار کرایا ہے۔ وہاں خاکہ نگاری کے سلسلے میں بھی نہ صرف اپنی صلاحیتوں کا اعتراف برصغیر پاک و ہند کے اردو داں طبقے سے کرایا ہے بلکہ تحریر کے اس میدان میں ادبیاتِ سرحد کی پہچان بن گئے ہیں۔ فارغ بخاری کے خاکوں کے دو مجموعے شائع ہوئے ہیں۔ پہلے مجموعے کا نام البم رکھا گیا ہے جب کہ دوسرے مجموعے کو پہلے مجموعے کی نسبت سے دوسرا البم کا نام دیا گیا ہے۔ اس مقالے میں ان دونوں کتابوں کے حوالے سے فارغ بخاری کی شخصی مرقع کشی کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	فارغ بخاری، خاکہ نگاری، البم، دوسرا البم
ہرل، ظفر حسین	شاہی دور کی لکھنوی تہذیب کی فکری بنیادیں	۱۰۵ تا ۱۱۷	شہر لکھنؤ جو خطۂ اودھ کا سیاسی مرکز رہا ہے۔ اس کا سماجی ارتقا مختلف مذہبی، معاشرتی، معاشی، تاریخی اور جغرافیائی عوامل کا نتیجہ ہے۔ انھی عوامل کی وجہ سے دبستانِ لکھنؤ کی بنیاد بھی پڑی لیکن اصل میں لکھنؤ میں جتنی بھی ادبی و تہذیبی ترقی ہوئی وہ شاہی دور کی دین ہے۔ شاہی دور میں لکھنؤ نے ہر قسم کے فنون اور معاشرتی رسم و رواج میں باقی ہندوستان سے الگ اور منفرد اسلوب اپنایا، اور اپنی اس انفرادیت کی بنیاد پر لکھنؤ ہند اسلامی گنگا جمنی تہذیب کا گہوارہ بن گیا۔ اس مقالے میں شاہی عہد میں لکھنؤ میں ہونے والے فکری ارتقا کا مفصل جائزہ لیا گیا ہے۔	شاہی دور، لکھنو، لکھنوی تہذیب، اودھ، شجاع الدولہ، برہان الملک

الحمد:٦(٢٠١٦ء)

مدیر: توصیف تبسم، شعبۂ اُردو، الحمد اسلامک یونی ورسٹی، اسلام آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
احمد، رشید	تلمیحات مراثی انیس و دبیر...... تقابلی تجزیہ	٢١٦ تا ٢٢٠	میر انیس اور مرزا دبیر کا شمار اردو کے سرفہرست مرثیہ نگاروں میں ہوتا ہے۔ ان کے مرثیے فنی اور اسلوبیاتی حوالے سے اپنی مثال آپ ہیں۔ دونوں کے مرثیوں میں تلمیحات کا ایک بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ دونوں نے تاریخی، مذہبی، سلاطین و بادشاہوں اور مکانی تلمیحات زیادہ استعمال کی ہیں۔ دونوں مرثیہ نگاروں کے ہاں واقعہ کربلا اور اہلِ بیت سے متعلق تلمیحات زیادہ نمایاں ہیں۔ لیکن مرزا دبیر کے مرثیوں میں مستعمل تلمیحات میں تنوع اور رنگارنگی میر انیس کے مرثیوں کی بہ نسبت کہیں زیادہ اور واضح انداز میں ہے۔ اس مقالے میں میر انیس اور میر زا دبیر کے مرثیوں میں موجود تلمیحات کا تنقیدی تجزیہ کیا گیا ہے۔	تلمیحات، میر انیس، مرزا دبیر، مرثیہ، واقعہ کربلا
اکبر، سمیرا	برٹش براڈکاسٹنگ کارپوریشن کی اردو سروس—آغاز و ارتقا	١٦٤ تا ١٧٠	برٹش براڈکاسٹنگ سروس (بی۔ بی۔ سی) دنیا کے معروف، معتبر، غیر جانب دار اور مؤثر نشریاتی اداروں میں سے ایک ہے۔ بی۔ بی۔ سی کی اردو سروس دوسری عالمی جنگ عظیم کی مرہونِ منت ہے۔ دوسری جنگ عظیم کی ہولناکیاں اور تباہیاں اپنی جگہ مگر اس کی بدولت بی۔ بی۔ سی اور بعض دوسرے غیر ملکی نشریاتی اداروں کے وسیلے سے اردو زبان کو بین الاقوامی زبان کا درجہ حاصل ہوا۔ بی بی سی کا شعبۂ اُردو گذشتہ ستر سالوں سے اردو زبان کی خدمت سرانجام دے رہا ہے۔ اس مقالے میں بی۔ بی۔ سی کی اردو سروس کے آغاز وارتقا پر مفصل روشنی ڈالی گئی ہے۔	بی۔ بی۔ سی، لندن، یاور عباس، سدھو بھائی، اردو سروس
انجم، نادیہ / بلوچ، اصغر علی	اردو اور پنجابی زبان کے لسانی روابط	٢٦٥ تا ٢٧١	برصغیر کے خطے میں بولی جانے والی مختلف زبانوں کی بیش تر اقدار ایک جیسی ہیں چوں کہ ان کا تعلق ہند آریائی خاندان سے ہے اس لیے ان کا منبع اور ماخذ ایک ہی ہے۔ ان زبانوں کا لسانی و لغوی اشتراک پایا جاتا ہے۔ پنجابی اور اردو بھی ایک ہی خاندان سے ہیں۔ ان دونوں زبانوں کے لسانی ڈھانچے تقریباً ایک جیسے ہیں۔ دونوں زبانوں کے حروف تہجی میں مماثلت ہے۔ صوتیات ایک جیسی ہیں۔ یہاں تک کہ ذخیرۂ الفاظ، رسم الخط، محاورات، ضرب الامثال اور گرامر میں بھی اشتراک موجود ہے۔ اس مقالے میں اسی حوالے سے اردو اور پنجابی زبان کے لسانی اشتراک پر بحث کی گئی ہے۔	اردو زبان، پنجابی زبان، اردو زبان کا لسانی اشتراک

انوار، فوزیہ	منشا یاد کے افسانوں میں منفی کردار	۳۱۱ تا ۳۱۸	رومانوی اور وجودی افسانہ نگاروں میں منشا یاد کو بہت اہم مقام حاصل ہے۔ منشا یاد کے افسانوں کے موضوعات میں تنوع ہے۔ ان کے افسانوں کے کرداروں میں کئی طرح کے منفی کردار نظر آتے ہیں جو انسانی اقدار کی پامالی، سیاسی اور سماجی جبریت، طبقاتی تشدد جیسی صورتِ حال کی عکاسی کرتے ہیں۔ منشا یاد کے کردار زندگی کے ہر طبقے سے تعلق رکھتے ہیں اور وہ ان کرداروں کی مدد سے زندگی کے مسائل کو بہت خوب صورتی سے پیش کرتے ہیں۔ اس مقالے میں منشا یاد کے افسانوں میں منفی کرداروں کا تنقیدی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	منشا یاد، اردو افسانہ، ماس اور مٹی، وقت سمندر، درخت آدمی، تماشا
بشیر، سعدیہ	اردو داستانوں کے نسوانی کرداروں کا تہذیبی مطالعہ	۲۲۱ تا ۲۳۶	داستانیں اپنے تہذیبی شعور سے پہچانی جاتی ہیں۔ اسی لیے ان میں پیش کی جانے والی زندگی حقیقت سے تعلق نہ رکھنے کے باوجود مثالی حیثیت ضرور رکھتی ہیں۔ اس ضمن میں اردو ادب کی دو بڑی داستانیں سرفہرست ہیں یعنی باغ و بہار اور فسانۂ عجائب دونوں داستانوں نے اپنے عہد کو زندہ کر دیا ہے۔ ان دونوں داستانوں میں مرد کرداروں کے شانہ بشانہ نسوانی کردار بھی عمدہ طریقے سے اپنے عہد کی عکاسی کرتے ہیں۔ اس مقالے میں ان دونوں داستانوں کے نسوانی کرداروں کا تہذیبی مطالعہ کیا گیا ہے۔	اردو داستان، باغ و بہار، فسانۂ عجائب، ملکہ مہر نگار، انجمن آرا، ماہ طلعت
ترابی، نثار	اے نشۂ ظہور — تخلیقی جمال سے مزین ایک مختصر سفر نامہ	۲۵ تا ۳۱	اے نشۂ ظہور ڈاکٹر سلیمان علی کا ایک اہم سفر نامہ ہے۔ ڈاکٹر سلیمان علی شعبۂ تدریس سے وابستہ ہیں۔ اس سفر نامے میں انتخاب عنوان کی ترکیب کے اعتبار سے شعوری یا لاشعوری اتباعِ اسلاف کی مثالیں نظر آتی ہیں۔ جب تک دیباچے یا فلیپ کی عبارت کا مطالعہ نہ کر لیا جائے معلوم نہیں ہوتا کہ یہ کتاب در حقیقت علمی سفر کی روداد ہے۔ کار گزاری قصہ خوانی اور سفر نامے کی طرز کی کوئی تحریر ہے۔ اس مقالے میں ڈاکٹر سلیمان علی کے سفر نامے اے نشۂ ظہور میں موجود ادبی خوبیوں کا کھوج لگاتے ہوئے ان کے فکری و فنی مقام کے تعین کی کوشش کی گئی ہے۔	اے نشۂ ظہور، سلیمان علی، اردو سفر نامہ، ڈاکٹر ظہور احمد اعوان
حسین، احمد/ ہاشمی، منور	احمد ندیم قاسمی کا ایک خاص افسانوی کردار (پرمیشر سنگھ)	۳۱۹ تا ۳۲۷	احمد ندیم قاسمی کا افسانہ "پرمیشر سنگھ" نومبر ۱۹۵۲ء میں لکھا گیا تھا جب فسادات کو گزرے چار سال ہو چکے تھے۔ اگر اس افسانے کو تقسیم ہند کے موقع پر ہونے والے فسادات کا منظر نامہ کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔ اس کا مرکزی کردار پرمیشر سنگھ ہے۔ پرمیشر سنگھ کا کردار آفاقی محبت کی علامت ہے جس کی نگاہ میں تمام انسان اپنے اپنے مذہب کی پابندی کا حق رکھتے ہیں۔ پرمیشر نے اس افسانے میں ایک زندہ کردار کی حیثیت سے اپنے آپ کو منوایا ہے۔ مقالے میں اس کردار کا مختلف پہلوؤں سے جائزہ لیا گیا ہے۔	ترقی پسند تحریک، احمد ندیم قاسمی، پرمیشر سنگھ، اردو افسانہ
رحمٰن، شہناز	آخری سواریاں:	۲۴۴	قرۃ العین حیدر کے بعد جس طرح شمس الرحمٰن فاروقی نے قدیم تاریخ و تہذیب	آخری

	ایک مطالعہ	تا ۲۵۳	کو ناول میں پیش کیا ہے۔ اُسی بیانیہ طرز کو مد نظر رکھتے ہوئے سید محمد اشرف نے اپنا ناول آخری سواریاں تحریر کیا ہے۔ یہ ناول اپنے موضوع اور پیش کش کی وجہ سے ممتاز و منفرد اہمیت کا حامل ہے۔ اس مقالے میں ناول کے عنوان اور تھیم کے معنوی ربط اور فنی مضمرات پر بحث کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ یہ ایک وسیع کینوس کا ناول ہے جس میں موضوع، اسلوب اور زبان و بیان کی سطح پر نئے تجربات کیے گئے ہیں۔	سواریاں، سید محمد اشرف، تیمور، اردو ناول، کئی چاند تھے سر آسماں
سرا، محمد اکرام	اقبال کی نظموں میں وجودی تصورات	۱۵۱ تا ۱۵۶	اقبال کی فکری آبیاری میں ایک طرف نطشے اور برگساں کے اثرات ہیں تو دوسری طرف رومی اور غزالی کے افکار کی بازگشت ہے۔ مشرق و مغرب کی اس فکری آمیزش نے اقبال کے مخصوص تصورات تشکیل دیے ہیں۔ ان تصورات میں نئے آدم کی آمد اور اس کے نتیجے میں نئے سماج کی تشکیل و تعمیر کا حوالہ موجود ہے۔ اقبال کے ہاں نئے آدم کی آمد اور فطرت کی تسخیر اس کا وجودی روّیہ ہے۔ اقبال کا مرد مومن خدا کی چھتری تلے اپنے وجود کا متمنی ہے جو معنیٔ کائنات بھی ہے۔ اس مقالے میں علامہ اقبال کی نظموں میں وجودی تصورات تلاش کرنے کی سعی کی گئی ہے۔	وجودیت، علامہ اقبال، نیا آدم، کلام اقبال، اقبالیات، سپرمین
سراج، یاسمینہ	فیض اور امن	۴۵ تا ۵۲	فیض ترقی پسند تحریک کے ایک اہم رکن تھے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ ادب و شاعری کے ذریعے معاشرتی، اقتصادی اور سماجی عدل و مساوات کا پرچار کیا جائے۔ اس مقصد کے لیے وہ انسانی قدروں کی پامالی کے خلاف بھی بولتے رہے۔ فیض احمد فیض امن کے علم بردار تھے اور دنیا میں امن و آشتی چاہتے تھے۔ اس مقالے میں فیض احمد فیض کی شاعری اور ان کے مختلف مقالوں سے ان کے امن پسند نظریات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	فیض احمد فیض، امن، اردو شاعری، فلسطین، ترقی پسند تحریک
سعید، سعادت	پاکستان، عصر نو اور اقبال کے تصورات	۸ تا ۱۹	علامہ اقبال نے مسلمانوں کے لیے جس نوع کی ریاست کا خواب دیکھا تھا اس میں انسانیت کے حوالے سے تین باتوں کا ہونا ضروری ہے۔ ایک کائنات کی روحانی تعبیر، دوسرے فرد کی روحانی آزادی اور تیسرے آفاقی اہمیت کے وہ اصول جو انسانی معاشرے کی نشو و نما کو روحانی بنیادیں فراہم کریں۔ ان کا خیال تھا کہ جدید مغربی فکر نے ان بنیادوں پر تصوراتی نظام کی صورت گری کی ہے۔ اقبال نے اپنے دور کے پس منظر میں جن خیالات کا اظہار کیا تھا آج کے دانش وران کے بتائے ہوئے رستے پر چل کر عصری مسائل کے حوالے سے اسی قسم کے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں۔ اس مقالے میں عصر نو کے حوالے سے علامہ اقبال کے تصورات کا جائزہ لیا گیا ہے۔	پاکستان، عصر نو، علامہ اقبال، بانگ درا، تصوراتِ اقبال، اقبالیات
سہیل، سلیم	طلسمانہ	۸۸	ادب حقیقت کا حال ہو یا طلسمانہ کا۔ ادب تو ادب ہے۔ فرد کی جذباتی تہذیب	طلسمانہ،

	(Fantasy) اور اردو داستان میں مشترک عناصر	تا ۹۹	کے وسیلوں میں سے بڑا وسیلہ، طلسمانہ ان داستانوں میں لاشعوری محرکات کو شعور میں لاتا ہے۔ غزل، مثنوی قصیدہ، داستان، سبھی اصناف ایک انسان کی تہذیبی زندگی کو متشکل کرنے کے سہارے ہیں۔ طلسمانہ ان تمام اصناف میں انسان کی اعلیٰ ترین صلاحیت جو تخیل سے تعبیر ہے، کو ابھارتا ہے۔اس مقالے میں فینٹسی اور اردو داستان میں مشترک عناصر کو تلاش کیا گیا ہے۔	اردو داستان، گل گامش، اوڈیسی، فینٹسی
شاہ، سید زبیر	اردو افسانے کی سماجی بنیادیں	۱۸۷ تا ۲۰۳	اردو افسانے میں کہانی کی بنیاد زمینی حقائق اور سماج ہے۔ ابتدائی طور پر ہی پریم چند کے افسانوں میں سیاسی اور سماجی رویوں کی جتنی عمدہ عکاسی ملتی ہے اتنی کسی اور صنف ادب میں نظر نہیں آتی۔ پریم چند کو دیکھتے ہوئے علی عباس حسینی، اعظم کریوی، حامد اللہ افسر، حیات اللہ انصاری، عبدالمجید سالک، کلیم افغانی، رضا ہمدانی اور فارغ بخاری نے عمدہ افسانے تحریر کیے اور یوں اردو افسانے کو ابتدا میں ہی ایسی بنیاد مل گئی جس پر بعد میں ایک مضبوط عمارت منٹو، عصمت اور عہد جدید کے افسانہ نگاروں نے قائم کی۔ اس مقالے میں اردو افسانے کا سماجی تناظر پیش کیا گیا ہے۔	اردو افسانہ، پریم چند، سجاد حیدر یلدرم، منٹو، عصمت چغتائی، کرشن چندر
شہزاد، عارفہ	انگریزی میں انیس شناسی	۱۰۰ تا ۱۰۷	اردو زبان میں انیس کی شاعری کی تنقید کے حوالے سے مضامین اور کتب کی طویل فہرست نظر آتی ہے۔ جب کہ انگریزی میں انیس کے حوالے سے محض تین کتب دستیاب ہیں۔ اردو شعرا میں سب سے زیادہ کتب انیس پر ہی لکھی گئی ہیں، لیکن اس سلسلے میں غالب و اقبال کو استثنا حاصل ہے۔ اس مقالے میں میر انیس پر لکھی گئی انگریزی زبان کی تینوں کتب کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔	میر انیس، انگریزی زبان، اردو مرثیہ، غلام امام علی جواد، ضمیر اختر نقوی
صغیر، زرتاشیہ/ ہاشمی، طارق محمود	اقبال کی غزل میں فلسفۂ اخلاق	۲۹۱ تا ۲۹۹	اقبال نے اپنے کلام میں انسان کو پیغام دیا ہے کہ انسان کی انفرادی و اجتماعی زندگی میں اخلاقیات کو خاص مقام حاصل ہے۔ ان کے نزدیک قوم کی ترقی کا انحصار اخلاقیات پر ہے۔ اقبال اپنے معاشرے کے اقتصادی و معاشی مسائل سے بخوبی آگاہ ہیں اور چوں کہ وہ ان مسائل کو اخلاقی اقدار سے الگ کر کے نہیں دیکھتے۔ اس لیے ان کے نزدیک اخلاقی شعور پیدا کر کے ہی زندگی کے تمام سیاسی، اقتصادی و معاشرتی مسائل کا حل ممکن ہے۔ اس مقالے میں اقبال کی غزل میں فلسفۂ اخلاق کی نشان دہی کی گئی ہے۔	علامہ اقبال، اقبالیات، فلسفۂ اخلاق، خودی، غزل اقبال
عابد، فرح/ ہاشمی، طارق محمود	افضال احمد سید کی نظم میں شعریات رزم	۳۰۰ تا ۳۱۰	۷۰ء کی دہائی سے تعلق رکھنے والے نظم نگاروں میں رزمیہ شاعری اور عظیم شعری تجربے کے حامل شعرا میں افضال احمد سید نمایاں نظر آتے ہیں۔ انھوں نے بیانیہ اور مکالماتی انداز اختیار کیا۔ چوں کہ ان کی بیشتر نظمیں ۱۹۷۰ء میں بیروت میں قیام کے دوران آنکھوں دیکھے مشاہدات کی ترجمان ہیں اسی لیے ان	افضال احمد سید، اردو نظم، رابرٹ کلائیو، مٹی کی کان،

			کی نظموں کی مجموعی فضا استعاراتی اور علامتی ہے۔ ان کی نظموں میں تواتر کے ساتھ قیدیوں کی ویز، سرچ لائٹس، سیکیورٹی ایجنسیز، درختوں سے لٹکتی لاشوں، ڈیتھ سرٹیفکیٹس، رینجرز، پولیس اور اس نوعیت کے دیگر الفاظ استعمال کیے ہیں جو اس دور کی عسکری جارحیت کے ترجمان ہیں۔ اس مقالے میں افضال احمد سید کی نظموں کا تنقیدی مطالعہ کیا گیا ہے۔	
علی، شیر	افتخار عارف کی شاعری	۳۲۸ تا ۳۳۴	افتخار عارف کا کلام اپنے ڈکشن، لہجے اور طرز اظہار کے حوالے سے مخصوص انفرادیت کا حامل ہے۔ افتخار عارف کی شاعری روایت کے کلی ادراک اور پاس داری کے ساتھ ساتھ عصر حاضر کی تمام پیچیدگی اور جدت آفرینی کی بہترین مثال ہے۔ ان کے شعر کا آہنگ اپنی مخصوص لفظیات، تشبیہات، استعارات اور علامتی نظام کی بنا پر خاص انفرادیت کے ساتھ غضب کی تاثیر کا حامل ہے۔ اس مقالے میں افتخار عارف کی شاعری کا تنقیدی مطالعہ کیا گیا ہے۔	افتخار عارف، اردو غزل، واقعہ کربلا، مہر دو نیم، حرف باریاب
قاضی، فرحانہ	حالیؔ کی غزل میں عاشق کے تصور کی مقصدی کڑیاں	۱۰۸ تا ۱۲۶	حالیؔ نے ۱۸۵۷ء کے انقلاب کے بعد زمانے کے مزاج کو سمجھ کر نہ صرف مضامین غزل میں تبدیلی کا نعرہ بلند کیا بلکہ خود بھی کلاسیکی مزاج کی قربانی دے کر جدید طرز کی غزل گوئی شروع کی۔ یہیں سے عاشق کے انقلابی تصور کا آغاز ہوتا ہے جس نے نہ صرف ادب میں نمایاں تبدیلی سے ہمیں روشناس کرایا بلکہ پوری زندگی میں مقصدیت اور حرکت و عمل کا عنصر بھی شامل کر دیا۔ انھوں نے عشقیہ موشگافیاں ترک کر کے ذاتی تجربات اور حیات و کائنات کے مسائل کو موضوع بنایا اور اس طرح روایتی تصور عاشق میں انقلابی تبدیلی کا آغاز کیا۔ اس مقالے میں حالیؔ کے اسی تصور عاشق کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔	تصور عاشق، مولانا الطاف حسین حالی، اردو شاعری، کلاسیکی غزل
کنول، محمد نواز	اقبال اور رومانویت	۱۲۷ تا ۱۴۴	اقبال کی ابتدائی تربیت عربی اور فارسی کے گہواروں میں ہوئی تھی۔ وہ ان نوافلاطونی افکار سے جن کا اظہار فارسی اور اردو کے قدیم شعرا کے ہاں بھی ملتا ہے، متاثر تھے۔ یونی ورسٹی کی تعلیم کے دوران اقبال مغرب کے رومانی شعرا سے متعارف ہوئے۔ چناں چہ وہ نہ صرف اس شاعری سے متاثر ہوئے بلکہ رومانویت نے ان کے ذہن و قلب پر بھی تسلط جما لیا۔ مخزن کی رومانوی لطافت نے اقبال پر واضح اثر ڈالا۔ چناں چہ ان کی ابتدائی شاعری صرف آرزوؤں اور تمناؤں کی شاعری ہے۔ اس مقالے میں اقبال کے رومانوی افکار کا جائزہ لیا گیا ہے۔	رومانویت، علامہ اقبال، حسن ازل، مسجد قرطبہ، پیام مشرق
کوکب، فرزانہ / احمد، شفیق	خط کی تکنیک اور مجنوں گورکھپوری کا ناول سراب	۱۵۷ تا ۱۶۳	ایسے ناول جو خط کی تکنیک استعمال کرتے ہوئے لکھے جائیں انھیں اردو میں مکاتیبی ناول کہتے ہیں۔ اردو میں خطوط کی تکنیک مغرب سے آئی ہے۔ اس تکنیک کا استعمال عبدالحلیم شرر، قاضی عبدالغفار اور مجنوں گورکھپوری کے ہاں	خط کی تکنیک، مجنوں گورکھپوری،

			ملتا ہے۔ مجنوں گورکھپوری کے بیش تر ناول انگریزی سے ماخوذ ہیں مگر ان کا ناول سراب جو خط کی تکنیک میں لکھا گیا ہے، ایک طبع زاد ناول ہے۔ اس ناول میں مختلف کرداروں کے بیس خطوط شامل ہیں جن کے ذریعے ناول کی کہانی آگے بڑھتی ہے۔ اس مقالے میں خط کی تکنیک کو مدنظر رکھتے ہوئے ناول سراب کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔	سراب، لیلیٰ کے خطوط، ایوان، مکاتیبی ناول
گل، ثمینہ	اردو کا پہلا منظوم سفر نامہ	۲۳۷ تا ۲۴۳	اردو ادب میں نثری سفر نامے خصوصی اہمیت کے حامل ہیں تاہم نثری سفر ناموں کے ساتھ ساتھ منظوم سفر نامے بھی لکھے گئے ہیں۔ ڈاکٹر نواز کاوش نے قاضی عارف حسین کے منظوم سفر نامے گلزار عرب (غیر مطبوعہ) کو پہلے منظوم سفر نامے کے طور پر پیش کیا ہے۔ قاضی عارف کا یہ منظوم سفر نامہ ۱۸۸۶ء میں لکھا گیا جب کہ ڈاکٹر قدسیہ قریشی کے مطابق مثنوی نادر پہلا منظوم سفر نامہ ہے۔ اس مقالے میں مقالہ نگار نے ان دونوں محققین کی تحقیق کو رد کرتے ہوئے میر تقی میر کی مثنوی نسنگ نامہ کو پہلا منظوم سفر نامہ قرار دیا ہے اور اسی کا تنقیدی مطالعہ اس میں پیش کیا گیا ہے۔	منظوم سفر نامہ، گلزار عرب، مثنوی نادر، نسنگ نامہ، میر تقی میر
مصطفی، اسد	برطانوی نظام تعلیم میں اردو زبان کی تدریس، معیار و مسائل	۲۵۴ تا ۲۶۴	برطانیہ میں طلبہ کے لیے ایک خاص عمر تک دوسری زبانوں کی تعلیم حاصل کرنا لازمی ہے۔ یہاں اردو کو جدید زبانوں میں شمار کیا جاتا ہے اور یہ اسکولوں میں پڑھایا جانے والا چھٹا مقبول ترین مضمون ہے۔ ہر سال کوئی نہ کوئی نیا اسکول اردو کو بحیثیت جدید غیر ملکی زبان کے متعارف کراتا ہے۔ فرانسیسی، جرمن یا ہسپانوی کی جگہ بچے اردو زبان منتخب کر سکتے ہیں۔ اردو برطانیہ کے سکولوں میں (ماڈرن فارن لینگویج) کے طور پر پچھلے کئی سالوں سے پڑھائی جارہی ہے مگر اس کی تدریس کے دوران اساتذہ کو کئی طرح کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس مقالے میں انھی مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے۔	برطانوی نظام تعلیم، تدریس اردو، تعلیمی نظام، ماڈرن فارن لینگویج، اردو زبان
ملک، عبدالستار	اردو انشا کی تدریس	۱۷۱ تا ۱۸۶	تدریس انشا زبان کا ایک اہم جزو ہے۔ انشا کے ذریعے ہی طلبہ کو اپنی فطری قوتوں کے اظہار کا موقع ملتا اور جذبات و خیالات کے بیان کا سلیقہ آتا ہے۔ ان کی تخلیقی اور تعمیری صلاحیتوں کو جلا ملتی ہے اور ان میں تنقید و تحسین کی قابلیت پیدا ہوتی ہے۔ اس مقالے میں اردو انشا کے حوالے سے تحریری و تقریری انشا میں تخصیص کی گئی ہے۔ تقریر میں گفتگو کے آداب اور تحریر میں مضمون نویسی، کہانی، خط، درخواست، مکالمہ، رسید، روداد، آپ بیتی اور تلخیص کے حوالے سے مفصل بحث کی گئی ہے۔	اردو انشا، مضمون نویسی، تلخیص، روداد، مکالمہ، تدریس انشا
ناز، اقلیمہ	بانو قدسیہ کے افسانوں میں مابعد	۵۳ تا	بانو قدسیہ اردو افسانہ نگاروں میں ایک نمایاں حیثیت رکھتی ہیں۔ محبت ان کے افسانوں کا بنیادی موضوع ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان کے افسانوں میں	اردو افسانہ، بانو قدسیہ،

	الطبیعاتی عناصر	۶۵	تصوف کی روحانی و باطنی کیفیات کا ذکر پوری توانائی کے ساتھ سامنے آیا ہے۔ یہی متصوفانہ رنگ ان کے افسانوں میں مابعدالطبیعاتی عناصر پیدا کرتا ہے۔ انھوں نے اپنے افسانوں میں ماورائی نقطۂ نظر کو سامنے رکھتے ہوئے ماضی پسندی، فرد کے باطنی کرب اور اس کی روحانی سطح پر مراجعت کو اس جامعیت کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ان کا افسانہ مابعدالطبیعاتی جہات کا حامل بن گیا ہے۔ اس مقالے میں بانو قدسیہ کے افسانوں میں مابعدالطبیعاتی عناصر کا جائزہ لیا گیا ہے۔	مابعدالطبیعیات. کیمیا گر، نیلوفر
ناشاد، ارشد محمود	چھاچھی بولی: لسانی وادبی جائزہ	۳۲ تا ۴۴	صوبۂ پنجاب کے انتہائی شمالی مغرب میں ضلع اٹک کا ایک زرخیز خطہ ''چھچھ'' آباد ہے جس میں بولی جانے والی زبان کو چھاچھی کہا جاتا ہے۔ یہ نام اس زبان کو بیسویں صدی میں ملا۔ اس سے قبل اس بولی کو متعدد ناموں جیسے ہندکی، ہندی، ہندکو اور پنجابی وغیرہ سے پکارا جاتا تھا۔ اس بولی کا تعلق پنجابی زبان سے ہے اور اپنے خدوخال کے اعتبار سے پنجابی زبان کی دیگر بولیوں جیسے پوٹھوہاری، دھنی، گھیبی، ہندکو، پہاڑی اور ڈوگری وغیرہ سے ملتی ہے۔ اس مقالے میں چھاچھی بولی کا ادبی و لسانی جائزہ لیا گیا ہے۔	چھاچھی بولی، چھچھ، اٹک، لسانیات، ہزارہ، منظور عارف
ناہید، قیصرہ	انیس ناگی کی ناول نگاری	۲۰۴ تا ۲۱۵	انیس ناگی نے ایک درجن سے زائد ناول لکھے۔ ان کے بیش تر ناول البیر کامیو، سارتر، آندرے ژید اور فرانز کافکا کے زیرِ اثر بحران میں پنپنے والی وجودی صورتِ حال کے عکاس ہیں۔ انیس ناگی نے محض واقعات کی ناول نگاری نہیں کی۔ ان کے ناولوں کی دنیا ہم عصریت کی بوباس سے پُر عہدِ جدید کی سانس لیتی اور ہر لمحہ بدلتی ہوئی زندگی ہے جس میں تاریخ کا عمیق مطالعہ بھی شامل ہے۔ اس مقالے میں انیس ناگی کی ناول نگاری کا تنقیدی تجزیہ کیا گیا ہے۔	انیس ناگی، اردو ناول نگاری، زوال، کیمپ، محاصرہ، قلعہ، اردو ناول میں وجودیت
نبیل، نبیل احمد	اردو زبان وادب میں تہذیب و ثقافت کے مباحث (اردو اور مشترکہ ہندوستانی تہذیب و ثقافت) کے خصوصی سیاق و تناظر میں	۶۶ تا ۸۷	تہذیب و ثقافت عموماً اکٹھے یا پھر ایک دوسرے کے متبادل کے طور پر استعمال کیے جاتے ہیں جس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ثقافت کسی بھی معاشرے کے اقدار کی نمائندگی کرتی ہے جو تغیر و تبدل سے عاری ہوتی ہے جب کہ تہذیب ان اقدار پر عمل کرنے کے ذرائع کی نمائندگی کرتی ہے جو تغیر و تبدل سے بھرپور ہوتے ہیں۔ اس مقالے میں ڈاکٹر کامل قریشی کی مرتبہ کتاب اردو اور مشترکہ ہندوستانی تہذیب و ثقافت کے تناظر میں اردو زبان وادب میں تہذیب و ثقافت کے مباحث بیان کیے گئے ہیں۔	تہذیب و ثقافت، اردو زبان، ہندوستانی تہذیب، سید محمود، سنسکرت، ڈاکٹر کامل قریشی
نقوی، صدف	دبستانِ جھنگ—	۲۷۲	جھنگ شعر وادب، عشق و محبت، علم و حکمت، بہادری و جاں بازی کی لازوال	اردو شاعری،

	عصری تناظر	تا ۲۹۰	دھرتی ہے۔ یہ زمین زمانہ قدیم سے علم و ادب کا گہوارہ رہی ہے۔ اردو شعر و ادب کی دنیا میں شہر جھنگ نے اپنی استطاعت کے مطابق حصہ ڈالا ہے۔ اردو زبان کو ممتاز و منفرد صاحب فن شاعر پیدا کرنے کا اعزاز بھی اسی سرزمین کو حاصل ہے۔ شاعری میں جھنگ کی تہذیب و ثقافت کی انھی خوبیوں کی وجہ سے جھنگ رنگ کو دبستان جھنگ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس مقالے میں دبستانِ جھنگ کے مختلف شعرا کے کلام کا تنقیدی مطالعہ کرنے کے ساتھ ساتھ عصر حاضر کے شعرا کا تعارف بھی موجود ہے۔	دبستان جھنگ، سلطان باہو، مجید امجد، ساحر صدیقی، خواجہ محمد زکریا
نگہت، طیبہ	ڈاکٹر سلیم اختر کے افسانوں میں سماجی حقیقت نگاری	۱۴۵ تا ۱۵۰	ڈاکٹر سلیم اختر کثیر الجہات شخصیت کے مالک ہیں۔ ادب میں تاریخ، تنقید، اقبالیات، طنز و مزاح اور افسانہ نگاری ان کے خاص میدان ہیں۔ ڈاکٹر سلیم اختر کے افسانوں کے موضوعات میں خاصا تنوع ملتا ہے۔ وہ زندگی کے سیاسی، سماجی، معاشرتی، نفسیاتی اور جنسی مسائل کو مختلف زاویوں سے دیکھتے ہیں۔ تب اسے افسانے کے قالب میں ڈھالتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بظاہر معمولی نظر آنے والے واقعات بھی معاشرتی سطح کے ساتھ ساتھ ایک نفسی اور داخلی کیفیت کے حامل نظر آنے لگتے ہیں۔ اس مقالے میں ڈاکٹر سلیم اختر کے افسانوں میں سماجی حقیقت نگاری کے مباحث شامل ہیں۔	سلیم اختر، اردو افسانہ، مٹھی بھر سانپ، کاٹھ کی عورتیں، سماجی حقیقت نگاری
ہاشمی، منور	اردو مرثیے کے تیسرے دبستان کا نقیب	۲۰ تا ۲۴	میر انیس اور مرزا دبیر کا عہد اردو مرثیے کے عروج کا زمانہ ہے۔ دونوں نے اس صنف ادب کو بے پناہ مقبولیت سے ہم کنار کیا۔ یہاں تک کہ ان دونوں کو الگ الگ دبستان کی حیثیت حاصل ہوگئی۔ ان دو دبستانوں کی خدمات سے انکار ممکن نہیں ہے مگر انھی کے دور میں مرثیے کا ایک تیسرا دبستان بھی موجود تھا جسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ یہ دبستان مرثیہ ''دبستان عشق'' سے تعبیر کیا جاتا ہے جس کے اہم رکن اور سربراہ سید حسین میرزا عشق تھے۔ عشق نے مرثیے کے دو بڑے دبستانوں کی موجودگی میں نہ صرف خود کو منوایا بلکہ حیرت انگیز طور پر اپنی انفرادیت بھی قائم کی۔ اس مقالے میں ''دبستان عشق'' کی خصوصیات کو بیان کیا گیا ہے۔	میر انیس، مرزا دبیر، دبستان عشق، اردو مرثیہ، سید حسین میرزا عشق

الماس:۱۷(۲۰۱۵ء۔۲۰۱۶ء)

مدیر: محمد یوسف خشک، شعبۂ اُردو؛ شاہ عبداللطیف یونی ورسٹی، خیرپور، سندھ

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
ابراہیم، ابراہیم محمد	مصری معاشرے کی ترقی میں ادب کا کردار ۱۹۵۲ء۔۲۰۱۴ء	۴۲ تا ۸۳	مصر تہذیبی اعتبار سے ایک اہم سرزمین ہے جو مختلف وقتوں میں مختلف تہذیبوں کا مرکز رہی ہے۔ مقالہ نگار نے مقالے میں مصر کی تاریخ کو مختصراً مقدمے کی شکل میں پیش کیا ہے اور مصری معاشرے کی ترقی اور معاشرتی تبدیلیوں کے حوالے سے ادب کا جائزہ لیا ہے۔ اس تجزیے میں مقالہ نگار نے ۱۹۵۲ء تا ۲۰۱۴ء کے ادب کو شامل کیا ہے اور اس دور کے نمائندہ شاعر، ادیب، اُن کے کلام اور تحریروں کے نمونے اور ان کے اہم رجحانات کا ذکر کیا ہے۔	مصری تہذیب، نزار قبانی، محمود درویش، نجیب الکیلانی، نجیب محفوظ، احمد فواد نجم
السواحیلی، مصطفیٰ	Echoes of Egyptian Soceity in Arabic Literature during Mamluk Period دورِ مملوک میں عربی ادب میں مصری سماج کی بازگشت	LXV تا CI	ادب سماج کا ایک ایسا آئینہ ہے جس میں سماج کے ہر پہلو سیاست، کلچر، مذہب اور اقتصادیات کو دیکھا جا سکتا ہے۔ ادب ایک انسانی سرگرمی ہے۔ جو انسان ادب تخلیق کرتا ہے وہ اپنے ماحول کے رجحانات کو قبول کر رہا ہوتا ہے۔ دورِ مملوک میں تخلیق کیا جانے والا مصری ادب اپنے عہد کی بھرپور عکاسی کرتا ہے۔ یہ دور تقریباً تین سو برس پر محیط ہے جس میں کئی ادیب رونما ہوئے۔ انھوں نے اس دور کی تہذیب کو ادب کے ذریعے محفوظ کر لیا۔ اسی ادب کی بدولت قدیم مصر کی تہذیب اور اس دور کی سیاسی صورتِ حال کی کہانیاں ہم تک پہنچتی ہیں۔	Egyptian Society, Arabic Literature, Mumluk Period, Al-Zahir, Qurtuz, Baibars
اقبال، جاوید	بلوچستان میں پشتو شاعری اور اصلاحِ معاشرہ	۲۷۴ تا ۲۸۸	اس مقالے میں ان پشتون شعرا کا ذکر کیا گیا ہے جنھوں نے اپنی شاعری کے ذریعے معاشرے کی تعمیرِ نو اور سماجی اصلاح میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ بلوچستان میں پشتون شاعری کی روایت بہت قدیم ہے۔ لہٰذا مقالے کی تحدید کرنے کے لیے بیسویں صدی کی شاعری کو موضوع بنایا گیا ہے اور شاعری اور معاشرے کے تعلق اور ادب میں سماجی حقیقت نگاری کا پس منظر پیش کرتے ہوئے اصلاحِ معاشرہ میں بلوچستان کے پشتون شعرا کے افکار و خیالات کا جائزہ لیا گیا ہے۔	بلوچستان کا ادب، اصلاحِ معاشرہ، پشتو شاعری، بیسویں صدی کی پشتو شاعری، محمود ایاز، در محمد کاسی
بخاری، بادشاہ منیر	کھوار ادب، معاشرہ اور تعمیرِ نو (روایت، عصری تقاضے اور	۲۰۸ تا ۲۱۸	کھوار زبان کی تاریخ ہزاروں برس پرانی ہے۔ اس کا تعلق دردک پشاچہ گروہ کی زبانوں سے ہے۔ کھوار زبان بولنے والے پیار محبت اور ایک دوسرے کی مدد کرنے پر یقین رکھتے ہیں اور شعر و شاعری، موسیقی اور رقص سے بہت محبت کرتے ہیں۔ اس زبان کا ادب تین حصوں پر مشتمل ہے، لوک ادب،	کھوار ادب، معاشرہ سازی، کھو قبیلہ، کھوار زبان، پشاچہ گروہ، زیارت خان

	امکانات)		کلاسیکی ادب اور جدید کھوار ادب۔ کھوار ادب، کھوار زبان بولنے والوں کی تہذیب و تمدن اور ان کے رجحانات کے بھرپور عکاسی کرتا ہے۔ کھوار زبان کے ادیبوں اور شاعروں نے معاشرہ سازی میں اپنا کردار ادا کیا ہے اور مستقبل میں بھی یہ قارئین کی ذہنی آبیاری کا فریضہ انجام دیتے رہیں گے۔	زیرک، گل اعظم خان
بلوچ، غلام قاسم مجاہد	بلوچی ادب، معاشرہ اور تعمیرِ نو (روایت، عصری تقاضے اور امکانات)	۲۸۹ تا ۳۴۱	ادب کو معاشرہ تخلیق کرتا ہے۔ یہ معاشرے سے متعلق ہوتا ہے اور معاشرے کو ہی متاثر کرتا ہے۔ بلوچی ادب کی کئی اصناف ہیں جو بلوچ معاشرے کی عکاسی کرتی ہیں اور بلوچ معاشرہ ادب سے براہِ راست اور بالواسطہ متاثر بھی ہوتا ہے۔ مقالہ نگار نے بلوچی ادب کی اصناف کا تعارف کروانے کے ساتھ، بلوچی زبان اور ادب کے حوالے سے کئی تحریکوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ مقالہ نگار کا کہنا ہے کہ بلوچی ادب سے بلوچ سماج کی تعمیر کے لیے امید کا سہارا ضروری ہے۔ صالح بلوچی ادب کی وسیع پیمانے پر اشاعت سے بلوچ معاشرہ کی درست صورت گری ہو سکتی ہے۔	بلوچی ادب، بے ستونی تحریر، بلوچی قصہ، بلوچی رسم الخط، بلوچی تاریخ نویسی، بلوچی ادبیات نویسی کی تحریک
آنند، ستیاپال	انگریزی اور اردو میں مزاحمتی ادب کا ایک مختصر مطالعہ: ہم آہنگی اور ناموافقت	۱۲۳ تا ۱۵۴	اس مقالے میں مقالہ نگار نے ابتدا میں مزاحمتی ادب کی اصطلاح کو واضح کیا ہے اور مزاحمتی ادب کے حوالے سے دیگر نقادوں کی آرا کو بھی مقالے میں شامل کیا گیا ہے۔ اردو اور انگریزی ادب کے مابین اس تقابلی مطالعے میں دو الگ الگ معاشروں اور الگ الگ تاریخی واقعات میں فرق کرنا مقصود ہے۔ اس لیے انگریزی ادب میں وہ عناصر نہیں ملتے جو اردو ادب فوجی آمریت اور مارشل لا کے نتیجے میں در آئے ہیں۔ مقالہ نگار نے اردو اور انگریزی کے مزاحمتی ادب سے اقتباسات بھی مقالے میں شامل کیے ہیں۔	انگریزی مزاحمتی ادب، اردو مزاحمتی ادب، پروٹسٹ، فہمیدہ ریاض، مارشل لا، ویتنام کی جنگ
السید، تغرید محمد البیومی/ شلبی، اسامۃ محمد ابراہیم	مصری معاشرے کی تشکیل اور ادبِ اطفال	۹۳ تا ۱۲۲	اس مقالے میں بچوں کی عمر کے مختلف مراحل اور مصری معاشرے میں بچوں کے ادب میں ہونے والی تبدیلی اور ترقی کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ادب کے دائرے میں آنے والی مذہبی اخلاقی اور معاشرتی قدروں کا ذکر کیا ہے اور ان کے نمونے بھی پیش کیے ہیں۔ مقالہ نگار نے مصر میں بچوں کے ادب کے حوالے سے مصنفین کی خدمات کا جائزہ لیا ہے اور مختلف کتابوں اور رسائل سے اقتباسات بھی نقل کیے ہیں۔	مصری معاشرہ، بچوں کا ادب، نشید مصر، احمد نجیب، کامل کیلانی، آداب العرب
چوہدری، محمد اکرم	ادب، معاشرہ اور تعمیرِ نو میں گوجری ادب کا حصہ	۱۹۶ تا ۲۰۷	گوجری زبان و ادب ہند و پاک میں تقریباً اتنی ہی قدیم ہے جتنی یہاں کی تہذیب و ثقافت۔ اس کے بارے میں مختلف آرا ملتی ہیں۔ تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ گوجری زبان اور اس کا ادب مختلف ادوار میں مختلف ناموں سے پہچانا گیا۔ مقالہ نگار نے گوجری ادب کی تاریخ اور اردو	گوجری ادب، گوجری زبان، شکنتلا ناٹک، خواجہ فریدالدین گنج شکر،

			ادب پر گوجری ادب کے اثرات کو واضح کرنے کے ساتھ ساتھ معاشرے کی تعمیر و ترقی میں اس کے مثبت کردار کی بھی نشان دہی کی ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے گوجری زبان و ادب کو عالمی سطح پر اجاگر کرنے کی ضرورت پر بھی زور دیا ہے۔	ولی دکنی، دکن
حسن، فاطمہ	خواتین قلم کار، ادب اور معاشرے کی تعمیرِ نو	۳۹۳ تا ۳۹۹	انیسویں صدی کی ابتدا میں خواتین کے تعلیمی اداروں کا قیام، ان کے رسائل کا اجرا اور ترقی پسند تحریک میں شمولیت وہ ابتدائی سنگِ میل ہیں جو خواتین نے معاشرتی نظام کی تشکیلِ نو کے لیے علم کی بنیاد پر طے کیے۔ آج خواتین قلم کار ادب کے ہر شعبے میں موجود ہیں اور آج کی شاعر، ادیب، کہانی نگار اور نقاد خواتین اپنی اصل شناخت اور فکر و شعور کے ساتھ وہ لکھ رہی ہیں جو ان کے اپنے تجربات اور مشاہدات ہیں۔ خواتین اہلِ قلم اپنی دانش کی بنیاد پر آدمی کو مہذب بنانے کی ذمہ داری پہلے بھی انجام دے رہی تھیں اور آج بھی دے رہی ہیں۔	خواتین قلم کار، محمدی بیگم، بیگم عبداللہ، زخ ش، رابعہ پنہاں، بلقیس جمال، ادا جعفری، فہمیدہ ریاض
حسین، شگفتہ	بیسویں صدی کے ہندوستانی معاشرے کی تعمیر میں نذر سجاد حیدر کا کردار	۴۱۹ تا ۴۲۹	نذر سجاد حیدر اپنے مضامین، افسانوں اور ناول میں انھی مسائل کو موضوع بناتی ہیں جو ان کے زمانے کے ہندوستان کے معاشرتی مسائل تھے۔ مقالہ نگار کا کہنا ہے کہ نذر سجاد حیدر کی تحریروں میں کچھ موضوعات کی تکرار کے ساتھ فنی سقم کا بھی احساس ہوتا ہے لیکن انھیں اس خیال سے نظر انداز کرنا پڑتا ہے کہ یہاں مطمع نظر کوئی عظیم فن پارہ نہیں بلکہ معاشرے کی تعمیر کرنا ہے۔ معاشرتی مسائل کو مشنری سپرٹ سے حل کرنا ہے۔ نذر سجاد حیدر اور ان جیسی دیگر خواتین کا مقصد معاشرتی اصلاح اور خصوصاً حقوقِ نسواں کے لیے بیداری پیدا کرنا ہے۔	نذر سجاد حیدر، تہذیبِ نسواں، رفیقِ نسواں، آہِ مظلوماں، جاں باز، نسائی ادب
خشک، صوفیہ	اردو افسانہ اور معاشرتی تعمیرِ نو (رشید امجد کے حوالے سے)	۴۳۰ تا ۴۳۷	اردو ادب میں باقاعدہ افسانہ نگاری کا آغاز بیسویں صدی کے پہلے عشرے میں ہوا۔ زندگی کے مثبت پہلوؤں کو اردو افسانہ نگار نے ہر طرح کے سیاسی حالات میں اجاگر کیا اور معاشرے کی تعمیر اور قیامِ پاکستان کے بعد نوزائیدہ مملکت میں معاشرے کی تعمیرِ نو میں اپنا کردار بخوبی ادا کیا۔ اس مقالے میں رشید امجد کے افسانوں کا معاشرتی تعمیرِ نو کے حوالے سے تجزیہ کیا گیا ہے۔ ان کے افسانے اپنے عہد کے عام آدمی کی آواز ہیں۔ وہ مشینی اور صنعتی دور میں ٹوٹتے اور دور جاتے ہوئے رشتوں اور اپنوں کی بے حسی کی تصویر کشی کرتے ہیں۔	اردو افسانہ، جدید اردو افسانہ، رشید امجد، بیسویں صدی کا اردو افسانہ، سنگم، علامتی افسانہ
خشک، یوسف	معاشرے کی تعمیرِ نو میں سندھی ادب کا	۳۸۰ تا	سندھی شاعری کا پیغام محبت اور مساوات ہونے کے ساتھ ساتھ تعصب، نفرت اور ظلم کے خلاف احتجاج اور عدل و انصاف کی سوچ پر مبنی رہا ہے جس	سندھی ادب، شاہ عبداللطیف بھٹائی،

	کردار	۳۹۲	کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ یہاں کے سیاسی، سماجی اور اقتصادی حالات تھوڑی بہت تبدیلی کے ساتھ یکساں رہے ہیں۔ ہر دور میں معاشرے میں ایسے معیارات ضرور ابھرتے ہیں جو منفی قدروں کو فروغ دیتے ہیں۔ایسے حالات میں دیگر زبانوں کے شعرا کی طرح سندھی شعرائے کرام بھی معاشرے کی تعمیر نو میں اپنا کردار ادا کرتے رہے ہیں۔ شاہ عبداللطیف کی فکر کا تسلسل ان کے بعد آنے والے شعرا کے افکار میں بھی نمایاں نظر آتا ہے۔	خواجہ محمد زمان لنواری، روحل فقیر، سچل سرمست، بیکس، مصری شاہ
ایزابیل، ماریہ	The Contribution of Spanish Women Poets to the Literature of the 20th Century. بیسویں صدی کے ادب میں ہسپانوی شاعرات کا کردار	CII تا CXVIII	اس مقالے میں بیسویں صدی کے ادب میں ہسپانوی شاعرات کے کردار کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ہسپانیہ میں سول وار کے زمانے میں خواتین کو اظہار و بیان سے دور رکھنے کی کوشش کی گئی تاہم کچھ حوصلہ مند خواتین تمام مشکلات کے باوجود تصنیف و تالیف اور اشاعت میں مصروف رہیں۔ان خواتین میں اہم نام جوزفینا ڈی لاٹورے، کارمن کونڈے، روزاچیسل اور ایزابیل ڈی جوسا کے ہیں۔ ان خواتین کی خدمات ہسپانوی زبان اور ادب کے حوالے سے نہایت اہم ہیں۔	Spanish Literature, 20th Century, Dictatorship, Spanish Women poets, Civil war, Josefina de la Torre, Rosa Chacel
رحمٰن، نبیلہ	پنجابی صوفیانہ ادب کے عمرانی پہلو اور عہدِ حاضر میں ان کی ضرورت	۳۴۲ تا ۳۵۲	اس مقالے میں پنجاب میں صوفیانہ روایت کا جائزہ لیتے ہوئے بابا فرید، بلھے شاہ، بابا نانک اور وارث شاہ کے کلام کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ان صوفیائے کرام نے سماج کے زخموں پر مرہم رکھنے کی کوشش کی؛ مذہبی منافرت، فرقہ واریت، عقائد کے کٹرپن، معاشی ناانصافی، عدم مساوات اور بنیادی انسانی حقوق کی پامالی کو عقیدہ وحدت الوجود سے مٹانے کی کوشش کی۔ محبت اور رواداری کا درس دیا۔ مقالہ نگار نے عصرِ حاضر میں صوفیائے کرام کی تعلیمات کے فروغ کی ضرورت کی نشان دہی کی ہے اور ان کا کہنا ہے کہ سماجی برائیوں کا علاج صوفیا کرام کی تعلیمات سے ہی ممکن ہے۔ مغرب کی بنائی ہوئی تھیوریز ہماری کوئی مدد نہیں کر سکتیں۔	پنجابی صوفیانہ ادب، بابا فرید، بلھے شاہ، وارث شاہ، علم عمرانیات
رضوی، سید طارق حسین	معاشرے کی تہذیبی اور شعوری تعمیر میں ادبی رسائل کا کردار	۵۰۱ تا ۵۰۶	اردو ادب کی تاریخ میں ادبی صحافت اپنی گراں قدر خدمات کے باعث منفرد مقام رکھتی ہے۔ اردو ادبی رسائل نے اپنے آغاز ہی سے معاشرے کی فکری اور تہذیبی تعمیر و تشکیل میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس کی ایک روشن اور بڑی مثال سر سید احمد خان کا جاری کردہ رسالہ تہذیب الاخلاق ہے۔ قیام پاکستان سے قبل دہلی، لکھنو، حیدر آباد دکن اور لاہور سے درجنوں رسائل جاری ہوئے۔ قیامِ پاکستان کے بعد ہندوستان سے ہجرت کر کے آنے والے ادیبوں نے یہاں سے ادبی رسائل جاری کیے۔	ادبی رسائل، ادبی صحافت، تہذیب الاخلاق، مخزن، فانوس، نیرنگِ خیال، عصمت
سہیل، عامر	ہندکو ادب میں	۲۱۹	ہندکو کا شمار دنیا کی قدیم ترین زبانوں میں ہوتا ہے۔ یہ زبان ہند آریائی	ہندکو ادب، ہند

	معاشرے کے تعمیری عناصر	تا ۲۲۸	خاندان سے تعلق رکھتی ہے اور پاکستان میں بولی جانے والی زبانوں میں چھٹے نمبر پر آتی ہے۔ ہندکو زبان کی قدامت تین ہزار برس پر محیط ہونے کے باوجود اس کے ادب کا تحریری سرمایہ زیادہ قدیم نہیں ہے۔ ہندکو ادب کے موجودہ سرمایے سے اس کے مختلف رجحانات، موضوعات، اصناف اور اسلوب کی رنگینی کا اندازہ بخوبی کیا جاسکتا ہے۔ ہندکو ادب میں تخلیقی اور فکری سرگرمی ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ یہاں ذات کا سفر سماج کی طرف کچھ اس انداز سے طے ہوتا ہے کہ شاعر یا ادیب فن پارے کے حُسن کو بھی برقرار رکھتا ہے اور سماجی فریضے سے بھی غافل نہیں ہوتا۔	آریائی خاندان، فضل اکبر کمال، ناصر بخت یار خان، عبدالوحید بسمل، صوفی عبدالرشید
سیال، عابد	تہذیبی تشخص کی تشکیل نو اور پاکستانی ادب	۴۹۵ تا ۵۰۰	قیامِ پاکستان کے فوراً بعد سے لے کر آج تک کے اردو کے ادیب اپنے اپنے نقطۂ نظر سے تہذیبی شناخت کی نشان دہی کرتے رہے ہیں۔ پاکستان کی تہذیب فکری اعتبار سے اسلامی اور جغرافیائی اعتبار سے ہندوستانی ہے جسے مفکرین نے ہند اسلامی تہذیب کا نام دیا ہے۔ اس مقالے میں مقالہ نگار نے ہند اسلامی تہذیب کے عناصر کے حوالے سے پاکستانی ادب کا جائزہ لیا ہے۔ مقالہ نگار نے تہذیبی تشخص کی شناخت میں جغرافیائی امتیازات کی اہمیت پر بھی بحث کی ہے۔ ان کے نزدیک پاکستان کے تہذیبی تشخص کی شناخت کا راز ہند اسلامی تہذیب کی اقدار و روایات کے ساتھ پاکستان کے جغرافیائی امتیازات کو اجاگر کرنے میں مضمر ہے۔	تہذیبی تشخص، ہند اسلامی تہذیب، اقبال کا تصورِ وطنیت، پاکستانی کلچر، پاکستانی ادب
شہزاد، نوید	نئی پنجابی نظم اور صوفیانہ فکر کا بدلتا ہوا تناظر	۳۵۳ تا ۳۵۹	صوفیانہ شاعری میں عام طور پر عالمِ اسباب کو رد کیا جاتا ہے۔ صوفیانہ تعلیمات کے تناظر میں وجہِ ترکِ دنیا فقر ہے۔ صوفی وجود کو وجودی دنیا کی مانند عارضی، ناپائیدار اور فانی گردانتا ہے۔ جب کہ دوسری جانب نئی نظم کا شاعر زمین پر انسانی وجود کے بچاؤ کی ذمہ داری لیتا ہوا نظر آتا ہے۔ صوفی شاعر روزِ آخرت کے تناظر میں مثبت اقدار کے فروغ کی بات کرتا ہے جب کہ نئی نظم کا شاعر مثبت اقدار کے فروغ اور منفی قدروں کے خاتمے سے عالمِ اسباب کو جنت بنانا چاہتا ہے۔	نئی پنجابی نظم، تصوف کی روایت، الطاف قریشی، منیر نیازی، شاہ حسین، شریف کنجاہی، بلھے شاہ
طاہرہ، انجم	ادب، معاشرہ اور تعمیرِ نو	۵۵۳ تا ۵۷۳	معاشرہ افراد اور ان کے ہاتھوں چلنے والے مختلف اداروں یا شعبوں کا نام ہے۔ ایک مثالی معاشرہ وہی ہے جس کے افراد میں شعور کی پختگی کے ساتھ درست فیصلے خود کرنے کا اختیار اور آگاہی ہو اور ایسا تب ہی ممکن ہے جب ان اداروں کے پاس مناسب اور مضبوط انتظامی ڈھانچہ ہو اور یہ منظم اور فعال ہوں۔ تاریخ کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ جن قوموں کا ادب منظم اور فعال تھا ان قوموں کا تشکیل دیا ہوا معاشرہ تعمیر و ترقی کی راہوں پر گامزن	ادب اور معاشرہ، میتھیو آرنلڈ، ارسطو، مقدمہ شعر و شاعری، بیسویں صدی کا ادب، ادب اور نصابِ

			رہا۔	تعلیم
طوق اُر، خلیل	عظیم ترک شاعر نجیب فاضل قصّہ کوریک اور ترکی میں اسلامی تحریک کی نشاۃِ ثانیہ	۹ تا ۴۱	اس مقالے میں مقالہ نگار نے ابتدا میں سلطنتِ عثمانیہ کے قیام اور فتوحات اور عثمانی خاندان کی مشکلات کا ذکر کیا ہے۔ سلطنتِ عثمانیہ کے آخری دور میں عربی رسم الخط کی تبدیلی کے لیے تحریکوں کا آغاز ہو چکا تھا۔ ۱۹۲۸ء میں رسم الخط میں تبدیلی کر دی گئی۔ اس مقالے کا اصل موضوع ترک شاعر اور ادیب نجیب فاضل ہیں جو بیسویں صدی کے شاعر ہیں۔ مقالہ نگار نے نجیب فاضل کی شاعری کا ترکی میں چلنے والی اسلامی تحریکوں کے حوالے سے مطالعہ کیا ہے اور شاعری اور فن کے متعلق ان کے نقطۂ نظر کی وضاحت کی ہے۔ مقالہ نگار نے سلطنتِ عثمانیہ کی پوری تاریخ کو اس پس منظر میں بیان کیا ہے۔	نجیب فاضل، ترک شاعر، سلطنتِ عثمانیہ، تحریکِ خلافت، عربی رسم الخط، مصطفیٰ کمال پاشا
ظفر، ظفر حسین	پہاڑی لوک ادب اور تعمیرِ معاشرہ	۱۸۳ تا ۱۹۵	پہاڑی علاقوں میں سردیوں کی طویل راتوں میں آگ کے الاؤ کے سامنے خاندان کے تمام افراد کے بیٹھنے کی روایت بہت مستحکم رہی ہے۔ اس دوران قصے، کہانیاں، شاعری اور دن بھر کی مصروفیات کے بارے میں جو تبادلہ خیال ہوتا تھا وہی لوک ادب کی تخلیق کا باعث ہوا۔ ساتھ ساتھ ''آپ راجی'' کے زمانے میں لوک ادب جاگیرداروں اور راجواڑوں کے سرداروں کے محلات کے گرد بھی تخلیق ہونے لگا۔ پہاڑی ادب کو لکھنے کی روایت کا آغاز مثنوی سیف الملوک سے ہوا۔ اس مقالے میں مقالہ نگار نے پہاڑی لوک ادب سے کچھ اہم گیتوں کا تعارف بھی پیش کیا ہے اور سماجی ترقی میں لوک ادب کی اہمیت کو واضح کیا ہے۔	پہاڑی لوک ادب، وادیٔ کشمیر، خطہ پیر پنجال، آپ راجی نظام، ماہیے، قینچی، چن، بیت
عابد، عبداللہ جان	خیبر پختون خوا معاشرے کی تعمیر نو میں معاصر پشتو ادب کا کردار (۱۹۰۱ء تا ۲۰۱۴ء)	۲۲۹ تا ۲۴۱	پشتو ادب نے ہر دور میں پشتون معاشرے کی تعمیر نو اور تشکیل نو میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ امیر کروڑ سے لے کر روشنیہ تحریک کے صوفی شعرا تک اور ان کے مابعد کلاسیکی عہد کے نامور شعرا خوشحال خان خٹک، رحمان بابا، حمید بابا اور ان کے مکتبہ فکر کے شعرا، کلاسیکی عہد کے آخری شعرا، بیسویں صدی کے حریت پسند، ترقی پسند جدید شعرا اور اکیسویں صدی کے جدید تر شعرا تک سبھی نے اپنی بھرپور تخلیقی صلاحیتوں کی بدولت اپنا کلام اور پیغام لوگوں تک پہنچایا۔ پشتو ادب سے نہ صرف لوگوں کا شعور بیدار ہوا بلکہ معاشرتی اقدار کی ترویج اور ان کے اثر و نفوذ میں بھی مدد ملی۔	خیبر پختون خوا، پشتو ادب، امیر کروڑ، خوشحال خان خٹک، انجمن اصلاحِ افاغنہ، اجمل خٹک، رحمان بابا
عامر، زاہد منیر	ادب، معاشرہ اور مستقبل	۵۲۹ تا	ادب زندگی کو تخلیقی زاویے سے دیکھنے کے نتیجے میں ظہور پذیر ہوتا ہے۔ اس مقصد کے لیے تخلیق کار کی نگاہ کو ارتکاز کی ضرورت ہوتی ہے، جس کی مدد	ادب اور معاشرہ، پریم چند، علامہ

اقبال، ترقی پسند ادب، ادب اور شعور، ایڈورڈ سعید	سے وہ زندگی کے نامنکشف پہلوؤں کو منکشف کر سکتا ہے اور اپنے قاری کے لیے نشانِ راہ کا درجہ اختیار کر سکتا ہے۔ تخلیق کار کئی آزمائشوں سے گزر کر سچائی تک پہنچتا ہے۔ مقالہ نگار نے ادب، ادیب اور معاشرے کے تعلق کو واضح کرنے کے لیے اقبال اور پریم چند کی مثال دی ہے جن کے ہاں انسانی زندگی، عصرِ حاضر کے مسائل، فرد اور معاشرے کا ربط نظر آتا ہے۔	۵۳۶		
کشمیری ادب، کشمیری زبان، حضرت بلبل شاہ، للّہ عارفہ، شیخ نورالدین ولی، حبہ خاتون، خواجہ حبیب اللہ نوشہری	اس مقالے میں خطہ کشمیر کی تاریخ، تہذیب اور زبان کے ارتقا کا مختصر جائزہ شامل کرنے کے بعد کشمیری ادب پر مفصل تبصرہ کیا گیا ہے۔ مختلف ادوار میں کشمیر کے نمائندہ شعرا اور ان کے موضوعات و رجحانات پر بحث کی گئی ہے۔ اس مقالے میں کشمیر کے قدیم شعرا اور جدید عہد کے شعرا کا تقابل بھی شامل ہے۔ مقالہ نگار نے سماجی، اقتصادی اور سیاسی صورتِ حال کے تناظر میں شعرا کے نمایاں رجحانات کا جائزہ لیا ہے۔	۱۶۹ تا ۱۸۲	کشمیری ادب معاشرہ اور تعمیرِ نو	عزیز، خواجہ زاہد
اردو افسانہ، خواتین افسانہ نگار، خیبر پختون خوا، پشتون معاشرہ، فہمیدہ اختر، سیدہ حنا، ام عمارہ، نسائیت	خیبر پختون خوا کی تہذیب و ثقافت بہت قدیم ہے۔ قدیم تاریخ کے حامل پشتون معاشرے میں شعر و ادب میں خواتین کی تعداد بہت کم ہے۔ خیبر پختون خوا کی پہلی خاتون افسانہ نگار فہمیدہ اختر ہیں جنھوں نے اس صوبے کی تہذیب اور معاشرت کو اپنے افسانوں کا موضوع بنایا۔ دیگر خواتین اہلِ قلم میں مشرف تمیز ربانی، سیدہ حنا، پروفیسر منور رؤف، ام عمارہ، پروین عظیم فیروز بخاری اور زیتون بانو کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ مقالہ نگار نے ان خواتین افسانہ نگاروں کے افسانوں میں عورتوں کے مسائل کی عکاسی پر بحث کی ہے۔	۲۶۲ تا ۲۷۳	خیبر پختون خوا کی خواتین افسانہ نگاروں کے افسانوں میں عورتوں کے مسائل کی عکاسی	فرخ، بشریٰ
Nazim Hikmet, Turkish Literature, 20th Century, Orient, Turkish Freedom Movement, Anatolia	ناظم حکمت بیسویں صدی کے ترکی ادب کے حوالے سے اہم شخصیت ہیں اور ترکی میں آزاد نظم کے پہلے شاعر ہیں۔ سماج پر تنقید کے باعث وہ اپنے ہی ملک میں متنازع بھی رہے۔ ناظم حکمت کی شاعری اپنے عہد کی بھرپور عکاسی کرتی ہے اور اس کے ساتھ مستقبل میں وہ انسان اور انسانیت کے حوالے سے ان کی توقعات کی بھی نشان دہی کرتی ہے۔ ناظم حکمت کی متعدد نظموں کے انگریزی میں تراجم ہو چکے ہیں اور دیگر پچاس سے زائد زبانوں میں بھی ان کی شاعری کے تراجم کیے جا چکے ہیں۔	XLII تا LVI	Nazim Hikmet and Concept of Humanity in his Works ناظم حکمت کی تحریروں میں تصورِ انسانیت	کرداس، ذکائی
جنگ ستمبر، رزمیہ شاعری، صوفی غلام مصطفیٰ تبسم،	رزمیہ شاعری کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ رزمیہ شاعری میں جنگی واقعات اور سپاہیوں کی بہادری کے قصوں کو منظوم کیا جاتا ہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد ستمبر ۱۹۶۵ء میں جب ہندوستان نے پاکستان پر جنگ مسلط کر دی تو افواجِ	۵۰۷ تا ۵۲۸	قومی تعمیرِ نو میں جنگ ستمبر کے حوالے سے	کمال، اعظم

	شاعری کا کردار		پاکستان کے ساتھ عوام بھی میدانِ جنگ میں اترنے کو تیار ہو گئے۔ اہلِ قلم نے بھی اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے اپنے جذبات کو شاعری کے پیرائے میں پیش کیا۔ ملک کے نامور گلوکاروں کی آواز میں یہ جنگی نغمے ریڈیو پاکستان سے نشر کیے گئے۔ اس قومی اور ملی شاعری نے فوج کے جوانوں اور عوام کا حوصلہ بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔	حبیب جالب، فیض احمد فیض، قتیل شفائی، میڈم نور جہاں
کمال، محمد اشرف	نوآبادیاتی دور میں سرسید تحریک کے معاشرے پر اثرات	۴۰۰ تا ۴۱۸	اس مقالے میں سرسید تحریک کے معاشرتی اثرات کا نوآبادیاتی تناظر میں جائزہ لیا گیا ہے۔ سرسید احمد خان قوم کو ماضی کے دھندلکوں سے نکال کر حال میں لے آئے اور اس کو ادب کے ذریعے مستقبل کے تقاضوں سے آگاہ کیا۔ انھوں نے سب سے پہلے ذہنی آزادی کو ضروری سمجھا اور پھر مشرقی روایات کو سامنے رکھتے ہوئے مغرب کے ان اصولوں کو اپنانے کی بات کی جو موجودہ دور میں بحیثیت قوم ترقی اور علم و سائنس کے فہم کے لیے ضروری تھے۔	سرسید احمد خان، نوآبادیاتی دور، علی گڑھ تحریک، تہذیب الاخلاق، الطاف حسین حالی
کھوسہ، نجمہ شاہین	جنوبی پنجاب کی خواتین کا معاشرے کی تعمیر میں کردار	۴۸۱ تا ۴۹۴	جنوبی پنجاب ایک ایسا خطہ ہے جو صدیوں سے پسماندگی اور غلامی کا شکار ہے۔ یہاں کے بہت سے علاقے روایتی، جاگیرداری اور خانقاہی نظام کے زیرِ اثر ہیں۔ سرائیکی خطے کے بہت سے علاقوں میں آج بھی لڑکیوں کی تعلیم عام نہیں ہے۔ اس کے باوجود جنوبی پنجاب کی خواتین نے شعر و ادب میں اپنا بھرپور حصہ ڈالا اور اپنی شاعری کے ذریعے ایک خوب صورت معاشرے کی تشکیل میں بھرپور کردار ادا کیا۔ ظلم، جبر اور ناانصافیوں کے خلاف ان کی توانا آواز صرف خواتین کو ہی نہیں معاشرے کے ہر طبقے کو حوصلہ دے رہی ہے۔	جنوبی پنجاب، جنوبی پنجاب کی شاعرات، روبینہ ترین، تاریخ ادبیات ملتان، غزالہ خاکوانی، بشریٰ رحمٰن
کیومرثی، محمد	تقابلی ادب اور ادبی تراجم: اثرات و تاثرات عصری تقاضے اور امکانات	۸۴ تا ۹۲	تقابلی ادب خاص نظریاتی اور علمی سطح پر ادبی تراجم کے مطالعات و تحقیقات کا جائزہ لیتا ہے۔ ادبی تراجم تقابلی ادب کے ماہرین کے لیے بہت معاون ثابت ہوتے ہیں۔ اس مقالے میں تقابلی ادب اور ادبی تراجم کے باہمی تعلقات اور ان کے درمیان اثرات و تاثرات کا جائزہ لیا گیا ہے نیز عصری تقاضوں اور موجودہ امکانات کے تحت زبان اور انسانی سماج کی بہتر شناخت کے مسائل کا احاطہ بھی کیا ہے۔ مقالہ نگار نے مقالے کے اختتام پر ادبی تراجم کو بطور تحریک شروع کرنے کی ضرورت پر بھی زور دیا ہے۔	تقابلی ادب، ادبی تراجم، ترجمہ نگاری، ادب
گیلانی، مقبول حسن	سرائیکی ادب ماضی اور حال کے تناظر میں	۳۶۰ تا ۳۷۹	سرائیکی زبان کا علمی و ادبی ذخیرہ صدیوں پر محیط ہے۔ پہلے یہ ذخیرہ سینہ بہ سینہ منتقل ہوتا رہا، طباعت کی سہولتیں آنے کے بعد یہ ذخیرہ محفوظ کر لیا گیا۔ سرائیکی زبان کے منظوم ادب میں مذہبی شاعری، صوفیانہ شاعری، غزل اور	سرائیکی زبان، سرائیکی ادب، ڈاکٹر محمد صدیق

			نظم کا ایک بڑا ذخیرہ ملتا ہے نیز منظوم داستانوں کا گراں قدر سرمایہ بھی موجود ہے۔ نثر میں کہانی، افسانہ، ڈراما، ناول، انشائیہ، خاکہ، لسانیات، فریدیات، تحقیق، تنقید تمام اصناف میں بے شمار کتابیں موجود ہیں اور تراجم کے حوالے سے بھی بہت کام ہوا ہے۔	شاکر، اسد ملتانی، سرائیکی زبان دے قاعدے قانون، شاکر شجاع آبادی
محمود الاسلام، محمد	سماج کی تعمیر نو میں بنگلا ادب کا کردار	۱۵۵ تا ۱۶۸	دنیا کے دیگر ممالک کی طرح دورِ قدیم میں بنگلا ادب بھی مذہبی مرکزیت رکھتا تھا۔ مسلمان شعرا نے جو مذہبی نظمیں تخلیق کیں ان میں پیغمبروں کا تذکرہ، حضرت محمد ﷺ کی سوانح، کربلا کے واقعات جیسے موضوعات اسلامی تاریخ سے لیے تھے۔ اس مقالے میں بنگلا ادب پر ہندو اور مغربی اثرات کا بھی جائزہ لیا گیا ہے اور سماج کی تشکیلِ نو میں بنگلا ادب کی اہمیت واضح کی گئی ہے۔ راجا رام موہن رائے، ایشور چندر ودیا ساگر اور ٹیگور کی ادبی خدمات کا جائزہ بھی مقالے میں شامل ہے۔	بنگلا ادب، مذہبی ادب، ساہتیہ، میتھیو آرنلڈ، راجا رام موہن رائے، ایشور چندر ودیا ساگر، ٹیگور
منیر، عنبرین	جدید اردو نظم میں نفسیاتی عناصر اور معاشرتی تعمیرِ نو	۴۳۸ تا ۴۷۲	بیسویں صدی میں جدید علمی، نظریاتی، سائنسی انکشافات اور دو عالمی جنگوں کے تباہ کن اثرات نے ایسے انقلابات کو جنم دیا جن کے باعث قدیم انسانی، معاشرتی اور نفسیاتی تعبیرات یکسر بدل گئیں۔ اس دور کا شاعر بھی ان عصری تغیرات سے متاثر ہوا اور اس نے اپنی شعری فکر میں جدید انسان کے مجہول کردار، ذہنی انتشار، کشمکش، جبر، احساسِ لایعنیت، عدم تحفظ اور لاحاصل کے موضوع کو مرکزی اہمیت دی۔ اردو نظم میں نفسیاتی عناصر کی نشان دہی معاشرتی تعمیرِ نو میں معاون رہی۔ اس مقالے میں میرا جی، راشد، مجید امجد، اختر الایمان، ریاض احمد، صفدر میر، ضیا جالندھری، منیر نیازی اور کئی دیگر شعرا کی نظموں میں نفسیاتی عناصر کی نشان دہی اور ان کا تجزیہ کیا گیا ہے۔	جدید اردو نظم، بیسویں صدی کی اردو نظم، میراجی، ن۔م۔ راشد، مجید امجد، مختار صدیقی، ادا جعفری
ناشاد، ارشد محمود	معاشرے کی تعمیرِ نو میں جدید اردو غزل کا حصہ	۴۷۳ تا ۴۸۰	ادب اور سماج کے درمیان گہرا تعلق ہے۔ ادب محض جمالیاتی احساس کی تسکین نہیں کرتا بلکہ سماجی صورتِ حال اور معاشرتی مسائل کی چارہ گری کا فریضہ بھی انجام دیتا ہے۔ مشرقی ادبیات میں غزل کی صنف بہت اہمیت کی حامل ہے۔ غزل کے متعلق یہ گمان کیا جاتا ہے کہ اس کا دامن عصری مسائل اور معاشرتی زندگی کی تصویروں سے خالی ہے۔ غزل کی روایت کے مطالعے سے ثابت ہوتا ہے کہ اس صنف نے حالات کے ہر تقاضے اور زمانے کی ہر کروٹ کو محسوس کیا۔ خاص طور پر عہدِ جدید میں غزل میں سیاسی و سماجی مسائل کا بے ساختہ اظہار کیا جانے لگا اور غزل میں رجائی انداز اپناتے ہوئے اسے سماجی اور معاشرتی اصلاح کے لیے استعمال کیا جانے لگا۔	اردو غزل، جدید اردو غزل، مشرقی ادبیات، بیسویں صدی کی غزل، اصنافِ غزل، عشقیہ شاعری

نوازش، محمد خاور	ادب یا تعمیری ادب؟(موجودہ سماج میں اثر پذیری کا سوال)	۵۷۴ تا ۵۹۳	زیرِ نظر مقالے میں مقالہ نگار نے سب سے پہلے سماج کی صورتِ حال کی تصویر کشی کی ہے اور معاشرتی زوال کے چار بڑے عوامل معاشی استحصال، سیاسی عدم استحکام، سماجی انتشار اور ثقافتی پسماندگی کی وضاحت کی ہے۔ ایسا معاشرہ جو ہر سطح پر بحران کی صورتِ حال سے گزر رہا ہو وہاں ادب اور ادیب پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ ایسی صورتِ حال میں ادب کو اپنا کردار ادا کرنے کے لیے ایک ایسی نئی فکر کے ساتھ سامنے آنے ہوگا جو زوال پذیری کے عمل کو روکتے ہوئے معاشرتی سطح پر نشاۃ الثانیہ کا منبع بن سکے۔	تعمیری ادب، روشن خیالی کی تحریک، ایڈورڈ سعید، ادب اور معاشرہ، سرسید تحریک، ترقی پسند ادب
نیر، ناصر عباس	دانشور اور سماجی تبدیلی	۵۳۷ تا ۵۵۲	دانش ور وہ گروہ ہے جو سماج اور ثقافت کے عمومی سوالات سے دلچسپی لیتا ہے۔ نیز جو خیالات کی تخلیق، ترسیل اور تنقید میں براہِ راست حصہ لیتا ہے۔ مقالہ نگار نے دانش وروں کی اقسام کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس کے لیے انھوں نے سرسید کے مضمون کو بنیاد بناتے ہوئے دانش وروں کی دو اقسام میں سے ایک کو زاہد اور دوسری کو فلاسفر کا نام دیا ہے جب کہ ایک تیسری قسم غیر وابستہ اہلِ نظر کی ہے۔ دانشور کسی نہ کسی درجے میں سماجی تبدیلی میں حصہ لیتے ہیں۔ سماجی تبدیلی کے مفہوم اور سماجی تبدیلی لانے کے طریقہ کار کے سلسلے میں دانش وروں کے ہاں مختلف تصورات رائج ہیں۔	دانشور، سرسید احمد خان، زاہد اور فلاسفر کی کہانی اور دو سلطنتوں کا مقابلہ، سماجی تبدیلی، عوامی شعور، نوآبادیاتی عہد
ویز، کرسٹین	The Role of German Literature in the Reconstruction of the Society from 1945 to 1990. معاشرے کی تشکیلِ نو میں جرمن ادب کا کردار (۱۹۴۵ سے ۱۹۹۰ء تک)	LVII تا LXIV	۱۹۴۹ء سے ۱۹۹۰ء کے درمیان جرمنی دو ریاستوں میں تقسیم ہو گیا تھا۔ مغربی ریاست یورپی یونین اور نیٹو ممالک میں شامل ہو گئی جب کہ مشرقی جرمنی سوشلسٹ کیمپ کا حصہ بن گئی۔ دونوں ریاستوں کے ادیب سیاسی شعور بیدار کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ مغربی جرمنی میں گونتر گراس نمایاں ترین ادیب تھا جب کہ مشرقی جرمنی میں کرسٹا وولف نے سیاسی بیداری میں اہم کردار ادا کیا، لیکن جب ۱۹۸۹ء اور ۱۹۹۰ء میں مشرقی جرمنی کا انحطاط ہو گیا تو متحدہ جرمنی میں ان ادیبوں کا کوئی اثر نہ رہا۔	German Literature, Gunter Grass, Christa Wolf, Bertolt Brecht, Anna Saghers
ویسلر، ہینز ورنر	When the Underprivileged Speak: Fictionalizing Social Change	V To XLI	جنوبی ایشیا کے تمام ممالک میں نام نہاد قبائلی، کاشت کار، اچھوت اور اس طرح کے کئی طبقات بڑی تعداد میں موجود ہیں جن کا استحصال ہو رہا ہے۔ پچھلی چند دہائیوں سے ادب میں ان لوگوں کے لیے آواز اٹھائی جا رہی ہے۔ ان ادیبوں میں سماج کے دیگر طبقات کے علاوہ ان کے اپنے طبقے سے ابھرنے والے ادیب بھی شامل ہیں۔ اس مقالے میں ہندی کے دلت ادب	Hindi Dalit Literature, Hindi literature, Karuna, The Shack, The oath in the name of the Earth

	کو موضوع بنایا گیا ہے جس کے لکھنے والے نچلے طبقے کے ادیب ہیں۔ دلت ادب میں زندگی کے متنوع تجربات ملتے ہیں جن میں ایک طرف دیہاتوں میں نچلے طبقے کے ساتھ ہونے والی ناانصافی اور دوسری طرف شہروں کی طرف ہجرت کے نتیجے میں جنم لینے والی مشکلات اہم ہیں۔		from a Marginalized Perspective. درماندہ طبقوں کی صدا: حاشیائی نقطۂ نظر سے سماجی تبدیلی کا افسانہ	

الماس: ۱۸ (۲۰۱۶ء۔۲۰۱۷ء)

مدیر: محمد یوسف خشک، شعبۂ اُردو، شاہ عبداللطیف یونی ورسٹی، خیر پور، سندھ

کلیدی الفاظ	ملخص	صفحات نمبر	عنوان	مقالہ نگار
فکرِ اقبال، الازہر یونیورسٹی، اقبالیات، شعبہ دعوۃ وارشاد، فکرِ اقبال میں تصوف، فلسفی محمد اقبال، شاعرِ مشرق محمد اقبال	علامہ اقبال کی فکر، شعر و ادب اور اردو ادب کی ضرورت اور اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے جامعہ ازہر نے ۱۹۶۲ء میں اردو کی تدریس کا آغاز کیا۔ تین شعبوں کے نصاب میں علامہ اقبال کی حیات وآثار، ان کی فکر، فلسفہ اور شاعری پڑھائی جاتی ہے۔ ان شعبوں میں کم از کم دو سو طلبہ و طالبات پڑھتے ہیں۔ اس کی علاوہ یہاں کے اسکالرز اقبال پر مقالے اور کتب بھی لکھتے ہیں اور گاہے بگاہے علامہ اقبال کے حوالے سے منعقد ہونے والے سیمیناروں اور کانفرنسوں میں بھی مقالے پڑھے جاتے ہیں۔	۱۰ تا ۳۶	فکر اقبال کی ترویج کے سلسلے میں الازہر کی خدمات	ابراہیم، ابراہیم محمد
اقبالیات، علامہ اقبال، اقبال کی شاعری میں فطرت نگاری، برکلے، ہمالہ، ابرِ کوہسار، ایک آرزو، رات اور شاعر	صوفیاے کرام کے مطابق فطرت عین خدا ہے۔ چوں کہ علامہ اقبال کا بھی یہی خیال ہے کہ ساری کائنات خالقِ حقیقی کی صفات کا مظہر ہے اسی لیے فطرت کی منظر کشی کرتے وقت اکثر مقامات پر شاعر کا وجود فطرت میں فنا ہوتا ہوا معلوم ہوتا ہے لیکن فنا کے مقام سے جب وہ واپس آتے ہیں تو ان پر یہ راز منکشف ہو جاتا ہے کہ اگر تمام کائناتِ فطرت اگر ایک جسم ہے تو انسان اس کی روح ہے۔ یہی تصور فلسفۂ خودی جیسے نظریے کی بنیاد بنا۔ اقبال نے اپنی بہت سی نظموں میں خوب صورت تشبیہات اور استعاروں کی مدد سے قدرت کے حسین مناظر کی تصویر کھینچی ہے۔	۶۸ تا ۹۱	اقبال کی شاعری میں فطرت کی منظر کشی	احمد، شیخ عقیل
عطیہ سید، اردو افسانہ، کرسمس کی شب، شہرِ ہول، حکایتِ جنوں، مٹھی میں بند لمحہ	عطیہ سید اردو ادب کی معروف افسانہ نگار ہیں۔ ان کے افسانے مختلف موضوعات کا احاطہ کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ ان کے ہاں رومان، حقیقت اور عصرِ حاضر کے تمام مسائل کہانی کی صورت میں ہمارے سامنے آتے ہیں، عطیہ سید کے افسانوں میں اسلوبیاتی اعتبار سے بھی رنگارنگی اور تنوع نظر آتا ہے۔ سادگی، سلاست اور روانی ان کی کہانیوں کا نمایاں وصف ہے۔ ان کے اسلوب میں روایت اور جدت کا امتزاج ملتا ہے۔ انھوں نے اپنے افسانوں میں کردار نگاری، واقعات نگاری اور افراد کی داخلی اور نفسیاتی کشمکش کو بڑی کامیابی سے پیش کیا ہے۔	۷۴۷ تا ۷۵۵	عطیہ سید کی افسانہ نگاری: ایک مطالعہ	ارشاد، نازش/ رحمان، محمد
غلام احمد ہمدانی، مصحفی، نگار مصحفی	غلام احمد ہمدانی مصحفی ایک بلند پایہ شاعر ہیں، لیکن ایک عرصے تک تحقیق میں مصحفی کو وہ مقام نہ مل سکا جس کے وہ مستحق تھے۔ تحقیق کا دائرہ وسیع	۱۷۲ تا	مصحفی پر ہونے والے تحقیقی کام:	اشفاق، حمیرا

	نوعیت و معیار	۱۸۵	ہونے سے کلاسیکی ادب کے بہت سے مشاہیر کا کلام سامنے آیا ان میں سے ایک مصحفی بھی ہیں۔ اس مقالے میں مصحفی پر ہونے والے تحقیقی کاموں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مقالہ نگار کا کہنا ہے کہ اردو کے نمایاں محققین اور ناقدین نے مصحفی کے کلام کی تدوین کے فرائض ادا کیے مگر ابھی بھی مصحفی کے فکر و فن کے کئی پہلو ایسے ہیں جو تحقیق طلب ہیں۔	نمبر، شاگردانِ مصحفی، مصحفی اور ان کا کلام، مصحفی کا فن، مرزا سلیمان شکوہ
اقبال، شہلا/ ترین، روبینہ	آپ بیتی اور خواتین ادیب: فنی رموز اور اہمیت	۷۷۵ تا ۷۸۷	آپ بیتی ادب کی ایک دلچسپ اور اہم صنف ہے۔ اس میں مصنف خود اپنی داستان رقم کرتا ہے اور اس سے بہتر اس کی زندگی کے واقعات کی حقیقت اور ان کے پیچھے کار فرما خارجی و باطنی عوامل کے بارے میں کوئی نہیں بتا سکتا۔ آپ بیتی ایک نہایت کٹھن عمل ہے کیوں کہ اپنی داستان کو بے باکی اور سچائی سے بیان کرنا بہت دشوار ہے۔ اس مقالے میں خواتین کی لکھی ہوئی آپ بیتیوں کو موضوع بنایا گیا ہے۔ اردو میں خواتین میں خود نوشت لکھنے کا رجحان بیسویں صدی میں عام ہوا جب عطیہ فیضی اور قرۃ العین حیدر کی آپ بیتیاں منظرِ عام پر آئیں۔	اردو آپ بیتی، خواتین سوانح نگار، عطیہ فیضی، کشور ناہید، عصمت چغتائی، نثار عزیز بٹ
اقبال، طاہرہ	مستنصر حسین تارڑ کے ناولوں میں المیوں کا تسلسل	۷۲۸ تا ۷۳۸	مستنصر حسین تارڑ کا ہر ناول کسی بڑے حادثے یا المیے کے گرد بنا گیا ہے۔ یہ المیات قومی، تہذیبی، تاریخی اور کہیں کہیں ذاتی بھی ہیں۔ خصوصاً یہ قومی اور تاریخی المیے ناول میں اپنے تمام تر مضمرات اور سیاق و سباق کے ساتھ قاری سے اپنا اشتراک قائم کرتے ہیں۔ گویا ان المیہ ناولوں سے قاری اپنی گزری ہوئی تاریخ کے لمحوں میں دوبارہ جیتا ہے اور تمام حالات و واقعات کو اس کے پس منظر اور پیش منظر کے ساتھ پوری طرح جان سکتا ہے۔	مستنصر حسین تارڑ، اردو ناول، بہاؤ، راکھ، اے غزالِ شب
الماس، روبینہ	قرۃ العین حیدر کے ناولوں میں طبقاتی شعور	۷۱۲ تا ۷۲۷	قرۃ العین حیدر اردو ناول نگاری میں ایک نمایاں مقام رکھتی ہیں۔ ان کے ناولوں میں طبقاتی شعور بہت نمایاں ہے تاہم ان کا طبقاتی شعور اس طبقاتی شعور سے قطعی مختلف ہے جو ہمارے ہاں ترقی پسندوں کا رہا ہے۔ وہ ہر طبقے کے مسائل اور ان کی زندگی کے نقوش کو پیش کرنے کے ساتھ ساتھ ہر طبقے کے کرداروں کی نفسیات کا بھی جائزہ لیتی ہیں۔ وہ جب اپنے ارد گرد دیکھتی ہیں تو انھیں ہر جگہ طبقات نظر آتے ہیں یعنی ہر معاشرہ طبقات میں تقسیم دکھائی دیتا ہے، جسے اس مقالے میں بھی موضوع بنایا گیا ہے۔	قرۃ العین حیدر، طبقاتی شعور، آگ کا دریا، میرے بھی صنم خانے، سفینہ غمِ دل، چاندنی بیگم، آخر شب کے ہمسفر
امتیاز، محمد	اردو ترکی الفاظ کا صوتی تغیر	۴۵۱ تا ۴۶۰	اس مقالے میں اردو اور ترکی زبانوں سے ایسے مشترک الفاظ پیش کیے گئے ہیں جو ایک ہی اصل سے ہیں لیکن صوتی تغیر کے اثر سے ان کی شکلیں دونوں زبانوں میں مختلف ہو گئی ہیں۔ اگرچہ صوتی تغیر نے ان کی صورتیں بدل دی ہیں پھر بھی ان میں مشابہت پائی جاتی ہے۔ چوں کہ اردو اور ترکی	اردو ترکی الفاظ، لسانیات، اردو زبان، ترکی زبان، اردو ترکی لسانی،

			میں اس نوع کے بیش تر مشترک الفاظ بیک وقت کئی کئی صوتی تبدیلیوں سے متاثر ہوتے ہیں اس لیے ان میں اجنبیت پیدا ہو گئی ہے لیکن پھر بھی غور و فکر سے ان کی اصلیت پہچانی جاسکتی ہے۔	اشتراک
انجم، وسیم/ قزلباش، علی کمیل	بلوچستان کی اردو شاعری (ادوار و عوامل)	۵۰۶ تا ۵۱۷	انگریزوں کی آمد سے قبل بلوچستان میں اردو زبان کی رسائی چند ہندو تاجروں تک محدود تھی۔ سرکاری، درباری، عدالتی اور سفارتی سطح پر بلوچستان میں فارسی زبان کا دور دورہ تھا۔ اردو باقاعدہ طور پر بلوچستان میں انگریزوں کے تسلط کے بعد رائج ہوئی۔ بلوچستان میں ادبی سرگرمیوں کا آغاز مشاعروں سے ہوا۔ لورالائی میں پہلا مشاعرہ ہوا اور اسی شہر سے پہلا ادبی رسالہ بھی شائع ہوا۔ ملا محمد حسن براہوی بلوچستان میں اردو کے ابتدائی دور کے شاعر ہیں۔ مقالہ نگار نے بلوچستان کی اردو شاعری کو پانچ ادوار میں تقسیم کر کے اس کا ارتقائی جائزہ پیش کیا ہے۔	بلوچستان میں اردو شاعری، لورالائی، قندیلِ خیال، ملا محمد حسن براہوی، نواب گل محمد خان زیب مگسی
انجم، الطاف	حالی کی فکری تشکیل میں نوآبادیاتی کردار	۲۷۵ تا ۲۸۶	مولانا الطاف حسین حالی نے جس زمانے میں آنکھ کھولی وہ سیاسی، سماجی، معاشی اور تعلیمی اعتبار سے برصغیر کے لوگوں کے لیے بالعموم اور مسلمانوں کے لیے بالخصوص تنزلی اور شکست و ریخت کا دور تھا۔ اس مقالے میں دو نکات پر بحث کی گئی ہے۔ پہلی یہ کہ حالی نے نوآبادیاتی اثرات کو کس حد تک قبول کیا تھا اور دوسری یہ کہ نوآبادیاتی اثرات نے ان کے فکری نظام کی تعمیر و تشکیل میں کیا کردار ادا کیا؟ مقالہ نگار کے مطابق حالی کی فکری تشکیل میں نوآبادیاتی کردار کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے ہمیں اس دور کے سیاسی ظلم و جبر کا گہرائی سے مطالعہ کرنا ہوگا۔	الطاف حسین حالی، نوآبادیاتی عہد، انجمن پنجاب، حالی کی شاعری، مقدمہ شعر و شاعری، مابعد جدید تنقید
ایزابیل، ماریہ	Debate on Urdu as the Official Lanauge of Pakisan: English Versus Urdu اردو بطور پاکستانی دفتری زبان پر مباحثہ: انگریزی بہ مقابلہ اردو	XXV تا XLVII	پاکستان میں اردو کو دفتری زبان کے طور پر نافذ کرنے کے لیے کوششیں کی جارہی ہیں۔ ۱۹۷۳ء کے آئین کی شق ۲۵۱ کے مطابق پندرہ سالوں میں اردو زبان کو انگریزی کی جگہ سرکاری اور دفتری زبان بننا تھا لیکن پاکستان کی حکومتیں ایسا کرنے میں ناکام رہیں۔ ستمبر ۲۰۱۵ء میں عدالت نے اس کے حق میں فیصلہ دے کر اس مسئلے کو دوبارہ اٹھایا ہے۔ تاہم ابھی تک کلی طور پر اس فیصلے پر عمل درآمد نہیں ہو سکا۔ مقالہ نگار نے اردو کے نفاذ کے حوالے سے امکانات اور مسائل پر بحث کی ہے۔	English, Urdu language, Pakistan, official language, Urdu as official language, Article 251
بابر، نورینہ تحریم	ایک منفرد اردو سوانح عمری،	۹۱۳ تا	مغل بادشاہ اورنگ زیب کی سوانح حیات بہ عنوان اورنگ زیب اردو زبان میں رشید اختر ندوی کی تحریر کردہ پہلی سوانح ہے۔ یہ سوانح ۱۹۵۲ء میں پہلی	اورنگ زیب، اردو سوانح، جادو ناتھ

	اورنگ زیب: توضیحی مطالعہ	۹۲۹	بار شائع ہوئی۔ برصغیر میں مسلم شناخت، مسلم اقتدار اور مسلم اقدار کی تاریخ کے حوالے سے یہ سوانح توضیح و تعبیر کے امکانات اپنے اندر رکھتی ہے۔ ان میں سب سے بڑا امکان مسلمانانِ برصغیر کی اجتماعی زندگی کی ساخت اور شناخت کے حوالے سے اورنگ زیب کے کردار کی تفصیلات کا حقیقی تعین کرنا ہے۔	سرکار، رشید اختر ندوی، مغربی مؤرخین، جلال الدین اکبر
بشیر، عقیلہ / فرتاش، سید فضل حسین	فراق کی غزل: فنی امتیازات	۱۹۸ تا ۲۰۸	فراق گورکھپوری کا شمار ان شعرا میں ہوتا ہے جنھوں نے شاعری کی مروجہ روایت کو اپنانے کے بجائے اپنے لیے نیا منظر نامہ، نئی لفظیات، نیا اسلوبِ فکر اور نیا لب و لہجہ اپنایا۔ ان کی غزل تہذیبی روپ لیے ہوئے ہے۔ فارسی اور سنسکرت کے امتزاج سے وہ ہند اسلامی تہذیب کے نمائندہ شاعر کے طور پر سامنے آتے ہیں۔ وہ مغربی ادب سے بھی واقف تھے اور اپنی فکر میں مغربی ادب سے بھی استفادہ کیا۔ چناں چہ مشرق و مغرب کی شعریات کے مطالعے سے فیض یاب ہوتے ہوئے اپنے لیے ایک منفرد رنگ سخن ایجاد کیا۔	فراق گورکھپوری، فراق کی غزل، وسیم خیر آبادی، ریاض خیر آبادی، کلیات فراق گورکھپوی
بلوچ، رخسانہ	کئی چاند تھے سرِآسماں اور ہندیورپی تہذیب کا بیانیہ	۶۶۵ تا ۶۸۳	شمس الرحمٰن فاروقی کا ناول کئی چاند تھے سرِ آسماں میں ہند اسلامی تہذیب کے زوال کو بڑی شائستگی اور نفاست کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ مقالہ نگار کے مطابق اس ناول کا تہذیبی اعتبار سے بیانیاتی تجزیہ کرتے ہوئے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اب ہند اسلامی تہذیب، ہندیورپی تہذیب میں ضم ہو رہی ہے۔ گویا یورپ خصوصاً برطانیہ کا نوآبادیاتی نظام ہندوستان کی قدیم تہذیب، روایت اور وسائل حیات پر مسلط ہوتا جا رہا ہے۔ نوآبادیاتی نظام نہ صرف اپنی نوآبادی میں تہذیبی تبدیلیاں لاتا ہے بلکہ اس کے متن کو بھی تبدیل کر دیتا ہے۔	شمس الرحمٰن فاروقی، ہندیورپی تہذیب، کئی چاند تھے سرِ آسماں، ہند اردو ناول، نوآبادیات، تہذیبی ناول، ایڈورڈ سعید
بی بی، تحسین	اردو افسانے میں دیہی معاشرت کی روایت	۷۵۶ تا ۷۷۴	دیہاتی زندگی اور معاشرت نے اردو افسانوی ادب کو متنوع موضوعات سے مالا مال کیا۔ اردو افسانے میں دیہاتی معاشرت کی عکاسی کی اہم وجوہات میں دیہاتی زندگی کی عکاسی اور منظر نگاری ہے تاکہ دیہات کی فطری خوب صورتی ادب کا حصہ بن جائے، دوسری وجہ دیہاتوں میں غریب کاشت کاروں پر ہونے والے ظلم اور استحصال کی نشان دہی کرنا ہے اور تیسری اہم وجہ دیہاتوں میں کم علمی کے باعث جنم لینے والی ضعیف الاعتقادی اور توہم پرستی کے باعث جنم لینے والے مسائل کو سامنے لانا ہے۔ مقالہ نگار نے اس حوالے سے پریم چند، اعظم کریوی، علی عباس حسینی، کرشن چندر، بیدی اور احمد ندیم قاسمی کے افسانوں کا مطالعہ کیا ہے۔	اردو افسانہ، اردو افسانے میں دیہی زندگی، پریم چند، کرشن چندر، ترقی پسند تحریک، احمد ندیم قاسمی

بیات، علی/ رزاق، نورین	کلامِ اقبال میں ایرانی مقامات کا ذکر، ایک جائزہ	۳۷ تا ۵۵	علامہ اقبال ایرانی تہذیب و ثقافت کی اہمیت اور دنیاے اسلام میں اس کے مؤثر کردار سے بخوبی آگاہ تھے۔ انھوں نے اپنے کلام اور اپنے مقالے میں اس بات کی وضاحت کی ہے کہ انھیں کبھی سفرِ ایران کا موقع نہیں ملا۔ اس کے باوجود جب بھی ایران یا ایران سے وابستہ شخصیات اور مقامات کا ذکر ان کے کلام میں آتا ہے تو نہ صرف ایران شناسی کا پہلو سامنے آتا ہے بلکہ اس خطے سے ان کی محبت کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ کلامِ اقبال میں ایرانی مقامات کے ضمن میں خود لفظ "ایران"، "فارس" یا "پارس" سب سے اہم نظر آتا ہے۔	اقبالیات، کلامِ اقبال، ایرانی تہذیب، اسرارِ خودی، بلادِ اسلامیہ، مولانا روم، بلبلِ شیراز، شیخ سعدی
بھٹی، محمد سلمان/ سلیم، عابد	اردو ناول میں سیاسی شعور	۶۴۴ تا ۶۶۴	سیاسی صورتِ حال کو نظر انداز کر کے ادب اپنے معاشرے کی سچی تصور کشی نہیں کر سکتا۔ اردو ناول میں آغاز ہی سے برصغیر کی سیاسی صورتِ حال کو کسی نہ کسی انداز میں پیش کیا جاتا رہا ہے۔ ڈپٹی نذیر احمد کے ناول ابن الوقت اور سرشار کے ناول فسانہ آزاد اور فردوسِ بریں میں سیاسی صورتِ حال کی عکاسی ملتی ہے۔ پریم چند کا ایک واضح سیاسی نقطۂ نظر تھا جو گوشۂ عافیت، چوگان ہستی اور میدانِ عمل میں بہت واضح صورت میں نظر آتا ہے۔ اس کے علاوہ قرۃ العین حیدر، انتظار حسین، خدیجہ مستور، عبداللہ حسین، مستنصر حسین تارڑ اور کئی دیگر ناول نگاروں نے سیاسی موضوعات کو فکشن کا حصہ بنایا ہے۔	اردو ناول، اردو ناول اور سیاسی شعور، آنگن، بستی، تذکرہ، آگ کا دریا
ترپاٹھی، شیوبیہ	کلیم الدین احمد کی تنقید کے فکری سرچشمے	۸۴۰ تا ۸۶۸	کلیم الدین احمد اردو کے وہ تنقید نگار ہیں جن کی تنقید کا انداز اپنے دور کے اردو ادب و تنقید کے مزاج سے بہت مختلف تھا۔ ان کی تنقید کو سمجھنے کے لیے ان کے فکری سرچشموں کو جاننا ضروری ہے۔ کلیم الدین احمد کی تنقید کو مشرقی ادب میں عربی اور فارسی کے شعرا اور اساتذہ کے مطالعے نے متاثر کیا۔ مغرب میں وہ ایف۔ آر۔ لیوس، ٹی۔ ایس۔ ایلیٹ، آئی۔ اے۔ رچرڈز سے متاثر تھے۔ ان کے علاوہ انھوں نے مغرب کے ان ناقدین سے استفادہ کیا جن کے تصورات غور و فکر کرنے کے بعد انھیں درست معلوم ہوئے۔	کلیم الدین احمد، اردو تنقید، مشرقی تنقید، مغربی تنقید، حالی، ایف۔ آر۔ لیوس
تنظیم الفردوس	سچل سرمست کا اردو کلام: جدید اصولوں کے مطابق تدوین کی ضرورت	۱۶۳ تا ۱۷۱	سچل سرمست کا زمانہ ہندوستان میں اردو شاعری کے فروغ اور مقبولیت کا ابتدائی زمانہ ہے۔ سچل کی اردو سندھ کا رنگ لیے ہوئے ہے۔ کئی غزلیں سندھی کافی کے انداز میں ہیں اور فارسی کے بحور و اوزان کے بجائے چھند پر موزوں کی گئی ہیں۔ سچل سرمست کے کلام کو کئی لوگوں نے مرتب کیا ہے اور ہر مرتب شاعر و ادیب نے ان کے کلام میں ایسی تبدیلیاں کر دیں کہ ان	سچل سرمست، تدوینِ متن، رسالو میاں سچل فقیر جو، مہر خادم، سندھ میں اردو

			کی زبان جدید اردو کے رنگ میں ڈھل گئی اور اپنی اصل شکل برقرار نہ رکھ سکی۔ تمام مرتبین کے ہاں اختلافات کی مختلف نوعیتیں ملتی ہیں۔ مقالہ نگار نے اس بحث سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ سچل سرمست کے اردو کلام کی جدید تحقیقی اصولوں کی روشنی میں تدوین ہونی چاہیے۔	
جامڑو، کمال	پاکستانی زبانوں کا لوک ادب: ایک مختصر جائزہ	٦١٦ تا ٦٢٤	پاکستانی زبانوں کے لوک ادب میں اصناف اور کئی باتیں مشترک ہیں۔ بنیادی موضوعات تو ایک جیسے ہیں مگر ہر زبان میں اسے پیش کرنے کا رنگ ڈھنگ مختلف ہے۔ نثر میں لوک کہانیاں، قصے اور عشقیہ داستانیں جب کہ نظم میں لوری، چھلہ، رزمیہ گیت، لوک گیت، شادی بیاہ کے گیت، فصلوں کی بوائی اور کٹائی کے گیت، برسات کے گیت، موسم کے گیت، پہیلیاں، مناظرے، کہاوتیں وغیرہ شامل ہیں۔اس مقالے میں پاکستانی زبانوں کے لوک ادب کے مشترکہ نکات پیش کیے گئے ہیں۔	پاکستانی زبانیں، لوک ادب، گیت، لوری، خلقی، ادب، السی ادب
حسن، فاطمہ	جدید اردو غزل پر میر کے اثرات	١٠٨ تا ١١٧	اس بات سے کسی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ غزل اردو شاعری کی ایک مقبول صنف ہے۔ میرؔ اردو غزل کی روایت میں ایسے شاعر ہیں جن کے بعد میں آنے والے شعرا پر سب سے زیادہ اثرات ہیں۔ سوداؔ، آتشؔ، ناسخؔ، ذوقؔ، داغؔ، حالیؔ اور غالبؔ جیسے شعرا نے بھی میرؔ کی عظمت کا اعتراف کیا ہے۔اقبال کے کلام میں بھی ایسی مثالیں ملتی ہیں جن میں رنگ میرؔ کی جھلک نظر آتی ہے۔ جدید شعرا میں ناصر کاظمی کے ساتھ ساتھ امداد امام اثر، جگن ناتھ آزاد، سحر انصاری، پیرزادہ قاسم اور کئی دیگر شعرا کے کلام پر میر کے اثرات موجود ہیں۔	اردو غزل، میر تقی میر، جدید اردو غزل، رنگ میر، ناصر کاظمی،
حسین، شگفتہ	طاہرہ اقبال کی نثر کا اسلوبیاتی تجزیہ	٤٧٥ تا ٤٨٨	اس مقالے میں معروف ادیبہ طاہرہ اقبال کے اسلوب کا اسلوبیاتی تجزیہ کیا گیا ہے۔ طاہرہ اقبال جدید اردو افسانے کا ایک معروف نام ہے۔ طاہرہ اقبال کی نثر کا لسانی مزاج اردو، انگریزی اور پنجابی تین زبانوں سے تشکیل پاتا ہے۔ اسلوبیاتی تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے ہاں تشبیہ، استعارہ، تجنیس صوتی، تکرار، تضاد اور قافیہ بندی کا التزام ملتا ہے۔ وہ سادہ پیچیدہ، مرکب اور قطعیت کے حامل جملوں اور صوتی و سمعی امیجری کا بھی بہت زیادہ استعمال کرتی ہیں۔ اسلوبیاتی وسائل کو زبان کی صوتی، صرفی، لغوی، نحوی اور معنیاتی سطح پر برت کر طرزِ بیان میں اثر اور جدت پیدا کرتی ہیں۔	طاہرہ اقبال، اسلوبیات، ریخت، مٹی کی سانجھ، گنجی بار، رئیس اعظم
حیات، جمیل	عالمی ادبی نظریات کے اردو زبان و ادب پر اثرات	٣٥٤ تا ٣٧٠	اردو زبان و ادب نے عالمی ادبی نظریات سے بہت کچھ حاصل کیا۔ غیر ملکی ادب سے متاثر ہونے کا سلسلہ ١٨٥٧ء سے شروع ہوتا ہے۔ سرسید تحریک کی بدولت برصغیر کے مسلمان مغرب کے جدید افکار سے روشناس ہوئے	عالمی ادبی نظریات، اردو زبان و ادب، وجودیت، فرائڈ،

			اور مغرب کے زیرِ اثر نئی اصناف اردو ادب میں رائج ہوئیں۔ رومانوی دور کے شعرا اور ادیب روسو سے متاثر تھے۔ ادبی اعتبار سے اقبال نے بھی مغربی اثرات کو قبول کیا۔ لینن اور کارل مارکس کے نظریات ترقی پسند تحریک کی صورت میں مقبول ہوئے۔ بیسویں صدی میں فرائڈ کے نظریات ادب میں شامل ہوئے نیز یورپ کی اکثر ادبی تحریکوں اور نظریات کے اثرات بھی اردو ادب تک پہنچنے لگے۔	کارل مارکس، شعور کی رو
خٹک، خالد محمود	خوانین قلات کی زیرِ سرپرستی بلوچستان میں اردو کا فروغ	۴۹۶ تا ۵۰۵	سترہویں صدی میں قلات پر خوانین کی حکومت قائم ہوئی۔ بلوچستان کا وسیع علاقہ خوانین قلات کے زیرِ نگرانی رہا۔ قلات، خضدار، مستونگ، گندھاوا اور اس کے گرد و نواح کے علاقے تہذیبی، معاشی، علمی اور ادبی حوالے سے اہم رہے۔ خضدار میں ادبی سرگرمیوں کے نقوش خوانین سے پہلے بھی ملتے ہیں۔ رابعہ خضداری کا نام اس حوالے سے بہت اہم ہے۔ سترہویں اور اٹھارویں صدی کے شعرا میں محمد حسن براہوی، نسیم تلوی، یوسف عزیز مگسی اور مہر گل خان نصیر نمایاں حیثیت کے مالک ہیں۔	خوانین قلات، بلوچستان میں اردو، رابعہ خضداری، محمد حسن براہوی، نسیم تلوی، یوسف عزیز مگسی
خشک، یوسف / بخاری، بادشاہ منیر	اکیسویں صدی میں معدوم ہونے والی زبانیں: مسائل اور امکانات	۳۲۶ تا ۳۳۶	انسانی معاشرے میں نقل مکانی مختلف تہذیبوں کی جانب ہجرت اور آبادکاری ایک طرف تہذیبوں کے ملاپ کا باعث بنی تو دوسری جانب اس ادغام سے رفتہ رفتہ کئی تہذیبوں کا خاتمہ بھی ہوا جس کا اثر وہاں بولی جانے والی زبانوں پر بھی پڑا۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں بولی جانے والی ۷۳۵۸ زبانوں میں سے ۵۱۶ مکمل طور پر ختم ہو چکی ہیں۔ جب کہ دنیا کی ۲۵۰۰ زبانوں کو اس وقت شدید خطرہ لاحق ہے۔ یونیسکو کی رپورٹ کے مطابق اکیسویں صدی کے پہلے چودہ برسوں میں ۵۳ زبانیں دنیا سے ختم ہو گئیں۔ مقالہ نگار نے زبانوں کے ختم ہونے کی وجوہات اور ان کو محفوظ کرنے کے حوالے سے اقدامات کا جائزہ لیا ہے۔	لسانیات، زبانیں، معدوم ہونے والی زبانیں، عالمگیریت، امریکہ، آسٹریلیا
دشتی، اصغر / سلطانہ، یاسمین	ڈاڈاازم: انقلابی و سیاسی رجحانات کے عالمی اثرات کا مطالعہ	۳۷۱ تا ۳۷۹	پہلی جنگ عظیم کے دوران یورپ کے امن پسند ادیبوں، فن کاروں اور آرٹسٹوں نے ایک تحریک شروع کی جس کو ڈاڈاازم کا نام دیا گیا۔ اس تحریک سے وابستہ لوگوں کا خیال تھا کہ الفاظ یا اشیا کے نام کے پیچھے کوئی فلسفہ نہیں ہوتا۔ ڈاڈاازم کا سب سے ممتاز ادب ۱۹۱۹ء سے ۱۹۶۴ء تک شائع ہوا۔ اس تحریک نے منطق، فلسفے، مذہب، اخلاق، آرٹ اور علم کے مروجہ، روایتی سرمایہ دارانہ اقدار کی نفی کی۔ ڈاڈائی ادب کو ایک طرف جنگ عظیم کے ظالمانہ نتائج کا ماحصل قرار دیا گیا اور دوسری طرف مغربی تہذیب و معاشرت کے خلاف احتجاج اور انتقام قرار دیا گیا۔	ادبی تحریک، ڈاڈا ازم، تجریدیت، کولاج، ٹریسٹن زارا،

رزاق،نورین	دیہات کے داخلی و خارجی مسائل (پاکستانی خواتین افسانہ نگاروں کی نظر میں)	۷۸۸ تا ۸۰۳	پاکستانی خواتین افسانہ نگاروں نے اپنے افسانے میں دیہاتی طرزِ معاشرت، تہذیب و ثقافت اور مسائل و مشکلات کی عمدہ عکاسی کی ہے۔ خواتین افسانہ نگاروں کی باریک بینی اور مشاہدے کی گہرائی نے دیہاتی مناظر کو افسانوں میں اس طرح سمویا ہے کہ وہاں کے دکھ درد بولتے محسوس ہوتے ہیں۔ خواتین افسانہ نگاروں میں جن کے ہاں دیہات نگاری مستقل موضوع کی صورت میں دیکھی جاسکتی ہے ان میں جمیلہ ہاشمی اور طاہرہ اقبال سرِفہرست ہیں۔ ان کے علاوہ سائرہ ہاشمی، پروین عاطف، بشریٰ اعجاز، نیلم احمد بشیر اور شہناز شورو کے افسانوں میں دیہات کے مسائل کی تصویر کشی کی گئی ہے۔	اردو افسانہ، پاکستانی خواتین افسانہ نگار، جمیلہ ہاشمی، طاہرہ اقبال، پروین عاطف، نیلم احمد بشیر
رضوی، طارق حسین/اقبال، سید جاوید	سندھ کے اردو ادبی رسائل میں قارئین کے خطوط: اشاعت، روایت اور اثرات	۵۹۶ تا ۶۱۵	اس مقالے میں سندھ کے ادبی رسائل میں قارئین کے خطوط کی ادبی، تحقیقی، سوانحی اور تنقیدی اہمیت، ان کے مرتبہ اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے اور ان کی روشنی میں مزید تحقیقی امکانات کی نشان دہی کی گئی ہے۔ قارئین کے خطوط کی اشاعت کا دارومدار مدیر کی شخصیت پر ہوتا ہے۔ ان خطوط کے مطالعے سے دیگر بہت سی باتوں کے ساتھ رسالے کے مزاج اور اس کی حیثیت کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ قارئین رسالے میں چھپنے والی تحریروں پر اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔ اس طرح وہ غیر اعلانیہ طور پر مدیر کی معاونت کر رہے ہوتے ہیں۔	سندھ کے ادبی رسائل، قارئین کے خطوط، سخنور، ماہ نامہ افکار، اردو نامہ، ریاض الفردوس
رفیق الاسلام، محمد	باغ و بہار: مابعد الطبیعیاتی مطالعہ	۹۰۴ تا ۹۱۲	فورٹ ولیم کالج کی داستانوں میں باغ و بہار کو سب سے زیادہ شہرت حاصل ہوئی۔ مقالہ نگار نے اس داستان کے مابعد الطبیعیاتی عناصر کا جائزہ لیا ہے۔ مقالہ نگار کے مطابق داستان نگار مابعد الطبیعیات کے بنیادی پہلو الٰہیات کے علاوہ دیگر گوشوں کو بھی سامنے لایا ہے۔ باغ و بہار میں کائنات کے طبعی عناصر کے ساتھ ساتھ غیر طبعی عناصر کی آمیزش تجسس اور دلچسپی کی فضا قائم کرتی ہے۔ یہاں عقل و شعور اور ادراک کے ذریعے فلسفے اور تصوف کی مابعد الطبیعیاتی دنیا تک رسائی حاصل ہوتی ہے۔	باغ و بہار، فورٹ ولیم کالج، میر امن، داستانوی ادب، اردو داستانیں، قصہ چہار درویش
رفیق، روبینہ/ کوکب، فرزانہ	سعادت حسن منٹو کے اسلوب میں جملوں کی نشتریت اور معنویت	۷۳۹ تا ۷۴۶	منٹو کے اسلوب میں جملے اور الفاظ اس قدر جان دار، متحرک، فعال اور غالب ہیں کہ بعض اوقات وہ ایک جملے یا کہیں کہیں ایک لفظ سے قاری کو جھنجوڑ کے رکھ دیتے ہیں۔ منٹو کا اسلوب پڑھنے والے کو ایک ایسے تجربے سے ضرور دوچار کرتا ہے جس میں استعجاب بھی ہے اور اشتعال بھی۔ منٹو کے افسانوں کے موضوعات ان کا بیانیہ، مکالمے اور کہانی جس حد تک سنگینی اور بے رحمی لیے ہوتے ہیں، وہیں بعض جملوں اور لفظوں میں یہ سنگینی اور کڑواہٹ، بے رحمی اور سنگ دلی کا اظہار کرتی ہے۔	سعادت حسن منٹو، منٹو کا اسلوب، آتش پارے، نیا قانون، شغل، اردو افسانہ

رمضان، محمد	مسلمانانِ ہند کے قدیم تہذیبی مرکز حیدر آباد دکن سے علامہ اقبال کی وابستگی	۲۲۱ تا ۲۳۴	حیدر آباد دکن کو مشرقی تہذیب و تمدن کی آخری نشانی سمجھا جاتا تھا۔ دہلی اور لکھنو کے اجڑنے کے بعد مسلم شرفا کے اکثر گھرانوں نے دکن کا رُخ کیا، اس زمانے میں حیدر آباد اردو زبان و ادب کا بڑا مرکز بنا۔ اہلِ دکن نے اپنی تہذیب کو برطانوی تہذیب سے متاثر نہ ہونے دیا۔ اقبال ۱۹۰۱ء میں پہلی بار حیدر آباد گئے اور اس سفر کے ان کے دل پر بہت گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ انھوں نے اپنے خطوط اور نظموں میں اس کا ذکر کیا۔ حیدر آباد دکن میں اقبال کے دوستوں میں مہاراجا کشن پرشاد، مولانا قادر گرامی اور سر اکبر حیدری کے نام اہم ہیں۔	علامہ اقبال، حیدر آباد دکن، مولانا قادر گرامی، سر اکبر حیدری، مہاراجہ کشن پرشاد، عطیہ فیضی
سراج، بسمینہ	خطوط میں شعرا کے سوانحی کوائف	۲۵۶ تا ۲۶۵	خطوط سوانح نگاری کا بہترین ماخذ ہوتے ہیں۔ ادیب کے خاندانی حالات، اس کی زندگی کے واقعات، عقائد و نظریات اور سیرت و شخصیت کا پورا علم ان ہی خطوط سے ہوتا ہے۔ کسی شاعر یا ادیب کی شخصیت کے مطالعے اور اس کے شعر و فلسفے کی تفہیم کے لیے اس کے خطوط اہم اور بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس مقالے میں چند شعرا کے ایسے خطوط کا جائزہ لیا گیا ہے جن سے ان کی سوانح مرتب کی جا سکتی ہے۔ ان شعرا میں داغ دہلوی، شاد عارفی اور جاں نثار اختر شامل ہیں۔	خطوط نگاری، سوانح نگاری، شعرا کے خطوط، داغ دہلوی، شاد عارفی، جاں نثار اختر
سرفراز، رابعہ	علم عروض کی بنیادی اصطلاحات	۴۱۳ تا ۴۲۰	اس مقالے میں علم عروض کی بنیادی اصطلاحات پر بحث کی گئی ہے۔ ہر علم کی مختلف اصطلاحات ہوتی ہیں جن کے ذریعے اس علم کی تفہیم کی جاتی ہے۔ علم عروض دیگر علوم و فنون سے مختلف ہے لیکن دوسرے علوم کی طرح اس کی بھی متعدد اصطلاحات ہیں لیکن مقالے میں بنیادی اصطلاحات پیش کی گئی ہیں جن میں وزن، بحر، تقطیع، اصولِ سہ گانہ، وتد، فاصلہ، مثمن، مسدس، مربع، مضاعف اور مزاحف شامل ہیں۔	علم عروض، اصطلاحات، وزن، بحر، تقطیع، وتد
سنجرانی، خالد محمود	ادبی متون کے نہاں خانوں میں موجود گرہ بستہ مسائل کا علامتی نظام اور فرائیڈ	۳۱۴ تا ۳۲۵	فرائڈ نے نفسیاتی مریضوں کے خوابوں میں پائی جانے والی علامات اور ادب کا تخلیقی اظہار میں بہت سے مقامات پر مشابہت کی نشان دہی کی۔ اسے ادب سے تحلیل نفسی کے نظریے کی توثیق حاصل ہوتی چلی گئی جس کی سب سے بڑی مثال ہیملٹ ہے۔ فرائڈ کو ادبی متون کے فنی رموز، روایات اور تخلیقی تجربے کے ادبی محاسن سے زیادہ غرض نہیں تھی۔ فرائڈ کا استدلال یہ تھا کہ جس طرز پر کسی نفسیاتی مریض کے خوابوں کی علامات اس کی الجھن تک رسائی حاصل کرنے میں مدد دیتی ہیں۔ اسی طرز پر تخلیقی ادب صنف کی لاشعوری دنیا میں جھانکنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔	فرائڈ، علم نفسیات، ہیملٹ، شیکسپیئر، مرچنٹ آف دی وینس، میکبتھ، رچرڈ تھرڈ
سہیل، عامر	ادبی تھیوری کا	۳۸۰	اردو ادب میں اس وقت جدیدیت، مابعد جدیدیت، ساختیات، پس	ادبی تھیوری،

	مغالطہ	تا ۳۹۰	ساختیات، رد ساختیات، تانیثیت اور نو آبادیات جیسی ادبی تھیوریوں کے موضوعات اپنے خاص مقاصد اور تناظرات کے ساتھ زیر بحث ہیں۔ ادب کی ہر تخلیق کو انھی دستیاب اصطلاحات کے سانچوں میں فٹ کر کے تجزیہ و تحلیل کے مراحل طے کرائے جا رہے ہیں۔ اس مقالے میں ادبی تھیوری کے استعمال کی ضرورت اور اس کے تحت جنم لینے والے مغالطوں پر بحث کی گئی ہے۔	جدیدیت، مابعد جدیدیت، ساختیات، تانیثیت، نو آبادیات
شاہ، شاہدہ دلاور	تاریخ یوسفی سے شیکسپئیر کے دیس میں تک	۸۰۴ تا ۸۱۲	اردو ادب میں سفر نامے کی روایت کا آغاز انیسویں صدی میں ہوا۔ اردو کا پہلا سفر نامہ تاریخ یوسفی ہے جو کہ عجائبات فرنگ کے نام سے معروف ہوا ہے۔ اس مقالے میں نئے سفر نامے شیکسپئیر کے دیس میں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ سفر نامہ ڈاکٹر غافر شہزاد نے لکھا اور ۲۰۰۷ء میں پہلی بار شائع ہوا۔ اس سفر نامے کے پہلے حصے میں لاہور سے مانچسٹر تک کا سفر، دوسرے حصے میں برطانیہ میں مقیم پاکستانیوں کی زندگی کے معمولات اور مسائل اور تیسرے حصے میں برطانیہ میں علمی و ادبی سرگرمیوں کی روداد اور مشاعروں کا ذکر ہے۔	اردو سفر نامہ، تاریخ یوسفی، شیکسپئیر کے دیس میں، غافر شہزاد، یوسف خان کمبل پوش، سفر نامہ نگاری
شاہ، عرفان	شان الحق حقی اور ترقی اردو بورڈ کی لغت	۴۲۱ تا ۴۵۰	۱۹۵۸ء میں ''ترقی اردو بورڈ'' کا قیام عمل میں آیا، جس کی رو سے بورڈ کے مقاصد میں آکسفرڈ انگلش ڈکشنری کی نہج پر اردو کی ایک جامع لغت کی تدوین کے علاوہ اردو کی ترقی کے سلسلے میں وہ ضروری کام بھی انجام دینا شامل تھے جو حکومت اسے تفویض کرے۔ شان الحق حقی نے اردو لغت کے منصوبے کو قومی جذبے اور اپنے اہم سرکاری منصب کے ساتھ مجموعی طور پر اٹھارہ سالہ زندگی کی پہلی ترجیح کے طور پر انجام دیا۔ اردو لغت (تاریخی اصولوں پر) کے بنیادی خاکے کی منظوری ان کی ذاتی کاوش کی وجہ سے ہوئی۔ اس کے علاوہ بھی وہ اردو لغت بورڈ کے لیے علمی اور انتظامی ہر طرح کی خدمات میں پیش پیش رہے۔	اردو لغت بورڈ، اردو لغت تاریخی اصولوں پر، شان الحق حقی، مولوی عبدالحق، جوش ملیح آبادی
شفیع، محمد افتخار	لکھنوی غزل میں سراپائے محبوب کے نقش ہائے رنگ رنگ	۱۸۶ تا ۱۹۷	لکھنو میں غزل کے بجائے ایسی اصناف کو فروغ ملا جن میں خارجی عناصر کو بخوبی برتا جا سکتا تھا۔ غزل گو شعرا نے خارجیت کو غزل کا جزو بھی بنا دیا جس سے غزل اپنے اصل رنگ سے محروم ہو گئی۔ لکھنوی معاشرے میں آزادی اور بناوٹ کے سبب لکھنوی شعرا نے سراپا نگاری کے خارجی مظاہر کو غزل کا موضوع بنایا۔ لکھنوی شعرا نے محبوب کے حسن و جمال سے زیادہ اس کے ملبوسات، زیورات اور اعضائے بدن کا ذکر کیا ہے اور سراپا نگاری کو شعری حسن کے بجائے مجسمہ سازی بنا دیا۔	لکھنوی غزل، غزل میں سراپا نگاری، انشا، مصحفی، جرأت، آتش

صفی، محمد سفیان /صادق، محمد	پہاڑی اور ہندکو—ایک زبان کے دو لہجے	۵۲۴ تا ۵۴۰	پہاڑی زبان آزاد کشمیر کے ایک بڑے حصے میں بولی جانے والی زبان ہے۔ پہاڑی زبان خود بھی کئی لہجوں میں تقسیم ہے تاہم اس کا لسانی نظام، تاریخی و تہذیبی پس منظر اور زبان کے تمام لہجے ہزارہ میں بولی جانے والی ہندکو سے بہت مشابہت رکھتے ہیں۔ اس لیے مقالہ نگار کے مطابق ہندکو اور پہاڑی ایک ہی زبان کے دو لہجے ہیں۔ سوائے چند الفاظ اور لہجے کے کوئی دوسرے اصول و قواعد نہیں ہیں جن سے ان دونوں زبانوں میں فرق کیا جا سکے۔ ہندکو اور پہاڑی معنوی لحاظ سے بھی ایک ہی طرح کا مفہوم رکھتی ہیں۔	لسانیات، پہاڑی زبان، ہندکو زبان، آزاد کشمیر، پہاڑی اور ہندکو، پاکستانی زبانیں
ظفر، ظفر حسین	مکتوبات اقبال میں ملی نشاۃ ثانیہ کے نقوش	۵۶ تا ۶۷	اقبال کی شاعری، مقالات اور مضامین کے ساتھ ساتھ ان کے مکاتیب بھی ان کے نظریات و افکار کو سمجھنے میں بہت معاون ثابت ہوتے ہیں۔ مقالہ نگار نے مکاتیبِ اقبال کے منتخب حقوق کا تحقیقی مطالعہ کیا ہے تاکہ مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے لیے اقبال کی کاوشوں کو قابلِ فہم بنایا جاسکے۔ اس حوالے سے قائداعظم محمد علی جناح کے نام ان کے خطوط بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔ اقبال ہندوستان کے مسلمانوں کے روشن مستقبل کے لیے قائداعظم کی قیادت کو ضروری خیال کرتے ہیں۔	مکتوباتِ اقبال، ملی نشاۃ ثانیہ، قائداعظم محمد علی جناح، منشی محمد صالح، نہرو رپورٹ، اقبال کے خطوط جناح کے نام
عابد، قاضی	احمد ندیم قاسمی کے خاکے (بیسویں صدی کی متوازی ادبی تاریخ)	۹۳۰ تا ۹۴۵	اس مقالے میں مقالہ نگار نے اپنے مقالے کی بنیاد چند سوالوں پر رکھی ہے اور انھی سوالوں کے جوابات تلاش کرتے ہوئے مقالے کو آگے بڑھایا ہے۔ مقالہ نگار کے مطابق احمد ندیم قاسمی نے اپنے ہم عصر ادیبوں کے جو خاکے تحریر کیے ہیں وہ ایک لحاظ سے متوازی ادبی تاریخ کا درجہ رکھتے ہیں۔ یہ خاکے دو کتابوں کی صورت میں ہیں، ایک کتاب کا نام میرے ہم سفر ہے اور دوسری جوان کی وفات کے بعد شائع ہوئی اس کا نام میرے ہم قدم ہے۔ ان دونوں کتابوں میں ادیبوں اور سیاسی کارکنوں کے خاکے موجود ہیں اور ان میں ایسا مواد موجود ہے جو بیسویں صدی کی ادبی تاریخ کے متن اور حواشی دونوں کا ماخذ بن سکتا ہے۔	احمد ندیم قاسمی، خاکہ نگاری، میرے ہم سفر، میرے ہم قدم
عارف، نجیبہ	دریا کے سنگ: ایک مختلف نوعیت کا کرداری ناول	۶۹۲ تا ۶۹۹	دریا کے سنگ نثار عزیز بٹ کا تیسرا ناول ہے جو پہلی بار ۱۹۸۴ء میں شائع ہوا۔ دریا کے سنگ کے علاوہ نثار عزیز بٹ کے تین اور ناول ہیں جو نسائی کرداروں کے گرد گھومتے ہیں۔ دریا کے سنگ کے دو مرکزی کردار ہیں، ایک دریا اور دوسرا اس کے کنارے آ کر جی اٹھنے والا انسان، جو زندگی کے بنیادی سوالات پر خود سے الجھ رہا ہے۔ اس ناول میں مصنفہ نے ایک فکشنی دنیا تخلیق کی ہے جو حقیقت کے قریب رہ کر بھی اس سے کچھ اوپر اٹھی ہوئی	نثار عزیز بٹ، اردو ناول، کرداری ناول، دریا کے سنگ

			ہے اور اس کے کردار حقیقی دنیا کے کردار ہوتے ہوئے بھی اس سے کچھ نہ کچھ ماورا ہیں۔	
عباس، مظہر	روشن خیالی، سیکولرازم اور اردو ناول	۶۲۵ تا ۶۳۴	اردو ناول میں روشن خیالی اور سیکولر نظریات کا اثر بہت گہرا نظر آتا ہے۔ اردو ناول نگاروں نے مذہبی تعصبات سے ماورا ہو کر انسان اور انسان سے وابستہ مسائل اور انسان کے اس کائنات میں امکانات کو اجاگر کیا۔ مقالہ نگار نے ڈپٹی نذیر احمد، پریم چند، سجاد ظہیر، کرشن چندر، عبداللہ حسین، مستنصر حسین تارڑ اور مصطفیٰ کریم کے ناولوں میں روشن خیالی اور سیکولرزم کے عناصر کی نشان دہی کی ہے۔ مقالہ نگار کا کہنا ہے کہ اردو ناول کی روایت کا بڑا حصہ روشن خیال اور سیکولر نظریات سے متاثر ہے۔	روشن خیالی، سیکولرازم، اردو ناول، نذیر احمد، پریم چند، عبداللہ حسین
عبدالکریم	مرزا غالب اور نظریہ وحدت الوجود	۱۳۷ تا ۱۴۴	نظریۂ وحدت الوجود دراصل مذہبی عملی تجربے کی ایک عقلی توجیہہ ہے، جس کا تعلق عارفانہ دین داری سے ہے۔ اس نظریے کے مطابق معبود صرف ایک ہے۔ غالب کا عہد تہذیبی، سیاسی اور معاشی کشمکش کا دور تھا۔ بیرونی کشمکش کے ساتھ اسی طرح کی کرب انگیز کشمکش غالب کو ذاتی طور پر بھی درپیش تھی۔ مرزا غالب نے اس کشمکش کا حل وحدت الوجود میں تلاش کیا۔ غالب کے ہاں وحدت الوجود صاف واضح بھی نہیں اور پوشیدہ بھی نہیں۔	مرزا غالب، نظریہ وحدت الوجود، غالب کا عہد، غالبیات، تصوف، دیوانِ غالب
عزیز، خواجہ زاہد	کشمیر میں اردو نثر نگاری.....ایک جائزہ	۴۸۹ تا ۴۹۵	گذشتہ دو سو سالوں کے دوران جن زبانوں نے کشمیر میں اپنا دائرہ اثر وسیع سے وسیع تر کیا ان زبانوں میں اردو کا نام سرفہرست آتا ہے۔ ریاست میں بالعموم اور وادی میں بالخصوص اردو کوئی پرائی زبان نہیں لگتی، اگرچہ یہ یہاں کے لوگوں کی مادری زبان نہیں ہے۔ اردو کے ابتدائی نقوش مغلیہ عہد کے کشمیری شعرا کے ہاں ملتے ہیں۔ ۱۹۴۷ء میں سری نگر سے متعدد اردو اخبار اور رسائل شائع ہوئے۔ ڈراموں کی شکل میں ابتدائی نثر کے نمونے ملتے ہیں۔ ۱۹۵۸ء میں سری نگر میں جموں و کشمیر اکیڈمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگویجز کا قیام عمل میں آیا جس کے نتیجے میں دیگر زبانوں کے ساتھ اردو پر بھی خاص توجہ دی جانے لگی۔ نثر کی بے شمار کتب منظرِ عام پر آئیں اور صحافتی نثر کو بھی فروغ ملا۔	ریاست جموں و کشمیر، کشمیر میں نثری ادب، جموں و کشمیر اکیڈمی آف آرٹ کلچر و لینگویجز، حامد کاشمیری، نور شاہ، عبدالقادر سروری
علی، ذوالفقار	ناصر کاظمی کی شاعری میں اداسی کا احساس	۲۰۹ تا ۲۲۰	ناصر کاظمی کی شاعری میں ہجرت، ماضی کی یادوں اور معاشرتی حالات کی وجہ سے پیدا ہونے والی اداسی کے نقوش بہت گہرے اور نمایاں ہیں۔ ناصر کی شخصیت میں وہ عنصر موجود ہے جو فن کارانہ اداسی کی کیفیت پیدا کرنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ ناصر کاظمی میر سے بھی متاثر تھے اور میر سے	ناصر کاظمی، اردو غزل، ناصر کاظمی کی شاعری میں اداسی، رنگ میر،

			مماثلت ان کی غزل کو طاقت اور توانائی دیتی ہے۔ مقالہ نگار نے ناصر کے کلام میں اداسی کے محرکات میں ان کے ناکام عشق کا بھی ذکر کیا ہے۔ بہر حال اداسی کی وجوہات کچھ بھی ہوں، اداسی ان کی غزل میں ایک تخلیقی قوت کے طور پر ابھرتی ہے۔	ہجرت، ناسٹلجیا
غلام رسول، عاصمہ	پنجابی صوفی شعرا کی نعت گوئی	۵۱۸ تا ۵۲۳	نعتیہ شاعری میں فنی مہارت کے ساتھ ساتھ مقام رسالت و نبوت کا حقیقی احترام بھی لازم ہے۔ پاکستان کی تمام علاقائی زبانوں میں نعتیہ شاعری ملتی ہے۔ پنجابی میں صوفیائے کرام کے کلام میں نعتیہ اشعار اسلامی طرزِ فکر، اسلامی طرزِ حیات کے اوصاف کے ذکر سے مزین ہیں۔ بابا بلھے شاہ، وارث شاہ اور میاں محمد بخش نے اسلام کی نشر و اشاعت کے لیے نعت گوئی کے فن کا بخوبی استعمال کیا اور عوام و خواص کے دلوں میں دین کی محبت کے ساتھ ساتھ نبی کریم ﷺ کی محبت کو بھی اجاگر کیا۔	پنجابی صوفی شعرا، نعت گوئی کا فن، بابا بلھے شاہ، وارث شاہ، میاں محمد بخش، پنجابی نعتیہ کلام
فاروقی، یاسمین سلطانہ	نصر اللہ خان کالم نگاری کے آئینے میں	۸۶۹ تا ۹۰۳	نصر اللہ خان کا شمار اردو صحافت کے معروف فکاہیہ کالم نگاروں میں ہوتا ہے۔ ان کی انفرادیت یہ ہے کہ انھوں نے کم و بیش نصف صدی سے مسلسل کالم نویسی کی۔ ایک عرصے تک وہ ملک کے مشہور اخبارات و رسائل سے وابستہ رہے جن میں روزنامہ حریت، روزنامہ جنگ اور ہفت روزہ تکبیر سرِ فہرست ہیں۔ انھوں نے ڈراما نگاری اور خاکہ نگاری بھی کی تاہم ان کی پہچان کالم نگاری ہی رہی۔	نصر اللہ خان، کالم نگاری، فکاہیہ کالم، اردو صحافت، اردو رسائل، اردو اخبارات
فاطمہ، صدف	اختر ریاض الدین اور سات سمندر پار	۸۱۳ تا ۸۱۹	جدید اردو سفر نامہ نگاری میں ایک اہم نام بیگم اختر ریاض الدین کا ہے۔ ان کے سفر نامے جدید سفر نامے کے فنی تقاضوں کو کسی حد تک پورا کرتے ہیں۔ سات سمندر پار میں انھوں نے ٹوکیو، ماسکو، لینن گراڈ کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ اس سفر نامے میں تخلیقی اور جبلی قوت احساس اور فکری ادراک کا بہترین امتزاج ملتا ہے۔ ان کی تحریر میں فن کارانہ گرفت اور ہلکا مزاح، رنگینی، شوخی اور بے ساختگی کو جنم دیتا ہے۔	اردو سفر نامہ، جدید سفر نامہ، بیگم اختر ریاض الدین، سات سمندر پار
فیاض، ایم خالد	عالمی ادب اور منٹو کی تنقیدی نظر	۸۲۰ تا ۸۲۸	سعادت حسن منٹو عالمی ادب سے خاص دلچسپی رکھتے تھے۔ انھیں روسی اور فرانسیسی ادب سے نہ صرف خاص لگاؤ تھا بلکہ اس حوالے سے ان کی تنقیدی نظر بھی بہت گہری تھی۔ ان کی دلچسپی کا نتیجہ ان کے تراجم کی صورت میں سامنے آیا جو روسی اور فرانسیسی فن پاروں کے کیے گئے تراجم ہیں۔ روسی اور فرانسیسی ادب اور ادبا پر انھوں نے جو مضامین لکھے اس سے ان کی تنقیدی بصیرت کا اظہار ہوتا ہے۔ اگرچہ ان کی تعداد زیادہ نہیں ہے اس کے باوجود وہ ادب اور خاص طور پر فکشن کو سمجھنے میں آج بھی معاون ہیں۔	عالمی ادب، منٹو، روسی ادب، فرانسیسی ادب، منٹو کی تنقید، منٹو کے تراجم

قاضی، فرحانہ	اقبال کے تصورِ عشق کے تہذیبی، سیاسی اور مذہبی پہلو	۹۲ تا ۱۰۷	اقبال کی ابتدائی غزل میں عشق و عاشقی کا روایتی تصور ملتا ہے جو داغ کے زیرِ اثر پروان چڑھا۔ بعد میں شعور کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ اقبال اس تصورِ عشق کی طرف قدم بڑھانے لگے جس نے روایتی تصورات کی نفی اور نئے سماج سے انسلاک کے عمل سے جنم لیا تھا۔ آفاقیت اور اجتماعیت کے طرزِ احساس نے اقبال کو روایتی شاعر کے بجائے انقلابی شاعر بنا دیا۔ اقبال نے عشق کو ایک متحرک قوت کے طور پر پیش کیا۔ اقبال کی غزل میں عشق ایک فاتحِ عالم، سخت کوش اور بلند پرواز قسم کا عشق ہے جو ستاروں سے آگے کی دنیاؤں کا متلاشی ہے۔	اقبال کا تصورِ عشق، داغ دہلوی، اردو غزل، بانگ درا، اقبالیات
کمال، محمد اشرف	مرزا رسوا۔ ناول سے نفسیات تک	۶۳۵ تا ۶۶۳	مرزا ہادی رسوا کے ناول امراؤ جان ادا کو نفسیاتی ناول بھی کہا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا ناول ہے جس میں نہ صرف لکھنؤ کی تہذیب دکھائی گئی ہے بلکہ مختلف طبقوں سے تعلق رکھنے والے کرداروں کی نفسیات بھی بیان کی گئی ہے۔ مقالہ نگار نے مرزا ہادی رسوا کے دیگر ناولوں شریف زادہ اور ذات شریف میں بھی نفسیاتی عناصر کی نشان دہی کرتے ہوئے مصنف کے ذہنی میلانات کو واضح کیا ہے۔	مرزا ہادی رسوا، اردو ناول، نفسیاتی تنقید، امراؤ جان ادا، شریف زادہ، ذات شریف
کنول، فرحانہ / جمال، نجیب	فرہنگِ آصفیہ کا تہذیبی و سماجی مطالعہ پیدائش، شادی اور موت سے متعلقہ رسومات، الفاظ و تراکیب	۲۸۷ تا ۳۱۳	دیگر لغات کی طرح فرہنگِ آصفیہ مؤلوف مولوی سید احمد دہلوی میں بھی اپنے عہد کے سماجی، تہذیبی، تاریخی، پہلوؤں کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ لفظ کا تعلق انسان کے طرز بود و باش سے ہوتا ہے اور طرزِ بود و باش ہی لفظ کو جنم دیتا ہے۔ لغت کی صرف لسانی اہمیت ہی نہیں ہوتی بلکہ سماجی اور تہذیبی اعتبار سے بھی اس کی اہمیت ہوتی ہے۔ فرہنگِ آصفیہ میں ہندوستان اور خاص طور پر دہلوی معاشرت کی چلتی پھرتی تصویر الفاظ کے پیرائے میں دکھاتی ہے۔ اس مقالے میں فرہنگِ آصفیہ میں درج پیدائش، شادی اور موت سے متعلقہ رسومات کی فرہنگ کا جائزہ لیا گیا ہے۔	فرہنگِ آصفیہ، مولوی سید احمد دہلوی، لغات النساء، دہلوی معاشرت، ہندوستانی تہذیب، ارمغانِ دہلی
کوثر، ریحانہ	نقدِ یلدرم پر ایک تحقیقی نظر	۸۲۹ تا ۸۳۹	یلدرم ایک بڑے انشاپرداز تھے۔ خارستان و گلستان ان کی معروف تصنیف ہے جس میں رومانوی فضا کی حامل کہانیاں ہیں۔ انھوں نے ترکی کی رومانوی تحریروں کے علاوہ ایسے افسانوں کا بھی ترجمہ کیا جن کا موضوع نفسیاتی اور معاشرتی مسائل ہیں۔ ان تحریروں کا اسلوب رومانوی اسلوب سے قطعاً مختلف ہے۔ ان کی طبع زاد کہانیوں میں تمثیلی رنگ بھی نظر آتا ہے۔ مقالہ نگار نے ان کی ایک نادر تصنیف حکایات و احتساسات کا بھی ذکر کیا ہے اور ان کی تمام تصانیف کی روشنی میں ان کے فن کا جائزہ لیا ہے۔	سجاد حیدر یلدرم، نقدِ یلدرم، خارستان و گلستان، مطالعہ یلدرم، نادراتِ یلدرم، حکایات و احتساسات

مبین، منزہ	پریم چند کے افسانوں میں اخلاقی اقدار کی عکاسی	۷۰۰ تا ۷۱۱	پریم چند گہرا سماجی شعور رکھتے تھے اور سماجی مسائل کے پس منظر میں اخلاقی قدروں کی بیخ کنی کرنے والے محرکات سے بھی بخوبی آگاہ تھے۔ انھوں نے اپنے افسانوں میں نہ صرف سماجی مسائل کی نشان دہی کی بلکہ ان کا حل بھی بتایا ہے۔ وہ حالات و واقعات کو عبرت ناک انداز میں بیان کر کے افرادِ معاشرہ کو اپنی اصلاح و بہتری کا شعور دلاتے ہیں۔ ان کی دلی خواہش ہے کہ معاشرتی برائیاں مٹ جائیں اور ان کی جگہ اچھائیاں لے لیں تاکہ مثالی معاشرہ قائم ہو سکے۔	اردو افسانہ، پریم چند، کفن، سوا سیر گیہوں، قزاقی، شکوہ شکایت، زیور کا ڈبا
مروت، انوار الحق/بخاری، بادشاہ منیر	دہلوی غزل کا نیا منظر نامہ کرداروں کی روشنی میں: دبستان دہلی کے چند اہم غزل گو	۱۱۸ تا ۱۳۶	اس بات پر تمام نقاد اور اساتذۂ فن متفق ہیں کہ اردو غزل میں دہلی کے شعرا کا مقام سب سے بلند اور منفرد ہے۔ دکن کے برعکس شمالی ہند کی غزل پر فنی، فکری، ہئیتی اور اسلوبیاتی حوالے سے فارسی غزل کے اثرات نمایاں ہیں۔ اس مقالے میں دہلی کے اہم غزل گو شعرا کی غزل اور غزل کے نمایاں کرداروں پر بحث کی گئی ہے۔ تاہم ان میں سے بیشتر شعرا کے ہاں محبوب ایک جان دار کردار میں نظر آتا ہے۔ کئی شاعروں کے ہاں دیگر کردار بھی ملتے ہیں جیسے تصوف سے وابستہ کردار، رقیب، ناصح، عاشق اور تلمیحات کی صورت میں تاریخی کردار وغیرہ۔	اردو غزل، دبستانِ دہلی، میر تقی میر، سودا، اردو شاعری کا عہدِ زریں، ایہام گوئی
ملک، عبدالستار	اردو نصاب و درسیات: تحقیق و تنقید	۵۴۱ تا ۵۶۸	نصاب سے مراد تعلیم کے تمام اساسی امور ہیں۔ اس میں تمام بامقصد تعلیمی پروگرام، تجربات اور سرگرمیاں شامل ہیں جو مدرسے کی زیرِ نگرانی مدرسے کے اندر یا باہر وقوع پذیر ہوں۔ اردو نصابات کی ترتیب و تشکیل اس امر کی متقاضی ہے کہ یہ زبان کی تعلیم کے جدید معیارات، نئے تقاضوں اور ضرورتوں سے ہم آہنگ ہوں۔ اس مقالے میں نصاب اور درسیات کی تدوین کے عمل کی وضاحت کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں مختلف درجوں کی درسی کتب کی خصوصیات بھی بتائی گئی ہیں۔	اردو نصاب و درسیات، درسی کتب، اردو درسی کتب، معاونِ نصاب مواد
ملک، فتح محمد	Faiz, Fascism and Mahatama Gandhi فیض، فسطائیت اور مہاتما گاندھی	v تا xxiv	ترقی پسند مصنفین کے حوالے سے یہ بات ہمیشہ زیرِ بحث رہی ہے کہ فیض احمد فیض فوج میں کیوں شامل ہوئے۔ مقالہ نگار نے اس حوالے سے کئی مصنفین کے مضامین کا حوالہ دیا ہے جنھوں نے فیض کے دفاع میں لکھا۔ ان میں احمد ندیم قاسمی اور عبداللہ ملک بھی شامل ہیں۔ مقالہ نگار نے ایک دلچسپ اتفاق کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جو سوال فیض سے کیا جا رہا ہے وہی سوال ابوالکلام آزاد نے مہاتما گاندھی سے بھی کیا تھا۔	Faiz Ahmad Faiz, Progressive movement, Fascism, Mahatama Gandhi, Abdul Kalam Azad
منیر، عنبرین	وزیر آغا کی نظموں میں انسانی سائیکی	۱۴۵ تا	وزیر آغا اردو تنقید کے ساتھ شاعری میں بھی منفرد مقام رکھتے ہیں۔ ان کی شاعری ہئیت، آہنگ، اسلوب اور موضوعات کے اعتبار سے اپنے دور سے	وزیر آغا، اردو تنقید، اردو

	اوراجتماعی لاشعور کا عمل دخل	۱۶۲	آشنا ہونے کے باوجود شخصی، تہذیبی اور وجدانی کیفیت کی ترجمان ہے۔ان کی نظموں میں دھرتی سے جذباتی رشتہ بھی استوار ہے جس کی ایک نفسیاتی توجیہہ ان کے گاؤں کی زندگی سے تادمِ مرگ گہرا رشتہ اور دوسرا تہذیبی عناصر سے لگاؤ ہے۔ گویا وزیر آغا کی شاعری ذات اور حیات، فرد اور تہذیب کا وہ پرتو ہے جس کی مدد سے قاری زندگی کے پراسرار معنی کا ذائقہ محسوس کر سکتا ہے۔	شاعری، انسانی نفسیات، اردو شاعری کا مزاج، آدھی صدی کے بعد
ناز، فرزانہ	اردو زبان اور نحوی تحریک	۴۰۱ تا ۴۱۲	اس مقالے میں لسانیات کے مختلف شعبوں یعنی اشتقاقیات، لغت نویسی، قواعدِ زبان اور مارفولوجی کی وضاحت کی گئی ہے اور قواعدِ زبان کے حوالے سے لکھی جانے والی کتب اور تحقیقی کاموں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مقالہ نگار کے مطابق لسانیات، علمِ زبان اور بالخصوص نحویات پر بہت زیادہ تحقیقی کام کی ضرورت ہے۔ اساتذہ تحقیق اور ماہرینِ لسانیات کو چاہیے کہ وہ اس پر خصوصی توجہ دیں تاکہ قواعدِ زبان کے مسائل حل ہو سکیں۔	اردو زبان، لسانیات، اشتقاقیات، لغت نویسی، قواعدِ زبان، صرف و نحو
ناشاد، ارشد محمود	کلیاتِ مکتوباتِ فارسیِ غالب: ایک تحیرآفریں کارنامہ	۲۶۶ تا ۲۷۴	مرزا غالب نے اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں شعر گوئی اور مکتوبات نویسی کے جوہر دکھائے ہیں۔ مرزا غالب کے زمانے میں اگرچہ فارسی زبان کا زور ٹوٹ رہا تھا لیکن علمی و ادبی حلقوں میں اپنی حیثیت منوانے کے لیے فارسی سے کامل آشنائی ضروری تھی۔ مرزا غالب کو اپنی فارسی دانی پر بہت ناز تھا اور ان کے فارسی مکتوبات صحیح معنوں میں گنج ہائے گراں مایہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ غالب کے محققین، سوانح نگاروں اور شارحین کے لیے ان مکتوبات میں بہت قیمتی لوازمہ موجود ہے اور اصحابِ تحقیق اس سے فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔	غالبیات، مرزا غالب، مکتوب نگاری، کلیاتِ مکتوباتِ فارسی، پنج آہنگ، پرتو روہیلہ، بزمِ غالب
نعیم، محمد	صورتِ حال اور خود پسند جدیدیت	۳۹۱ تا ۴۰۰	انیسویں صدی کے نصف آخر میں اردو دنیا پر اصلاح پسندی کا رجحان غالب تھا۔ اردو کے معروف شاعر شاد عظیم آبادی نے بھی اس رجحان کی نمائندگی کرتے ہوئے ایک کتاب صورتِ حال تحریر کی۔ یہ کتاب اردو تہذیب کے سفر میں ایک اہم موڑ کو سمجھنے میں معاون ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے رسومات اور توہمات کے معاشی نقصانات پر افسوس کا اظہار کیا ہے۔ مقالہ نگار کے مطابق اس کتاب کی قرأت زمان و مکاں سے ماورا تحریر کے طور پر کی گئی ہے اور ان کے صرف نقطۂ نظر کی تشریح کی گئی ہے۔	شاد عظیم آبادی، صورتِ حال، ثقافتی انتقاد، افتراقی بیانیہ، استعماری عمائدین، اصلاح کا بیانیہ
نواز، شاہد	راکھ میں پاکستانی سماج	۶۸۴ تا ۶۹۱	مستنصر حسین تارڑ اردو ناول نگاری میں اپنا لوہا منوا چکے ہیں۔ ان کا ناول راکھ اردو کے ان ناولوں میں شمار ہوتا ہے جن میں کلی طور پر اپنے عہد اور سماج کی عکاسی کی گئی ہے۔ محبت اور سماج مستنصر حسین تارڑ کے پسندیدہ	راکھ، پاکستانی سماج، اردو ناول، مستنصر حسین تارڑ

			موضوعات ہیں۔راکھ دراصل پاکستانی سماج کی کہانی ہے۔اس کا آغاز تقسیمِ ہند کے ارد گرد ہوتا ہے اور بیسویں صدی کی نویں دہائی تک کے احوال پر اختتام پذیر ہوتا ہے۔یوں یہ ناول دراصل پاکستانی سماج کی پچاس سالہ جزوی روداد سناتا ہے۔	
نوازش، محمد خاور	Divide & Rule اور اردو ہندی تنازع (تفہیم اور حقائق)	۴۶۱ تا ۴۷۴	کم و بیش ہر موضوع کے حوالے سے کوئی نہ کوئی ایسا خیال ضرور موجود ہوتا ہے جو مفروضے کی حیثیت حاصل کر لیتا ہے۔ برصغیر پاک و ہند کی تاریخ میں Divide & Rule کو ایسے ہی مفروضے کی حیثیت حاصل ہے۔ اس مفروضۂ تقسیم کا ایک حصہ لسانی تقسیم بھی تھا۔ اردو ہندی تنازع کو مذہبی تفاوت سے بھی ایک خاص توانائی ملی مگر انگریزوں نے اسے قومیت، لسانیت اور علاقائیت کے ساتھ جوڑ کر محفوظ و مستحکم بنایا۔ 'ہندوستانی' زبان کی صورت میں انھوں نے ایک لنگوا فرانکا متعارف کروایا جو ان کے لیے ہندوستان کی معیشت اور کاروبار پر سامراجی گرفت میں معاون ہو سکے۔	اردو ہندی تنازع، Divide & Rule، فورٹ ولیم کالج، سامراجیت، انگریزوں کی لسانی پالیسی، پریم ساگر
نورین، فاخرہ	ادبی متون کا تقابلی مطالعہ	۳۳۷ تا ۳۵۳	اس مقالے میں مختلف زبانوں اور ملکوں کے ادبی فن پاروں کا تقابلی مطالعہ کیا گیا ہے۔ عمومی زبانوں کی تخصیص بحوالہ ادب زیرِ بحث لائی گئی ہے۔ تقابلی مطالعہ ایک ہی زبان کے مختلف فن پاروں یا مختلف زبانوں کے ایسے فن پاروں کے باہم اشتراکات واختلاف کے جائزے پر مشتمل ہوتا ہے جس کی بنیاد پر کوئی ایک فن پارہ دوسرے فن پارے سے بہتر اور برتر قرار پاتا ہے۔ مقالہ نگار نے تقابلی مطالعے کی مختلف اقسام، بیانیہ تقابل اور اقداری طریقہ تحقیق پر بھی بحث کی ہے اور اردو میں تقابلی مطالعے کی روایت کا بھی جائزہ لیا ہے۔	تقابلی مطالعہ، ادبی متون، اردو میں تقابلی مطالعہ، بیانیہ تقابل، اقداری طریقہ تحقیق
ورک، فرحت جبین	منیر نیازی کی شاعری میں انسانی زندگی کے دُکھ اور مافوق الفطرت عناصر کا تجزیہ	۲۳۵ تا ۲۵۵	اس مقالے میں منیر نیازی کی شاعری کے دو بڑے پہلوؤں، کرب ناک کیفیت اور مافوق الفطرت عناصر کا تجزیہ کیا ہے۔ منیر نیازی کی شاعری میں کرب کی کیفیت کے پس منظر میں قیامِ پاکستان کے بعد کا تہذیبی زوال نظر آتا ہے۔ ہجرت کے تجربے اور ناسٹیلجیا کے باعث ان کی شاعری میں المناکی کا گہرا عنصر ملتا ہے۔ منیر نیازی نے اپنے دکھ کے اظہار کے لیے آسیب زدہ فضا تخلیق کی جہاں جنگل اور موت کی بہت سی تمثالیں ملتی ہیں جن میں بھوت، چڑیلیں، ڈائنیں، سانپ، رادھا اور شیام جیسے کرداروں کی صورت میں موجود ہوتے ہیں۔	منیر نیازی، مافوق الفطرت عناصر، ایک آسیبی رات، جنگل میں دھنک، ماہِ منیر

اورینٹل کالج میگزین: جلد ۹۱، شمارہ ۱ (۲۰۱۶ء)

مدیر اعلیٰ: محمد فخر الحق نوری، اورینٹل کالج، جامعہ پنجاب، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
جاوید، محمد	متضاد کی ناگزیریت: نجیب محفوظ کے افسانے قسمتی و نصیبی کے تناظر میں	۱۰۹ تا ۱۲۰	نجیب محفوظ کا شمار بیسویں صدی کے عرب ادیبوں میں ہوتا ہے۔ ان کو عربی ناول نگاری کی تاریخ میں منفرد مقام حاصل ہے۔ نجیب محفوظ کی شہرت اگرچہ بطور ناول نگار ہے مگر انھوں نے اپنی ادبی زندگی کا آغاز مضمون نویسی اور افسانہ نویسی سے کیا۔ اس مقالے کا موضوع بھی نجیب محفوظ کا ایک افسانہ قسمتی و نصیبی ہے۔ مقالہ نگار نے اس افسانے کی کہانی اور اس کے کرداروں کی نفسیاتی کشمکش کے حوالے سے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ دنیا کا ہر وجود اپنے متضاد کے بغیر ادھورا ہے۔	نجیب محفوظ، عربی ادب، قسمتی و نصیبی، عربی افسانہ، عرب اسرائیل جنگ
چٹھہ، آصف علی	پابلو نیرودا اور چلی	۱۵۳ تا ۱۶۶	پابلو نیرودا چلی کا نوبل انعام یافتہ شاعر اور معروف سفارت کار ہے۔ اس کا پہلا شعری مجموعہ ۱۹۲۳ء میں شائع ہوا۔ پابلو نیرودا نے چلی اور سپین دونوں ممالک میں آمریت کا مشاہدہ کیا اور وہاں کے عوام کی فکری راہنمائی کا فریضہ بھی انجام دیتا رہا۔ سپین میں قیام کے دوران وہ کمیونزم کا پرجوش حامی بن گیا۔ اس کی شاعری میں اپنے وطن سے شدید محبت نظر آتی ہے۔ اس کو ایک وقت میں اپنا وطن چھوڑنا پڑا لیکن وہ چلی سے اپنی غیر فانی محبت کا بار بار تذکرہ کرتا رہا۔	چلی، سپین، پابلو نیرودا، امریکی شاعری، لاطینی امریکہ، مزاحمتی شاعری
شاکر، امجد علی	اردو نثر کے مختلف اسالیب بیان	۸۱ تا ۱۰۸	اردو نثر کی تاریخ خاصی طویل بھی ہے اور اس میں اصناف و اسالیب کا تنوع بھی ملتا ہے۔ ۱۷۹۰ء میں شاہ عبدالقادر دہلوی نے قرآنِ پاک کا ترجمہ کیا۔ یہ ترجمہ سادہ تھا مگر اس کا اسلوبِ بیان زندہ و تابندہ ہے۔ حضرت شاہ عبدالقادر کے بعد میر امن دوسرے صاحبِ اسلوب نثر نگار تھے۔ داستانِ امیر حمزہ کے لکھنے والے بھی صاحبِ اسلوب نثر نگار تھے۔ بیان کی سادگی کے حوالے سے غالب کی نثر بھی اردو نثر کی تاریخ میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ مقالہ نگار نے سرسید عہد کے نثر نگاروں اور جدید عہد کے نثر لکھنے والوں کے اسلوب کا بھی جائزہ لیا ہے۔	اردو نثر، شاہ عبدالقادر دہلوی، اردو داستان، خطوطِ غالب، ڈپٹی نذیر احمد، محمد حسین آزاد
صدف، شازیہ	اشفاق احمد کی اردو شاعری	۱۶۷ تا ۱۸۲	اشفاق احمد کی شخصیت متنوع جہات کی حامل ہے۔ وہ اردو نثر کے حوالے سے بیسویں صدی کے ایک اہم ادیب قرار پائے ہیں۔ بہت سے لوگ اس حقیقت سے آشنا نہیں ہیں کہ انھوں نے پنجابی کی طرح اردو زبان میں بھی شاعری کو وسیلۂ اظہار بنایا ہے اور اردو میں نظمیں اور غزلیں کہی ہیں۔ مقالہ نگار نے	اشفاق احمد، اردو شاعری، اشفاق احمد کی شاعری، پابند نظم

			اشفاق احمد کے غیر مطبوعہ اردو کلام کا تعارف اور مختصر سا جائزہ پیش کیا ہے۔ یہ کلام ان کی ایک ڈائری سے دستیاب ہوا ہے۔	
عامر، زاہد منیر	نظریے کی تخلیق اور ادب کے سماجی رشتے	۲۵ تا ۳۶	ادب زندگی کو تخلیقی زاویے سے دیکھنے کے نتیجے میں وجود پذیر ہوتا ہے۔ اس مقصد کے لیے تخلیق کار کی نگاہ کو ارتکاز کی ضرورت ہوتی ہے، جس کی مدد سے وہ زندگی کے غیر منکشف پہلوؤں کو منکشف کر سکتا ہے اور اپنے قاری کے لیے نشانِ راہ کا درجہ حاصل کر سکتا ہے۔ صرف سچائی سے آشنا ہونا پہلا مرحلہ ہے اور اس کا اظہار دوسرا۔ ادیب کے لیے سچائی سے آشنا ہونا ہی کافی نہیں بلکہ اس کا تخلیقی اظہار بھی ضروری ہے اور یہ بہت مشکل مرحلہ ہے۔ مقالہ نگار نے ادب اور سماجی زندگی کے رشتے کو واضح کرنے کے لیے ترقی پسند ادب اور کلامِ اقبال کو حوالے کے طور پر پیش کیا ہے۔	نظریے کی تخلیق، ادب اور زندگی، ترقی پسند ادب، علامہ اقبال، پریم چند، ایڈورڈ سعید
عامر، عبدالرحیم	للّہ عارفہ — حیات اور شاعری	۱۹۵ تا ۲۰۸	خطہ کشمیر میں شاعری کے ابتدائی نقوش کے بارے میں ملنے والی معلومات ناکافی ہیں۔ دستیاب متون کی روشنی میں اس خطے کی پہلی باقاعدہ شاعرہ للّہ عارفہ کو گردانا جاتا ہے۔ للّہ عارفہ نے حالات کی ستم ظریفیوں، اپنے احساسات و جذبات کے اظہار کے لیے شاعری کا سہارا لیا۔ وہ شاعری میں اعلیٰ مقام تک پہنچی۔ گردشِ ایام نے اس سے اس کا گھر بار بھی چھڑوا دیا۔ للّہ عارفہ اپنی شاعری میں شوازم کے نظریات کے پرچار کے باعث اپنے عہد کی عظیم شاعرہ مانی جانے لگی۔	للّہ عارفہ، کشمیری ادب، کشمیری شاعری، شوازم، سدھ مول، شاہ میری خاندان
عبدالقادر، امتیاز	پس نو آبادیات: مشرق کی بازیافت کی تحریک	۱۳۹ تا ۱۵۲	پس نو آبادیاتی ادب اور تنقید کا آغاز نو آبادیاتی تسلط کے دوران اور بعد ازاں اس کے خلاف مزاحمت کے رویوں اور طریقوں سے ہوتا ہے۔ یہ رجحان تاریخی، سیاسی، تہذیبی اور ادبی سطح پر تقریباً ایک ساتھ ہی شروع ہوا اور اس کے تحت وہ تمام ممالک آتے ہیں جو تیسری دنیا کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ ۱۹۹۰ء کے بعد کی شاعری یا فکشن میں پس نو آبادیاتی عناصر بہت واضح طور پر دکھائی دینے لگے اور شعرا اور ادبا اپنے وطن، اپنی ثقافت اور تہذیب کو پھر سے یاد کرنے لگے۔	نو آبادیات، پس نو آبادیات، تنقید کے مغربی اصول، حالی، شبلی، ایڈورڈ سعید
عزیز، خواجہ زاہد / رضا، سید علی	میر سید علی ہمدانی کی کشمیر میں مذہبی و ثقافتی خدمات	۱۸۳ تا ۱۹۴	ایران اور کشمیر کے روحانی روابط میں سب سے بڑا ذریعہ میر سید علی ہمدانی ہیں۔ آپ ایک عظیم داعیِ اسلام تھے۔ آپ شریعت اور طریقت میں تطبیق پر کاربند بزرگ تھے۔ آپ نے کشمیر میں تبلیغ دین اسلام کا ایک باقاعدہ نظام قائم کیا۔ شاہ ہمدان اور ان کے ساتھیوں کی کاوشوں سے ایرانی ثقافت ہر پہلو سے کشمیر پر اثر انداز ہوئی۔ کشمیریوں نے قالین سازی اور مہر سازی کے فنون سیکھ کر خوب شہرت حاصل کی، کئی دیگر علوم و فنون کو بھی فروغ دیا اور مذہبی و	سید علی ہمدانی، کشمیر، ایران، سلطان شہاب الدین، شاہ میری حکومت، فارسی زبان

			ثقافتی میدان میں انقلابی تبدیلیاں کیں۔	
نواز، شاہد	نقدِ اقبال کا متوازن زاویہ	۱۲۱ تا ۱۳۸	اردو شاعری میں جس شاعر پر سب سے زیادہ تحقیقی و تنقیدی کام ہوا ہے وہ علامہ اقبال ہیں۔ مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس تنقیدی کام میں عقیدت اور تعصب کے پہلو بھی موجود ہیں۔ مقالہ نگار نے نقدِ اقبال کے رجحانات کو تین گروہوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے گروہ کے لوگ اقبال سے بے حد عقیدت رکھتے ہیں، دوسرے گروہ کے لوگ وہ ہیں جو اقبال پر مختلف اعتراضات کرتے ہیں اور تیسرے گروہ میں وہ لوگ شامل ہیں جنھوں نے اقبال پر غیر جانب دارانہ انداز میں تحقیقی و تنقیدی کام کیا اور متوازن رویہ اپنایا۔	اقبالیات، علامہ اقبال، اردو تنقید، نقدِ اقبال، سعید احمد رفیق، اقبال فہمی، اختر حسین رائے پوری
نوری، محمد فخر الحق	ہائیکو کے صنفی خصائص	۷ تا ۲۴	ہائیکو جاپانی شاعری کی قدیم اصناف میں شمار ہوتی ہے۔ اس صنف کی مقبولیت کا دائرہ جاپان سے نکل کر دنیا کی مختلف زبانوں کے ادب تک پھیل چکا ہے۔ یہ صنف بے پناہ موضوعاتی تنوع کی حامل ہونے کے باوصف خاص تہذیبی شناخت کی حامل ہے۔ یہ تہذیب جاپان کی قدیم اقدار کی نمائندگی کرتی ہے۔ ہائیکو کی بعض ہیئتی خصوصیات اسے دیگر تمام اصناف سے منفرد اور ممتاز ٹھہراتی ہیں۔ یہ سہ مصرعی صنف ہے اور اس کے تینوں مصرعوں کے مخصوص اوزان ہیں۔ قوافی کی پابندی لازم یا نا گزیر خیال نہیں کی گئی۔ اس کے خاص مزاج کو جاپان کے تہذیبی مزاج سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔	ہائیکو، اصنافِ شاعری، جاپانی شاعری، شعری ہیئتیں، آرتھر کوسلر، ماتسو باشو
نیر، ناصر عباس	میراجی کی جدیدیت: 'خلا' کی جمالیات (خلا ہی خلا ہے، خلا ہی خلا ہے)	۳۷ تا ۸۰	اس مقالے میں جدیدیت کے ایک خاص تصور کے تناظر میں میراجی کی ایک نظم کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ مقالے کے آغاز میں ایک سوال اٹھایا گیا ہے کہ میراجی کی نظم کا خمیر جدیدیت کے کس تصور سے اُٹھا ہے۔ اس سوال پر بحث کرنے کے لیے میراجی کی نظم ''سلسلۂ روز و شب'' کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ 'خلا' اس نظم کا بنیادی عنصر ہے جو نظم کی اندر بھی ہے اور باہر بھی۔ آگے چل کر مقالہ نگار نے میراجی کی مزید نظموں میں بھی خلا کے تصور کو واضح کیا ہے اور اس حوالے سے جدیدیت پر بھی بحث کی ہے۔	میراجی، خلا، جدیدیت، خلا کی جمالیات، مابعد جدیدیت، ٹی۔ ایس۔ ایلیٹ، تجریدی تصورات

اورئینٹل کالج میگزین: جلد ۹۱، شمارہ ۲ (۲۰۱۶ء)
مدیراعلیٰ: محمد فخرالحق نوری، اورئینٹل کالج، جامعہ پنجاب، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
آسی، بابر نسیم	امیر خسرو و حضرت نظام الدین اولیاء کے حضور میں	۱۶۱ تا ۱۷۰	امیر خسرو کو یہ شرف حاصل ہے کہ ان کے والد سیف الدین لاچین بھی حضرت نظام الدین اولیاء کے ارادت مند تھے اور ان کا پورا خاندان شرف بیعت سے سرفراز ہوا۔ امیر خسرو آٹھ برس کی عمر میں نظام الدین اولیاء کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر تمام عمر ان سے وابستہ رہے۔ خسرو جو شعر کہتے پہلے سلطان المشائخ کی خدمت میں پیش کرتے۔ امیر خسرو کی غزلیات میں نظام الدین اولیاء کے لیے مجازی رنگ جھلکتا ہے اور وہ کسی بے قرار عاشق کی طرح اپنی کیفیات کا اظہار کرتے ہیں۔	امیر خسرو، نظام الدین اولیاء، سیف الدین لاچین، شیخ سعدی، شیخ فرید الدین، چشتیہ نظامیہ
بٹ، خاور شاہین	نجیب محفوظ کے تاریخی ناولوں میں عورت کی تصویر	۱۹۳ تا ۲۰۲	نجیب محفوظ نے تاریخی ناولوں سے باقاعدہ لکھنے کا آغاز کیا۔ ان کے تاریخی ناول فرعونی تاریخ کا احاطہ کرتے ہیں۔ وہ اپنے تاریخی ناولوں میں تحریکوں اور معرکوں کو نظرانداز نہیں کرتے۔ انھوں نے اپنے ناولوں کے ذریعے عوام میں جذبہ حب الوطنی بھی بیدار کیا اور خواتین کے کرداروں کے ذریعے مصری خواتین کے لیے ایک نئی راہ ہموار کی۔ وہ جہاں خواتین کے لیے ایک سمت متعین کرتے ہیں وہیں مصری معاشرے میں عورت کے مقام اور اس کی اہمیت کو بھی پیش کرتے ہیں۔	نجیب محفوظ، تاریخی ناول، مصری ادب، کفاح طیبہ، رادوبیس، عبث الاقدار
بلوچ، اصغر علی	ادب اور اخلاقیات: ارتباط و اختلاف	۱۴۹ تا ۱۵۴	قدیم یونانی عہد سے لے کر جدید معاصر ادب تک کسی نہ کسی صورت میں فلسفۂ اخلاق کو بیان کرنے کا رجحان اس امر کی نشان دہی کرتا ہے کہ ادب کا بنیادی وظیفہ انسان، انسانی اقدار، روایات اور عقائد کا اظہار ہے۔ ادب اور اخلاق کے باہمی تعلق پر غور کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ بنیادی انسانی عقائد، میلانات، تصورات اور افکار کو پیش کرنے میں مذہب کا دخل خاصا اہم کردار ادا کرتا ہے۔	ادب اور اخلاقیات، ادب، انسانی اقدار
بی بی، تحسین	انتظار حسین کے افسانوں میں سیاسی شعور کا پہلو	۱۷۱ تا ۱۸۲	انتظار حسین نے اپنے افسانوں میں پاکستانی قوم اور فرد کی انفرادیت کی شناخت کی کوشش کی ہے۔ انتظار حسین اپنے عہد کی سیاسی، سماجی اور اقتصادی تبدیلیوں کا مکمل شعور رکھتے ہیں۔ انھوں نے حالاتِ حاضرہ کی کشمکش، تاریخی واقعات، فسادات اور ہجرت کا المیہ، سقوطِ ڈھاکہ، عزیزوں کا بچھڑنا اور مارشل لا وغیرہ کو موضوع بنایا ہے۔	انتظار حسین، اردو افسانہ، اجودھیا، گلی کوچے، قیوما کی دکان، ایک بن لکھی رزمیہ
ترابی، نثار	حفیظ جالندھری:	۱۵۵	اردو شاعری میں گیت نگاری کی ابتدائی شکل امیر خسرو کے کلام میں ملتی ہے۔	حفیظ جالندھری،

	جدید گیت نگاری کا موجد	تا ۱۶۰	ان کی شاعری گیت کا انداز لیے ہوئے ہے۔ جدید نظم نگاروں میں نظیر اکبر آبادی کی نظموں میں گیتوں کا انداز ملتا ہے۔ گیت شاعری اور موسیقی کا امتزاج ہے اور اس نوعیت کے گیت حفیظ جالندھری کے علاوہ کسی کے ہاں نہیں ملتے۔ حفیظ نے گیت کی جو روش ایجاد کی ان کے بعد آنے والے شعرا اس کی پیروی پر مجبور ہوئے۔ ترنم، سادگی، رومانیت اور حیات افروز نغمگی ان کے گیتوں کی نمایاں خصوصیات ہیں۔	گیت نگاری، امیر خسرو، نظیر اکبر آبادی، جدید نظم
روبی، نورین	ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی بحیثیت مترجم	۹۷ تا ۱۱۸	فنِ ترجمہ نگاری کے حوالے سے ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی کی ادبی خدمات بہت اہمیت کی حامل ہیں۔ انھوں نے زیادہ تر تراجم انگریزی سے اردو میں کیے ہیں۔ انھوں نے انگریزی مضامین کو اردو میں ترجمہ کرتے ہوئے ابلاغ کی اہمیت کو مد نظر رکھا اور اصل عبارت کے حُسن کو بھی برقرار رکھنے کی بھرپور کوشش کی۔ انھوں نے لفظی ترجمے پر زور نہیں دیا بلکہ ابہام سے بچتے ہوئے ادبیت پیدا کی ہے۔ انھوں نے اصل مصنف کی زبان کی تلمیحات، استعارے اور تراکیب کو اپنی زبان میں نہایت خوبی سے ڈھالا۔	ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی، فنِ ترجمہ نگاری، اقبال کا فلسفہ خودی، اقبال کا نظریہ ابلیس، میاں محمد شریف، خطباتِ حمیداللہ
سرور، طاہرہ	عساکر پاکستان اور شعری ادب	۷۵ تا ۹۶	اردو ادب کی شعری روایت کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ برصغیر کے معروف شعرا میں سے اکثر سپاہی پیشہ تھے۔ قیامِ پاکستان سے قبل بے شمار سپاہی پیشہ افراد قلم کار بھی رہے ہیں۔ دوسری جنگِ عظیم کے دوران بھی اردو ادبیات کے بعض قابلِ ذکر شعرا فوج سے وابستہ رہے۔ اس مقالے میں ایسے چند شعرا کا تعارف پیش کیا گیا ہے جو افواجِ پاکستان کا حصہ رہے اور اپنی تخلیقی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اردو شعر و ادب کے دامن کو مالا مال کیا۔	عساکرِ پاکستان، حاجی لق لق، ن۔ م۔ راشد، فیض احمد فیض، سید ضمیر جعفری، محمد خان اشرف
سرور، یاسمین	اردو انشائیہ میں فطرتِ انسانی کی عکاسی	۱۱۹ تا ۱۳۰	انشائیہ میں ہئیت اور موضوع کی کوئی قید نہیں ہوتی۔ انشائیہ نگار کسی بھی موضوع پر سادہ اور ہلکے پھلکے انداز میں کچھ بھی لکھ سکتا ہے۔ اردو انشائیہ کی تاریخ میں ایسے بہت سے انشائیے ملتے ہیں جن میں انسانی فطرت کی عکاسی کرتے ہوئے اس کے مثبت اور منفی پہلوؤں کو نہایت شیریں اور شگفتہ انداز سے پیش کیا گیا ہے۔ انسانی فطرت کی عکاسی سرسید، محمد حسین آزاد، ابوالکلام آزاد، فرحت اللہ بیگ، وزیر آغا، غلام جیلانی، انور سدید اور مشکور حسین یاد کے انشائیوں یا انشائیہ نما مضامین میں بہت نمایاں ہے۔	اردو انشائیہ، ڈاکٹر وزیر آغا، انور سدید، نظیر صدیقی، محمد حسین آزاد
شاد، رحمت علی	قرۃ العین حیدر کی تحریروں میں تہذیبی شعور کی پیش کش	۱۳۱ تا ۱۴۰	اردو فکشن کی روایت میں قرۃ العین حیدر کا نام بہت اہمیت کا حامل ہے۔ ان کی تحریروں میں جابجا تہذیبی شعور کی کارفرمائی دکھائی دیتی ہے۔ قرۃ العین حیدر کے فکر و فن میں تاریخ اور تہذیب کے متنوع رنگ دیکھنے کو ملتے ہیں۔ ان کا مطالعہ محض ایک عہد یا ایک تہذیب کا مطالعہ نہیں بلکہ کئی ادوار اور کئی	قرۃ العین حیدر، اردو فکشن، تہذیبی شعور، آگ کا دریا، کارِ

			تہذیبوں پر پھیلا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ انھوں نے وقت کو بنیادی استعارہ بنا کر ہندوستان کی تاریخ اور تہذیب کو پیش کیا ہے اور واقعات اور کرداروں کے حوالے سے ایک عہد کو دوسرے عہد سے جوڑا ہے۔	جہاں دراز، ہے، دلربا
قمر، ناہید	تہذیبی آویزش اور اقبال	۵۷ تا ۷۴	اقبال نے فکری، لسانی، جذباتی اور حسیاتی سطحوں پر اپنے شعور کو صرف مذہبی شاعری تک محدود نہیں رہنے دیا۔ اردو کے تمام شعرا کی نسبت اقبال کے ہاں تاریخ کا حوالہ زیادہ منظم اور نمایاں ہے۔ اقبال کی ذہنی زندگی کے ابتدائی اور تشکیلی دور میں مشرق و مغرب کی تقریباً تمام اہم روایات ایک ساتھ اثر انداز ہوئی ہیں۔ اقبال اردو کے پہلے شاعر ہیں جنھوں نے عالمگیر سیاق میں اپنے تاریخی اور تہذیبی رشتوں کی بازیافت کا خواب دیکھا ہے۔ اسی لیے ان کا تخاطب اپنی قوم یا ملت کے بجائے سارے ایشیا بلکہ ساری دنیا سے تھا۔	اقبالیات، علامہ اقبال، اردو شاعری، فکرِ اقبال، سلفیہ تحریک، نوآبادیات، علی شریعتی
مکین، سکندر حیات	اردو تذکرے اور ان کی تحقیق	۱۴۱ تا ۱۴۹	اردو میں تذکروں کی روایت فارسی تذکرہ نگاری کے تحت پروان چڑھی۔ اسی لیے اردو تذکروں پر فارسی طرزِ انداز نمایاں ہے۔ اردو تذکرہ نگاری کی بنیاد میر تقی میر کے تذکرے نکات الشعرا سے پڑی۔ نکات الشعرا کے بعد اردو تذکروں کی روایت میں اضافہ ہوا اور تذکرہ نگاری کے فنی و فکری مباحث کا معیار بھی بلند ہوا۔ یہ شعرا کے حالاتِ زندگی، نمونہ کلام اور پیدائش و وفات جیسی بنیادی معلومات کا اہم ذریعہ ثابت ہوئے۔ اردو تذکروں پر تحقیق کے حوالے سے پہلی کاوش گارساں دتاسی نے کی۔	اردو تذکرہ نگاری، نکات الشعراء، آبِ حیات، فارسی تذکرے، گارساں دتاسی
نوری، محمد فخر الحق	مجید امجد شناسی: سوویں سالگرہ پر شائع شدہ کتب کی روشنی میں	۷ تا ۵۶	۲۰۱۴ء کو مجید امجد کی سوویں سالگرہ کی مناسبت سے منایا گیا۔ حسبِ روایت مجید امجد کے حوالے سے متعدد سیمی نار اور کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔ بہت سے ادبی رسالوں کے خصوصی نمبر شائع ہوئے اور کئی رسالوں میں مجید امجد کے گوشے قائم کیے گئے۔ بہت سی کتابیں بھی شائع ہوئیں، جن میں تصنیفات اور تالیفات دونوں طرح کی کتابیں شامل ہیں۔ ان کتب میں مجید امجد کی شخصیت اور ان کی شاعری کے متنوع پہلوؤں کو مختلف زاویوں سے پیش کیا گیا ہے۔	مجید امجد، مجید امجد شناسی، جدید اردو شاعری، جہان مجید، تفہیم مجید امجد
ہاشمی، طارق محمود/اکبر، غلام	بہار ایجادی بیدل اور ترجمے کے تقاضے	۱۸۳ تا ۱۹۲	فارسی زبان سے ناآشنا حضرت کو کلام بیدل سے آشنا کرنے کی ایک اور کاوش بہار ایجادی بیدل کے عنوان سے ۲۰۰۸ء میں جب کہ بعدازاں قدرے مختلف اور اختصاری صورت میں ۲۰۱۵ء میں سامنے آئی۔ یہ غزلیات کے مکمل متن کے بجائے مختلف غزلوں سے منتخب اشعار کا ترجمہ ہے اور یہ اشعار فردیات کی صورت میں ہیں۔ بہار ایجادی بیدل کے ترجمے کا اولین قابل ذکر پہلو یہ ہے کہ یہ شعر کا شعر ہی کی ہیئت میں ترجمہ ہے۔	بہار ایجادی بیدل، فارسی شاعری، امیر خسرو، صوفی تبسم، دل بیدل، کلام بیدل

اورینٹل کالج میگزین: جلد ۹۱، شمارہ ۳ (۲۰۱۶ء)

مدیر اعلیٰ: محمد فخر الحق نوری، اورینٹل کالج، جامعہ پنجاب، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
جاوید، محمد	محمود تیمور کی افسانہ نگاری "انسان" کے تناظر میں	۱۸۱ تا ۱۸۷	محمود تیمور کا شمار جدید عربی افسانے کے بانیوں میں ہوتا ہے۔ اس کے ادبی کام نے عرب دنیا کے نئے دیکھنے والوں کو متاثر کیا۔ محمود تیمور نے بہت سے افسانے اور ڈرامے لکھے۔ "انسان" محمود تیمور کا ایک شاہکار افسانہ ہے۔ اس افسانے کا ہیرو غربت اور بیماری کا شکار ہے لیکن مایوسی کی انتہا پر جا کر وہ امید کی طرف لوٹ آتا ہے۔ افسانہ نگار نے سلاست اور دلکشی سے اس موضوع کو عربی میں بیان کیا ہے۔	محمود تیمور، عربی افسانہ، انسان، مصری کہانیاں چھوٹا فرعون، نئی دنیا
راٹھور، ارسلان	اردو شاعری میں انفرادی نوحوں کی روایت: ایک نفسیاتی مطالعہ	۸۱ تا ۱۱۲	انفرادی نوحوں سے مراد وہ نوحے ہیں جو مختلف شاعروں نے اپنے عزیزوں، دوستوں اور رشتے داروں کی وفات پر فرطِ جذبات میں لکھے ہیں۔ اردو میں انفرادی نوحوں کی روایت کا آغاز غالب سے ہوتا ہے۔ اس سے قبل قطعاتِ تاریخ اور رباعیات کی شکل میں کچھ آثار ملتے ہیں۔ غالب نے انیسویں صدی میں زین العابدین کا نوحہ لکھا، بیسویں صدی میں اقبال نے، "داغ"، "فلسفۂ غم"، "والدہ مرحومہ کی یاد میں" اور "ہمایوں" کے نام سے نوحے لکھے۔ جدید شعرا میں مجید امجد، فیض اور خورشید رضوی کے ہاں انفرادی نوحے ملتے ہیں۔	نوحہ، انفرادی نوحہ، غالب، اقبال، فیض احمد فیض، مجید امجد
رباب، سیدہ طیبہ	اشفاق احمد کے افسانوں میں صوفیانہ عناصر۔ تحقیقی و تنقیدی جائزہ	۱۵۵ تا ۱۷۰	اشفاق احمد کا فن، لطیف جذبات و احساسات کا حامل ہے، محبت کا جذبہ ان کے ہاں اتنا طاقت ور ہے کہ وہ ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ محبت کا یہ سفر معرفت سے ہمکنار ہوتا ہے جہاں ہر شے کے معنی بدل جاتے ہیں۔ مقالہ نگار نے اشفاق احمد کے چند افسانوں کا تجزیہ کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ وہ جس ماحول اور کردار سے متاثر ہو کر افسانہ لکھتے ہیں اسے دھیمے انداز سے قاری کے دل و دماغ میں اُتار دیتے ہیں وہ اپنے مقصد کو افسانے کی سطح پر تیرانے کے بجائے اسے معنی کی گہری تہوں میں اُتار دیتے ہیں۔	اردو افسانہ، اشفاق احمد، تصوف، گڈریا، ایک محبت سو افسانے، سفر مینا
رضا، سید علی	کشمیر میں سلطان زین العابدین کی مروجہ سیاسی و دفاعی اصلاحات۔ ایک جائزہ	۱۴۳ تا ۱۵۴	سلطان زین العابدین کشمیر کا ایک عظیم فرماں روا گزرا ہے جو اپنی قابلیت و اہلیت کی بنا پر بڈشاہ یعنی عظیم بادشاہ کے لقب سے جانا جاتا ہے۔ بڈشاہ نے اپنے دورِ حکومت میں دیگر ممالک سے روابط کو پروان چڑھایا اور تعلقات کو اپنی پالیسیوں کی بنا پر مزید استحکام بخشا۔ سلطان زین العابدین کے دورِ حکومت میں کشمیری معاشرہ دن دگنی رات چگنی ترقی کر رہا تھا۔ اس نے کئی غیر ملکی	کشمیر، سلطان زین العابدین، بڈشاہ، سمرقند، خراسان، دہلی، کشمیر عہد بہ عہد

			حکمرانوں سے سفارتی تعلقات بڑھائے جن میں خراساں، سمرقند، گوالیار، سندھ، بنگال، تبت، گجرات، پنجاب اور دہلی کے سلاطین شامل تھے۔	
سلطانہ، فوزیہ	اردو میں تاریخی ناول: ضرورت و اہمیت	۱۳۳ تا ۱۴۲	ناول اردو کی مقبول ترین صنف ہے، تاریخ ماضی کے واقعات کو صداقت کے ساتھ پیش کرتی ہے۔ ناول اور تاریخ دونوں انسانی زندگی کے ماضی کی کہانی ہیں۔ اردو میں تاریخی ناول لکھنے کا آغاز انگریزوں کے برصغیر پر تسلط قائم کرنے کے بعد ہوا تاکہ ناولوں کے ذریعے اس قوم کو اس کے تابناک ماضی کے درخشاں گوشوں سے آشنا کیا جاسکے۔ اس دور کے اہم تاریخی ناولوں میں شرر کا ملک العزیز ورجنا نذیر احمد کا ابن الوقت شامل ہیں۔ مقالہ نگار نے تاریخی ناولوں کی درجہ بندی بھی کی ہے۔	اردو ناول، تاریخی ناول، خالص تاریخی ناول، ملے جلے تاریخی ناول، خیالی ناول، خالص خیالی ناول
سلیم، انیلہ	جابر علی سید بحیثیت شاعر	۳۵ تا ۶۶	جابر علی سید کثیر الجہات ادبی شخصیت کے حامل تھے۔ تحقیق، تنقید، لسانیات، اقبالیات، لسان و عروض اور علوم بیان و بدیع کے مباحث کے ساتھ ساتھ انھوں نے شاعری میں بھی طبع آزمائی کی۔ انھوں نے جس دور میں شاعری کا آغاز کیا وہ شعری تجربات کا دور تھا۔ ان کی ابتدائی غزلوں پر فراق کا رنگ نمایاں ہے۔ ان کی شاعری کا ایک مخصوص رجحان اداسی اور احساس تنہائی ہے۔ جابر علی سید کی شاعری کلاسیکی شاعری کی اس روایت سے جڑی ہوئی ہے جس میں عشق اور اس کی کیفیات کا بیان ایک لازمی عنصر کی حیثیت رکھتا ہے۔	جابر علی سید، موجِ آہنگ، ایک ادبی خودنوشت، کلیات جابر علی سید
سہیل، سلیم	طلسم ہوش رُبا: ایک طلسمانوی (Fantastic) داستان	۱۱۳ تا ۱۲۲	تمام داستانیں اپنے کرداروں، افعال، مناظر، سراپا، طلسمات، کایا کلپ اور جادو جیسے مشترک عناصر رکھتی ہیں۔ جادو یا طلسمانہ عناصر طلسمِ ہوش رُبا میں جگہ جگہ موجود ہیں۔ اس داستان میں طلسمانہ کہیں جادو کی شکل میں ہے تو کہیں دیگر صورتوں میں۔ ان دیگر صورتوں میں محیر العقول باتیں، تخیل اور انسانی ذہن کی تہہ داری شامل ہیں۔ اس داستان کے کردار بہت متحرک ہیں۔ ان کے معرکوں کو آگے بڑھانے اور فتوحات حاصل کرنے کے لیے طلسم اہم کردار ادا کرتا ہے۔	اردو داستان، داستانِ امیر حمزہ، طلسمِ ہوش ربا، طلسمانوی داستان، کایا کلپ
شہباز، محمد	کئی چاند تھے سرِآسماں: زبان و بیان	۱۲۳ تا ۱۳۲	کسی بھی ناول کی کامیابی اور مقبولیت میں اس کی زبان اور انشاپردازی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ کئی چاند تھے سرِآسماں کی زبان بھی تاریخی اعتبار سے اہمیت رکھتی ہے اور اس میں تمام الفاظ اس عہد اور جگہ کی مناسبت سے استعمال کیے گئے ہیں۔ اس ناول کی مجموعی فضا ادبی و تہذیبی مزاج کی حامل ہے۔ تہذیبی و تاریخی تاثر کو گہرا کرنے کے لیے ناول نگار نے روزمرہ، ہند اسلامی تہذیب اور دہلوی اندازِ گفتگو سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ اس ناول میں کوئی ایسا لفظ استعمال نہیں کیا گیا جو اس عہد میں مستعمل نہ تھا۔	اردو ناول، شمس الرحمٰن فاروقی، کئی چاند تھے سرِآسماں، اسلوب

قیس اللہ، محمد	ڈاکٹر شبیہ الحسن کی تنقید کا نفسیاتی پہلو	۱۷۱ تا ۱۸۰	ڈاکٹر شبیہ الحسن بطور نقاد نفسیاتی محرکات کے زیرِ اثر پروان چڑھنے والے ادب پاروں کو اپنی تنقیدی نفسیات کے ذریعے فکر انگیز بنا دیتے ہیں۔ ان کی نفسیاتی تنقید میں مناسبت اور معنویت جیسی خصوصیات ملتی ہیں۔ وہ فن پاروں کا مطالعہ اس انداز سے کرتے ہیں کہ خود کو تخلیق کار کی نفسیاتی الجھنوں سے وسیع حد تک واقف کر لیتے ہیں۔ ان کا نفسیاتی انداز تنقید عصری تنقیدی رجحانات سے پوری طرح ہم آہنگ ہے۔ وہ پوری کوشش کرتے ہیں کہ مطالعہ صرف ان کی چشمِ ذات تک محدود نہ ہو بلکہ اس کا تناظر وسیع ہو جائے۔	ڈاکٹر شبیہ الحسن، نفسیاتی تنقید، اردو تنقید، ترغیبات، آغا صاحب، تصریحات، ادبی چوپال
منش، وفا یزدان/ گیلانی، سمیرا	سپہری کی شاعری میں کائناتی عناصر کا تجزیاتی مطالعہ	۷ تا ۳۴	سہراب سپہری کا شمار ایران کے جدید شعرا میں ہوتا ہے۔ ان کی نظمیں کائناتی عناصر سے بھرپور ہیں۔ وہ کائنات کے سبھی عناصر کو بروئے کار لاتے ہیں جن میں نباتات، جمادات، حیوانات، قدرتی اشیا، سیارے، کہکشائیں اور قدرتی مناظر شامل ہیں۔ سپہری کی نظموں کا پیغام کل کائنات کی ہم زیستی پر مبنی ہے۔ وہ تمام کائنات کو جان دار سمجھتے ہیں، اپنے احساسات و میلانات کو کائنات اور اس کے عناصر کے ڈھانچے میں بیان کرتے ہیں، اور مشاہدہ کائنات سے وحدت الوجود تک پہنچتے ہیں۔	سہراب سپہری، ایرانی شاعری، مشفق کاشانی، انجمن صبا، زنان سخنور ایران، صدای پائی آب
نیاز، اسد اللہ	کلاسیکی اردو غزل میں قنوطیت کے رجحانات	۶۷ تا ۸۰	اردو غزل کی روایت میں درد و الم اور یاس و قنوطیت کے عناصر ابتدا ہی سے شامل رہے ہیں۔ اس مقالے میں مختلف ادوار میں مختلف شاعروں کے ہاں قنوطیت کے رجحانات کی ذاتی اور مجموعی وجوہات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ معاشرے کی مجموعی صورتِ حال بھی یاسیت اور قنوطیت کا باعث بنتی ہے اور بعض اوقات اس کے محرکات شاعر کی ذاتی زندگی یا اس کے ذاتی میلانات میں تلاش کیے جا سکتے ہیں۔ مقالہ نگار نے ولی دکنی، میر، سودا، درد، جرأت، مصحفی، ناسخ، آتش، غالب، بہادر شاہ ظفر اور فانی بدایونی کی غزل میں قنوطی رجحانات کا تجزیہ کیا ہے۔	کلاسیکی اردو غزل، قنوطیت، میر تقی میر، سودا، درد، بہادر شاہ ظفر

اورینٹل کالج میگزین: جلد ۹۱، شمارہ ۴(۲۰۱۶ء)

مدیر اعلیٰ: محمد فخر الحق نوری، اورینٹل کالج، جامعہ پنجاب، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
بانو، نجمہ	مکہ اور مدینہ میں کفار کی جانب سے مخالفتِ حق	۱۴۳ تا ۱۵۱	حضرت محمد مصطفیٰؐ نے جب دعوتِ حق دی تو ان کو مخالف قوتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ مخالف قوتیں مکہ اور مدینہ دونوں شہروں میں موجود تھیں۔ دونوں شہروں کے سیاسی، مذہبی، معاشرتی اور معاشی حالات ایک دوسرے سے مختلف تھے اس لیے دونوں جگہوں پر دعوتِ اسلام اور اس کی نشرواشاعت میں جو رکاوٹیں کھڑی کی گئیں اور جو ردِ عمل سامنے آیا اس کی نوعیت بھی دونوں شہروں میں مختلف تھی۔	دعوتِ اسلام، حضرت ابوایوب انصاری، اسلام مخالفت، واقعہ افک، مسجدِ قبا، شعب ابی طالب
رحمان، تسنیم	تمثال کاری: بنیادی مباحث	۹۱ تا ۱۰۴	تمثال کاری کے باعث شاعری میں جاذبیت، رمزیت اور اثر آفرینی پیدا ہوتی ہے۔ تمثال کاری کی جگہ اردو میں پیکر تراشی، محاکات نگاری یا تصویر کاری کی تراکیب بھی استعمال کی جاتی ہیں۔ تمثال کاری ہر دور اور ہر زبان کی شاعری کے فنی محاسن میں شمار ہوئی ہے۔ تمثال کے ذریعے مفہوم کی وضاحت بہتر طور پر ہو جاتی ہے اور قاری نہ صرف اس سے متاثر ہوتا ہے بلکہ تمثال کے حسن کی وجہ سے اسے فن پارے سے دلچسپی پیدا ہو جاتی ہے۔	تمثال کاری، محاکات نگاری، شعری محاسن، تجریدی تمثال، مرکب تمثال
شاکر، امجد علی	اردو ناول کی تنقید: انگریزی شعریات سے تاثر پذیری کے تناظر میں	۷ تا ۲۴	ناول عہد جدید کا رزمیہ ہے اور نئے معاشرے کی کہانی ہے۔ اس میں جدید معاشرہ بھی ہے اور مغرب سے درآمد تصورِ حقیقت بھی۔ مغربی فکری تحریکوں کے زیر اثر پیدا ہونے والا تصورِ انسان اور تصورِ معاش و معاشرت بھی اردو ناول کا حصہ ہیں۔ مقالہ نگار نے اردو کے اہم ناول نگاروں کے ناولوں کے اہم رجحانات اور موضوعات انگریزی ادب اور نوآبادیات کے تناظر میں تجزیہ کیا ہے اور مغرب سے آنے والے ان تصورات کی وضاحت کی ہے جو اردو کے معروف ناولوں میں موجود ہیں۔	اردو ناول، ناول کی تنقید، انگریزی شعریات، عزیز احمد، قرۃ العین حیدر، انتظار حسین
صدف، شاذیہ	اشفاق احمد: چند اہم نظریات و تصورات	۷۷ تا ۹۰	اشفاق احمد کے نظریات کی بازگشت ان کی تحریروں میں سنائی دیتی ہے۔ زندگی کے مختلف شعبوں کے متعلق وہ منفرد سوچ اور نظریات رکھتے تھے۔ ادب، تعلیم، تصوف، آزادیٔ نسواں، فلسفہ جبر و قدر، سیاست، تفریح ہر پہلو کو وہ اپنے انداز سے دیکھتے تھے۔ ان کے نظریات ان کے اخلاص کی گواہی دیتے ہیں۔ وہ انسان اور انسانیت سے محبت کرتے تھے۔ اعلیٰ انسانی اقدار کا احترام چاہتے تھے اور عظمتِ انسان کے شدت سے قائل تھے۔	اشفاق احمد، نظریۂ حیات، نظریۂ ادب، نظریۂ تصوف، نظریۂ اقدار
عبدالغفار/	قرآن مجید میں	۱۲۷	قرآن مجید لاتعداد ادبی، فنی، سائنسی اور تخلیقی علوم کا خزانہ ہے۔ تشبیہ و تمثیل	قرآن مجید،

قاسم، تنویر	تشبیہات کا اسلوب اور بلاغی مقاصد	تا ۱۴۲	کی باریکیاں، مجاز و کنایہ اور استعارات کا استعمال مجمل و مفصل کی بلاغت، دلکش طرزِ بیان اور قوی استدلال ایسے امتیازات ہیں جن کا مقابلہ دنیا کا کوئی ادب نہیں کر سکتا۔ قرآن مجید کے ادبی علوم میں سے ایک اہم علم 'تشبیہاتِ قرآنیہ' ہے۔ قرآن مجید نے تمام معاملات کی تفہیم کے لیے تشبیہات کو بڑے خوبصورت انداز میں استعمال کیا ہے۔	تشبیہاتِ قرآنیہ، علم بیان، فنِ بلاغت، تشبیہ بلیغ، تشبیہ تمثیلی
عزیز، خواجہ زاہد	علامہ اقبال اور تحریکِ آزادیٔ کشمیر	۶۹ تا ۷۶	اقبال کے دل میں کشمیر کی محبت ہمیشہ سے تھی۔ انھوں نے طالب علمی کے زمانے میں اپنے لیے ایک راہ متعین کر لی تھی، یعنی کشمیریوں کی سیاسی بیداری، آزادی کا حصول اور اقوامِ عالم میں قابلِ احترام مقام دلانا۔ ۱۸۹۶ء سے ۱۹۳۸ء تک وہ کشمیر کے لیے سرگرم رہے اور تقریباً نصف صدی تک اپنی شاعری اور سیاسی بصیرت سے اہلِ کشمیر کی رہنمائی کرتے رہے۔ اقبال کے فارسی اور اردو اشعار میں جابجا ایرانِ صغیر، خطہ کاشمیر، خطہ گل اور کشمیر جنت نظیر جیسے الفاظ ملتے ہیں۔	علامہ اقبال، کشمیر، اقبالیات، انجمن کشمیری مسلمانانِ لاہور، راہنمائے کشمیر، تحریکِ آزادیٔ کشمیر
علی، لیاقت	رام پور میں اردو شاعری کا منظر نامہ (۱۸۵۷ء تا ۱۸۹۰ء)	۳۵ تا ۴۸	۱۸۵۷ء تا ۱۸۹۰ء کا دور رام پور میں اردو شاعری کے اعتبار سے اہم قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس دور میں مقامی لوگوں کی انگریزوں کے خلاف بغاوت تحریکِ آزادی سے زیادہ خانہ جنگی اور بدامنی کا باعث بن گئی تھی۔ رام پور کے نواب کی حکمتِ عملی کی باعث یہ ریاست ایک ایسا محفوظ مقام بن گئی جہاں ہندوستان کے مختلف خطوں سے اہلِ علم و ادب رام پور کی طرف کھنچے چلے آئے۔ مختلف علاقوں سے آنے والے شعرا نے اپنے طرزِ سخن کو رام پور کی شاعری میں ملا کر دبستانِ رام پور کا حصہ بنا دیا۔	رام پور، اردو شاعری، جنگِ آزادی، نواب ناظم، عنایت علی خاں عنایت، عباس علی خاں بیتاب
کوثر، راحیلہ	مصطفیٰ زیدی کی نظموں میں آہنگ اور امیجری کی حسن کاری	۴۹ تا ۶۸	شعر کا اہم تاثر اس کے الفاظ کا مخصوص آہنگ ہوتا ہے جو خیال کے ساتھ مل کر حیرت انگیز صورتیں پیدا کرتا ہے۔ مصطفیٰ زیدی کی نظموں کی اہم خصوصیت لفظوں کا یہی آہنگ ہے۔ نظم کی خارجی ہیئت اور داخلی ہیئت مل کر ایک آہنگ تشکیل دیتی ہے۔ مصطفیٰ زیدی کی نظموں میں آہنگ بھی مختلف عناصر سے ترتیب پاتا ہے۔ وہ لفظ کی تخیلی اور جمالیاتی سطحوں کا بہترین استعمال کرتے ہیں۔ مقالہ نگار نے مصطفیٰ زیدی کی مختلف نظموں میں آہنگ اور امیجری کی مثالیں بھی پیش کی ہیں۔	مصطفیٰ زیدی، اردو شاعری، شاعری میں امیجری، حسی تشبیہات، اساطیر
کوثر، زمرد	دیوانِ محبت کا ایک نادر قلمی نسخہ	۲۵ تا ۳۴	محبت خان کی مادری زبان پشتو تھی لیکن وہ عربی، فارسی اور سنسکرت میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ وہ بنیادی طور پر غزل کے شاعر ہیں لیکن رباعی، مخمس اور مثنوی بھی تخلیق کی۔ اردو شاعری میں کی ان کی وجۂ شہرت ان کی مثنوی اسرارِ محبت ہے۔ اس مقالے میں محبت خان کے دیوان دیوانِ محبت	محبت خان، پشتو شاعری، اردو شاعری، دیوانِ محبت، اسرارِ

			کے ایک نادر قلمی نسخے کا تجزیہ کیا گیا ہے جو انڈیا آفس لائبریری (برٹش لائبریری، لندن) میں موجود ہے۔	محبت، برٹش لائبریری
نبیل، نبیل احمد	فیض کی انفرادیت	۱۰۵ تا ۱۲۶	فیض اپنے معاصر شعرا میں ایک بڑے شاعر کے طور پر سامنے آئے۔ فیض کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ان کی شاعری محض منفرد نہیں بلکہ براہِ راست دلوں کو چھونے کی خاصیت رکھتی ہے، جس سے وہ اپنی دائمی قدر کو زائل نہیں ہونے دیتی اور یہی ان کی انفرادیت ہے۔ فیض نے ایک نئی زبان وضع کی، گویا نئے موضوعات کے لیے نئے معنوی نظام کو متعارف کرایا۔ ان کی غزل منفرد رمزیہ اسلوب کی حامل ہے جس کے باعث وہ دیگر ترقی پسند شعرا کی صنف میں نمایاں نظر آتے ہیں۔	فیض احمد فیض، اردو شاعری، ترقی پسند شاعری، علامت نگاری، نسخہ ہائے وفا

آرٹس اینڈ لیٹرز: ۱۶ (۲۰۱۶ء)

مدیر: محمد عباس، شعبۂ اُردو؛ اسلامیہ کالج یونی ورسٹی، پشاور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
احمد، سہیل / قاضی، فرحانہ	خاور احمد.....ایک محاکمہ	۲۰ تا ۳۹	اس مقالے میں خاور احمد کی شاعری کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔ خاور احمد کے چار شعری مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ خاور احمد کا انفرادی رنگ محبت ہے۔ ان کی شاعری میں فرد محبت سے توانائی حاصل کرتا ہے۔ محبت کے ساتھ ساتھ عصری اور سماجی حالات سے عدم اطمینان کا واضح اظہار بھی نظر آتا ہے۔ وہ اپنی شاعری کے ذریعے ایک روشن صبح کا خواب دکھاتا ہے۔	خاور احمد، اردو شاعری، منظر میرے دریچوں میں، رقصِ وصال، سرشاری، ابرلب ریز
احمر، نسیم عباس	مرزا ادیب کی ناول نگاری	۳۶۶ تا ۳۸۸	مرزا ادیب کے افسانوں، ڈراموں اور ناول میں رومانویت اور حقیقت پسندی کا امتزاج نظر آتا ہے۔ انھوں نے تخلیقی ادب کو نعرہ بنانے کے بجائے خالصتاً تخلیقی اپچ کے ساتھ پیش کیا اور بیسویں صدی کے دیگر رجحانات میں سے جدیدیت کے حوالے سے کچھ تحریروں میں تجربے بھی کیے۔ اس مقالے میں ان کے ناول لمحوں کی راکھ کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔	مرزا ادیب، اردو ناول، لمحوں کی راکھ، افسانوی ادب، شہزاد منظر، رشید امجد
اظہار، اظہار اللہ	رضا ہمدانی کالم نگار کی حیثیت سے	۷۷۳ تا ۷۸۷	رضا ہمدانی کی کالم نگاری کا سلسلہ ۱۹۳۸ء سے لے کر ۱۹۹۴ء تک پھیلا ہوا ہے۔ اس دوران انھوں نے متعدد اخبارات میں گاہے گاہے کالم نگاری کا سلسلہ جاری رکھا۔ روزنامہ مشرق میں مستقل طور پر رضا ہمدانی کے کالم "گنبد کی آواز"، "حجرہ"، "ادبی ڈائری"، "ماضی کے دریچوں سے"، "قہوہ خانہ" اور "ہر کلہ راشہ" کے عنوان سے شائع ہوتے رہے۔ روزنامہ جنگ راولپنڈی میں بھی ان کا کالم "قصہ خوانی گزٹ" ہر ہفتے شائع ہوتا رہا۔	رضا ہمدانی، کالم نگاری، صحافتی ادب، ہفت روزہ شباب، ماہِ ندا، روزنامہ احسان
اظہار، اظہار اللہ / علی، بادشاہ	کلامِ غالب میں جبلتِ رشک کی بدلتی نوعیتیں	۴۰ تا ۴۸	حقیقی اور جبلی تخلیق کاروں کے سامنے ذات اور کائنات کے حوالے پوری شدتوں کے ساتھ نئے انکشافات ہموار کرتے رہتے ہیں۔ غالب کا کمال یہ ہے کہ ان کی غزل میں رشک کا موضوع ایک رُخ کے بجائے مختلف نوعیتوں اور نئے معنویاتی نظام سے ہم کنار ہوتا ہے۔ مقالہ نگار کے مطابق غالب کے ہاں رشک کی تین حالتیں زیادہ نمایاں ہوتی دکھائی دیتی ہیں۔ اقراری، انکاری اور استمراری۔	کلامِ غالب، کلامِ غالب میں رشک، غالب کی غزل، سگمنڈ فرائڈ، جبلتِ حیات

اقبال، محمد عامر	تشکیل جدید الٰہیاتِ اسلامیہ پر اقبال کا موقف	۹۰ تا ۹۸	اقبال شدت سے الٰہیاتِ اسلامی کی تشکیل جدید کے طلب گار تھے۔ اپنے خطبات میں علامہ اقبال نے ان کا خاکہ بھی پیش کیا ہے۔ اقبال عصر حاضر میں الٰہیات اسلامی کی جدید تشکیل کے حق میں تھے۔ اقبال نے اپنے خطبات میں واضح کیا کہ بحیثیت ایک تحریک اسلام نے دنیا قدیم کا یہ نظریہ تسلیم نہیں کیا کہ کائنات ایک ساکن و جامد چیز ہے۔ یہ بنیادی فرق ہے جو اقبال کو دوسرے علما اور دانش وروں سے نمایاں کرتا ہے۔	علامہ اقبال، تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ، خطباتِ اقبال، نقوشِ اقبال
امتیاز، محمد	اردو کے تاریخی پس منظر پر ترکی زبان کے اثرات	۵۱۰ تا ۵۲۱	اردو زبان کے آغاز وارتقا کے متعلق متعدد نظریات ملتے ہیں۔ ان نظریات سے جو بات سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ اردو زبان مسلمانوں کی زبانوں (عربی، فارسی، ترکی) اور ہندوؤں کی ہند آریائی زبانوں کے ملاپ سے ظہور میں آئی۔ ترکی اور اردو زبان کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ ترکوں نے ہندوستانی تہذیب و ثقافت اور زبان پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ ترکی اور اردو دو مختلف خاندانوں کی زبانیں ہیں لیکن ان میں تیس سے چالیس فی صد مشترک الفاظ ملتے ہیں۔	اردو زبان، اردو زبان کا ارتقاء، ترکی زبان، لسانیات، اردو ترکی لسانی اشتراکات
انور، سہیل / آیاز، محمد	قرآن وسنت کی روشنی میں مولانا محمد احمد کی شعر و شاعری کا تحقیقی جائزہ	۹۹ تا ۱۱۰	اس مقالے میں مولانا محمد احمد کی شاعری میں اسلامی تعلیمات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ان کا مجموعہ کلام عرفانِ محبت چھپ چکا ہے۔ مولانا محمد احمد کی شاعری قرآن وسنت کی شاعرانہ تشریح اور بیان ہے۔ تزکیہ اور سلوک واحسان ان کے کلام کا بنیادی موضوع ہے اور وہ خاک کے بنے ہوئے معشوق کے بجائے عشقِ حقیقی کے دل دادہ ہیں۔	مولانا محمد احمد، عرفان محبت، اردو شاعری، قرآن وسنت، اسلامی معاشرہ
آشفتہ، اشفاق احمد	قتیل شفائی بحیثیت غزل گو (تحقیقی و تنقیدی جائزہ)	۷۰۹ تا ۷۲۴	قتیل شفائی کو فلمی گیتوں کی بنا پر بے حد شہرت حاصل ہوئی لیکن ان کے کل کلام کا بیش تر حصہ غزل پر مشتمل ہے۔ قتیل شفائی کی غزل میں عشقیہ، سیاسی اور سماجی موضوعات کی کثرت ہے۔ قتیل کی غزل میں رنگ تغزل اپنی تمام تر توانائیوں کے ساتھ موجود ہے۔ وہ اپنے ہم عصر شعرا میں اپنے اسلوب اور طرزِ ادا کی وجہ سے پہچانے جاتے ہیں۔	قتیل شفائی، اردو غزل، فلمی گیت، جل ترنگ، پیراہن، ابابیل
آصف، محمد شفیق/اشرفی، غلام محمد	جدید اردو نظم کا اسلوبیاتی مطالعہ	۴۶۹ تا ۴۸۲	اس مقالے میں جدید اردو نظم کا اسلوبیاتی جائزہ لیا گیا ہے۔ اردو نظم موضوعاتی اور اسلوبیاتی حوالے سے دکنی دور کی مثنوی سے لے کر آج تک مختلف مراحل سے گزری۔ ہر دور کے سیاسی و سماجی حالات اور ادبی رویوں نے نظم کے اسلوب اور موضوعات کو متاثر کیا۔ جدید اردو نظم شعری عمل میں اپنے وجود کو اس لیے منوا سکی کہ اس نے خود اپنے تخلیقی خدو خال اجاگر کیے۔	جدید اردو نظم، دکنی شاعری، حالی، اقبال، میراجی، فیض
آیاز، محمد	صابر آفاقی کے کلام میں بہائی افکار کا تنقیدی جائزہ اسلام	۲۷۷ تا ۲۸۷	صابر آفاقی کشمیر سے تعلق رکھنے والے شاعر ہیں اور بہائی فکر کے حامل ہیں۔ ان کے کلام میں بہائی تعلیمات کا واضح اثر موجود ہے اور انھوں نے اپنے کلام میں بہائی افکار کی تشریح و ترویج کی ہے۔ صابر آفاقی کے خیالات و نظریات اسلامی	بہائی تعلیمات، صابر آفاقی، بہائی افکار، بہا

	کی روشنی میں		تعلیمات کے بنیادی تصورات کے منافی اور مرکزی دھارے سے متصادم ہیں۔ اس مقالے میں ان کے کلام میں بہائی افکار کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	اللہ، مذہبی شاعری
بانو، سائرہ	انگارے کے تناظر میں سجاد ظہیر کے افسانوں کا تجزیاتی مطالعہ	۱۶۹ تا ۱۸۸	انگارے کے مصنفین میں سجاد ظہیر نمایاں ترین ہیں۔ اس مجموعے میں ان کی پانچ کہانیاں شامل ہیں جن کے عنوانات ''نیند نہیں آتی''، ''جنت کی بشارت''، ''گرمیوں کی ایک رات''، ''دلاری'' اور ''پھر یہ ہنگامہ'' ہیں۔ سجاد ظہیر کے افسانوں میں مذہب اور جنس کے حوالے سے انتہا پسندی کا رویہ غالب ہے۔ فنی اعتبار سے تکنیکی تجربات ان کے افسانوں کی اہمیت بڑھاتے ہیں۔ ان میں معاشرتی روایات کے خلاف باغیانہ اسلوب کے لیے داخلی خود کلامی سے بھرپور فائدہ اٹھایا گیا ہے۔	اردو افسانہ، انگارے، سجاد ظہیر، دلاری، ترقی پسند مصنفین
بتول، فوزیہ / الازہری، محمد ریاض خان	آیاتِ قرآنی سے ماخوذ تلمیحات (اعمال نامہ)	۷۰۰ تا ۷۰۸	اس مقالے میں اعمال نامہ سے متعلق قرآنی آیات سے ماخوذ تلمیحات بیان کی گئی ہیں۔ پہلے قرآن کریم کی آیت اور پھر اس کی وضاحت کی گئی ہے اور پھر ان آیات سے متعلق تلمیحات جن اشعار میں آئی ہیں ان اشعار کی وضاحت کی گئی ہے۔ میر، سودا، غالب، مومن اور ذوق کے اشعار سے مثالیں دی گئی ہیں۔	تلمیحات، قرآنی اعمال نامہ، غالب، سودا، مومن
بتول، فوزیہ / تقویم الحق	انشا کی غزل میں مقامی تلمیحات..... ایک تحقیقی و تنقیدی جائزہ	۱۱۱ تا ۱۳۳	انشا نے اپنے جذبات کے اظہار کے لیے کثرت سے مقامی تلمیحات کا استعمال کیا ہے۔ انشا کی غزل میں مقامی الفاظ و محاورات اور کہاوتوں کو بھی جگہ دی گئی ہے۔ انشا کے اشعار مقامی سماجیات، تہذیب و تمدن اور مقامی طرزِ معاشرت کے عکاس ہیں۔ انشا کی غزل مقامی ماحول اور ہندوستانی تہذیب سے بہت متاثر نظر آتی ہے۔ اگرچہ اس نے بہت کچھ ایران سے مستعار لیا لیکن اس کے پس منظر میں گنگا جمنی تہذیب کا تصور بہت واضح ہے۔	اردو غزل، انشا، مقامی تلمیحات، ہندوستانی دیومالا
بخاری، بادشاہ منیر / انوار الحق	علامہ اقبال کی اردو نظموں میں تعلیماتِ ابراہیم پر ایک نظر	۶۸ تا ۷۷	حضرت ابراہیمؑ کے اسوہ و سیرت اور حیات و تعلیمات سے اقبال کو خصوصی شغف رہا اور اس کی سب سے اہم وجہ یہی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے ربوبیت، الوہیت، وحدانیت اور خالقاہیت کے حقائق کو اپنی متاعِ عزیز بنایا تو خلیل جیسا لقب پایا۔ علامہ اقبال نے حضرت ابراہیمؑ کو عشقِ مجسم قرار دیا اور ان کی بت شکنی کی روایت کو زندہ رکھنے کی ضرورت پر بہت زور دیا۔	علامہ اقبال، اقبال کی اردو نظم، کفرو اسلام، جواب شکوہ، ضربِ کلیم، صدقِ خلیل
بلال، محمد / ممتاز، ماجد	ملتان میں اردو شاعری کا مختصر تعارف	۳۱۶ تا ۳۲۳	ملتان میں اردو شاعری کی روایت خاصی پرانی ہے۔ ابتدائی دور کے اکثر شعرا کی شاعری میں زیادہ تر صوفیانہ رجحانات ملتے ہیں۔ بیسویں صدی کے ادبی رویوں اور تحریکوں نے ملتان کے شعرا کو بھی متاثر کیا۔ اس مقالے میں بیسویں صدی کے ملتانی شعرا کے کلام کا جائزہ زمانی ترتیب کے ساتھ پیش کیا گیا ہے جس سے	اردو شاعری، ملتان میں شاعری، صوفیانہ

			ملتان میں اردو شاعری کا فکری و فنی ارتقا واضح ہوتا ہے۔	شاعری، طالب ملتانی، عاصی کرنالی، ارشد ملتانی
بی بی، تحسین	خدیجہ مستور کے افسانوں میں ترقی پسندیدیت	۵۴۵ تا ۵۶۴	خدیجہ مستور نے جس دور میں افسانہ نگاری کا آغاز کیا اس وقت ترقی پسند تحریک نقطۂ عروج پر تھی۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے شروع ہی سے ترقی پسند تحریک کی طرف مائل ہو کر اس تحریک کے نظریات کو اپنے فن میں جگہ دی۔ خدیجہ مستور نے عورتوں کے مخصوص مسائل کے علاوہ دوسرے موضوعات جن میں امن، جنگ، سیاست، تعلیم، طبقاتی تضاد، تہذیبی و اخلاقی زوال اور دیگر سیاسی و سماجی مسائل کو بڑے فنکارانہ انداز سے اپنے افسانوں میں پیش کیا۔	خدیجہ مستور، ترقی پسند تحریک، رومانوی افسانہ، ترقی پسند افسانہ، کھیل، بوچھار
بی بی، زینت	میرؔ اور دردؔ کی شاعری میں اصطلاحات کا تقابلی جائزہ	۶۲۳ تا ۶۳۳	اس مقالے میں میر تقی میرؔ اور خواجہ میر دردؔ کے ہاں استعمال ہونے والی اصطلاحات کا تقابلی جائزہ لیا گیا ہے۔ میرؔ اور دردؔ دونوں ایک ہی دور کے شاعر ہیں۔ لہٰذا ان کا سماجی پس منظر بھی مشترک ہے۔ دونوں غزل گو شاعر ہیں لیکن دونوں شعرا کا رجحان اور مزاج مختلف ہے۔ لہٰذا ایک جیسی اصطلاحات بھی دونوں کے کلام میں مختلف معنی دیتی ہیں۔	میر تقی میرؔ، میر دردؔ، اردو غزل، دبستانِ دلی، صوفی شاعر، اردو اصطلاحات سازی
بیگم، شاہین	زیتون بانو کی افسانہ نگاری	۷۲۵ تا ۷۳۰	زیتون بانو پشتو کی روشن خیال ادیبہ ہیں۔ وہ ترقی پسند افسانہ نگار ہیں۔ ان کے ہاں حقیقت نگاری میں رومانویت ہے اور رومانویت میں حقیقت نگاری۔ وہ ایسے تمام رجحانات سے گریزاں ہیں جو حقیقت سے دور ہیں۔ ان کے ہاں کسی حد تک روایت سے بغاوت ہے۔ وہ جو کچھ دیکھتی ہیں سفاک حقیقت کے طور پر بیان کرتی ہیں۔	زیتون بانو، اردو افسانہ، ترقی پسند افسانہ، پشتو ادب، شیشم کا پتا
بھٹی، محمد سلمان/نواز، محمد	اردو ادب میں ''سرقہ'' اور اس سے متعلق عمومی مباحث	۱۵۸ تا ۱۶۸	اردو زبان کا ادبی ذخیرہ چوں کہ بہت زرخیز اور کثرت کا حامل ہے اور اس کثرت میں ادب کی اصناف بھی شامل ہیں جن میں سرقہ شکل بدل بدل کر ظہور پاتا رہا ہے۔ اس حوالے سے مختلف بحثیں بھی ہوتی رہی ہیں۔ ''توارد'' کو بھی سرقے کی ایک شکل کہا جاتا ہے۔ چناں چہ اس مقالے میں سرقہ یا استفادہ کی بحث میں سرقے کی کئی اقسام کا جائزہ لیا گیا ہے۔	ادبی سرقہ، ادبی توارد، نظیر صدیقی، سرقۂ تحسین، توارد لفظی
پروین، شگفتہ	شوکت صدیقی کے ناولوں میں مظلوم	۸۱۸ تا	پاکستانی اردو ناول میں مظلوم طبقوں کی عکاسی کے حوالے سے شوکت صدیقی اردو ادب کے سب سے اہم ناول نگار ہیں۔ وہ نظریاتی اعتبار سے ترقی پسند ادیب	اردو ناول، ترقی پسند ناول،

	طبقے (خدا کی بستی اور جانگلوس میں)	۸۳۰	تھے۔ ان کی تحریروں کی کلیدی اساس سماجی حقیقت نگاری ہے۔ اس لیے ان کے ہاں تخیل ورومان کا وہ جمال نظر نہیں آتا جو قاری کو فرحت وانبساط عطا کرتا ہے۔ اس مقالے میں ان کے دو اہم ناولوں خدا کی بستی اور جانگلوس کے حوالے سے مظلوم طبقے کی عکاسی کا جائزہ لیا گیا ہے۔	شوکت صدیقی، خدا کی بستی، جانگلوس
تبسم، فہمیدہ	اردو داستان: تجزیاتی مطالعہ	۱۳۴ تا ۱۴۲	داستانیں اپنے اجزاے ترکیبی کے اعتبار سے اپنا ایک منفرد سانچہ رکھتی ہیں۔ ان کی بنت میں کچھ مخصوص رویے اور اسلوب شامل ہوتے ہیں۔ داستان کی تشکیل میں تحیر کی فضا، تخیل، سفر اور تلاش کے عناصر، مرکزی کردار کی عظمت، مافوق الفطرت عناصر کی موجودگی اور خیر و شر کی کشمکش جیسے عوامل شامل ہوتے ہیں۔ اردو نثر کے ارتقا اور فروغ میں داستان کا کردار بہت نمایاں رہا ہے۔	اردو داستان، داستان نگاری، اردو نثر، افسانوی ادب، اصنافِ نثر، سید وقار عظیم
ترابی، نثار	پہل اس نے کی تھی	۴۶۲ تا ۴۶۸	پہل اس نے کی تھی ایک ایسی خودنوشت ہے جسے مصنف نے ایک ذاتی سچی داستان کے ذیل میں افسانوی اسلوب میں پیش کیا ہے۔ اس کتاب کے مصنف جبار مرزا ہیں۔ مصنف نے اپنی تیس سال کی صیغۂ راز کی مدت پوری ہو جانے کے بعد اپنی محبت کی داستان کو رومانوی طرزِ احساس عطا کرتے ہوئے اسے ایک معاشرتی مسئلہ بنا کر آپ بیتی کی شکل میں پیش کیا ہے۔	خودنوشت، سوانحی ادب، پہل اس نے کی تھی، جبار مرزا، اردو آپ بیتی
جان، سعید اللہ / فہیم، محمد / زکریا، ذیشان اللہ	اردو زبان سے متعلق تحقیق کے فروغ میں انٹرنیٹ کا کردار	۴۹۵ تا ۵۰۳	اس مقالے میں اردو زبان سے متعلق تحقیق میں انٹرنیٹ کے کردار کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس تحقیق کے لیے نمل یونی ورسٹی کے سو طلبا و طالبات سے ایک سوالنامے کے ذریعے انٹرنیٹ کے استعمال کے متعلق رائے لی گئی ہے۔ اس رائے کی شکل میں جو معلومات اکٹھی ہوئیں ان سے نتائج اخذ کیے گئے۔ مقالہ نگاروں کے نتائج کے مطابق طلبا کی ایک بڑی تعداد انٹرنیٹ کے کردار سے مطمئن ہے۔	اردو زبان، اردو تحقیق، اردو زبان اور انٹرنیٹ، انٹرنیٹ کیفے، برقی کتابیں
جان، نقیب احمد	ترجمہ بازنامہ از پروفیسر عارف نسیم: ایک اجمالی جائزہ	۴۲۵ تا ۴۳۶	خوش حال خان خٹک کی ہمہ گیر اور ہمہ جہت شخصیت کا ایک پہلو شکار تھا۔ شکار کے لیے باز ان کو بہت پسند تھا۔ انھوں نے بازوں کی اقسام، عادات اور خصائل پر ایک طویل منظوم بازنامہ لکھا۔ اس بازنامے کا ترجمہ پروفیسر عارف نسیم نے کیا۔ عارف نسیم نے ترجمے کے ساتھ ساتھ اس کی تشریح و توضیح کا کام بھی سرانجام دیا ہے۔ اس مقالے میں بازنامہ کے ترجمے کا جائزہ لیا گیا ہے۔	خوش حال خان خٹک، پروفیسر عارف نسیم، بازنامہ، ترجمہ نگاری، ہمیش خیل، پشتو شاعری
جان، نقیب	ترجمہ: کچھ	۴۴۶	ترجمے سے مراد کسی تحریر کا اس طرح کسی دوسری زبان میں انتقال کر دینا کہ	ترجمہ نگاری،

احمد/خان، محمد طاہر بوستان	حقیقتیں	تا ۴۵۵	اصل تحریر کا حُسن، وقار اور اسلوب قائم رہے اور معنی و مفاہیم بغیر کسی ابہام کے پڑھنے والے تک پہنچ جائیں۔ ترجمے کی اہمیت وافادیت مسلمہ چیز ہے۔ یہ مختلف قوموں، زبانوں اور ثقافتوں کے درمیان حائل پردے ختم کر کے انھیں ایک دوسرے کے قریب لاتا ہے۔ تراجم زبان اور علوم کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔	شعری تراجم، ترجمے کی مشکلات، لفظی ترجمہ، تخلیقی ترجمہ
حسین، عشرت	خدا کی بستی...... کراچی کے نئے سماج کے عدم توازن کی کہانی	۵۶۵ تا ۵۷۴	شوکت صدیقی جیسے تخلیق کار معاشرے کو اپنی تحریروں کے ذریعے تنبیہ کرتے ہیں کہ اگر آج ہم نے نوجوان نسل کو سماجی بحران سے نہ بچایا تو آنے والے وقت میں ہمارا معاشرہ انتشار اور عدم توازن کا شکار ہو جائے گا۔ ناول خدا کی بستی میں شوکت صدیقی نے جن معاشرتی و سماجی ناہمواریوں کی نشان دہی کی تھی وہ آج بھی ہمارے معاشرے میں موجود ہیں۔	شوکت صدیقی، خدا کی بستی، اردو ناول، بیسویں صدی کا ناول
حسین، مجاہد	اردو ادب میں مزاح.....روایت سے جدت تک	۶۴۶ تا ۶۵۸	اس مقالے میں اردو ادب میں مزاح نگاری کی روایت اور ارتقا کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مقالہ نگار کے مطابق اردو میں مزاح کے اولین نمونے جعفر زٹلی کے ہاں ملتے ہیں۔ اس کے بعد سودا کی ہجویات میں مزاح کا رنگ ملتا ہے اور یہ سلسلہ غالب کے خطوط سے آگے بڑھتا ہوا جدید دور تک چلا آتا ہے۔ جدید اردو ادب میں مزاح مختلف اصناف میں ملتا ہے جن میں مضامین، فکاہیہ کالم اور شاعری کی اصناف نمایاں ہیں۔	اردو مزاح نگاری، جعفر زٹلی، خطوطِ غالب، مضامین پطرس، رشید احمد صدیقی
خالد، انا	اردو سفر نامہ اور اردو افسانہ میں باہمی روابط	۳۸۹ تا ۲۹۶	اصناف ادب کی یہ ایک خوب صورتی ہے کہ نظریات کی تخلیق مشترک ہونے کے باوجود علیحدہ علیحدہ ہیئت میں پیش کی جاتی ہیں۔ بلاشبہ اصناف ادب نے داستان گوئی سے ہی جنم لیا ہے۔ سفر نامہ اور افسانہ کے درمیان باہمی روابط بھی داستان گوئی سے جنم لیتے ہیں۔ سفر نامہ اور افسانہ ہیئتی اعتبار سے پلاٹ اور کردار کے گرد گھومتے ہیں بعد ازاں ان اصناف کی شناخت میں تخلیق کاروں کے نظریات بھی شامل ہو گئے۔	اردو سفر نامہ، اردو افسانہ، داستان گوئی، اصنافِ ادب، رضا علی عابدی
خان، سفیر اللہ	پریم چند کے افسانوں میں ''بھوک'' کی پیش کش	۷۹۵ تا ۸۱۷	پریم چند نے انسان کی جذباتی اور روحانی ضروریات کے ساتھ ساتھ جسمانی ضروریات کو قدرے جذباتی مگر مدلل اور نفسیاتی انداز میں پیش کیا ہے۔ جسمانی ضروریات سے مراد ''بھوک'' کی پیش کش ہے۔ بھوک ایک بنیادی جبلت قرار دی گئی ہے۔ پریم چند نے بھوک کو ہنگامی انداز میں پیش نہیں کیا بلکہ بھوک کو مرکزی یا ذیلی موضوع بنا کر اسے اپنے فطری پن، شدت اور انسانی کوتاہیوں اور کمزوریوں کے ساتھ پیش کیا۔	پریم چند، اردو افسانہ، خون سفید، دودھ کی قیمت، پناہ، کفن
خان، محمد طاہر بوستان	مغرب میں اردو افسانچہ	۲۳۸ تا	افسانچے کو نہ صرف برصغیر بلکہ مغرب میں بھی مقبولیت حاصل ہے۔ پاکستان میں ہندوستان کی طرح افسانچہ کے لیے کوششیں کی گئیں تاہم اس صنف کو	اردو افسانچہ، ماہ نامہ شاعر،

		۲۴۵	یہاں، بہت کم پذیرائی ملی۔ پاکستان میں افسانچے کی نسبت مختصر افسانہ لکھنے کو ترجیح دی گئی۔ اس مقالے میں مغربی ممالک میں اردو افسانچے لکھنے والے ادیبوں کے افسانچوں کا تعارف پیش کیا گیا ہے جن میں ہرچرن چاولہ، زبیر دارثی، خالد سہیل، مقصود الٰہی شیخ، سرور ظہیر اور سعید انجم شامل ہیں۔	زبیر وارثی، خالد سہیل، سرور ظہیر، سعید انجم
خان، نوشاد / خان، اسماعیل / خان، یونس / فضل الرحمان	تحریکِ آزادی اور تحریکِ پاکستان میں اردو کا کردار	۶۱۸ تا ۶۲۲	تحریکِ پاکستان اور تحریکِ آزادی میں اردو زبان کا کردار ناقابل فراموش ہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے اردو صرف زبان نہیں تھی بلکہ اس کا رابطہ براہِ راست مذہب کے ساتھ جوڑا جاتا تھا۔ انھی نکات کو ملحوظ رکھتے ہوئے مقالہ نگاروں نے اپنی اس تحقیق میں کچھ سفارشات بھی مرتب کی ہیں جو اردو زبان کی بقا، ترویج اور ترقی کے لیے ضروری ہیں۔	تحریکِ آزادی، تحریکِ پاکستان، اردو زبان، تحریک علی گڑھ، اردو ڈیفنس ایسوسی ایشن
خٹک، عرفان اللہ	اقلیتی برادری کا نمائندہ غزل گو......سورج نرائن	۴۵۵ تا ۴۶۱	سورج نرائن نے ساٹھ کی دہائی میں شاعری کا آغاز کیا اور اب تک ان کے اکیس مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ سورج نرائن کی غزل محض ایک موضوع یا واقعات کے کسی ایک سلسلے تک محدود نہیں بلکہ ان کے ہاں بیک وقت سوچ کے کئی سلسلے کارفرما نظر آتے ہیں۔ وہ مظلوم طبقے کے ترجمان ہیں۔ ان کی غزل کا اسلوب بلیغ، واضح اور تغزل سے بھرپور ہے۔	سورج نرائن، اردو غزل، پتھر میں شور، پیاسا چاند، ہوا کی دھڑکن
خیر الابرار	عبداللہ حسین کے تین مختصر افسانے تحقیقی و تنقیدی جائزہ (بہار، بیوہ، جلاوطن)	۶۷۹ تا ۶۸۸	عبداللہ حسین ناول اور افسانے کے حوالے سے پہچانے جاتے ہیں۔ عبداللہ حسین کے افسانے عموماً طویل ہوتے ہیں۔ اس مقالے میں ان کے تین مختصر افسانوں کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ ان مختصر افسانوں میں ''بہار''، ''بیوہ'' اور ''جلاوطن'' شامل ہیں۔ ان تین مختصر افسانوں میں عبداللہ حسین نے زندگی کی تین بڑی حقیقتوں غربت، ماضی پرستی اور جلاوطنی یا تنہائی کو پیش کیا ہے۔	عبداللہ حسین، اردو افسانہ، مختصر افسانہ، بہار، بیوہ، جلاوطن
رحمان، محمد / سعید، توشیبا	رسالہ سیارہ کا ادبی سفر	۳۹۷ تا ۴۰۷	سیارہ کا اجرا ۱۵ اگست ۱۹۶۲ء کو ہوا۔ سیارہ کے مرتبین میں وہ شخصیات شامل رہی ہیں کہ جو خود بھی اعلیٰ اخلاق و کردار کی مالک رہیں۔ سیارہ کا مزاج اسلامی ہی رہا۔ ۱۹۷۲ء کے بعد اس کی اشاعت کا سلسلہ رُک گیا جو ۱۹۷۶ء میں دوبارہ شروع ہوا اور تاحال جاری ہے۔ اس میں ادبی موضوعات کی تعداد نوے فی صد ہے۔ اس کے اداریوں میں متنوع مسائل پر تبصرہ ہوتا ہے۔	اردو رسائل، رسالہ سیارہ، نعیم صدیقی، حفیظ الرحمٰن احسن، اداریہ نویسی، اردو صحافت
رشید، روبینہ / رحمان، محمد	اشفاق احمد کے ڈرامے: فکری	۲۲۴ تا	اشفاق احمد نے اپنے نظریات اور اپنی فکر کو اپنے ڈراموں کے کرداروں کے ذریعے نہایت کامیابی سے پیش کیا۔ انھوں نے اپنے ڈراموں میں عام آدمی کے	اردو ڈراما، اشفاق احمد،

	مطالعہ	۲۳۷	مسائل کو اجاگر کیا۔ اشفاق احمد کو جو چیز ان کے معاصر ڈراما نگاروں سے ممتاز کرتی ہے وہ یہ ہے کہ ان کے ڈراموں کا موضوع وطن کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ ان کے ڈرامے میں پلاٹ، کردار اور کہانی کسی نہ کسی مقصد کے حامل ہوتے ہیں۔ محبت ان کے ڈراموں کا ایک اہم جزو ہے۔	من چلے کا سودا، حجرِ اسود، ایک محبت سو ڈرامے، داستانِ حبیب
زمان، قمر	عاشقِ آزاد: ڈاکٹر اسلم فرخی	۲۰۲ تا ۲۰۹	ڈاکٹر اسلم فرخی اردو ادب میں کئی حوالوں سے پہچانے جاتے ہیں۔ ان کی سب سے بڑی وجہِ شہرت اپنے اسلاف سے عقیدت مندی تھی۔ محمد حسین آزاد سے بھی ان کو عشق تھا۔ ۱۹۶۲ء میں انھوں نے محمد حسین آزاد پر پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھا۔ بعد میں یہ مقالہ انجمن ترقی اردو کراچی نے کتابی صورت میں شائع کیا۔ ڈاکٹر اسلم فرخی آزاد کے سحر میں ایسے گرفتار ہوئے کہ اردو ادب کے قارئین کے لیے حیاتِ آزاد کا کوئی گوشہ مخفی نہ رہا۔ اس مقالے میں ان کی اسی جہت کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔	ڈاکٹر اسلم فرخی، محمد حسین آزاد، نگارستانِ آزاد، محمد حسین آزاد: حیات و تصانیف، محمد حسین آزاد باجوڑ میں
سراج، بسمینہ	خمینی کے ایران میں کا تنقیدی جائزہ	۵۷۵ تا ۵۸۲	بشریٰ فرخ خیبر پختون خوا سے تعلق رکھنے والی شاعرہ اور ادیبہ ہیں۔ خمینی کے ایران میں بشریٰ فرخ کا سفر نامہ ہے۔ ۲۰۱۲ء میں انھوں نے ایک کانفرنس کے سلسلے میں ایران کا سفر کیا جس کا احوال انھوں نے اس سفر نامے میں قلم بند کیا ہے۔ بشریٰ فرخ نے اپنے اس سفر نامے میں جگہ جگہ ایرانی تہذیب و ثقافت کا اپنے ملک کی تہذیب و ثقافت سے موازنہ کیا ہے۔	اردو سفر نامہ، بشریٰ فرخ، خمینی کے ایران میں، ایرانی تہذیب
سراج، بسمینہ / بی بی، فائقہ	ناصر کاظمی کا تصورِ شہر	۲۹۶ تا ۳۰۲	ناصر کاظمی کی شاعری کا بڑا حوالہ شہر ہے اس کی وجہ قیامِ پاکستان کے بعد ہجرت کے دوران پیش آنے والے خوفناک اور دل دوز واقعات ہیں۔ ناصر کاظمی نے اپنی آنکھوں سے تباہ حال قافلوں کو ہجرت کرتے دیکھا، ہنستے بستے آباد شہروں کو اجڑ کر کھنڈر بنتے دیکھا۔ یہی تجربات ان کی شاعری کا موضوع بنے۔ ناصر کاظمی کے ہاں شہروں کے اجڑنے کا ماتم ہی نہیں بلکہ شہروں کے دوبارہ بسنے کی امید بھی نظر آتی ہے۔	ناصر کاظمی، اردو غزل، میر تقی میر، ناصر کاظمی کا تصورِ شہر، برگِ نے
سمیع الرحمان	نواب محسن الملک کی ادبی خدمات	۳۲۴ تا ۳۳۶	نواب محسن الملک سرسید کے رفقا میں سے تھے۔ ان کی تصانیف اگرچہ زیادہ نہیں ہیں لیکن انھوں نے جو تحریر کیا اس میں ان کی روشن خیالی، بیدار مغزی، کثرتِ مطالعہ اور ادبی ذوق پایا جاتا ہے۔ ان کی تصانیف میں طبع زاد کتب، تہذیب الاخلاق کے لیے لکھے گئے مضامین، مکاتیب اور کچھ تراجم شامل ہیں۔ نواب محسن الملک نے تمثیلی انداز میں بھی مضامین تحریر کیے اور ضرب الامثال	نواب محسن الملک، علی گڑھ، تہذیب الاخلاق، سرسید تحریک،

			کا استعمال بھی نہایت سلیقے سے کیا۔	منتخباتِ مہدیہ
شاہ، سید عطاء اللہ	جانکی بائی کی عرضی کا تعارفی مطالعہ	۵۰۳ تا ۵۰۹	جانکی بائی کی عرضی مرزا حامد بیگ کا چوتھا افسانوی مجموعہ ہے جو پہلی بار ۱۹۱۱ء میں شائع ہوا۔ جانکی بائی کی عرضی میں کل دس افسانے ہیں۔ مرزا حامد بیگ کے اس افسانوی مجموعے کا اجتماعی تاثر یاد پرستی کا ہے وہ قاری کو تقسیم ہند کے قریب لے جاتے ہیں۔ وہ یہ احساس لیے نظر آتے ہیں کہ اس زمین کے رہنے والے اگر ان حادثات سے نہ گزرتے تو ان کی زندگی زیادہ پر سکون ہوتی۔	اردو افسانہ، مرزا حامد بیگ، جانکی بائی کی عرضی، کاتک کا ادھار، کالی زبان
شاہ، سید عطاء اللہ/شہاب الدین	جوگندر پال کے ناول خواب رو میں ناسٹلجیا کا مطالعہ	۷۳۱ تا ۷۳۵	جوگندر پال کا ناول خواب رو پہلی مرتبہ ۱۹۹۱ء میں شائع ہوا۔ خواب رو ایک ایسے معاشرے کا بیانیہ ہے جس میں لوگ تقسیم ہندوستان کے بعد لکھنؤ کے علاقہ امین آباد کو چھوڑ کر کراچی میں مقیم ہو جاتے ہیں۔ ناول کا کردار نواب کمال الدین کا ذہنی توازن بگڑ جانے کے باعث وہ خود کو لکھنو میں مقیم تصور کرتا ہے۔ ناول کے بعض اور کردار بھی ناسٹلجیا کی زد میں نظر آتے ہیں۔ اس مقالے میں کرداروں کی اسی کیفیت کا جائزہ لیا گیا ہے۔	جوگندر پال، اردو ناول، خواب رو، ماضی پرستی، ناسٹلجیا
شاہ، مطاہر / حسین، جابر	تنقیدِ غزل کی ابتدائی معروف صورتیں	۳۴۷ تا ۳۵۹	اس مقالے میں اردو غزل کی تنقید کی ابتدائی صورتوں میں سے تین اہم صورتوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ان تین صورتوں میں اساتذہ کی اصلاحات، مشاعروں میں کیے جانے والے اعتراضات اور ان کے جوابات اور شعرا کے کلام میں موجود منظوم تنقیدی اشارے شامل ہیں۔ ان تینوں صورتوں میں جو معیار مشترکہ طور پر کار فرما نظر آتا ہے وہ زبان و بیان، شعری ذوق اور طرزِ ادا سے تعلق رکھتا ہے۔	تنقیدِ غزل، شعری اصلاح، میر تقی میر، سودا، ایہام گو شعرا، مرزا عظیم بیگ
شاہ، علی اکبر	خیبر پختون خوا میں اردو اب کا ارتقا (اٹھارویں صدی کا آخر، انیسویں صدی کا آغاز تا آخر)	۵۹۶ تا ۶۰۲	خیبر پختون خوا میں اٹھارویں صدی کے آخر سے انیسویں صدی کے وسط تک ادبی سرگرمیاں عروج پر نظر آتی دکھائی دیتی ہیں۔ حالاں کہ یہ زمانہ جنگ و جدل اور سیاسی ابتری کا زمانہ تھا۔ انیسویں صدی کے وسط کے بعد کی تین دہائیاں خیبر پختون خوا میں اردو شعر و ادب کے حوالے سے ایک اہم موڑ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس مقالے میں انیسویں صدی کی ان دہائیوں کے اہم لکھاریوں اور ان کی تصانیف کے نام شامل کیے گئے ہیں۔	خیبر پختون خوا کا ادب، اٹھارویں صدی کا ادب، انیسویں صدی کا ادب، ضیا جعفری
شاہین، روبینہ / جمال، فہد	جمشید نواز نایاب کی نظم میں رجائیت	۶۷۱ تا ۶۷۸	جمشید نواز نایاب بہاول پور کے شاعر ہیں۔ وہ ایک ترقی پسند مفکر ہیں۔ ان کی شاعری میں رجائیت کا عنصر بہت نمایاں ہے۔ وہ مظلوم طبقے کو امید دلاتے ہیں کہ ظلم و جبر کی دیواریں عارضی اور کمزور ہیں۔ وہ معاصر ملکی صورتِ حال کی بہت عمدہ عکاسی کرتے ہیں لیکن ان کے نزدیک ہر اندھیرے کے بعد اجالا	جمشید نواز نایاب، ترقی پسند شاعر، رجائیت،

			ضرور ہوتا ہے چاہے وہ اندھیر اغلامی کا ہو، جبر کا یا پھر انسان کی تقدیر کا۔ زیرِ نظر مقالے میں ان کی اسی جہت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ان کی نظموں میں رجائیت کے عناصر کا جائزہ لیا گیا ہے۔	انقلابی شاعری، زخم گویا، وہ اشک جو گوہر نہ بن سکے
شاہین، روبینہ / ضیاء، انتل	انتظار حسین کے نمائندہ افسانوں میں ہجرت کا کرب اور ناسٹلجیا کا احساس	۲۵۸ تا ۲۶۴	انتظار حسین کے ہاں ۱۹۴۷ء کے بعد کی ہجرت اور ۱۹۷۱ء میں ملک کے ٹکڑے ہونے سے جو احساسِ دوری اور احساسِ بے گھری پیدا ہوا وہ ان کی کہانیوں میں کرداری اور موضوعاتی لحاظ سے شدید ناسٹلجیا بنا۔ ہجرت اور تقسیم نے انتظار حسین کی ذات پر بہت زیادہ اثر کیا۔ چناں چہ ان کے احساس و جذبات ماضی کی یاد سے جڑے نظر آتے ہیں۔	انتظار حسین، اردو افسانہ، گلی کوچے، چوک، اردو افسانہ اور ہجرت، کنکری
شاہین، روبینہ / داؤد، شہلا	انتظار حسین اور اسطورہ	۲۴۶ تا ۲۵۷	انتظار حسین ایسے افسانہ نگار ہیں جن کا اسلوب ہی منفرد نہیں بلکہ ان کی فکر اور فکر کو پیکر عطا کرنے کا انداز بھی مختلف اور منفرد ہے۔ وہ جدید عصری تقاضوں سے بھی آگاہ ہیں اور قدیم تاریخ سے بھی۔ انتظار حسین نے قدیم اساطیری فضا سے اپنے افسانوں میں نئے جہانِ معنی تخلیق کیے ہیں۔ ان کے اساطیری افسانوں میں معنی کی کئی سطحیں ملتی ہیں۔ ان کی ہر تشبیہ، استعارہ، علامت اور اسطورہ معنویت کے کئی در کھولتے نظر آتے ہیں، جن کا بیان اس مقالے کی تحریر کا مقصد ہے۔	انتظار حسین، اسطورہ، ہند اسلامی تہذیب، جدید افسانہ، علامتی افسانہ
شعور، جہانزیب / عنبرین، صدف	پون یہ بھید بتا تنقیدی جائزہ	۳۶۰ تا ۳۶۵	محمد سفیان صفی دبستانِ ہزارہ کے سنجیدہ مزاج شاعر ہیں۔ ان کا شعری مجموعہ پون یہ بھید بتا کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ سفیان صفی ایک پختہ کار شاعر ہونے کے ناطے عصری تقاضوں اور حقائق کا نہ صرف گہرا شعور رکھتے ہیں بلکہ وہ ان تقاضوں اور حقائق کو برتنے کا سلیقہ بھی جانتے ہیں۔ وہ غزل اور نظم دونوں میں جدید رویوں اور جدید کیفیات کا اظہار کرتے ہیں۔	محمد سفیان صفی، پون یہ بھید بتا، جدید اردو شاعری، جدید نظم
شہباز، محمد	ناول کئی چاند تھے سرِآسماں پر شاعری کے اثرات	۴۰۸ تا ۴۲۴	ناول کئی چاند تھے سرِآسماں میں مصنف نے ہند اسلامی تہذیب و تمدن، دلی کی زبان و معاشرت اور نام ور شعرا کو بطور کردار ناول کا جزو بنایا ہے۔ کہانی کی ضرورت کے مطابق قدم قدم پر حسبِ حال اشعار و تراکیب سے قاری کی ملاقات ہوتی ہے۔ مصنف نے مختلف اشعار کو بڑی ہنر مندی کے ساتھ جابجا عبارتوں اور مکالموں میں اس طرح شامل کیا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اشعار انھیں موقعوں کے لیے کہے گئے ہیں۔	اردو ناول، کئی چاند تھے سرِ آسماں، شمس الرحمٰن فاروقی، تہذیبی ناول
صادق، محمد / صفی، محمد سفیان	کشمیری اور اردو کے لسانی اشتراکات	۶۰۳ تا ۶۱۷	اردو اور کشمیری لسانی روابط کے حوالے سے دیکھا جائے تو جن زبانوں سے کشمیری نے اخذ و استفادہ کیا، وہی زبانیں اردو کی تشکیل میں بھی کردار ادا کرتی نظر آتی ہیں۔ اردو اور کشمیری دونوں زبانوں نے مشترکہ ذرائع سے اثرات	کشمیری زبان، لسانیات، اردو زبان، کشمیری

			قبول کیے۔ یہ اثرات صرف بول چال اور روز مرہ گفتگو تک ہی محدود نہیں ہیں بلکہ شعر و ادب میں بھی یہ اثرات مختلف اصناف، موضوعات اور الفاظ کے ذریعے داخل ہوئے ہیں۔	اردو، لسانی اشتراکات،
صفدر، نوشین	اسلوبِ فیضؔ کا تخلیقی پہلو	۴۹ تا ۵۷	فیض صاحب نے اپنے ترقی پسندانہ افکار کے اظہار کے لیے نظم کے ساتھ ساتھ غزل کی صنف کو بھی نہایت مہارت کے ساتھ برتا۔ ان کی غزل کے ذخیرۂ الفاظ کا ایک بڑا حصہ مزاحمتی لغت سے مستعار لیا گیا ہے۔ فیض نے اپنے کلام میں الفاظ و تراکیب کے تخلیقی استعمال سے ایسا تاثر پیدا کیا ہے جو معنی کے ایک نئے سلسلے کو جنم دے کر اسے معاصر مسائل کا ترجمان بنانے کے ساتھ تنظیمی وحدت بھی عطا کرتا ہے۔	فیض احمد فیض، ترقی پسند شاعری، مزاحمتی ادب، فیض کی لفظیات
طاہر، سعدیہ	اقبال کے فکر و فن میں مہاتمابدھ کی ترجمانی	۸۵ تا ۸۹	علامہ اقبال نے جاوید نامہ میں طاسین مسیح، طاسین محمد کے ساتھ ساتھ طاسین گوتم کا بھی ذکر کیا ہے۔ طاسین رسُل کے اس باب کا آغاز ہی طاسین گوتم سے ہوتا ہے۔ اقبال نے مہاتمابدھ کو دنیائے انسانیت میں توحید پرستی کا پیغام عام کرنے والے رسولوں میں قدیم ترین پیغمبر شمار کیا ہے۔ اقبال نے اپنے پہلے شعری مجموعے سے ہی مہاتمابدھ کے پیغامِ انسانیت کو عام کرنا شروع کر دیا تھا۔	علامہ اقبال، جاوید نامہ، طاسین رسُل، طاسین گوتم، آنسوے افلاک
عابد، نذر	مرثیہ انیس میں صحرائی اور دریائی مناظر	۲۳۴ تا ۲۴۵	مرثیہ نگار عمومی طور پر مرثیے میں فطرت کے مناظر و مظاہر کی تصویر کشی کرتا ہے۔ مرثیے کی اسی شعری روایت کو برقرار رکھتے ہوئے میر انیسؔ نے بھی کربلائی مناظر کی تصویر کشی کرتے ہوئے اپنی بھرپور فنی مہارت کا ثبوت دیا ہے۔ سانحہ کربلا کے تناظر میں تمثال گری کرتے ہوئے انھوں نے ماہر مصور کی طرح صحرا کی تپتی ریت اور دریا کی موجوں کی روانی کی تصویر کشی کی ہے۔	میر انیس، اردو مرثیہ، فطرت نگاری، تمثال گری، واقعہ کربلا
عباس، محمد/ احمد، بشیر	فن میں فن کار: احمد ندیم قاسمی کے افسانوں میں سوانحی عناصر	۶۸۹ تا ۶۹۹	احمد ندیم قاسمی کے بعض افسانے ہمیں ان کی زندگی کے متعلق کئی واقعات کا پتا دیتے ہیں۔ اگرچہ یہ واقعات بکھری صورتوں میں ہیں لیکن ان سے قاسمی کے افسانوں میں آپ بیتی کے عناصر بھی شامل ہو گئے ہیں۔ وہ اپنی خود نوشت سوانح عمری تو نہ لکھ سکے لیکن اپنے افسانوں میں آپ بیتی کے بکھرے نمونے ضرور چھوڑ گئے۔	احمد ندیم قاسمی، اردو افسانہ، آپ بیتی، چھبن، عاجز بندہ، ننھے نے سلیٹ خریدی
عباس، محمد/ سحر، نازیہ	چترال میں شعری تراجم	۱۸۹ تا ۱۹۳	صوبہ خیبر پختون خوا کے مختلف علاقوں میں شعرا اور ادیب ہمیشہ سر گرم رہے۔ انھوں نے نہ صرف اپنے مخصوص علاقوں کے ادبی سرمائے کو قومی زبان کا روپ دے کر جغرافیائی حدود سے آزادی دلائی بلکہ عمدہ انداز میں آنے والی نسلوں کے لیے اسے محفوظ کر لیا۔ چترال کے ادب کو محفوظ کرنے کے لیے	چترالی ادب، اردو تراجم، مولانا نگاہ، غلام عمر، شیر ولی

			وہاں کے ادیبوں نے بھی تراجم کی طرف خاص توجہ دی ہے۔اس مقالے میں غلام عمر، شہزادہ تجمل شاہ محوی، تاج محمد فگار اور مولانا نقیب اللہ رازی کی تصانیف کا جائزہ لیا گیا ہے۔	خان اسیر، کھوار شاعری
عطاء اللہ/خان، اجمل	فیض احمد فیض کا شعری و مذہبی رویہ	۵۸ تا ۶۷	فیض احمد فیض نے ابتدا میں رومانوی رنگ کی شاعری کی اور بعد ازاں ترقی پسند نظریے سے وابستہ ہو گئے۔ ان کے ہر رنگ میں ان کا ایک رچا بسا مذہبی رویہ پوری پاکیزگی اور وحدت سے سامنے آتا ہے۔ ان کے کئی مضامین میں صوفیاے کرام کے لیے خاص عقیدت دکھائی دیتی ہے۔ کلامِ فیض کا مطالعہ بتاتا ہے کہ وہ مذہبی تلمیحات اور وحدانیت و صوفیانہ پیغام سے اثر پذیری بھی لیتے ہیں اور اس کا اظہار بھی کرتے ہیں۔	فیض احمد فیض، سوشلسٹ نظریہ، ترقی پسند شاعری، فیض کا مذہبی رویہ
علی، بادشاہ	مابعد جدیدیت: عملی جہات کے تناظر میں	۴۸۸ تا ۴۹۴	اردو تنقید کی روایت میں مابعد جدیدیت کے نظریات و مباحث کی ابتدا بیسویں صدی کے آخری عشرے میں ہوئی۔ جدید اردو تنقید میں تاحال مابعد جدیدیت کے نظریات اور طریقہ کار کے ردعمل کی صورت میں اعتراضات و تحفظات کا سلسلہ جاری ہے۔ مابعد جدیدیت نظریہ سازی سے زیادہ صورتِ حال پر زور دیتی ہے۔ اس مقالے میں مابعد جدیدیت پر ہونے والے اعتراضات اور اردو تنقید کے عملی اطلاق کا جائزہ لیا گیا ہے۔	جدید، مابعد جدیدیت، مابعد جدید تنقید، حالی، لیونارڈ، رولاں بارتھ
علی، سلمان/ تراب، امیر	خیبر پختون خوا کے اردو افسانہ میں جاگیر دار کرداروں کی عکاسی (چند نمائندہ افسانوں کے تناظر میں)	۵۲۲ تا ۵۲۹	ادب میں معاشرتی حقائق کا فنی لوازمات کے ساتھ احاطہ کیا جاتا ہے۔ خیبر پختون خوا کے اردو افسانہ نگاروں نے اپنے فن پاروں میں وافر مقدار میں جاگیر داروں کے توسط سے مذکورہ گروہ کے معائب و محاسن سے پردہ اُٹھایا ہے۔ اس مقالے میں مختلف افسانہ نگاروں کے منتخب افسانوں میں موجود جاگیر دار کرداروں کا مختلف جہات سے مطالعہ کیا گیا ہے۔	اردو افسانہ، خیبر پختون خوا کا افسانہ
عنبرین، صدف/شعور، جہانزیب	قدسیہ قدسی کی شاعری صدا بہ صحرا کے تناظر میں	۴۸۳ تا ۴۸۷	قدسیہ قدسی خیبر پختون خوا کی شاعرہ ہیں جو بیسویں صدی کے آخری تین عشروں میں ابھریں۔ قدسیہ کی شاعری میں غزل کے ساتھ ساتھ نظم میں بھی آفاقی مسائل کی نشان دہی کی گئی ہے۔ اس مقالے میں ان کے شعری مجموعے صدا بہ صحرا کے حوالے سے ان کی شاعری کے موضوعات اور اسلوب کا جائزہ لیا گیا ہے۔	اردو شاعری، قدسیہ قدسی، صدا بہ صحرا، خیبر پختون خوا کی شاعرات
غلام فرید حسینی	انتظار حسین کے ناولوں میں تاریخی و تہذیبی شعور	۲۶۵ تا ۲۷۶	انتظار حسین نہ صرف تہذیب و تاریخ سے واقفیت رکھتے ہیں بلکہ وہ انسان کی باطنی کیفیات کا کھوج لگانے میں بھی مہارت رکھتے ہیں۔ انتظار حسین کا فن اپنی قوت، تاریخ اور تہذیب کے سرچشموں سے حاصل کرتا ہے اور ماضی ان کی کہانیوں کو پس منظر عطا کرتا ہے۔ وہ اپنی کہانیوں میں ایک سوال اٹھاتے ہیں اور	اردو ناول، تاریخی شعور، انتظار حسین، تہذیبی شعور،

			قاری کو سوچنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔اس مقالے میں ان کے ناولوں میں تاریخی اور تہذیبی شعور کا احاطہ کیا گیا ہے۔	ہندوستانی تہذیب
فرتاش، سید فضل حسین	ناصر کاظمی..... ایک محاکمہ	۳۰۳ تا ۳۱۵	ناصر کاظمی کلاسیکی روایت اور مشرقی شعریات کے امین تھے۔ اپنے مزاج کے لحاظ سے وہ جدید غزل کے ان شعرا میں شمار ہوتے ہیں جن کی بدولت جدید اردو غزل ظہور پذیر ہوئی۔ موضوع اور اسلوب دونوں حوالوں سے ناصر کاظمی روایتی انداز کے شاعر ہیں تاہم ہجرت کے تجربے نے ان کے عشقیہ موضوعات کو دو آتشہ کر دیا ہے۔	ناصر کاظمی، جدید اردو غزل، برگِ نے، دیوان، پہلی بارش
فرید، محمد	ہرمن ہیسے کا ہیرو سدھارتھ بطور عام انسان و بطور راہب	۱۹۴ تا ۲۰۱	سدھارتھ میں ہرمن ہیسے نے سدھارتھ کو بطور عام انسان مغربی طرزِ فکر کو اپناتے دکھا کر اس میں اپنا عکس شامل کر دیا ہے۔ وہ لوگوں کے دلوں میں گھر کرنے میں تو کامیاب ہو جاتا ہے لیکن رشتے نبھانے کا فن سیکھنے میں ناکام رہتا ہے۔ وہ عرفانِ ذات کے سفر میں اپنے علاقے کو چھوڑنے پر بھی مجبور ہو جاتا ہے لیکن بالآخر وہ اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ رہبانیت اور ترکِ دنیا غلط ہے۔	ہرمن ہیسے، سدھارتھ، نظریۂ تصوف، رہبانیت، اسلامی تصوف
فریدہ، غلام/ ناز، اقلیمہ	جوگندر پال کے افسانوں میں خود کلامی	۵۳۰ تا ۵۴۴	جوگندر پال کے افسانوں میں خارج سے داخل کی جانب پیش قدمی کا رجحان غالب نظر آتا ہے۔ اس مقصد کے لیے وہ خود کلامی کے انداز میں اپنے کرداروں کی باطنی کیفیات کو ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں وہ باطن جو عام حالات میں معاشرتی، مذہبی اور سیاسی دباؤ کی بدولت ظاہر نہیں ہو سکتا۔ چناں چہ ان کے افسانوں میں جدید انسان کی داخلی کیفیات کا براہِ راست اظہار ملتا ہے۔	اردو افسانہ، جوگندر پال، خود کلامی، افسانوی کردار، ترقی پسند افسانہ
قریشی، حیدر	سامی عربی تاریخ سے چند حقائق کا جائزہ	۱ تا ۱۹	اس مقالے میں ایک ترکی نژاد محقق اور عالم اسماعیل احمد ادہم کے مضامین کی روشنی میں تاریخ عرب کا جائزہ لیا گیا ہے۔ عمر فاروق نے اسماعیل احمد ادہم کے چار مضامین کا اردو میں ترجمہ کیا ہے اور ان کو سامی عربی تاریخ سے چند حقائق کے عنوان سے کتابی شکل میں شائع کیا ہے لیکن اس کاوش کے دوران وہ اپنے تعصبات کا شکار بھی ہوئے ہیں۔	اردو ترجمہ، سامی عربی تاریخ، اسماعیل احمد ادہم، عمر فاروق
کوثر، روبینہ	عبداللہ حسین: باگھ فلسفیانہ جائزہ	۲۱۰ تا ۲۲۳	باگھ عبداللہ حسین کا دوسرا ناول ہے۔ عبداللہ حسین نے زندگی کے بے انت پھیلے ہوئے فلسفے کو بڑی خوش اسلوبی سے اپنے ناولوں میں پیش کیا ہے۔ ناول باگھ میں بھی وہ کئی فلسفوں کی پرت کھولتے دکھائی دیتے ہیں۔ عبداللہ حسین نے اپنے اس ناول میں فرد، زندگی، وقت اور جزا و سزا کے فلسفے کو ناول کے کرداروں اور عام واقعات کے توسط سے پیش کیا ہے۔	اردو ترجمہ، عبداللہ حسین، باگھ، اداس نسلیں، اردو ناول، فلسفہ جزا و سزا
مبین، منزہ	منٹو کے خطوط چچا سام کے نام	۵۸۳ تا	منٹو اپنے زمانے میں اس صورتِ حال کی پیش بینی کر رہا تھا کہ امریکہ سرمایہ دارانہ نظام کا واحد نمائندہ بن کر ابھرے گا۔ اس نے غالب قوتوں کی سیاسی و	منٹو، چچا سام کے نام خطوط،

	صارفیت (consumerism) کے تناظر میں	۵۹۵	سماجی منصوبہ بندیوں اور سرمایہ داری کے بڑھتے ہوئے رجحان کا بغور مطالعہ کیا جس کا اظہار انھوں نے چچا سام کے نام خطوط میں کیا۔ منٹو کے ان خطوط میں ملکیت کے تصور کی صارفی اور استعماری دونوں صورتیں نظر آتی ہیں، جسے اس مقالے میں موضوع بنایا گیا ہے۔	سرمایہ دارانہ نظام، صارفی کلچر، صارفیت
مجاہد، رضوان احمد	ترجمے کا فن۔ اہمیت وافادیت اور اصول	۴۳۷ تا ۴۴۵	ترجمے سے مراد کسی تحریر کا اس طرح کسی دوسری زبان میں انتقال کر دینا کہ اصل تحریر کا حسن، وقار اور اسلوب قائم رہے اور معنی و مفاہیم بغیر کسی ابہام کے پڑھنے والے تک پہنچ جائیں۔ ترجمہ کی اہمیت و افادیت مسلمہ چیز ہے۔ یہ مختلف قوموں، زبانوں اور ثقافتوں کے درمیان حائل پردے ختم کر کے انھیں ایک دوسرے کے قریب لاتا ہے۔ ترجمہ زبان اور علوم کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔	ترجمہ نگاری، ایزرا پاؤنڈ، شعری تراجم، ترجمے کی مشکلات، لفظی ترجمہ، تخلیقی ترجمہ
محمد	مرزا قربان علی سالک کی رباعی نگاری	۲۸۸ تا ۲۹۵	مرزا قربان علی سالک کے کلام میں رباعیات کا حصہ بہت اہم ہے۔ سالک نے اپنی رباعیوں میں ہر طرح کے مضامین باندھے ہیں۔ سالک نے چوں کہ مومن اور غالب کی شاگردی کی ہے اس لیے ان کی شاعری میں دلی کی شاعری کا رنگ نمایاں ہے۔ ان کی رباعیوں کی زبان سادہ ہے اور ان میں زندگی کے اہم تجربات کا نچوڑ شامل ہے۔	مرزا قربان علی سالک، رباعی، مومن، مرزا غالب، رباعیاتِ سالک
محمود، سلطان/ ناصر الدین	امتِ مسلمہ کا عروج وزوال: اقبال کی نظر میں	۷۴۸ تا ۷۶۲	امتِ مسلمہ کو زوال کی پستیوں سے نکال کر عروج کی راہ پر گامزن کرنے کی جستجو اور اسے اس کے حقیقی مقام یعنی امامتِ عالم پر فائز دیکھنے کی خواہش اقبال کی فکر کے بنیادی اور مرکزی نکات ہیں۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ امتِ مسلمہ پھر سے اس فکر اور راہ کو اپنا لے کہ جس نے اسے دنیا کا امام اور قائد بنایا تھا۔ زیرِ نظر مقالے میں انھی نکات کو مدنظر رکھتے ہوئے اقبال کی نظر میں امتِ مسلمہ کے عروج وزوال کا جائزہ لیا گیا ہے۔	اقبالیات، علامہ اقبال، فکر اسلامی کی تشکیلِ نو، کلامِ اقبال، امت مسلمہ کا عروج وزوال
ناصر الدین/ راشد، احمد سعید	اردو کلامِ اقبال میں فروغِ افکارِ قرآن	۷۸ تا ۸۴	علامہ اقبال کا نام ان شعرا میں سرِ فہرست ہے جنھوں نے شاعرانہ اسلوب اختیار کرتے ہوئے قرآنی افکار کو فروغ دیا۔ اقبال کی شاعری میں ایسے متعدد مقامات ہیں جہاں انھوں نے افکارِ قرآن کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس مقالے میں اقبال کے صرف اردو کلام سے ایسے اشعار پیش کیے گئے ہیں جن میں قرآنی افکار کو بیان کیا گیا ہے۔ مقالہ نگار نے قرآنی آیات اور ان کا ترجمہ پیش کرنے کے بعد اس آیت سے متعلقہ اشعار پیش کیے ہیں۔	علامہ اقبال، اقبالیات، افکارِ قرآن، بانگِ درا، اردو کلام اقبال، ضربِ کلیم

نثار، زاہرہ	منور خاں غافلؔ، اوراقِ گم گشتہ	۲۵۹ تا ۲۷۰	منور خان غافلؔ صاحبِ دیوان شاعر تھا۔ مصحفی نے اپنے تذکرے ریاض الفصحاء میں نہ صرف اس کا ذکر کیا ہے بلکہ اپنے تذکرے میں اس کے کلام کی ستائش کے ساتھ ساتھ اس کا کثیر انتخاب کلام بھی پیش کیا ہے۔اس مقالے میں غافل کے ان اشعار کا جو تذکروں میں شامل ہیں، دیوانِ غافل سے تقابل کیا گیا ہے۔	منور خاں غافل، دیوانِ غافل، ریاض الفصحا، مصحفی
نقوی، صدف	ادارہ چراغِ راہ کراچی کے ترجمے کے خصائص	۱۵۲ تا ۱۵۷	علامہ اقبال کے تمام خطبات نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔ یہ خطبات مختلف زبانوں میں ترجمہ بھی ہوئے۔اس مقالے میں اقبال کے چھٹے خطبے کے ترجمے کے حوالے سے بحث کی گئی ہے۔اس خطبے کا دوسرا ترجمہ ادارہ چراغ راہ، کراچی کے رسالے چراغ راہ، جلد ۱۲، شمارہ ۷ کے اسلامی قانون نمبر میں ۱۸۵۷ء میں شائع ہوا۔ مقالہ نگار نے اس ترجمے کا تحقیقی جائزہ لیا ہے اور اس کے خصائص بیان کیے ہیں۔	علامہ اقبال، اقبالیات، خطباتِ اقبال، تشکیلِ جدید الٰہیات اسلامیہ، چراغِ راہ،
نواز، طاہر	داستان گوئی کے تکنیکی تجربات	۱۴۳ تا ۱۵۱	قصہ یا کہانی کو بیان کرنے میں ادیب کے دو بنیادی مقاصد ہوتے ہیں۔ قاری کی تفریح اور ادیب کے پیغام کا ابلاغ۔ چوں کہ اردو ادب میں قصہ یا کہانی کی ابتدائی شکل داستان ہے اس لیے داستان گو ادیبوں نے قاری کی دلچسپی کے لیے مختلف تکنیکی باریکیوں کا استعمال کیا ہے۔مقالہ نگار نے اس مقالے میں مختلف داستانوں کے حوالے سے داستان گوئی کے تکنیکی تجربات کی وضاحت کی ہے۔	داستان گوئی، داستان گوئی کی تکنیک، آرائشِ محفل، گلزارِ دانش، باغ و بہار
ہاشمی، منور	میراجی بطور غزل گو	۳۳۷ تا ۳۴۶	میراجی جدید اردو نظم کے حوالے سے نہایت اہم شاعر سمجھے جاتے ہیں۔انھوں نے جدید آہنگ میں انتہائی خوب صورت گیت لکھے اور نظم اور گیت کے علاوہ غزل میں بھی طبع آزمائی کی۔ حالاں کہ غزل ان کے مزاج سے قطعاً مطابقت نہیں رکھتی تھی۔ غزل میں انھوں نے میر، غالب اور نظیر اکبر آبادی کے رنگ میں اشعار کہے۔تاہم غزل سے فطری مناسبت نہ ہونے کے باعث ان کی غزل زیادہ مقبول نہ ہو سکی۔	میراجی، جدید نظم، اردو گیت، اردو غزل، میر تقی میر، غالب
یوسف زئی، الطاف/ جدون، صدف	ایوب خاور کی گیت نگار: ایک مطالعہ	۷۶۳ تا ۷۷۲	ایوب خاور شاعر اور ڈراما نگار ہیں۔ ایوب خاور گیت کے مزاج شناس ہیں۔ انھوں نے گیت میں زبان و بیان کو برجستہ، رواں اور عوامی مزاج کے قریب رکھا ہے۔ وہ گیت کو عام فہم ضرور رکھتے ہیں البتہ کہیں کہیں گیتوں میں خیال کو تہ داری کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ ان کے کئی گیت ان کے ڈراموں کا حصہ بھی بن چکے ہیں۔	ایوب خاور، اصنافِ شاعری، اردو گیت، میراجی، فلمی گیت، پرندو لوٹ آؤ

یوسف زئی، الطاف/عابد، نذر	حفیظ اثر کا ادبی سفر: ایک جائزہ	۷۸۸ تا ۷۹۴	حفیظ اثر ہری پور سے تعلق رکھتے ہیں۔ گورنمنٹ ہائی سکول ہری پور میں خواجہ محمد اشرف کی زیر سرپرستی ان کی ادبی تربیت ہوئی۔ پشاور منتقل ہونا ان کے لیے ایک نئی ادبی زندگی کا آغاز ثابت ہوا۔ اس ادبی ماحول نے حفیظ اثر کی شاعرانہ صلاحیتوں اور فن کارانہ جوہروں کو نکھارنے اور سنوارنے میں اہم کردار ادا کیا۔ حفیظ کا مزاج خالصتاً غزل کا مزاج ہے۔ ان کی غزل ان کی حیات کے کل رنگ اور آہنگ کے ساتھ دوڑ رہی ہے۔	حفیظ اثر، اردو غزل، اردو شاعری، اردو سبھا، اردو مرکز
یوسف زئی، آباسین	اردو پشتو کے نمائندہ شعرا کے ہاں تصوف کے مشترک موضوعات	۷۳۶ تا ۷۴۷	ہر مذہب، قوم اور ملک میں تصوف کے مختلف نظریات پائے جاتے ہیں۔ مکاتب کی کثرت اور باہمی اختلافات کے باوجود تصوف یا صوفیانہ افکار میں کچھ ایسی خصوصیات اور ایسے اصول ہیں جو کم و بیش تمام مکاتبِ فکر کے ہاں مشترک ہیں۔ اس مقالے میں اردو اور پشتو کے نمائندہ شعرا کے ہاں تصوف کے مشترک پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا ہے۔	اردو صوفی شاعر، پشتو صوفی شاعر، رحمان بابا، خوشحال خاں خٹک، میر درد، مرزا غالب

بازیافت:۲۸(۲۰۱۶ء)

مدیر: محمد کامران، شعبہ اُردو؛ اورینٹل کالج، پنجاب یونی ورسٹی، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
احمد، سہیل	نوآبادیاتی عہد میں حالی کی نظم کے فکری رویے	۷۱ تا ۸۴	حالی نے مغرب کے نوآبادیاتی نظام کے اثرات قبول بھی کیے اور مذہب اور عظمت رفتہ کے تصور کے تحت انھیں رد کرنے کی کوشش بھی کی۔ حالی اس نوآبادیاتی پراجیکٹ سے جس کی بنیاد مشرقی علوم اور زبانوں کی تحقیر اور مغربی علوم اور زبانوں کی برتری پر رکھی گئی تھی متاثر ہوئے۔ حالی کے اس فکری رویے کا اظہار ان کی قومی نظموں اور مسدس میں ملتا ہے۔ لہٰذا حالی کی نظم کے نوآبادیاتی مطالعہ میں ان امور کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔	الطاف حسین حالی، نوآبادیاتی مطالعہ، تعصب اور انصاف، حالی کی نظم، تدبیرِ سلطنت، ترغیب امدادِ یتیماں
اشرف، ندیم عباس	حالی کی غزل	۱۲۱ تا ۱۲۶	حالی نے اردو غزل میں نئے موضوعات اور نئے تجربات کی حوصلہ افزائی کی اور کارآمد اور اصلاحی تجاویز پیش کر کے اس کو نئی زندگی اور غیر معمولی توانائی کا حامل بنادیا۔ حالی نے غزل میں رسمی اور تقلیدی رجحانات سے اختلاف کیا۔ ان کی شاعری کا دائرہ وسیع تر تجرباتِ زندگی تک پھیل گیا اور اس میں وسعت تنوع اور موضوعات کی ندرت آگئی۔ حالی نے غزل میں جدید دور کے تقاضوں کے مطابق سماجی و سیاسی موضوعات پیش کیے گئے ہیں۔	الطاف حسین حالی، حالی کی غزل، نیچرل شاعری، مقدمہ شعر و شاعری، جدید اردو غزل
امتیاز، ممتاز	الطاف حسین حالی ---اردو کے پہلے رپورتاژ نگار	۲۵۹ تا ۲۶۷	رپورتاژ کے اصولوں کی روشنی میں الطاف حسین حالی کی تحریر ایامِ تعطیل میں ایک سفر کی کیفیت ہر اعتبار سے ایک معیاری رپورتاژ ہے۔ حالی کی یہ تحریر سلیس و سادہ اسلوب کی روداد تو ہے ہی لیکن شخصی تاثر اور عمدہ قوتِ مشاہدہ کی کارفرمائی کی وجہ سے ایک مکمل رپورتاژ بھی ہے۔ یہ اردو کا پہلا رپورتاژ ہے جو علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ میں ۱۸۸۰ء میں شائع ہوا۔ اس تحریر کا ایک مقصد ہے اور حالی نے اپنے مقصد سے ہٹ کر ایک سطر بھی نہیں لکھی۔	الطاف حسین حالی، رپورتاژ، ایامِ تعطیل میں ایک سفر کی کیفیت، علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ، تہذیب الاخلاق، کلیاتِ نثرِ حالی
بوسانی، السیندرو	Altaf Hussain Hali's ideas on Ghazal الطاف حسین حالی کی	3 تا 31 (حصہ	اس مقالے میں مولانا الطاف حسین حالی کے مقدمہ و شعر و شاعری میں غزل کے حوالے سے نظریات پر بحث کی گئی ہے۔ حالی نے غزل لکھنے والے جدید شعرا کے لیے تصورِ محبوب، خمریات، غزل کے سیاسی و سماجی تصورات، ابہام اور مبالغہ کے حوالے سے اہم نکات پیش کیے اور ان	Altaf Hussain Hali, The Musaddas, Muslim enlightm-ent, Aligar

	غزل کے متعلق نظریات	(انگریزی)	تصورات کو معاصر صورتِ حال کے مطابق بدلنے کی ضرورت پر زور دیا۔ حالی نے غزل کے اسلوب کے حوالے سے بھی رہنمائی کی اور غیر مانوس اور اجنبی الفاظ کو غزل کی لغت سے نکالنے پر اسرار کیا۔	Moveme-nt, Socio-historical concept, interpreta-tion of nature
امام، عالیہ	مقدمہ شعر و شاعری کے اہم نقاد	۱۸۷ تا ۱۹۷	مقدمہ شعر و شاعری کو ناقدین نے سراہا بھی اور اس پر اعتراضات بھی کیے۔ نقادوں کو حالی کے بعض نظریات سے اتفاق ہے اور بعض سے اختلاف۔ اس مقالے میں مقالہ نگار نے مقدمہ شعر و شاعری کے حوالے سے چند ناقدین کی آرا پیش کی ہیں۔ ان نقادوں میں ممتاز حسین، کلیم الدین احمد، وارث علوی، وحید قریشی اور احسن فاروقی شامل ہیں۔ ان سب کے مباحث کی روشنی میں مقالہ نگار نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اس کتاب کے بعد جتنے بھی تنقیدی مباحث آئے ہیں ان سب کی بنیاد مقدمہ کی تحسین یا تنقیص پر ہی رکھی گئی ہے۔	الطاف حسین حالی، مقدمہ شعر و شاعری، اردو تنقید، ممتاز حسین، کلیم الدین احمد، وارث علوی
پاریکھ، رؤف	حالی کی شعری لفظیات اور اردو لغت بورڈ کی لغت	۲۶۹ تا ۲۸۶	الطاف حسین حالی کی شاعری میں بعض ایسے نادر اور قلیل الاستعمال الفاظ، تراکیب اور محاورات آئے ہیں جو متداول لغات میں بھی کم ہی ملتے ہیں یا ان میں درج نہیں ہیں۔ اس مقالے میں حالی کی شعری لفظیات سے ایسے الفاظ، تراکیب اور محاورات مع معنی واسناد بہ ترتیب حروف تہجی پیش کیے گئے ہیں۔ یہاں صرف وہ معنی درج کیے گئے ہیں جو سند سے برآمد ہو رہے ہیں۔ اس مقالے کا مقصد کلام حالی کی مدد سے اردو لغت بورڈ کی اردو لغت (تاریخی اصولوں پر) میں ایسے الفاظ کا اضافہ کرنا ہے جو شامل ہونے سے رہ گئے ہیں۔	الطاف حسین حالی، حالی کی شعری لفظیات، اردو لغت بورڈ، اردو لغت (تاریخی اصولوں پر)
جعفری، روحینہ	نظم حالی میں معاصر تہذیبی صورتِ حال	۱۲۷ تا ۱۳۴	حالی نے اپنے قطعات، رباعیات، مراثی حتیٰ کہ غزلوں میں بھی معاصر تہذیب کا بڑا جاندار مرقع پیش کیا ہے۔ جس سے اس دور کی سیاسی، تہذیبی اور اخلاقی زوال کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ حالی کی نظم میں اصلاحی اور اخلاقی انسان کی جھلک نمایاں ہے۔ حالی نے اپنی شاعری کے ذریعے اخلاقی، تہذیبی اور سماجی قدروں کے زوال کو پیش کیا ہے اور ان کے احیا کی خواہش کا اظہار بھی کیا ہے۔	الطاف حسین حالی، نظم حالی، مسدسِ حالی، مقدمہ و شعر و شاعری، حالی کے مرثیے، رباعیات حالی
حسین، تنویر	مقدمہ شعروشاعری — ایک اہم تنقیدی دستاویز	۱۷۵ تا ۱۸۶	مقدمہ شعر و شاعری کو ناقدین نے سراہا بھی اور اس پر اعتراضات بھی کیے۔ نقادوں کو حالی کے بعض نظریات سے اتفاق ہے اور بعض سے اختلاف۔ اس مقالے میں مقالہ نگار نے مقدمہ شعر و شاعری کے حوالے سے چند ناقدین کی آراء پیش کی ہے۔ ان نقادوں میں ممتاز حسین، کلیم الدین احمد،	الطاف حسین حالی، مقدمہ شعر و شاعری، اردو تنقید، ممتاز

			وارث علوی، وحید قریشی اور احسن فاروقی شامل ہیں۔ ان سب کے مباحث کی روشنی میں مقالہ نگار نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اس کتاب کے بعد جتنے بھی تنقیدی مباحث آئے ہیں۔ ان سب کی بنیاد مقدمہ کی تحسین یا تنقیص پر ہی رکھی گئی ہے۔	حسین، کلیم الدین احمد، وارث علوی
روبی، نورین	کلامِ حالی کی تدوین	۳۶۷ تا ۳۷۶	مولانا الطاف حسین حالی کے کلام کی تدوین و ترتیب کے سلسلے میں متنوع کاوشیں کی گئی ہیں۔ کلام حالی کی تدوین میں کلیاتِ نظم حالی اور جواہر حالی خصوصیت کے ساتھ اہم ہیں۔ جواہرِ حالی افتخار احمد صدیقی کا مرتب کردہ کلیاتِ حالی کا جامع انتخاب ہے۔ جواہرِ حالی کو مرتب کرتے ہوئے افتخار احمد صدیقی صاحب نے اس امر پر زور دیا ہے کہ کسی شاعر کے کلام کا انتخاب پیش کرنے کے لیے دل کے معاملے کے علاوہ نقدِ شعر کے مسلمہ اصولوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے انتخاب کے دائرے کو اپنی ذاتی پسند اور ناپسند کے دائرے سے وسیع کرنا پڑتا ہے۔	کلامِ حالی، جواہرِ حالی، کلیاتِ نظمِ حالی، افتخار احمد صدیقی، دیوانِ حالی، مناجاتِ بیوہ
ریاض، فرزانہ	راگنی بے وقت کی اب گائیں کیا (حالی کی جدت پسندی)	۱۴۹ تا ۱۵۶	حالی غزل کو روایتی اور رسمی عناصر سے آزاد کروانا چاہتے تھے۔ حالی کی کوششوں سے نئے ادبی رجحانات کو فروغ حاصل ہوا۔ حالی کے شعری پیمانوں نے غزل کی دنیا بدل دی۔ حالی نے شاعری میں نئے روح پھونک دی۔ یہیں سے اس دور کی بنیاد پڑی جس کے اثرات عہدِ حاضر تک کے ادب میں نظر آتے ہیں۔ شاعری میں انقلاب آیا اور شعرا حقیقت پسندی کی طرف مائل ہوئے۔ حالی کے زیرِ اثر غزل کا فن ایک نئی معنویت سے ہمکنار ہو کر بیسویں صدی کے ذوق سے ہم آہنگ ہو گیا۔	الطاف حسین حالی، حالی کی غزل، اردو غزل، جدت پسندی، آزاد، بیسویں صدی کی شاعری
زکریا، خواجہ محمد	مولانا حالی کی ادبی خدمات	۹ تا ۳۵	مولانا الطاف حسین حالی شاعری اور نثر میں یکساں مقام کے حامل ہیں۔ شاعری میں انھوں نے غزل اور نظم دونوں میں جوہر دکھائے، ''مدوجزر اسلام'' جیسی طویل نظم بھی تخلیق کی۔ شخصی مرثیے بھی لکھے۔ نثر میں حیاتِ سعدی، یادگارِ غالب، حیاتِ جاوید، مقدمہ شعر و شاعری اور متنوع موضوعات پر لکھے ہوئے مضامین کے باعث وہ اہم نثر نگاروں میں شامل ہو جاتے ہیں۔ مقالہ نگار کہتے ہیں کہ اردو ادب کی تاریخ میں حالی کے سوا کسی ادیب کو نثر اور شاعری میں یکساں اہمیت حاصل نہیں ہے۔	مولانا الطاف حسین حالی، مدوجزر اسلام، حیاتِ سعدی، مقدمہ شعر و شاعری، حیاتِ جاوید، پانی پت
سرور الہدیٰ	حالی کا تصورِ تاریخ	۲۵۱ تا ۲۵۷	حالی کی ایک تحریر ذکاءاللہ کی تصنیف تاریخ ہندوستان سے متعلق ہے۔ اس مقالے میں اسی تحریر کی روشنی میں حالی کے تصورِ تاریخ پر بحث کی گئی ہے۔ حالی کی اس تحریر سے انیسویں صدی کے مسائل سامنے آتے ہیں، ان میں	حالی، حالی کا تصورِ تاریخ، ذکاءاللہ، تاریخِ ہندوستان،

			زبان، ادب، تاریخ اور تہذیب سبھی کچھ شامل ہیں۔ حالی تاریخِ فرشتہ اور سیر المتاخرین کی جامعیت کو قبول نہیں کرتے۔ اس تحریر سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حالی یورپی تاریخ نویسی کی معروضیت، جامعیت، منطقیت جیسی خوبیوں سے بہت متاثر تھے۔	تاریخ فرشتہ، سیر المتاخرین
سعید، سعادت	''ساحرِ فسوں ساز اور افعیِ جاں گداز'' یعنی زبانِ گویا کے پارکھ شمس العلما الطاف حسین حالی	۴۳ تا ۵۶	الطاف حسین حالی نے زبان کو استعارے کے پیرائے میں ساحرِ فسوں ساز اور افعیِ جاں گداز سے تعبیر کیا ہے۔ حالی کے نزدیک شعر و ادب میں سادگی و پرکاری کی کیفیتیں پیدا کرنے والے شاعروں کی کاوشوں کی داد نہ دینا نقادوں کی کم نظری ہے۔ حالی نے اردو شاعری کا تعلق اس انسانی فکر سے جوڑا ہے جس کا اولین مقصد انسان کی تلاش ہے۔ حالی شاعری کو ایک موثر ملکہ گردانتے ہیں۔ ان کے خیال میں شاعری نے پولیٹیکل معاملات میں اپنا کردار ادا کیا ہے اور سوسائٹی کو مفید شاعری کی ضرورت پڑتی ہے۔	الطاف حسین حالی، مقدمہ شعر و شاعری، نئی اردو تنقید، نیچرل شاعری، نثرِ حالی، سید عبداللہ
سلیم، محمد	حالی کی شاعری میں عربی و اسلامی اثرات	۸۵ تا ۹۹	اس مقالے میں الطاف حسین حالی کی شاعری میں عربی و اسلامی اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ حالی کی شاعری میں عربی، قرآنی، اسلامی، حدیث کے اثرات کے علاوہ عربی تشبیہات و تراکیب اور الفاظ کا جائزہ لیا گیا ہے۔ حالی کی شاعری میں احادیثِ نبوی کی تلمیحات اور اصطلاحات کا استعمال بھی ملتا ہے۔ وہ اپنے بعض اشعار میں قرآن کریم کی آیات کا مفہوم بخوبی ادا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔	الطاف حسین حالی، حالی کی شاعری، تذکرہ حالی، اردو و اسلامی ادب، مسدسِ حالی
سنجرانی، خالد محمود	حیاتِ جاوید: مولانا حالی کے تزکیہ کی ایک مثال	۲۲۷ تا ۲۳۲	سر سید احمد خان کی سوانح حیاتِ جاوید میں مولانا حالی کی عقیدت کا درجہ، اخلاق کا عمیق پہلو، محنت و جانفشانی اور وابستگی کا بے مثل جذبہ جس طور پر نمایاں ہوا وہ اس سوانح کو دیگر سوانح عمریوں سے منفرد بناتا ہے۔ سر سید احمد خان کی شخصیت میں مولانا حالی کے لیے بڑی دلآویزی تھی اور وہ سر سید کی توجہ حاصل کرنے کے لیے کوشاں رہے اور جواب میں انھیں بھرپور توجہ اور شفقت حاصل ہوئی۔ مقالہ نگار نے حالی کی اس کاوش کو ''تصورِ پدر'' کی تکمیل کہا ہے۔	سر سید احمد خان، الطاف حسین حالی، حالی کی سوانح نگاری، حیاتِ جاوید، یادگارِ غالب، امید کی خوشی
شاکر، امجد علی	مسدسِ حالی اور اقبال	۵۷ تا ۷۰	علامہ اقبال نے حالی کی مسدس سے فکری تحریک حاصل کی اور حالی کی مسدس کے موضوع اور مضامین کو اپنی بصیرت کے افسانے کے ساتھ پیش کیا۔ حالی کی مسدس کے اثرات اقبال کے ہاں بعض جگہ واضح نظر آتے ہیں۔ اقبال نے اس موضوع میں نئی جہات کا اضافہ کیا اور شعر و ادب میں ایک نیا جہانِ معنی دریافت کیا۔ حالی سے شروع ہونے والا قومی شاعری کا سفر اقبال کے ہاں بلندیوں تک جا پہنچا۔ اس کی مثالیں ''خطاب بہ نوجوانانِ اسلام''،	الطاف حسین حالی، علامہ اقبال، مسدسِ حالی، شکوہ، جوابِ شکوہ، شمع و شاعر

			''شکوہ'' اور ''جوابِ شکوہ'' کے اشعار میں دیکھی جاسکتی ہیں۔	
شفیع، محمد افتخار	شواہد الالہام: مولانا حالی کی ایک غیر مطبوعہ تحریر	۳۸۷ تا ۳۹۴	اس مقالے میں مولانا حالی کے ایک غیر مطبوعہ نایاب مقالے ''شواہد الالہام'' کا جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ مسودہ حالی کے خاندان کے ذاتی ذخیرہ سے حاصل ہوا، یہ تحریر عام سائز کے سات صفحات پر مشتمل ہے۔ موضوع کے اعتبار سے یہ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ ایک حصے میں الہام اور وحی کی ضرورت پر عقلی دلائل اور دوسرے حصے میں نبی کی ضرورت پر ایک وجدانی شہادت شامل ہے۔ اس مقالے میں مولانا حالی نے عقل و فہم کے بنیادی اصولوں کے مطابق وحی اور الہام کو بنیادی انسانی ضرورت قرار دیا ہے۔	مولانا حالی، نثر حالی، شواہد الالہام، یادگارِ حالی، ارمغانِ حالی، مقالاتِ الطاف حسین حالی
شمس، صائمہ	حالی بہ طور سوانح نگار	۲۳۳ تا ۲۵۰	حالی بہ طور سوانح نگار، اردو ادب میں ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔ حالی کی سوانح عمریوں میں حیاتِ سعدی، یادگارِ غالب اور حیاتِ جاوید شامل ہیں۔ حالی کی سوانح میں جذبے اور عقیدت کا رنگ بہت گہرا ہے اور انھوں نے سوانح عمریوں میں حالات و واقعات کے بجائے کارناموں پر زیادہ زور دیا ہے۔ فنِ سوانح نگاری کے حوالے سے یہ فنی خرابی ہے لیکن ادب میں کوئی بھی چیز حرفِ آخر نہیں ہوتی اس میں گنجائش موجود رہتی ہے۔ مجموعی طور پر مولانا حالی اپنے ہیرو میں حقیقت پسندی کی تلاش کے لیے تقلید کے بجائے ذاتی تحقیق سے کام لیتے ہیں۔	حالی، سوانح نگاری، حیاتِ جاوید، یادگارِ غالب، حیاتِ جاوید، ولیم روپر
شہزاد، عارفہ	نظم و نثرِ حالی کے انگریزی تراجم	۴۳۷ تا ۴۴۸	مترجمین نے حالی کی مسدس، قطعات اور رباعیات کے ساتھ ساتھ غزلوں اور قومی و ملی موضوعات پر لکھی گئی نظموں کو بھی انگریزی زبان کے قالب میں ڈھالا۔ حالی کی شاعری کے علاوہ نثری تحریروں کے بھی انگریزی تراجم کیے گئے۔ اس ضمن میں سب سے پہلا ترجمہ حالی کی تصنیف حیات جاوید کا ملتا ہے۔ یادگارِ غالب کا انگریزی ترجمہ بھی دستیاب ہے۔ اس مقالے میں حالی کی شاعری اور نثر کے انگریزی تراجم کی فہرست سنین وار درج کی گئی ہے۔	الطاف حسین حالی، نظم و نثر حالی، مسدسِ حالی، حیاتِ جاوید، یادگارِ غالب، ترجمہ نگاری
صدیقی، عروبہ مسرور	کلامِ اقبال پر حالی کے اثرات (مسدس حالی اور شکوہ جواب شکوہ کے تناظر میں)	۱۳۵ تا ۱۴۷	حالی اور اقبال کے اسلوب میں نمایاں فرق نظر آتا ہے لیکن فکری حوالے سے دونوں کا مقصد یکساں ہے۔ دونوں ہی مقصدیت کو فن پر ترجیح دیتے ہیں۔ دونوں ادب برائے فن کی بجائے ادب برائے زندگی کے قائل ہیں۔ اگر اقبال کا ''شکوہ'' ''جوابِ شکوہ'' فکری اور فکری سطح پر اردو ادب کا شاہ کار ہے تو حالی کی مسدس کی بھی شاعرانہ ادب میں مثال ملنا مشکل ہے۔	حالی، اقبال، شکوہ، جوابِ شکوہ، مسدسِ حالی، امید سے خطاب
ضیاء الحسن	حالی اور جدید اردو غزل	۱۶۷ تا	حالی کا خیال تھا کہ صورتِ حال کا تقاضا ہے کہ غزل کا شاعر اپنے محدود دائرے سے باہر نکلے کیوں کہ غزل مؤثر ترین صنف ہے اسے موجودہ زندگی	الطاف حسین حالی، مقدمہ و

		۱۷۴	پر اثر انداز ہو کر سمت نمائی کا فریضہ انجام دینا چاہیے۔ حالی کے مطابق اردو غزل کی روایتی میکانکی زبان کو تبدیل کرنے کی بہت ضرورت ہے لیکن یہ تبدیلی دفعتاً نہیں ہونی چاہیے بلکہ آہستہ آہستہ نئے الفاظ غزل کے خمیر میں شامل کرنے چاہییں۔ وہ صنائع و بدائع کے غیر فطری استعمال کو غزل کے لیے زہر قاتل سمجھتے تھے۔	شعر و شاعری، ملٹن، جدید غزل، ظفر اقبال، اصنافِ سخن
عابدی، سید تقی	حالی شناسی کی جدید جہتیں	۳۰۷ تا ۳۵۸	الطاف حسین حالی ایک ہمہ جہت فن کار تھے جن کی بعض تصانیف معروف اور مشہور ہوئیں۔ اس مقالے میں حالی کی تصانیف کے ان گوشوں پر روشنی ڈالی گئی ہے جن پر زیادہ توجہ نہیں دی گئی اور جو حالی فہمی کے حوالے سے خاص اہمیت کے حامل ہیں۔ اس حوالے سے حالی کی تصانیف مرثیہ غالب اور مولود شریف کا جائزہ لیا گیا ہے۔ نیز حالی سے منسوب ایک فرضی عربی رسالے کی حقیقت کو مستند حوالوں کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ اس مقالے میں ان کی شاعری، نثر اور ان کی سماجی خدمات، ان کے مخالفین کی رائے اور حالی اور اقبال کے فکری رویوں کی روشنی میں حالی کی شخصیت کی مختلف جہتوں پر بات کی گئی ہے۔	حالی شناسی، مرثیہ غالب، مولود شریف، حیاتِ جاوید، شخصی مرثیہ، سرسید احمد خان
عالم، خورشید	Plato's Ontology and Hali's Teleology: Construction of the Muslim identity in *Muqaddama-e-Sher-o-Shairi* افلاطون کا نظریہ وجودیات اور حالی کا نظریہ غایت: مقدمہ شعر و شاعری میں مسلم تشخص کی تعمیر	33 تا 45 (حصہ انگریزی)	اس مقالے میں مقالہ نگار نے اس بات کو موضوعِ بحث بنایا ہے کہ الطاف حسین حالی کی تنقید کو مغربی تنقید کی روایت میں کس انداز سے دیکھا گیا ہے، نیز حالی نے نوآبادیاتی نظام میں برصغیر کے مسلمانوں کے تشخص کو بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ حالی نے اردو شاعری کی روایت کو عرب اور ایران سے جوڑا ہے، یہ برصغیر کے مسلمانوں کے تشخص کی بحالی کی ایک کاوش ہے۔ مقالہ نگار نے حالی کی اس کاوش کا افلاطون کے نظریات سے تقابل پیش کیا ہے۔	Hali, Colonization, Dutology, Teleology, Civilization, Identity
عامر، زاہد منیر	حالی اور ظفر علی خان......ارتباطی مطالعہ	۴۰۱ تا ۴۳۶	اس مقالے میں حالی اور مولانا ظفر علی خان کے تعلق پر مختلف جہات سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کا ابتدائی تعارف، حالی کے ساتھ ان کا نیاز مندانہ رویہ، حالی سے اثر پذیری کا نظم و نثر میں اظہار، مکاتیب، تبصرے، دکن ریویو، زمیندار میں حالی کا تذکرہ اور دیگر ایسی تحریروں سے مقالہ نگار نے	مولانا الطاف حسین حالی، ظفر علی خان، دکن ریویو، کلام حالی،

			حالی اور ظفر علی خان کے تعلقات پر بحث کی ہے۔ان تحریروں سے ظفر علی خان کی حالی سے نیاز مندی کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔	پنجاب ریویو، زمیندار
علی، احتشام	شعریاتِ حالی اور معنی کا افتراق (''شکوۂ ہند'': خصوصی مطالعہ)	۱۵۷ تا ۱۶۶	ملی، سیاسی اور قومی نظم نگاری کے دوران، حالی کا دوہرا شعور معنی کی اس افتراقیت کا باعث بنتا رہا ہے جو بیان کنندہ اور بیان ہونے والے کے درمیان پیدا ہونے والی خالی جگہوں کی پیداوار ہے۔ حالی نے ''شکوۂ ہند'' مسدسِ حالی کے ضمیمے کے طور پر لکھی۔ حالی کی دیگر قومی، ملی اور سیاسی نظموں کے مقابلے میں ''شکوۂ ہند'' کے بیان کنندہ کی حیثیت زیادہ مفعولی ہے۔	شعریاتِ حالی، شکوۂ ہند، عرضِ حال، مدوجزرِ اسلام، افتراقیت، ملی شاعری
علی، لیاقت / پروین، عذرا	حالی کا نظریہ شعر — بحوالہ مقدمہ شعر و شاعری	۲۱۵ تا ۲۲۶	اس مقالے میں مقدمہ شعر و شاعری کی روشنی میں حالی کے نظریہ شعر کی وضاحت کی گئی ہے۔ شعر کی ماہیت، زبان اور خیال کے حوالے سے حالی کے نظریات کو واضح کرنے کے ساتھ تخیل، آمد اور آورد پر حالی کی بحث کا بھی تجزیہ کیا گیا ہے۔ مقالہ نگاروں کے مطابق حالی کے ہاں رد و قبول کا ایک متوازن رجحان موجود ہے۔ جہاں اندھی عقیدت کے بجائے عصری رجحانات اور تہذیبی شعور کا ایسا امتزاج ترتیب پاتا ہے جو مغربی تفکرات کو بھی مشرقی شعریات کا جزو بنا دیتا ہے۔	حالی۔ حالی کا نظریہ شعر، مقدمہ شعر و شاعری، نیچرل شاعری، آمد اور آورد، اردو تنقید
عنبرین، بصیرہ	حالی کا لسانی شعور	۲۸۷ تا ۳۰۶	حالی شاعری کو اصلاحِ احوال کے لیے سادگی و سلاست پر استوار کرنے کی ترغیب دلا کر دراصل اپنے منفرد لسانی شعور کا اظہار کرتے ہیں۔ حالی نے ایسا اسلوب اپنایا جو ایک طرف ان سے منسوب ہے تو دوسری جانب نئے زمانے کی شعری لسانیات کا سراغ دیتا ہے۔ وہ دہرائی ہوئی باتوں کو دہرانے کے قائل نہیں بلکہ نئی بات نئے اور نادر اسلوب میں کہہ ڈالنے پر قدرت رکھتے ہیں۔ چنانچہ وہ موضوعاتی و شعری اعتبار سے مروجہ انداز کی نسبت پورے زور و شور سے نئے لسانی سانچوں کی جانب متوجہ ہوتے ہیں۔	حالی کا لسانی شعور، شعری لسانیات، لفظیاتِ حالی، مقدمہ شعر و شاعری، کلامِ حالی، کلیم الدین احمد
کاشمیری، تبسم	حالی لاہور میں	۳۷ تا ۴۲	انیسویں صدی کی ساتویں دہائی کے ابتدائی برسوں میں حالی لاہور میں مقیم رہے۔ اس دوران ایچی سن کالج کے معلم کی حیثیت سے اور پنجاب بک ڈپو کے ملازم کے طور پر کام کرتے رہے۔ لاہور میں قیام کے دوران انھوں نے فارسی اور انگریزی ادب کی اہمیت کو سمجھا اور انگریزی ادب سے ان کی ذہنی مناسبت بڑھتی گئی۔ اسی مناسبت کا نتیجہ بالآخر مقدمہ شعر و شاعری کی صورت میں ظاہر ہوا۔ یوں حالی کی ادبی شخصیت اور ادبی شعور کی تعمیر میں لاہور شہر کے تخلیقی شعور اور پنجاب بک ڈپو نے اہم کردار ادا کیا۔	الطاف حسین حالی، لاہور، پنجاب بک ڈپو، کلونیل لاہور، ایچی سن کالج، مقدمہ شعر و شاعری
کامران، محمد	مولانا الطاف حسین	۳۹۵	مولانا الطاف حسین حالی کے حوالے سے آن لائن تنقیدی مواد کا جائزہ لیا	الطاف حسین

	حالی: آن لائن تنقید کی روشنی میں	تا ۳۹۹	جائے تو بہت سی ویب سائٹس پر مواد تو دستیاب ہے مگر معیار اور مقدار کی کمی محسوس ہوتی ہے۔ وِکی پیڈیا آزاد دائرۃ المعارف پر حالی کے حوالے سے ایک تعارفی صفحہ دستیاب ہے۔ ''ریختہ'' پر حالی کی تمام اہم تصانیف مطالعے کے لیے دستیاب ہیں۔ اینول آف اردو سٹڈیز ایک آن لائن امریکی جریدہ ہے جس کے دوسرے شمارہ میں اردو غزل پر ایک مقالہ شائع ہوا ہے جس میں حالی کے اسلوب کا مطالعہ شامل ہے۔ ''اقبال اردو سائبر لائبریری'' بھی اس حوالے سے اہم ماخذ ہے۔	حالی، وکی پیڈیا آزاد دائرۃ المعارف، ریختہ، اقبال اردو سائبر لائبریری
ندیم، ایوب	حالی۔ بارگاہِ رسالتؐ میں	۱۱۵ تا ۱۲۰	الطاف حسین حالی کی نظم ''عرضِ حال بہ جناب سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات'' غزل کی ہیئت میں ترکیب بند ہے، جو تریسٹھ اشعار پر مشتمل ہے۔ یہ نظم درحقیقت نعت، شہر آشوب اور استغاثہ کے ملے جلے اوصاف سے متصف ہے، جس کے آخری اشعار شکوہ کی حدوں کو چھونے لگتے ہیں۔ حالی نے اس نظم میں رسالت مآب کی خدمت میں استغاثہ پیش کرتے ہوئے اپنی محبت اور عقیدت کا اظہار خلوص اور سادگی سے کیا ہے۔	الطاف حسین حالی، مسدسِ حالی، عرضِ حال بہ جناب سرورِ کائنات، جدید نعت گوئی، شہر آشوب، حالی کا اسلوب
نعیم، محمد	ثقافت، استعمار اور نصاب: مجالس النسا میں معیار سازی	۳۷۷ تا ۳۸۵	مجالس النسا کے اسلوب کی جس خوبی کا ذکر لکھنے والوں نے کیا ہے وہی اس کا دائرہ کار کی حدود اور معیار سازی کا سبب ہے۔ اس کتاب کا مجموعی اسلوب ایک مخصوص نسوانی گروہ کے روزمرہ اور محاورے کی چھاپ لیے ہوئے ہے۔ اسلوب کو بین الصوبائی بنانے کے بجائے اشرافِ ثقافت کے دائرے میں محدود رکھنے کی شعوری کاوش جگہ جگہ نظر آتی ہے۔ حالی کے پیمانے یہاں اشرافی ہیں۔ مختلف کرداروں کی پیش کش میں درجہ بندی بھی اسی پیمانے پر ہوئی ہے۔	الطاف حسین حالی، مجالس النسا، نصابی کتب، پنجاب بک ڈپو، استعمار کاری، مستعمری
نوشاہی، ایم حسن	حالی کے دو اہم مرثیے (تنقیدی و تجزیاتی مطالعہ)	۱۰۱ تا ۱۱۳	حالی کے شخصی مرثیوں میں غالب، خواجہ امداد حسین، حکیم محمود خان دہلوی، نواب محسن الملک، سرسید احمد خان، خان بہادر، برکت علی خان، میر تراب علی خان وغیرہ کے مرثیے شامل ہیں۔ قومی و اخلاقی نقطۂ نظر سے غالب اور حکیم محمود خان کے مرثیے اہم ہیں۔ یہ مرثیے اپنے فنی و فکری خصائص سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ اس صنف کی حدوں کو وسیع کیا جاسکتا ہے۔	الطاف حسین حالی، شخصی مرثیے، مرثیہ گوئی، مرثیہ غالب، مرثیہ خواجہ امداد حسین، مرثیہ حکیم محمود خان دہلوی

ہاشمی، طارق محمود	اردو میں عملی تنقید کا نقش اوّل حیاتِ سعدی	۳۵۹ تا ۳۶۵	حیاتِ سعدی حالی کی ایک اہم تصنیف ہے جو ۱۸۸۶ء میں شائع ہوئی۔ حالی نے نظری سطح پر اس کتاب میں جو نکات پیش کیے وہی آگے چل کر مقدمے کی بنیاد بنے۔ خصوصاً شاعری کے لیے شرائط، اسلوبِ بیان اور غزل کے بارے میں جو نظریات حالی نے مقدمے میں پیش کیے، ان کی ابتدائی صورت حیاتِ سعدی میں واضح دکھائی دیتی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ مقدمے میں حالی نے ان نکات کی تفصیل صراحت کے ساتھ بیان کی ہے۔	الطاف حسین حالی، حیاتِ سعدی، مقدمہ شعر و شاعری، گلستان، بوستان، سکندرنامہ
ورک، فرحت جبین	مقدمہ شعر و شاعری کے نوآبادیاتی تناظرات اور سماجی تطابق کا اصول	۱۹۹ تا ۲۱۳	اس مقالے میں ایک قانونی کلیہ جو کہ ادب پر بھی لاگو ہوتا ہے، مقدمہ شعر و شاعری پر نوآبادیاتی تناظر میں اطلاق کیا گیا ہے۔ اس کلیے کے تحت نوآبادیاتی نظام، سرسید تحریک اور حالی کی مقدمہ شعر و شاعری کی تشریح اس طرح سے ہوتی ہے۔ سماج/ماحول (مطابقت)+ تجارت (موافقت)= مقاصد کے حصول میں کامیابی (لچکداریت) اسی تسلسل میں مقدمہ شعر و شاعری کی بھی وضاحت کی گئی کہ یہ کتاب عصری ضرورت تھی اور اس ضرورت کے پورا ہونے کو لچکداریت سے تعبیر کیا گیا ہے۔	حالی، مقدمہ شعر و شاعری، سرسید تحریک، سماجی تطابق کا اصول، نوآبادیاتی نظام، ۱۸۵۷ء کی جنگ

بازیافت: ۲۹ (۲۰۱۶ء)

مدیر: محمد کامران، شعبہ اُردو؛ اورینٹل کالج، پنجاب یونی ورسٹی، لاہور

کلیدی الفاظ	ملخص	صفحات نمبر	عنوان	مقالہ نگار
تاریخ اسلام، عینیت پسند، مادیت پسند، طٰہٰ حسین، شرقاوی، ابوذر غفاری	بیسویں صدی کی پانچویں، چھٹی اور ساتویں دہائی میں عالمِ اسلام میں اشتراکی نظام کے حامیوں کی بازگشت سنائی دیتی ہے۔ ان اسلامی ممالک میں اس مخصوص سیاسی و نظریاتی مکتبۂ فکر سے متاثر سیرت النبی ﷺ اور تاریخ اسلام پر قلم اٹھانے والے مصنفین نے حقیقی تعلیمات کو مسخ کرنے کی کوشش کی۔ تاریخ اسلام کی مادی تعبیر کا شوق واقعات تک ہی محدود نہیں رہا بلکہ اسلام کے عقائد و عبادات کی مادی تعبیر میں بھی غیر سنجیدگی کا مظاہرہ کیا گیا۔	۱۵۹ تا ۱۷۰	تاریخ اسلام کی مادی و جدلی تعبیر: تجزیاتی مطالعہ	ابوبکر
ادبی تاریخ نویسی، تاریخ ادب اردو، رام بابو سکسینہ، تذکرے، اردوے قدیم، یادگارِ شعرا	رام بابو سکسینہ کی تاریخ ادب اردو ادبی تاریخ نویسی کی روایت میں نہایت اہمیت کی حامل ہے، اس تاریخ نے پہلی بار تحقیق کے لیے ماخذات کی فراہمی، درجہ بندی اور نتائج کے استخراج و استنباط کا ایسا طریقہ اپنایا جو ماقبل روایت میں موجود نہ تھا۔ رام بابو سکسینہ کی تاریخ کے ماخذات کی وضاحت و تحقیق، اس تاریخ کی اہمیت کو واضح کرتی ہے کہ اس میں اردو ادب کی تاریخ رقم کرنے کے لیے اپنے عہد کے تمام تر تحقیقی وسائل بروئے کار لائے گئے۔	۱۴۵ تا ۱۵۸	تاریخ ادب اردو از رام بابو سکسینہ کے مصادر	اعجاز، سمیرا
اردو زبان، کشمیر میں اردو، دفتری زبان، راجہ بلدیو سنگھ، ریڈیو مظفر آباد، ریڈیو تراڑ کھل	اردو زبان انیسویں صدی کی آخری دہائیوں میں ریاست جموں کشمیر کے طول و عرض میں اپنی سلاست اور روانی کا لوہا منوا چکی تھی۔ بیسویں صدی کے آغاز کے ساتھ ہی یہاں بڑی سرعت اور شد و مد سے پھلنے پھولنے لگی۔ حکومت آزاد کشمیر نے ۱۹۶۷ء سے اردو کو سرکاری زبان کا درجہ دے رکھا ہے۔ اس فیصلے نے آزاد کشمیر کے لیے اردو کی اہمیت اور ضرورت کو اور بھی بڑھا دیا ہے۔ مقبوضہ اور آزاد کشمیر میں سینکڑوں شعرا اور نثر نگار اپنی تصانیف کے ذریعے اردو زبان کو فروغ دے رہے ہیں۔	۱۳۵ تا ۱۴۳	کشمیر میں اردو کی اہمیت اور مستقبل	اقبال، اصغر / صادق، ممتاز
اوکسفرڈ مینول، شکاگو مینول، حواشی و حوالہ جات، طریقۂ تحقیق، اسٹائل گائیڈز، سندی	حواشی اور حوالہ جات تحقیق میں بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ اس مقالے میں بین الاقوامی طریق ہائے حوالہ و تحشیہ نگاری کا جائزہ لیا گیا ہے جو بالعموم جملہ مغربی ممالک اور بالخصوص برطانیہ اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں سند قبول حاصل کرنے کے لیے دنیا بھر میں معتبر خیال کیے جاتے ہیں۔ عالمی سطح پر تحقیق کے لیے مختلف اداروں کے مینول مستعمل ہیں۔ اس مقالے میں اوکسفرڈ اور شکاگو مینول کے طریقہ کار کو واضح کیا گیا ہے۔	۳۸۱ تا ۳۸۸	اوکسفرڈ مینول اور شکاگو مینول میں حوالہ دینے کے طریقے	بٹ، عاطف خالد

				تحقیق
بی بی، تحسین	شوکت صدیقی کے افسانوں میں ترقی پسندیت و سیاسی پہلو	۵۳ تا ۶۵	قیامِ پاکستان کے بعد نمایاں ہونے والے افسانہ نگاروں میں شوکت صدیقی کا نام سرِ فہرست ہے۔ شوکت صدیقی نے ترقی پسند تحریک کے تسلسل کو جاری رکھنے کی کوشش کی۔ انھوں نے اپنے افسانوں میں ظلم، استحصال اور عدم مساوات جیسی برائیوں کے ساتھ ساتھ سیاسی گھٹن، سامراجی نظام اور جاگیر دارانہ نظام پر قلم اُٹھایا۔ اس کے ساتھ ساتھ اپنے افسانوں میں شہری و دیہاتی زندگی کے مسائل کا تجزیہ بھی نہایت عمدگی سے کیا۔	شوکت صدیقی، ترقی پسند تحریک، ترقی پسند افسانہ، تیسرا آدمی، یہ بیمار، پاگل خانہ
ترابی، نثار	تین سلطنتوں کی داستان۔ایک تجزیاتی مطالعہ	۲۵۷ تا ۲۶۴	تین سلطنتوں کی داستان قدیم چینی ادب کی ان داستانوں میں سے ایک ہے جن کو چینی ادبِ عالیہ میں خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ معروف پاکستانی سفارت کار اور ادیب ڈاکٹر ظہور احمد نے اس کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ اس تصنیف سے چینی تہذیبی روایات، مذہبی عقائد، حکمتِ عملی، کنفیوشس کے نظریات، قدیم مابعد الطبیعیاتی ذہن اور چین کے لوگوں کے مزاج کی بھرپور عکاسی ہوتی ہے۔	چینی ادبِ عالیہ، چینی داستانیں، تین سلطنتوں کی داستان، پروفیسر تھانگ سنگ شنگ، ڈاکٹر ظہور احمد، چینی کلاسیکی ناول
ثاقب، محمد اقبال	A Brief Historical Perspective of Persian Language and Literature in The Subcontinent برعظیم میں فارسی زبان و ادب کا مختصر تاریخی تناظر	۳ تا ۴ (حصہ انگریزی)	برعظیم کی تاریخ میں فارسی زبان کو خاص اہمیت حاصل رہی ہے۔ فارسی زبان اگرچہ اس خطے کے لیے غیر ملکی زبان ہے تاہم یہ اس کے ضمیر میں شامل ہو گئی تھی۔ فارسی زبان پہلی ہجری صدی میں پنجاب کے راستے بیرونی حملہ آوروں اور تاجروں کے ذریعے برصغیر میں داخل ہوئی۔ فارسی زبان حکمرانوں میں بہت مقبول ہوئی اور بہت جلد دربار کی زبان بن گئی۔ اس مقالے میں برعظیم پاک و ہند میں فارسی زبان کے آغاز و ارتقا کا مختصر جائزہ لیا گیا ہے۔	Persian Langu-age, Persian Literat-ure, Subcon-tinent, South Asia, Hasan Nizami, Ghalib
ثقلین، عاصم شجاع/احمد، شفیق	کلامِ غالب میں نفسیاتی تاثرات کی عکاسی	۲۸۳ تا ۲۹۰	غالب کے کلام میں معنی و مفہوم کی ایک دنیا کے ساتھ انسانی احساسات اور نفسیات کا ایک جہان بھی آباد ہے۔ اشعارِ غالب کے تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ غالب کے ہاں انسانی احساسات و نفسیات سے متعلق مختلف حالتوں کی نہایت مؤثر عکاسی نظر آتی ہے۔ خوشی، دکھ، شرمندگی، ندامت، تجسس، پریشانی اور حیرت وغیرہ کی مختلف صورتیں غالب کے اشعار سے عیاں ہیں۔	کلامِ غالب، شاعری میں نفسیاتی تاثر، دیوانِ غالب، فرائڈ، علمِ نفسیات، مدافعتی میکانیت
جان، عنبرین	ادب اور سیاست	۱۷۱	ادب اور سیاست دونوں انسان کی معاشرتی زندگی کے اہم پہلو ہیں۔ دونوں	ادب اور سیاست،

شاکر		تا ۱۸۰	کی بنیادیں معاشرے پر قائم ہوتی ہیں۔ ادب اور سیاست کسی شخص کا انفرادی عمل بھی ہو سکتے ہیں مگر سیاست دان اپنی سیاسی بصیرت اپنی ذات میں پیدا تو کر سکتا ہے مگر اس بصیرت کے عملی اطلاق کے لیے اسے معاشرے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اسی طرح ادب کی تخلیق بھی کسی ادیب کا انفرادی عمل ہو سکتا ہے مگر وہ معاشرے سے لاتعلق رہ کر وہ وسائل حاصل نہیں کر سکتا جو اسے تخلیقی قوت فراہم کرتے ہیں نیز اس کا تخلیقی عمل کے ثمرات بھی اس کے اپنے لیے ہی نہیں بلکہ معاشرے کے لیے بھی ہوتے ہیں۔	ادب اور زندگی، سارتر، عصری آگہی، خالص ادب، ربانی قوانین، فطری قوانین
جمال، نجیب/ کنول، فرحانہ	فرہنگِ آصفیہ اور نوراللغات کے اختلافاتِ لفظی و معنوی کا جائزہ	۹ تا ۲۴	فرہنگِ آصفیہ مؤلفہ مولوی سید احمد دہلوی اور نور اللغات مؤلفہ مولوی نور الحسن نیر اپنے اپنے عہد کی اہم لغات شمار کی جاتی ہیں۔ طویل عرصہ گزرنے کے باوجود ان لغات کی اہمیت میں کمی نہیں آئی بلکہ آج بھی ان لغات کو حوالے کے لیے مستند لغات سمجھا جاتا ہے۔ اس مقالے میں فرہنگِ آصفیہ اور نور اللغات کے ایسے الفاظ و تراکیب کا جو تلفظ، املا، تذکیر و تانیث اور معنی کے لحاظ سے کسی قسم کا اختلاف رکھتے ہیں، کا جائزہ لیا گیا ہے۔	فرہنگِ آصفیہ، نوراللغات، سید احمد دہلوی، نور اللغات، اختلافِ لفظی، اختلافِ معنوی
حسین، سید صفدر/ ظہور، زاہدہ	سرائیکی ناول نگاری میں تانیثیت	۲۲۳ تا ۲۳۵	اس مقالے میں سرائیکی ناول نگاری میں عورت کے کردار کا جائزہ لیا گیا ہے۔ سرائیکی ناول کی ابتدا ہی عورت کے نام سے ہو رہی ہے۔ اس لیے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ سرائیکی ناولوں میں عورت کا کردار بہت اہم ہے۔ مقالہ نگار نے ظفر لاشاری، قاصر فریدی، دلشاد کانچوی، جمشید کلانچوی، اقبال حسن بھپلا اور سید حفیظ گیلانی کے ناولوں کا تانیثی مطالعہ پیش کیا ہے اور یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ان تمام ناولوں میں عورت کا کردار اہم ہونے کے باوجود عورت اپنے فیصلوں میں خود مختار نہیں ہے۔	سرائیکی ناول، تانیثیت، ظفر لاشاری، قاصر فریدی، دلشاد کانچوی، جمشید کلانچوی
خشک، صوفیہ	اردو ادب میں فیمینزم اور فہمیدہ ریاض (ایک مطالعہ)	۴۷ تا ۵۲	فہمیدہ ریاض اردو ادب کی ایک ایسی منفرد تخلیق کار ہیں جن کی شاعری میں عورت اپنے احساسات و محسوسات کو تذکیر کے صیغے میں نہیں چھپاتی۔ انھوں نے اردو شاعری کو نسائیت سے بھرپور اظہار سے متعارف کروایا۔ فہمیدہ ریاض کی شاعری ایک جیتی جاگتی عورت کی شاعری ہے۔ ان کے کلام میں عرفانِ ذات اور کربِ ذات کا پتہ چلتا ہے۔ ان کی شاعری میں جو عورت نظر آتی ہے وہ اپنے عورت ہونے پر شرمندہ نہیں ہے بلکہ بہت مطمئن اور سرشار ہے۔	فیمینزم، زاہدہ خاتون شروانیہ، مہ لقا چندا، فہمیدہ ریاض، پتھر کی زبان
رفیق، روبینہ/ مجید، عالیہ	پاکستان میں لکھے گئے مصر کے جزوی	۱۸۱ تا	سرزمینِ مصر اپنی تہذیب و تمدن کے حوالے سے دنیا بھر کے سیاحوں کے لیے ہمیشہ پرکشش رہی ہے۔ مصر کے سفر نامے لکھنے والوں میں کئی صاحبِ	سفر نامہ، مصر کے سفر نامے، سفر

	سفر نامے......ایک مختصر جائزہ	۲۰۵	طرز ادیب بھی شامل ہیں۔ قیامِ پاکستان کے بعد اب تک چھبیس سفر نامے ایسے لکھے گئے ہیں جن میں دوسرے ممالک کے اسفار کے ساتھ ساتھ سرزمین مصر کے سفر کا ذکر بھی ہے۔ اس مقالے میں ان تمام سفر ناموں کا اشاعت کی زمانی ترتیب کے ساتھ جائزہ لیا گیا ہے۔	نامہ صارم، نظر نامہ، سفر نامہ شام و مصر، سات سمندر پار
سعید، محمد	سعادت حسن منٹو کے چند غیر مدون کالم	۱۰۷ تا ۱۱۸	سعادت حسن منٹو امر تسر، بمبئی اور لاہور میں قیام کے زمانے میں کئی اخبارات اور رسائل و جرائد سے کسی نہ کسی حیثیت سے وابستہ رہے۔ بطور مدیر اور کالم نگار بعض اخبارات و جرائد سے ان کی وابستگی کی تفصیلات بہت کم ملتی ہیں۔ منٹو کی صحافتی خدمات پر زیادہ نہیں لکھا گیا اور ان کی صحافتی تحریریں بھی ابھی منظرِ عام پر نہیں آسکیں۔ اس مقالے میں ان کے چند غیر مدون کالم پیش کیے گئے ہیں جو روزنامہ منشور میں ''دست و گریباں'' کے نام سے شائع ہوئے۔	سعادت حسن منٹو، منٹو کے کالم، روزنامہ منشور، دست و گریباں، منٹو کی کہانی
سنجرانی، خالد محمود	مظفر علی سید کی تنقید کے اوّلیں نقوش	۸۵ تا ۹۶	مظفر علی سید کی تنقید کے اولیں نقوش ۱۹۵۰ء سے ۱۹۵۲ء تک کے دو سالوں کے عرصے پر محیط ہیں۔ مظفر علی سید نے اپنے زمانہ طالب علمی میں گورنمنٹ کالج لاہور کے ادبی مجلے راوی کی ادارت سنبھالی تو اردو ادب کئی تبدیلیوں کے لیے زمین ہموار کر رہا تھا۔ ان کی مروج ادبی بحث سے مراد روایت اور جدید رویوں کی کشاکش تھی۔ ان کے نزدیک روایت کے مفہوم میں بہت وسعت تھی اور وہ اجتہاد کے لیے روایت کی تفہیم کو ضروری خیال کرتے تھے۔	مظفر علی سید، اردو تنقید، مجلہ راوی، گورنمنٹ کالج لاہور، یادوں کی سرگرم، روایت اور اجتہاد، مذاقِ سخن
سہیل، سلیم	آرائش محفل: ایک طلسمانوی (Fantastic) داستان	۲۷۷ تا ۲۸۲	آرائشِ محفل میں طلسمانہ نہایت متوازن طریقے سے در آتا ہے۔ آرائشِ محفل کے مطالعے سے قاری میں ایک جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ اس دنیا کو اپنے مثبت عمل اور خیر کے جذبے سے جنت بنایا جا سکتا ہے۔ طلسمانہ داستان نویس کا ایک ایسا حربہ ہے جو وہ اس وقت کام میں لاتا ہے جب داستان میں ساری فضا تعطل کا شکار ہو جاتی ہے۔ اس صورت میں طلسمانہ ایک کمک بن کر سامنے آتا ہے۔	آرائشِ محفل، حیدر بخش حیدری، اردو داستان، طلسمانہ، کایا کلپ، داستانوی بیانیہ
شاکر، امجد علی	قدیم نظم اور جدید نظم کے اصولِ تنقید	۲۵ تا ۳۹	قدیم نظم کی تفہیم کے لیے اس کے لفظوں کے معانی جاننا کافی ہے، اس کے بعد بآسانی اس کی تشریح کی جا سکے گی؛ اس کے شعری محاسن پر بات کی جائے گی اور لفظی مناسبتیں، رعایتِ لفظی، منظر نگاری اور محاکات کا جائزہ لیا جائے گا۔ جدید نظم کی تفہیم کے لیے اس میں موجود شعری کشف کو دریافت کرنا ضروری ہے۔ جدید شاعری جدید علوم سے ہمکنار ہو رہی ہے، جدید شاعر ہر روز ایک نئی دنیا کا باسی ہوتا ہے اور ایسے شاعر کی تنقید یقیناً ایک نیا اور مشکل	قدیم نظم، جدید نظم، نظیرا کبر آبادی، راشد، میرا جی، فیض احمد فیض

			کام ہے۔	
شہباز، محمد	ناول کئی چاند تھے سرِآسماں کی فنی جہات	۳۱۷ تا ۳۳۱	ناول کئی چاند تھے سرِآسماں کا پلاٹ اپنی جگہ پر مضبوط اور کسا ہوا معلوم ہوتا ہے، جس میں مرکزی پلاٹ کے ساتھ ساتھ بعض ضمنی پلاٹ بھی پائے جاتے ہیں۔ واقعات کے اتار چڑھاؤ اور کرداروں کے طرزِ عمل پر مصنف کے روشنی ڈالنے کی بدولت واقعاتِ قصہ کے لیے ایک پس منظر تیار ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ مصنف متضاد قوتوں کے تصادم سے کش مکش کا عنصر پیدا کرتے ہیں، واقعات میں سستی اور ٹھہراؤ پیدا کر کے قاری کے جذبات کو متحرک کرتے ہیں اور معنی خیز کیفیت پر ناول کا اختتام کرتے ہیں۔	اردو ناول، ناول کی فنی جہات، کئی چاند تھے سرِآساں، شمس الرحمٰن فاروقی، سوانح عمری، ناول کا پلاٹ
شہزاد، عارفہ	اردو شعری دبستانوں کا قضیہ اور کارلا پیٹی ایوچ	۴۳۹ تا ۴۴۴	اس مقالے میں کارلا پیٹی ایوچ کی تصنیف *Assembly of Rivals* کے حوالے سے دبستان دہلی اور دبستان لکھنؤ کے قضیے کو پیش کیا گیا ہے۔ کارلا پیٹی ایوچ کا کہنا ہے کہ کلاسیکی شعرا کے دبستانوں میں اس تقسیم کے باعث لکھنوی شعرا کو ہمیشہ کم تر گردانا گیا اور خاص طور پر انگریزی زبان میں لکھنو کے شعرا پر بہت کم کام کیا گیا۔ اس کتاب کا ایک محرک لکھنؤ کے شعرا کے حوالے سے معلومات میں اضافہ کرنا بھی تھا۔	شعری دبستان، دبستانِ دہلی، دبستان لکھنؤ، کارلا پیٹی ایوچ، آبِ حیات، شعر الہند
صفدر، نوشین	ہندو کلچر کے روحانی عناصر کا تجزیاتی مطالعہ	۲۹۱ تا ۳۰۰	ڈاکٹر داؤد رہبر کی کتاب ہندو کلچر کے روحانی عناصر زندگی کے الجھے ہوئے مسائل کو سلجھاتی ہے اور ذہن کے بند دریچوں کو کھول کر تہذیب و تمدن اور ثقافت کا ایک نیا شعور پیدا کرتی ہے۔ ڈاکٹر داؤد رہبر ہندو مت، چینی تہذیب، مسیحی تہذیب اور اسلامی تہذیب کے تقابلی مطالعے اور پھر ان کا اظہار ایسے کرتے ہیں کہ علم اور فلسفے سے ہماری غیریت ختم ہو جاتی ہے۔	داؤد رہبر، جمیل جالبی، ہندو کلچر، کلچر کے روحانی عناصر، ہندو مت کے ثقافت، داستانوی عناصر
طارق، عمارہ	قرۃ العین حیدر کے افسانوں میں جاگیر دارانہ اور سرمایہ دارانہ نظام کے مظاہر	۳۰۱ تا ۳۱۵	قرۃ العین حیدر کے افسانوں میں جاگیر دارانہ اور سرمایہ دارانہ نظام کی عکاسی منفرد انداز میں کی گئی ہے۔ وہ جاگیر دار طبقے کی منفی خصوصیات بیان کرنے کے بجائے ٹوٹتے ہوئے جاگیر داری نظام اور ان کی شکستہ تہذیبی اقدام کو المیہ انداز میں پیش کرتی ہیں۔ انھوں نے اس نظام میں جہاں جہاں برائیاں محسوس کیں اسے بھی بیان کیا۔ سرمایہ دار طبقے کی قوت اور اس کی انسان دشمنی کو واضح انداز میں بیان کیا۔	قرۃ العین حیدر، اردو افسانہ، جاگیر دارانہ نظام، ترقی پسند ادب، ستاروں سے آگے، تہذیبی المیہ
ظفر، نگہت ناہید	عشقِ رومی کی بازیافت	۲۳۷ تا	رومی ایک عظیم شاعر ہے وہ تصوف پر عقیدہ رکھنے والوں کے لیے ایک مشعلِ راہ ہے، بطورِ خاص ان لوگوں کے لیے جو ہماری مسخ شدہ تہذیب	مولانا روم، فلسفۂ روم، اسلامی

		۲۴۴	سے نالاں ہیں۔ رومی محبت، امن اور بھائی چارے کا نام ہے۔ عشقِ رومی نئے دور کے انسان کے لیے دکھوں کا مداوا ہے۔ ہمارے روحانی، مذہبی اور تہذیبی مسائل کا حل اس عشق کی قوت میں پنہاں ہے جو رومی نے بتایا۔ ان مسائل کا حل انسانی عقل کے بس کی بات نہیں کیوں کہ عقل خود پسندی اور خود غرضی کے ہاتھوں مجبور ہے مگر عشقِ رومی ہمارا رہنما ہے۔	تصوف، شمس تبریز، مثنوی مولانا روم، عشقِ رومی
عابد، نذر/ عبدالصبور	مولانا شبلی نعمانی کی قومی شاعری	۴۱ تا ۴۵	مولانا حالی کے بعد شبلی دوسری بڑی علمی اور ادبی شخصیت تھے جو سرسید کی اصلاحی تحریک کے سرگرم رکن بن گئے۔ شبلی نعمانی ایک مؤرخ تھے۔ انھوں نے شاعری کو اپنا مستقل وظیفہ نہیں بنایا، لیکن کچھ واقعات کی نوعیت کے پیش نظر وقتاً فوقتاً شاعری کی طرف متوجہ ہوتے رہے۔ شبلی کی شاعری کا ایک بڑا حصہ قومی و ملی شاعری پر مشتمل ہے ان کی ملی شاعری میں اسلام اور اسلامی اقدار کا ذکر ملتا ہے۔ حالی کی طرح شبلی نے بھی مسلمانوں کو ان کے ماضی کی شان دار تصویر دکھا کر حال کو سنوارنے کا درس دیا۔	شبلی نعمانی، سرسید تحریک، ملی شاعری، صبحِ امید، سیرت نگاری، کرنل بالرائیڈ
عثمانی، محمد ہارون	سلیم اختر شناسی	۴۴۵ تا ۴۶۵	ڈاکٹر سلیم اختر ایک کثیر الجہات ادیب ہیں۔ وہ نقد، افسانہ نگار، ناول نگار، ادبی مؤرخ، غالب شناس، اقبال شناس، سفر نامہ نگار، سوانح نگار، خاکہ نگار، مترجم اور مزاح نگار کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ عمومی نفسیات کے موضوع پر بھی ان کی کتب موجود ہیں۔ سلیم اختر پر بہت سی کتب، مضامین اور مقالے لکھے گئے ہیں۔ اس مقالے میں سلیم اختر شناسی کے حوالے سے مطبوعہ کتب کا جائزہ لیا گیا ہے جن کے مصنفین میں طاہر تونسوی، شاہین مفتی اور جلیل اشرف شامل ہیں۔	سلیم اختر شناسی، طاہر تونسوی، شاہین مفتی، جلیل اشرف، ارمغانِ سلیم اختر، عاصمہ اصغر
عظمت رباب	حافظ محمود شیرانی بطور محقق (بحوالہ مقالاتِ شیرانی جلد اوّل و دوم)	۱۱۹ تا ۱۳۳	اردو ادب میں حافظ محمود شیرانی کی حیثیت بطور محقق، مدون، ماہرِ مخطوطہ شناس، ماہرِ لسانیات اور ماہرِ تاریخ کی ہے۔ انھوں نے تحقیق و تدوین کی ابتدا ہی سے سائنسی اصولوں سے روشناس کرادیا اور آنے والے محققین کے لیے محنت، دیدہ ریزی اور حوالوں میں احتیاط کے عنصر کو لازم قرار دے دیا؛ سہل انگاری کی مذمت کی اور مستند اور معتبر حوالوں کی روایت قائم کی۔ ان کے تحقیقی مقالات کے موضوعات میں لسانیات، تاریخ، شاعری اور لسانی نظریات شامل ہیں۔	حافظ محمود شیرانی، تحقیق و تدوین، مجموعہ نغز، محمد حسین آزاد، صغیر بلگرامی، سرخوش
عنبرین، بصیرہ	شعرائے دہلی کے اسلوب میں تصلیف و تعلی	۴۱۳ تا ۴۳۸	تصلیف فنِ بدیع کی وہ صورت ہے جس کے تحت شاعر ذاتی برتری اور قابلیت کا شعر کے قالب میں یوں اظہار کرتا ہے کہ کلام کی تمام ترلفظیات اس کی تخلیقی کاری گری کا اعلان کرتی ہیں۔ اس کے لیے عام طور پر تعلی کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس مقالے میں شعرائے دہلی کے کلام تعلی کا جائزہ	علم بدیع، تصلیف، تعلی، شعرائے دہلی، میر، سودا، غالب

			لیا گیا ہے۔ ان شاعروں میں میر، سودا، میر حسن، قائم، نظیر اکبر آبادی، شاہ نصیر، بہادر شاہ ظفر، ذوق، مومن اور غالب شامل ہیں۔	
کامران، محمد	Internet, Globalization, Pakistani Art & Literature انٹرنیٹ، گلوبلائزیشن، پاکستانی فنون اور ادب	۱۵ تا ۲۱ (حصہ انگریزی)	انٹرنیٹ موجودہ زمانے کی اہم ضرورت بن گیا ہے۔ دنیا بھر میں حصولِ علم کے لیے وسیع پیمانے پر انٹرنیٹ کا استعمال کیا جارہا ہے۔ کمپیوٹر اور انٹرنیٹ ہر فرد کی ضرورت بن گئے ہیں۔ گلوبلائزیشن کے اس دور میں انٹرنیٹ کی مدد سے علوم و فنون اور ادب کی ترویج میں بھی بہت مدد مل رہی ہے۔ اس مقالے میں پاکستانی آرٹ اور ادب کے حوالے سے انٹرنیٹ کے کردار پر مختصراً روشنی ڈالی گئی ہے۔	Internet, Globali-zation, Pakistani Literature, Pakistani Art, Sadequain Faiz Ahmad Faiz
کوثر، روبینہ	اردو میں سائنسی ناول کی تاریخ	۳۵۳ تا ۳۵۹	سائنسی ناول لکھنے والے کی صلاحیتوں اور اس کے گہرے مشاہدے کا پتا دیتے ہیں۔ بیسویں صدی میں سائنسی ناول کافی منظم اور ترتیب سے گتھے ہوئے پلاٹ میں نظر آتے ہیں۔ اس صنف کو مقبولیت بیسویں صدی کے نصف آخر میں حاصل ہوئی۔ ابتدا میں ایسے ناول رسالوں میں قسط وار شائع ہوتے تھے، پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا اور کتابی صورت میں بھی شائع ہونے لگے۔	سائنسی ناول، ظفر عمر، سائنس فکشن، ابنِ صفی، محمد خالد اختر، مرزا اطہر بیگ
کوثر، یاسمین	اقبال صدی اور ادبی رسائل	۳۸۹ تا ۴۰۵	حکومتِ پاکستان کی جانب سے ۱۹۷۷ء میں اقبال صدی کا اعلان ہوا۔ حکومتِ پاکستان کی زیر سرپرستی اور مختلف سرکاری و نیم سرکاری اداروں کے زیرِ اہتمام مختلف تقاریب منعقد کی گئیں۔ اس موقع پر بہت سی تصانیف بھی سامنے آئیں اس مقالے میں جشنِ اقبال صدی کے حوالے سے صرف پاکستان میں ۱۹۷۷ء میں شائع ہونے والے چند اہم رسایل کے اقبال نمبروں کا مختصر تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔ ان میں نقوش، ماہِ نو، صحیفہ، رسالہ اردو، شام و سحر، کتاب، افکار، اقبال ریویو، المعارف، پیغام، برقاب، اوقاف، سیارہ ڈائجسٹ، ماہنامہ میثاق اور کئی دیگر رسالوں کے اقبال نمبر شامل ہیں۔	اقبال صدی، اقبال نمبر، نقوش، ماہِ نو، صحیفہ، اقبال ریویو
لغاری، مہرونہ	ہجرت، بکھراؤ، انتشار (Diaspora) اور اردو کے نمائندہ ناول نگار	۳۳۳ تا ۳۵۲	ڈائیاسپورا یا بکھراؤ، انتشار یا جلاوطنی کی اصطلاح مابعد نوآبادیاتی مطالعے میں یہودیوں کی جلاوطنی اور ان کی وطن واپسی کی شدید خواہش کے سیاق و سباق سے جڑی رہی۔ ہجرت کا تجربہ خصوصاً جدید دور میں پوسٹ کولونیل نظام کے تحت حیاتِ انسانی میں جن تغیرات اور نفسیاتی مد و جزر کا سبب بن رہا ہے، اس مقالے میں اس طرزِ احساس کو اردو کے نمائندہ ناول نگاروں کے حوالے سے پیش کیا گیا ہے۔	اردو ناول، ہجرت، نوآبادیاتی مطالعہ، جوگندر پال، قرۃ العین حیدر، انتظار حسین
مالک، رفعت	شہاب نامہ کے فنی	۳۶۱	قدرت اللہ شہاب نے شہاب نامہ کی صورت میں ایک منفرد اور الگ نوعیت	قدرت اللہ

	مباحث (فکشن، خاکہ، سوانح عمری، تاریخ کی روشنی میں)	تا ۳۸۰	کی آپ بیتی تخلیق کی ہے۔ شہاب نامہ میں آپ بیتی کے فنی مباحث سے انحراف برتا گیا ہے۔ اس میں بیک وقت آپ بیتی، فکشن، خاکہ نگاری اور تاریخ کا رنگ نظر آتا ہے۔ شہاب نامہ کا اسلوب خاصا افسانوی ہے۔ پلاٹ، اختصار، وحدت تاثر، بیانیہ انداز، افسانوی اسلوب، کردار، واقعات، منظر کشی اور تخیل اس میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔	شہاب، شہاب نامہ، فکشن، خاکہ نگاری، سوانح عمری، تاریخ نگاری
مجاہد، رضوان احمد	اقبال اور نوآبادیاتی نظام	۲۶۵ تا ۲۷۶	اقبال اپنے عہد کی سیاست کا گہرا شعور وادراک رکھتے تھے۔ وہ اپنے مشاہدے اور تجربے کی بنیاد پر اس حقیقت کا ادراک کر چکے تھے کہ نوآبادیاتی نظام نے مسلم امہ اور خصوصاً ہندوستان کے مسلمانوں کی نفسیات پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ ان کے ماضی کی درخشاں روایات کا احساسِ تفاخر، ندامت اور پشیمانی میں بدل چکا ہے۔ وہ بے یقینی کا شکار ہو چکے ہیں اور بے یقینی بذاتِ خود غلامی سے بدتر ہے۔	علامہ اقبال، نوآبادیاتی نظام، ملوکیت، استعماری نظام، فکرِ اقبال، پس چہ باید کرد
منیر، عنبرین	نفسیاتی بھید کی تلاش کرتی ہوئے آواز..... اخترالایمان	۲۴۵ تا ۲۵۶	اخترالایمان ایک ایسے شاعر ہیں جن کا شعری مسلک ترقی پسندی اور حلقہ اربابِ ذوق کے بین بین تھا۔ وہ انفرادی ذات کی سچائیوں اور معاشرتی حقائق دونوں کو ایک ساتھ لے کر چلنا چاہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے کلام میں کہیں جذبات کی شدت اور تنہائی کا درد ابھرتا ہے اور کہیں جدید صنعتی دور کے نفسیاتی وذہنی الجھاؤ۔ اخترالایمان انسان کی انفرادی اور اجتماعی نفسیات اور اس کے مادی دنیا سے وابستہ ذہنی مسائل کا مرقع پیش کرتے ہیں۔	اخترالایمان، اردو نظم، ترقی پسندی، حلقہ اربابِ ذوق، یونانی ٹریجڈی، تمثیلی نظم، بنتِ لمحات
نبیل، نبیل احمد	مجید امجد کی نظم ''نہ کوئی سلطنتِ غم ہے نہ اقلیمِ طرب'' کا تجزیاتی مطالعہ	۲۰۷ تا ۲۲۲	اس مقالے میں مجید امجد کی ایک نظم ''نہ کوئی سلطنتِ غم ہے نہ اقلیمِ طرب'' کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ مقالہ نگار کے مطابق اس نظم کے پردے میں معنی در معنی جہانِ آرزو ہے جس کے ڈانڈے وقت، کائنات اور خدا کی تکوین میں انسان کی حیرت بھری تلاش سے جا ملتے ہیں۔ بظاہر یہ محسوس ہوتا ہے کہ رائیگانی اور ملال کی نظم ہے لیکن اصل میں نظم ہر مرحلے پر ایک نئی حیرت، نئے انکشاف اور نئی جستجو کے در وا کرتی ہے۔	مجید امجد، اردو نظم، نہ کوئی سلطنتِ غم ہے نہ اقلیمِ طرب، ساحر لدھیانوی، فزیکل سیلف، تخیلاتی سیلف
نعیم، محمد	امراؤ جان ادا میں سماجی وثقافتی تبدیلی	۹۷ تا ۱۰۶	اس مقالے میں ناول امراؤ جان ادا کا سماجی تبدیلی کے تصور کی روشنی میں جائزہ لیا گیا ہے۔ امیرن کا امراؤ بننا معیشت کے اعتبار سے بہتری کا حامل ہے۔ سماجی تبدیلی بہتری کے دو بنیادی اشاریے رکھتی ہے، پہلی صورت میں کم تر معاشرتی یا معاشی حیثیت کے کردار کا بہتر حیثیت کے گروہ میں ہجرت کر جانا اور دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی گروہ اجتماعی طور پر اپنی حیثیت بہتر	امراؤ جان ادا، سماجی تبدیلی، شاہدِ رعنا، فسانہ آزاد، لکھنوی ثقافت، منطقعہ، رسوا

			بنالے اور اسی طرح سماجی پسماندگی کا عمل بھی ہوتا ہے۔ مقالہ نگار نے اسی پس منظر میں امراؤ جان ادا کا تجزیہ کیا ہے۔	
نقوی، صدف	اقبال اور فلسفۂ وجودیت	۴۰۷ تا ۴۱۲	وجودیت کا فلسفہ انسانی زندگی کا فلسفہ ہے۔ اقبال کے نظریات کا سرچشمہ قرآن ہے۔ ان کے کلام اور خطبات میں فرد، آزادی، عقل اور ذات جیسے موضوعات میں وجودی افکار کی جھلک نظر آتی ہے تاہم کہیں کہیں وجودی فکر سے اختلاف بھی ملتا ہے۔ اقبال انسانی خودی کے قائل ہیں اور ان کے لیے خودی کے استحکام کی ہر شے قابل قبول ہے۔ اقبال سمجھتے ہیں کہ انسان اگر چاہے تو اپنے فکر و عمل سے معجز نما بن سکتا ہے۔	علامہ اقبال، فلسفہ وجودیت، الٰہیاتی وجودیت، ملحدانہ وجودیت، خودی، کرکیگارڈ
وحید الرحمٰن	مستنصر حسین تارڑ کے 'سفر در وطن'	۶۷ تا ۸۳	'سفر در وطن' تصوف کی ایک معروف اصطلاح ہے جس کے مطابق سالک بشری خصائل ترک کر کے اطاعت اور فرماں برداری کی محمود و ملکوتی صفات حاصل کرتا ہے۔ مستنصر حسین تارڑ نے بھی 'سفر در وطن' کا تجربہ کیا ہے مگر اس کی نوعیت روحانی نہیں جسمانی ہے۔ انھوں نے 'وطن' سے 'وطنِ عزیز' مراد لیا ہے اور اس کا سفر وطنِ عزیز کے دور افتادہ اور ناآشنا خطوں، پہاڑوں، وادیوں اور دریاؤں کا سفر ہے۔	مستنصر حسین تارڑ، سفر در وطن، ہنزہ داستان، سفر شمال کے، چترال داستان

بنیاد:۷(۲۰۱۶ء)

مدیر: نجیبہ عارف، گرمانی مرکزِ زبان وادب، لاہور یونی ورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
ارشد، محمد	مکاتیبِ ندوی فضلا (سید سلیمان ندوی، سید ابوالحسن علی ندوی، مسعود علی ندوی) بنام غلام رسول مہر	۱۳۳ تا ۱۸۳	اس مقالے میں سید احمد بریلوی شہید کی سوانح اور ان کی تحریک اصلاح و جہاد کے احوال و آثار کی تدوین و تحقیق کے سلسلے میں ممتاز صحافی اور مؤرخ مولانا غلام رسول مہر کے نام علامہ سید سلیمان ندوی اور ان کے دو نامور شاگردوں مولانا سید ابوالحسن ندوی اور مولانا مسعود عالم ندوی کے منتخب مکاتیب کا ایک مجموعہ مع حواشی و تعلیقات پیش کیا گیا ہے۔ یہ تمام مکتوبات مولانا غلام رسول مہر کے صاحبزادے امجد سلیم علوی (لاہور) کے پاس موجود ہیں۔	اردو مکاتیب، ندوی فضلا، سید احمد بریلوی، غلام رسول مہر، مسعود عالم ندوی، دارالمصنفین، اعظم گڑھ
اعوان، محمد سفیر/مشتاق، خدیجہ	Recption and Experimentation of the Urdu Literary form: The Case of the Ghazal in America (امریکہ میں اردو غزل کی قبولیت اور ہیئتی تجربات)	۲۷ تا ۴۵ (حصہ انگریزی)	از منہ قدیم سے ہی ثقافتی اور ادبی تبادلے کا رجحان جاری ہے جو بیسویں صدی میں عالمگیریت کے نتیجے میں بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔ اسی کے نتیجے میں ایک زبان و ثقافت سے تعلق رکھنے والی اصناف اور ہئیتی تجربات نے دوسری کئی زبانوں اور ثقافتوں میں اپنی جگہ بنانے کی کوشش کی ہے مثلاً اردو ناول نے امریکی فکشن کے اثرات قبول کیے ہیں اور کئی مغربی شعرا نے بین المتنیت کے تناظر میں اردو اور ہندی شاعری سے فیض حاصل کیا ہے۔ اسی بین المتنیت کے حوالے سے امریکی شعرا کے ہاں غزل کے ہئیتی تجربات بھی اہمیت رکھتے ہیں۔ آغاز میں امریکہ میں غالب اور فیض کی غزلوں کے تراجم متعارف کروائے گئے پھر آہستہ آہستہ انگریزی شعرا کے ہاں دیگر تجربات بھی سامنے آنے لگے۔ ایڈرن رچ، جوڈتھ رائٹ، جیم ہیرسن، جان تھامپسن، ڈی۔ جے۔ جونز، فلس ویب ڈگلس باربر اور میکس پلیٹر نے بطور خاص غزل میں ہئیتی تجربات کیے۔ لیکن غزل کی اصل ہیئت اور اس کے ثقافتی پہلو سے پوری طرح واقف نہ ہونے کی وجہ سے مذکورہ امریکی شعرا کے لیے غزل چیستاں ہی رہی۔ یہ خلا ۱۹۶۰ء میں ایک کشمیری نژاد امریکی شاعر آغا شاہد علی کی شاعری سے کسی حد تک پُر ہوا جس نے ان تھک محنت سے امریکی شاعری میں اردو غزل کے اصل جوہر کو منتقل کرنے کی سعی کی۔	America, Urdu Ghazal, Agha Shahid Ali, Ghazal in America
الماس، روبینہ	عبداللہ حسین کے ناولوں میں طبقاتی شعور	۴۳۷ تا ۴۵۳	عبداللہ حسین اپنے شہرہ آفاق ناول اداس نسلیں کے حوالے سے منفرد پہچان رکھتے ہیں۔ ان کے ناولوں کے کردار طبقاتی کش مکش اور شعور کی عمدہ ترجمانی کرتے ہیں۔ انھوں نے اپنے ناولوں میں طبقات کی ہر سطح پر تفریق اور	عبداللہ حسین، اداس نسلیں، باگھ، طبقاتی

			اس کے مختلف پہلوؤں کو پیش کیا ہے۔ جاگیر دار، عام زمیندار، سرمایہ دار اور برادری نظام کو انھوں نے بڑی عمدگی سے اپنے ناولوں میں بیان کیا ہے۔ اس مقالے میں عبداللہ حسین کے ناولوں میں طبقاتی شعور کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	شعور، خدا بابا پیر
پاریکھ، رؤف	قاموس الہند: پچپن جلدوں پر محیط اردو کا نادر لغت —— تعارف اور چند مغالطوں کا ازالہ	۲۰۷ تا ۲۲۲	اس مقالے میں قاموس الہند کی پچپن جلدوں کا احاطہ کیا گیا ہے۔ قاموس الہند ایک کثیر جلدی اردو بہ اردو لغت ہے۔ اس کے مؤلف راجا جیسور راؤ اصغر ہیں۔ ہنوز یہ لغت غیر مطبوعہ ہے۔ قاموس الہند اور اس کے مؤلف کے بارے میں چند غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ مقالہ نگار نے اس لغت سے متعلق چند بنیادی اور اہم معلومات پیش کرنے نیز اس لغت سے متعلق بعض غلط فہمیوں کے ازالے کی کوشش کی ہے۔	قاموس الہند، پچپن جلدیں، راجا راجیسور، راو اصغر، محمود حسین لائبریری، بتیس ہزار صفحات
چغتائی، محمد اکرام	Beginning of Oriental Learning in British India (According to the Report, 17th January 1824) ہندوستان کے برطانوی عہد میں مشرقی تعلیم کا آغاز (۱۷ جنوری ۱۸۲۴ء کی رپورٹ کے مطابق)	۵ تا ۲۶ (حصہ انگریزی)	مغلیہ ہندوستان میں لارڈ لیک (۱۸۰۳ء) کے بڑے شہروں پر قبضے کے بعد ایسٹ انڈیا کمپنی کے مقتدر ملازمین نے یہاں کے بہت سے معاملات میں توسیع کی طرف توجہ دی۔ اسی کے زیرِ اثر روایتی تعلیمی نظام کے معاملات بھی زیرِ بحث آئے۔ لہٰذا انھوں نے کلکتہ میں ایک کمیٹی تشکیل دی جس کے تحت جے۔ ایچ۔ ٹیلر کو ایک رپورٹ بنانے کا کام تفویض کیا گیا جس میں مسلمانوں کے تعلیمی اداروں کی موجودہ صورت حال کو زیرِ بحث لایا گیا۔ یہ رپورٹ جو ۱۷ جنوری ۱۸۲۴ء کو تیار کی گئی تھی۔ اگرچہ یہ بہت سے اہم نکات پر مشتمل تھی جس پر ہندوستان کی آئندہ تعلیمی پالیسی کی بنیاد قائم کی گئی، لیکن اب یہ مطبوعہ شکل میں موجود نہیں۔ مقالہ نگار نے اس رپورٹ کی اہمیت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہندوستان میں مشرقی تعلیم کے حوالے سے مختلف پالیسیوں کو موضوعِ بحث بنایا ہے۔	British India, Oriental learning, Delhi, East India Company, J. H. Taylor, Calcutta
دانش، ذوالفقار علی	سندھ کے خانقاہی ادب میں سیرت نگاری: محرکات اور اسالیب کا جائزہ	۸۷ تا ۱۰۷	اس مقالے میں سندھ کے خانقاہی ادب میں سیرت نگاری کی کتب کا مختصر جائزہ لیا گیا ہے۔ سندھ کی خانقاہوں میں جو سیرت نبوی ﷺ پر کتب تحریر کی گئی ہیں ان کے متنوع محرکات اور اسالیب ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ گہرا عشقیہ رنگ ہے جو صوفیانہ زندگی کا خاصا ہے۔ ان کتب سے سیرت پاکؐ کی تفہیم کے مختلف پہلو بھی سامنے آتے ہیں اور سیرت کی ہمہ جہتی کا اندازہ ہوتا ہے۔	خانقاہی ادب، سندھ، معجز نما سیرت، یوسف علی چشتی، اشرف علی تھانوی، جمالِ مصطفیٰؐ
ریاض، محمد سلمان	علم ترجمہ سے متعلق رجحانات کا اجمالی جائزہ	۴۷۹ تا ۵۲۴	اس مقالے میں جدید ترجمے کے حوالے سے پانچ نظریاتی رجحانات اور ان کے ذیلی نظریات پر مختصر جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اس میں مختلف لسانیاتی، معنوی اور ابلاغی ترجمے کے نظریات کو موضوع بنایا گیا ہے۔ ثقافتی رجحان کے تحت	علم ترجمہ، ساسیور، یوجین نیڈا، بائبل، نوم

			ترجمے کو مکرر تحریر کے طور پر پیش کرنے کے تصور، مابعد نو آبادیاتی ترجمہ، ترجمہ اور جنس اور ترجمے کو اپنانے یا پرایا بنانے کے کلیدی نظریات و رجحانات کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔	چومسکی، یون زوہار، رومن جیکب سن
سعید، سعادت	اکیسویں صدی، وجودی بنیادیں اور نئی نظم کے تشکیلی زاویے	۲۶۱ تا ۲۸۰	اس مقالے میں عہد حاضر کی اردو شاعری میں وجودی فکر کی تلاش کو بنیادی موضوع بنایا گیا ہے جس نے نئی نظم کی تشکیل کی ہے۔ اکیسویں صدی کی اردو نظم وجودی بنیادوں پر استوار ہے۔ جدید شعرا کی تخلیقات انسان تلاشی کے موضوع کے حوالے سے فکر دوام کی خوبی سے مزین نظر آتی ہیں۔ اس لیے کہ وہ علمی، ثقافتی اور فلسفیانہ بنیادوں پر تخلیق کی گئی ہیں۔ چنانچہ نئے شعرا کے ہاں وجودی فلسفہ ان کی نظموں کی تشکیل میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔	وجودیت، ژاں سارتر، اینڈی بلنڈٹن، حبیب جالب، ٹیری ایگلٹن، انجمن پنجاب
سنجرانی، خالد محمود	مقامی شعری اصناف میں مظفر علی سید کی تخلیقی امنگ	۲۸۱ تا ۳۱۰	اس مقالے میں مظفر علی سید کی مختلف اصناف میں طبع آزمائی کا تنقیدی احاطہ کیا گیا ہے۔ مظفر علی سید، ''موج دریا'' کے قلمی نام سے ہندی اسلوب میں دوہے، گیت اور بھجن بھی لکھا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ بہت سی اصناف میں انھوں نے اصلی نام سے بھی لکھا، لیکن اردو محققین نے دوہوں اور گیتوں کے حوالے سے جتنا بھی لکھا ان سب میں مظفر علی سید کے کام کو نظر انداز کیا گیا۔ اس مقالے میں مظفر علی سید کے دوہوں اور بھجنوں کے علاوہ گیتوں کا اصلی متن بھی شامل ہے۔	مظفر علی سید، دوہا، گیت، بھجن، موج دریا، ماہنامہ راوی
شیرانی، مظہر محمود/شہزاد، طارق علی	باغ و بہار کے دو بہترین تدوینی نسخوں کے مقدمات کا تقابلی مطالعہ	۲۹ تا ۴۶	باغ و بہار کا شمار اردو کی بہترین داستانوں میں کیا جاتا ہے۔ کئی بڑے محققین نے باغ و بہار کی تدوین کی ہے لیکن دو بڑے محققین ایسے ہیں جن کی تدوین کو بہت شہرت ملی۔ ان میں رشید حسن خان اور ڈاکٹر مرزا حامد بیگ شامل ہیں۔ باغ و بہار پر دونوں کا کام معیاری ہے۔ لیکن دونوں نے ایک دوسرے کے کام کو ہدفِ تنقید بنایا ہے اور اس کے لیے ٹھوس داخلی اور خارجی شہادتیں پیش کی ہیں۔ اس مقالے میں ان دونوں تدوینی نسخوں کا تقابلی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	باغ و بہار، رشید حسن خان، مرزا حامد بیگ، تدوین، گیان چند، مولوی عبدالحق، میر امن
عارف، نجیبہ	نسائی شعور کا قضیہ	۱۱۹ تا ۱۳۲	تنقیدی تھیوری کے مابعد جدید رجحانات میں تانیثیت کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ جامعات میں بھی اس موضوع پر باقاعدہ مقالے لکھے جا رہے ہیں۔ اس سلسلے میں خواتین کے ساتھ ساتھ کئی مرد محققین بھی جرأت مندانہ انداز میں تانیثیت کے کسی نہ کسی پہلو پر تحقیق کرنے میں مصروف نظر آتے ہیں۔ اس مقالے میں تانیثیت کے حوالے سے پر مغز مباحث موجود ہیں اور نسائیت کی باقاعدہ تعریف متعین کرنے کی بھی کوشش کی گئی ہے۔	تانیثیت، مابعد جدید تھیوری، نسائیت، عورت، نسائی شعور
عامر، زاہد	ماریشس میں اردو	۱۰۹	ماریشس بحر ہند میں واقع ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے۔ ۲۰۷ مربع کلومیٹر کے اس	ماریشس، بحر ہند،

منیر		تا ۱۱۷	جزیرے میں ایک درجن سے زیادہ زبانیں بولی جاتی ہیں۔ ماریشس میں اردو کی موجودگی اٹھارویں صدی کی آخری دہائی سے بتائی جاتی ہے۔ اس کا ثبوت یہاں کی الاقصیٰ مسجد میں پائی جانے والی ایک قبر کا اردو کتبہ ہے۔ اس مقالے میں ماریشس میں بولی جانے والی اردو زبان کے حوالے سے مختلف رجحانات کا جائزہ لیا گیا ہے۔	اردو، الاقصیٰ مسجد، کریول، اپنی زمین، تلاش پیہم
عقیل، معین الدین	نوآبادیاتی مسلم ہندوستان میں قدیم و جدید علوم کی آویزش: پس منظر اور پیش منظر	۹ تا ۲۷	جنوبی ایشیا کی معاشرتی و علمی تاریخ میں تعلیم کے فروغ کے لحاظ سے مسلمانوں کا عہد مثالی رہا ہے۔ بالخصوص عہد مغلیہ میں علم و تعلیم کی اشاعت اس قدر وسیع پیمانے پر ہو چکی تھی کہ مغلیہ حکومت کے طویل زوال میں سیاسی انحطاط کے باوجود تعلیمی درسگاہیں اور مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت نہ صرف بدستور قائم رہا بلکہ اس میں کہیں کہیں مزید ترقی ہوئی۔ اکثر حکمرانوں نے علم و ہنر کی خصوصی سرپرستی بھی کی۔ اس مقالے میں نوآبادیاتی عہد میں مسلمانوں کی قدیم و جدید علوم کے حوالے سے شرکت پر مدلل بحث کی گئی ہے۔	ہندوستان، مولانا عبدالحئی، سرسید احمد خان، ندوۃ العلما، شبلی نعمانی، ڈھاکا یونی ورسٹی
علی، لیاقت	پنجاب کا جاگیردارانہ سماج اور طاہرہ اقبال کی افسانوی دنیا	۴۲۳ تا ۴۳۶	طاہرہ اقبال کا شمار ان افسانہ نگار خواتین میں ہوتا ہے جنھوں نے دیہی مسائل کی عکاسی کی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انھوں نے دیہی زبان کے روز مرہ محاورے کو اردو کے ساتھ ملا کر ایک ایسا بیانیہ ترتیب دیا ہے جسے پڑھتے ہوئے قاری خود کو اسی سماج کا ایک حصہ سمجھنے لگ جاتا ہے۔ طاہرہ اقبال کی کہانیوں میں موجود جاگیردارانہ سماج کا مطالعہ کرنے کے لیے مقالہ نگار نے "ریخت"، "ملیچھ"، "سوہنی"، "گندا کیڑا"، "کھندے"، "انتخاب"، "چرواہا" اور "عزت" جیسے افسانوں کو منتخب کیا ہے۔	طاہرہ اقبال، افسانہ نگار، دیہات، گندا کیڑا، کھندے، ملیچھ۔
فاروقی، شمس الرحمٰن	اردو لغت نگاری کے بعض مسائل	۱۸۵ تا ۲۰۵	اردو زبان کا ایک بڑا مسئلہ یہ ہے کہ اس کی کوئی ایسی جامع اور مختصر لغت موجود نہیں، جس میں تمام الفاظ و محاورات کا احاطہ کیا گیا ہو اور نہ ہی اردو میں جدید طریقۂ کار کے مطابق کوئی لغت مرتب کی گئی ہے۔ مختلف لغات کے تقابل سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان میں اردو کے بہت سے اہم الفاظ نظر انداز کیے گئے ہیں۔ اسی نکتے کو مد نظر رکھتے ہوئے اس مقالے میں اردو لغت اور لغت نویسی کے بہت سے اہم معاملات زیر بحث لائے گئے ہیں۔	اردو لغت نگاری، پلیٹس، نور اللغات، فیروز اللغات، فرہنگ آصفیہ
قاسمی، ابوالکلام	مرزا غالب اور دانش حاضر	۲۴۳ تا ۲۶۰	اس مقالے میں عصر حاضر کے تناظر میں مرزا غالب کی شاعری کو بیان کیا گیا ہے۔ گذشتہ تین چار دہائیوں میں غالب کی شاعری پر کبھی جدید ذہن کے حوالے سے، کبھی عصر جدید میں غالب کی معنویت کے نقطۂ نظر سے اور کبھی عہد جدید کی مناسبت کے سیاق و سباق میں متعدد مضامین لکھے جا چکے ہیں۔ اس مقالے میں ان مضامین سے ہٹ کر دانش حاضر کے تناظر میں مرزا غالب کی	مرزا غالب، جوش گریہ، امتیاز علی عرشی، مالک رام، مہیش پرشاد، یادگار

			شاعری کی تفہیم کی گئی ہے۔	غالب
کاشمیری، تبسم	بابو گوپی ناتھ: قحبہ خانوں کا راہب	۳۹۵ تا ۴۰۹	بابو گوپی ناتھ منٹو کے تخلیق کردہ کرداروں میں بہت اہمیت کا حامل ہے کیوں کہ اس کردار کے ذریعے اس نے معاشرے کی بہت سی تلخ حقیقتوں کے ساتھ ساتھ انسانی نفسیات کی عمدہ عکاسی بھی کی ہے۔ بابو گوپی ناتھ کی زندگی میں ایک واقعہ اس کی پوری زندگی کی تبدیلی کا باعث بن جاتا ہے۔ اس مقالے میں مصنف نے بابو گوپی ناتھ کی زندگی کے مختلف ادوار کا جائزہ انسانی نفسیات کے تناظر میں پیش کیا ہے۔	منٹو، بابو گوپی ناتھ، زینت، قحبہ خانہ، سردار بیگم، اردو افسانہ
محمود، سہیل	ترجمہ: عمل اور روایت	۵۲۵ تا ۵۴۸	کسی بھی زبان کی ابلاغی استعداد کے فروغ اور وسعت میں ترجمے کی مختلف روایتوں کا اہم کردار ہے، لیکن بدقسمتی سے اردو میں ترجمے کی سرگرمی کے سائنسی اور مفصل جائزوں کی کمی رہی ہے۔ حالانکہ ان جائزوں سے ان مقامات کی نشان دہی ممکن ہو سکتی تھی جن سے مترجم کو شعوری طور پر بچ کر گزرنا چاہیے۔ اس مقالے کا مقصد بھی ترجمے کے انھی پہلوؤں کو اجاگر کرنا ہے۔	ترجمہ، ترجمے کی روایت، عملِ ترجمہ، اردو ترجمہ
ملک، عبدالستار	پاکستانی زبانوں کی لسانی و صوتیاتی خصوصیات اور اردو کی تدریس	۲۲۳ تا ۲۴۱	اس مقالے میں پاکستانی زبانوں کے ساتھ ساتھ اردو زبان کی تدریس میں معلم کو جو مشکلات پیش آتی ہیں ان کا احاطہ کیا گیا ہے۔ چوں کہ سندھی اور پشتو وغیرہ کا رسم الخط نسخ ہے نیز ان کا املا بھی اردو سے مختلف ہے۔ اس لیے ایسے طلبہ کو اردو لکھنے میں دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس مقالے میں ان تمام مسائل کی نشان دہی کی گئی ہے۔	تدریس اردو، علاقائی زبانیں، مقامی زبانیں، اردو زبان، لسانیات
مینوکال، مریا روسا/ (مترجم) میمن، محمد عمر	شاعری بطور عملِ تاریخ	۴۵۵ تا ۴۷۷	اس مقالے میں مصنف نے مریا روسا مینوکال کے مضمون Poetry as an act of History کا ترجمہ کیا ہے اور اس کے ساتھ حواشی بھی تحریر کیے ہیں۔ یہ مضمون دراصل وہ لیکچر ہے جو مینوکال نے نوتر دیم (انڈیانا) میں ستمبر ۲۰۰۸ء میں دیا تھا۔ اس مضمون کا اردو ترجمہ کرنا اردو داں طبقے کو اس کی اہمیت سے آگاہ کرنا ہے۔	مریا روسا مینو کال، نوتر دیم، انڈیانا، قرونِ وسطیٰ، ترجمہ، شاعری
نبیل، احمد نبیل	مجید امجد کی شاعری: پنجاب کے ثقافتی تناظر میں	۳۳۳ تا ۳۹۳	اس مقالے میں پنجاب کے ثقافتی تناظر میں مجید امجد کی شاعری کو پرکھا گیا ہے۔ مجید امجد بیک وقت مقامی اور آفاقی کلچر کے نمائندہ شاعر ہیں۔ ان کی شاعری میں کلچر کے تمام لوازمات موجود ہیں۔ اس کے ساتھ ان کا تاریخی و تہذیبی شعور بھی ان کے کلام میں جلوہ گر ہے۔ پنجاب کے ثقافتی مظاہر کے شعری بیانیے نے مجید امجد کی شاعری میں تنوع پیدا کر دیا ہے۔	مجید امجد، پنجاب، پنجابی ثقافت، جدید اردو شاعری، جدید اردو نظم
نعیم، محمد	ایامیٰ: مساوات اور بیانیہ	۴۱۱ تا	نذیر احمد کا نسبتاً کم معروف ناول ایامیٰ، بیوہ کے نکاح ثانی کی تفہیم، معاصر صورتِ حال اور انیسویں صدی کے اخیر میں اشراف عورتوں کے اختیار کو	نذیر احمد، ایامیٰ، آزادی، بیگم،

		۴۲۱	سمجھنے کے حوالے سے اہم ہے۔ نذیر احمد نے اس ناول میں ہندوستان میں تیزی سے بدلتی ہوئی صورتِ حال کی نمائندگی کی ہے۔ اس مقالے میں مصنف نے ایامیٰ کا تجزیہ بیانیہ صورتِ حال کو مد نظر رکھتے ہوئے کیا ہے اور آزادی بیگم کے کردار کی مختلف جہات کو کھول کر واضح کیا ہے۔	اردو ناول
ہاشمی، طارق محمود	اردو شاعری میں تحسین منٹو	۳۱۱ تا ۳۳۱	اس مقالے میں مقالہ نگار نے مشہور افسانہ نگار منٹو کی شخصیت کے حوالے سے کی جانے والی شاعری کا احاطہ کیا ہے۔ منٹو وہ واحد افسانہ نگار ہے جو ایک وسیع سطح پر اردو شعرا کے لیے توجہ کا مرکز بنا ہے۔ شاعروں نے منٹو کی سحر انگیز شخصیت کے پر کشش خاکے پیش کیے ہیں۔ ان شعرا میں مجید امجد، شاد امر تسری، ظفر اقبال اور مصطفیٰ زیدی قابل ذکر ہیں۔	منٹو، تحسینِ منٹو، مجید امجد، شاد امر تسری، ظفر اقبال، مصطفیٰ زیدی

تاریخ وثقافت پاکستان (اکتوبر ۲۰۱۵ء—مارچ ۲۰۱۶ء)

مدیر: فرح گل بقائی، قومی ادارہ برائے تحقیق وثقافت، مرکز فضیلت، قائداعظم یونی ورسٹی (نیو کیمپس)، اسلام آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
امن، نورالبصر	شیخ ایاز کی زندانی ادبی خدمات	۱۱۵ تا ۱۲۶	شیخ ایاز ایک شاعر، ادیب، محقق اور تنقید نگار کی حیثیت سے اپنی پہچان رکھتے ہیں۔ انھوں نے سندھی زبان میں ۱۲ کے قریب کتابیں لکھیں۔ اس کے علاوہ اردو زبان میں بھی ان کی دو کتب موجود ہیں۔ شیخ ایاز ایک باغی شاعر تھے۔ انھوں نے برطانوی استعمار کے خلاف شاعری شروع کی تو حکومت وقت نے ان کو جیل میں ڈال دیا۔ قید و بند کی صعوبتوں کے باوجود آپ نے بہت عمدہ شاعری کی۔ اس مقالے میں آپ کی جیل میں لکھی گئی شاعری کا تحقیق وتنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔	شیخ ایاز، سندھ، سندھی زبان، باغی، سفید وحشی، سندھی شاعری
بخشالی، سید ظفراللہ	کراچی میں جرس میگزین کی علمی وادبی خدمات	۱۲۷ تا ۱۴۷	سہ ماہی جرس پشتو زبان و ادب کی بدولت کافی مقبولیت رکھتا ہے۔ یہ معروف شاعر، ادیب، نقاد، محقق، افسانہ نگار، ناول نگار، سفر نامہ نگار اور صحافی طاہر آفریدی کی زیرِ صدارت کراچی سے باقاعدگی سے شائع ہوتا رہا۔ جرس پشتو ادب اور صحافت میں ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لیے کہ اس میں پشتو زبان و ادب کے حوالے سے مختلف اصناف شعر و شاعری، انشائیہ، پشتونوں کی تاریخ وثقافت، افسانوی ادب، تراجم وغیرہ پر مضامین شائع ہوتے رہے۔ اس مقالے میں اسی رسالے کا مکمل تعارف پیش کیا گیا ہے۔	پشتو زبان، جرس، طاہر آفریدی، کراچی
بقائی، فرح گل	خضر حیات ٹوانہ اور پنجاب کی سیاست ۱۹۴۲ء—۱۹۴۷ء	۵۵ تا ۸۸	اس مقالے میں خضر حیات ٹوانہ کی سیاست کا جائزہ لیا گیا ہے جو ۱۹۴۲ء سے لے کر ۱۹۴۷ء تک جاری رہی۔ یہ تمام عرصہ حصولِ پاکستان کا تھا۔ اس سلسلے میں پنجاب کا کردار بہت اہم تھا۔ مگر یہاں خضر حیات ٹوانہ مسلسل مسلم لیگ کے خلاف رہے۔ انھوں نے اپنا پورا اثر ورسوخ استعمال کر کے مسلم لیگ کو نیچا دکھانے کی کوشش کی اور اس میں کسی حد تک کامیاب بھی رہے۔ مگر اس کا نقصان مسلمانوں کو اٹھانا پڑا۔ اس مقالے میں خضر حیات ٹوانہ کی مسلمانوں اور مسلم لیگ کے خلاف کی گئی سازش کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔	سیاست، مسلم لیگ، خضر حیات ٹوانہ، قائداعظم، پاکستان، انڈیا کونسل
خلیل، حنیف	سندھی اور پشتو زبان کا ثقافتی اور لسانی رشتہ	۱۰۰ تا ۱۱۴	اس مقالے میں سندھی اور پشتو زبانوں کے درمیان ثقافتی اور لسانی رشتوں کی وضاحت کی گئی ہے۔ دونوں زبانوں میں لغوی و معنوی قربت کے ساتھ ساتھ صرفی و نحوی اشتراکات، ضرب الامثال اور محاورات کی یک رنگی، رسم الخط کے مشترکہ پس منظر، زبانوں کے نسلی وخاندانی رشتے، صوتیاتی نظام ایک جیسے ہیں۔ اس مقالے میں دونوں زبانوں کے مشترک ثقافتی اور تاریخی ورثے کی	زبان، سندھی، پشتو، لسانی اشتراکات، ثقافت، ساز

			نشان دہی بھی ہوتی ہے۔	
الطاف اللہ/ حسین، ریاض	آزاد اردو نظم اور اجمل خٹک: ایک تجزیہ	۲۵ تا ۳۶	اجمل خٹک کی زیادہ تر شاعری پشتو زبان میں ہے۔ تاہم برصغیر کا اردو دان طبقہ بھی ان کے نام سے متعارف ہے۔ اجمل خٹک کی غیر مطبوعہ معرکہ آرا اردو نظمیں بہت مشہور ہیں جو جدید اردو شاعری میں گراں قدر اضافہ ہیں۔ آپ کی اردو نظموں میں نادر تشبیہات، استعارات اور کنایات آپ کے تخیل کی رفعت، جذبات کی شدت خیالات اور فن کی صداقت، افکار کی عظمت، خلوص اور تعمق پر گواہ ہیں۔ اس مقالے میں اجمل خٹک کی اردو نظموں کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	اجمل خٹک، پشتو شاعری، اردو شاعری، آزاد اردو نظم
فضل ربی/ مروت، غلام قاسم	پاکستان۔امریکہ تعلقات۔۔دہشت گردی کے خلاف جنگ کے تناظر میں	۳۷ تا ۵۳	دہشت گردی کے خلاف جنگ ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء سے شروع ہوئی جب عسکریت پسندوں نے امریکہ پر حملے کیے۔ امریکہ نے دہشت گردوں کے خلاف ایک طویل جنگ افغانستان میں شروع کی اور پاکستان اس جنگ میں امریکہ کا اتحادی بنا۔ گیارہ ستمبر کے بعد پاکستان دہشت گردی کے خلاف عالمی جنگ میں فرنٹ لائن پر آ گیا اور اسے اپنے مغربی سرحدی علاقوں میں ایک طویل جنگ شروع کرنی پڑی جو اب تک جاری ہے۔ اس مقالے میں پاکستان امریکہ تعلقات کا تذکرہ دہشت گردی کے تناظر میں کرنے کے ساتھ ساتھ، پاکستان کی طرف امریکی پالیسی کے رجحانات اور پاکستان کے امریکہ کے ساتھ تعاون کا جائزہ بھی لیا گیا ہے۔	دہشت گردی، افغانستان، پاکستان، امریکہ، گیارہ ستمبر، صدر بش، اسامہ بن لادن
ویسریو، منظور علی	شیخ ایاز: انسان دوستی، امن اور محبت کے شاعر	۸۹ تا ۹۹	شیخ ایاز سندھی زبان کے معروف اور نمائندہ شاعر ہیں۔ جدید سندھی شاعری میں ان کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہے۔ یہ ہمہ جہت شخصیت تھے۔ بیک وقت شاعر، ادیب، خطوط نگار، کالم نگار، افسانہ نگار، ڈرامہ نگار، سفر نامہ نویس، مترجم، معلم، منتظم اور مدیر تھے۔ انھوں نے شاعری کی مختلف اصناف میں طبع آزمائی کی اور ہائیکو، سانیٹ، ترائیلے، بلینک ورس، اوپیرا وغیرہ لکھے۔ اس مقالے میں شیخ ایاز کی شاعری کا محاکمہ کیا گیا ہے۔	شیخ ایاز، سندھی شاعری، لمبا کے دیس، روڈن، اپرچند لپس پرین
یعقوبی، حمایت اللہ/ یوسف زئی، ارشد محمد	ملک احمد خان یوسف زئی: جدید پختون خوا کا بانی	۷ تا ۲۳	برصغیر پاک و ہند میں پختونوں کا خطہ ہمیشہ ہی سے ایک ممتاز مقام رکھتا ہے۔ جغرافیائی اور دفاعی لحاظ سے پختون خوا تاریخ کے ہر دور میں ایک اہم کردار کا حامل ہے۔ تاریخ میں پہلی مرتبہ پختونوں نے اس علاقے میں اپنے لیے ایک الگ ریاستی ڈھانچے کی بنیاد ملک احمد خان یوسف زئی کی قیادت میں سولھویں صدی کے اوائل میں رکھی تھی۔ اس لیے ملک احمد خان کو بجا طور پر پختونوں کا بانی کہا جاتا ہے۔ ان کی سیاسی بصیرت، بلند پایہ منصوبہ بندی اور جنگی صلاحیتوں نے اس وقت کے تقریباً تمام منتشر پختون قبائل کو یک جا کر کے پختون خوا	ملک احمد خان یوسف زئی، پختون خوا، کوہ ہندوکش، سولھویں صدی، عبدالرشید،

			کی بنیاد رکھی۔ اس مقالے میں ملک احمد خان یوسف زئی کی پختون خوا کے لیے کئی گئی کاوشوں کا ذکر کیا گیا ہے۔	مرزا الغ بیگ، لودھی افغان
یعقوبی، کرم ستار	شہر قائد میں پشتون اہلِ قلم کی علمی و ادبی خدمات	۱۴۹ تا ۱۵۷	دیگر بہت سی ذاتوں کے علاوہ کراچی میں پشتون لاکھوں کی تعداد میں آباد ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق ان کی آبادی پچاس لاکھ کے لگ بھگ ہے، لیکن ان پشتون لوگوں نے اپنی ثقافت اور طرزِ رہن سہن کو نہیں چھوڑا۔ کراچی میں انھوں نے فکر معاش کے ساتھ ساتھ فکرِ زبان کا بیڑہ بھی اُٹھار کھا ہے۔ بہت سے پشتون اہلِ قلم انفرادی اور اجتماعی حیثیت میں پشتو زبان، پشتو ادب، پشتو صحافت اور پشتون تاریخ و ثقافت کی خدمت کر رہے ہیں۔ اس مقالے میں انھی پشتون اہلِ قلم کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے۔	پشتون، کراچی، پشتو زبان، جرس، پشتون اہلِ قلم

تاریخ و ثقافت پاکستان (اپریل ۲۰۱۶ء — ستمبر ۲۰۱۶ء)

مدیر: فرح گل بقائی، قومی ادارہ برائے تحقیق و ثقافت، مرکز فضیلت، قائد اعظم یونی ورسٹی (نیو کیمپس)، اسلام آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
اقبال، جاوید	شیخ ایاز کے افکار میں سندھی قومیت کا تصور	۱۴۵ تا ۱۶۱	شیخ ایاز جدید سندھی ادب کے سب سے نمایاں شاعر، افسانہ نگار، ناول نگار، مترجم، صحافی، مفکر اور دانش ور ہیں۔ انھوں نے سندھی اور اردو دونوں زبانوں میں لکھا ہے اور پچاس سے زیادہ کتابوں اور تحقیقی مقالات کے مصنف، مترجم اور مؤلف ہیں۔ شاہ عبداللطیف بھٹائی کے رسالے شاہ جو رسالو کا سندھی سے اردو میں ترجمہ بھی کیا ہے۔ ان کی تمام تصانیف سندھی قومیت کے تصور کو اجاگر کرتی ہیں۔ اس مقالے میں شیخ ایاز کی تصانیف میں سندھی قومیت کے تصور کا جائزہ لیا گیا ہے۔	شیخ ایاز، سندھی ادب، شاہ جو سندھی زبان، فہمیدہ ریاض، حمایت علی شاعر
بقائی، فرح گل	پنجاب مسلم لیگ کا تحریک پاکستان میں کردار	۵۹ تا ۸۴	پنجاب کو قائد اعظم نے پاکستان کا بنیادی جزو قرار دیا ہے۔ یہاں مسلم لیگ نے تحریکِ پاکستان میں منظم اور بھرپور کردار ادا کیا اور مسلمانوں کے سیاسی حقوق کے تحفظ اور ترویج کے لیے مسلسل کوشش کی۔ اس جماعت نے مسلمانوں میں نہ صرف اتحاد و یگانگت پیدا کرنے کی مسلسل کوشش کی بلکہ مسلمانوں کے دوسری اقوام کے ساتھ تعلقات بہتر بنانے میں بھی بہت اہم کردار ادا کیا۔ اس مقالے میں تحریکِ پاکستان کے تناظر میں پنجاب مسلم لیگ کی کارکردگی کا جائزہ لیا گیا ہے۔	پنجاب، مسلم لیگ، تحریک پاکستان، کانگریس، وقار الملک، قائد اعظم
بیگ، محمد شہزاد اختر	کتب خانہ چشتیہ فاروقیہ کے نادر الوجود تاریخی مخطوطات	۱۶۳ تا ۱۸۲	چشتیاں، بہاول پور ڈویژن میں واقع ہے۔ یہاں کتب خانہ چشتیہ فاروقیہ پیر محمد اجمل چشتی کی ملکیت ہے جس میں کئی نادر کتب و رسائل موجود ہیں۔ ان میں سیرت، سوانح، شاعری، تراجم، ثقافت، تاریخ، حدیث، ادب، سیاست، مکاتیب، خطبات، مخطوطات، حکایات اور ملفوظات وغیرہ شامل ہیں۔ اس مقالے میں اس کتب خانے اور اس میں موجود کتب کا تعارف دیا گیا ہے۔	کتب خانہ، چشتیہ فاروق، اجمل چشتی، ملتان، بہاول پور، مخطوطات
خان، سرفراز/ الطاف اللہ	فاٹا کا انتظامی ڈھانچہ اور اس کی خصوصیات	۷ تا ۲۳	پاک افغان سرحد پر واقع قبائلی علاقہ جات کو فاٹا کہا جاتا ہے۔ فاٹا میں مختلف پختون قبائل آباد ہیں اور افغانستان کے ساتھ سرحد ملنے کی بدولت یہاں بہت سے انتظامی امور میں دقتوں کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ وفاق کے زیرِ انتظام قبائلی علاقہ جات کو انتظامی طور پر دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ یعنی محفوظ اور غیر محفوظ قبائلی علاقے۔ اول الذکر کے انتظامی امور بلاواسطہ مرکزی حکومت پولیٹیکل ایجنٹس کے ذریعے پایۂ تکمیل تک پہنچاتی ہے جبکہ مؤخر الذکر کے انتظامی امور بالواسطہ مقامی قبائل کی ذمہ داری ہے۔ اس مقالے	فاٹا، افغانستان، سرحد، قبائل، وفاق، راجگال

			میں انھی انتظامی امور کی خصوصیات کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔	
شاہد، عبدالرزاق/ علی، راجہ عامر	چولستان کے بوہڑ: تاریخ و ثقافت	۱۱۵ تا ۱۲۸	چولستان میں رہائش پذیر مسلمان قبائل میں سے بوہڑ امتیازی حیثیت کا حامل قبیلہ ہے۔ یہ پنوار راجپوت کی ایک شاخ ہے۔ بوہڑ رانا، راؤ یا رائے نہیں کہلواتے بلکہ ملک کہلواتے ہیں۔ وہ خود کو راجپوت نہیں بلکہ بوہڑ کہنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ تمام مسلمان بوہڑ بدر دین کی اولاد ہیں۔ اس مقالے میں بوہڑ قبائل کا مکمل تعارف، تاریخ اور ثقافت کا بیان ہے۔	بوہڑ قبائل، چولستان، قبائل، رانا، راہڑ، بدر دین
ظہیر، ثنا	پاکستان میں اتحادوں کی سیاست: نیشنل ڈیموکریٹک فرنٹ کا کردار	۱۲۹ تا ۱۴۴	پاکستان کی سیاسی تاریخ میں بہت سے مواقع ایسے آئے جب حزبِ اختلاف کی جماعتیں اپنے مشترکہ مقاصد کے لیے متحد ہوئیں۔ اسی طرح کا ایک اتحاد ،،نیشنل ڈیموکریٹک فرنٹ“ کے تحت جنرل محمد ایوب خان کی آمریت کے مقابل وجود میں آیا۔ ۱۹۶۲ء میں پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ کے تحت تمام سیاسی جماعتوں کو از سرِ نو اپنی سیاسی سرگرمیاں شروع کرنے کی اجازت مل گئی تو نیشنل ڈیموکریٹک فرنٹ کے اتحاد نے اس صورتِ حال میں اہم کردار ادا کیا۔ اس مقالے میں اسی کردار کا احاطہ کیا گیا ہے۔	نیشنل ڈیموکریٹک، جنرل ایوب، ڈھاکہ، کالا قانون، نبی پٹھان، مجیب الرحمٰن
قادر، خرم	سلطنتِ دہلی: غیر مسلم اکثریت میں مسلم فکر کا ارتقا	۲۵ تا ۵۸	سلطنت دہلی میں مسلم فکر نے بہت عروج حاصل کیا۔ اس مقالے کو اسی فکر کی عکاسی کے لیے تین ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے۔ تینوں ادوار کو دو دو حصوں میں منقسم کر کے حصہ اول میں سلطنت دہلی کے معاشرے کی عکاسی اور دوسرے حصے میں سلطنتِ دہلی کے کسی اہم مفکر یا دینی عالم کے نظریات کا اس حوالے سے تجزیہ کیا گیا ہے کہ ان کے نظریات کیا تھے؟ ان کے نمائندہ موضوعات کون سے تھے؟ اور ان موضوعات کے انتخاب کا سلطنت کے معاشرتی ارتقا سے کیا تعلق ہے؟	سلطنت دہلی، رضیہ سلطانہ، بختیار کاکی، محمد بن تغلق، فیروز شاہ، گجرات، صوفیا
ورک، زکریا	عالمِ اسلام کی اہم لائبریریاں	۸۵ تا ۱۱۴	اس مقالے میں عالم اسلام کے کتب خانوں کا مفصل احوال بیان کیا گیا ہے۔ نیز یہ بھی بتایا گیا ہے کہ عہدِ وسطیٰ کے اسلامی دور میں کتابوں کی اہمیت کیا تھی۔ علم کو پھیلانے میں مسلمانوں کا کیا کردار تھا؟ مسلمانوں نے عہدِ رفتہ کی یونانی، سنسکرت، فارسی کتابوں کو کس طرح محفوظ کیا؟ اور کن کتب کے تراجم کیے؟ اس سلسلے میں مراکش، بغداد، مصر، ایران، شام، سمرقند، بخارا، سپین اور ہندوستان کے مختلف کتب خانوں کا مفصل احوال درج کیا گیا ہے۔	مراکش، بغداد، سپین، کتب خانے، مصر، شام، ایران

تاریخ وثقافت پاکستان (اکتوبر۲۰۱۶ء—مارچ۲۰۱۷ء)

مدیر: فرح گل بقائی، قومی ادارہ برائے تحقیق وثقافت، مرکز فضیلت، قائداعظم یونی ورسٹی (نیو کیمپس)، اسلام آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
امن، نورالبصر	خان عبدالصمد خان (خان شہید) کی پشتو زندانی ادبی خدمات	۱۴۱ تا ۱۴۹	پشتو میں معلوم زندانی ادب کا سلسلہ خوشحال خان خٹک سے شروع ہوتا ہے لیکن انگریز دور اور ہندوستان کی تقسیم کے بعد شعوری طور پر نظم اور نثر کی صورت میں بہت زیادہ زندانی ادب تخلیق ہوا ہے۔ پشتو ادب کے زندانی شعرا اور ادبا کی طویل فہرست میں ایک نمایاں نام خان عبدالصمد خان (خان شہید) کا بھی ہے جنھیں انگریز حکومت میں جیل کی سختیوں کو برداشت کرنا پڑا۔ جیل کے اندر تمام تر سختیوں کے باوجود جو کام خان شہید نے سرانجام دیے ہیں وہ یقیناً قابلِ تعریف ہیں اور پشتو ادب کا سرمایہ ہیں۔ اس مقالے میں ان تحریروں کا جائزہ لیا گیا ہے جو انھوں نے جیل کے دوران لکھی ہیں۔	خان شہید، خان عبدالصمد خان، پشتو ادب، زندانی ادب، ممد اللغات، ترجمان القرآن، گلستان
بلوچ، غلام فاروق/ مینگل، سعیدہ	صنفی مساوات: تاریخی تناظر میں بحوالہ خصوصی بلوچستان	۱۰۱ تا ۱۱۹	تمام معاشروں میں عورت کے استحصال کی وجوہات مختلف ہوتی ہیں بلکہ پسماندہ معاشروں میں عورت کے استحصال کے ساتھ مردوں کا استحصال بھی ہوتا ہے۔ ان معاشروں میں آج بھی مرد حضرات عورتوں کے شانہ بشانہ ان کے حقوق کی جنگ لڑ رہے ہیں اور یہ جنگ اب بھی جاری ہے۔ یہ مقالہ دور جدید میں مرد و عورت یعنی ہر دو اصناف کی معاشرتی برابری اور حقوق کی یکساں تقسیم کی بارے میں ہے جس میں تاریخ کے دریچوں میں عورت کے کردار کو تلاش کرنے اور اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور ساتھ ہی بلوچستان کے معاشرے میں عورت کے مقام کا جائزہ لیا گیا ہے۔	صنفی مساوات، بلوچستان، پاکستان، قبائلی گروہ، پشتون، بلوچی کوڈ آف آنر
حسین، ریاض/ شاہ، عطاء اللہ	تحریکِ پاکستان میں ہزارہ کا کردار	۷ تا ۳۰	پاکستان بننے سے قبل ضلع ہزارہ شمال مغربی سرحدی صوبے کے پانچ اضلاع میں سے ایک تھا۔ ہزارہ نے تحریکِ پاکستان میں کلیدی کردار ادا کیا اور کانگرس کے اثر ورسوخ والے صوبے میں یہ ضلع مسلم لیگ کا گڑھ اور سیاسی قوت کا مظہر رہا۔ ہزارہ تحریکِ آزادی میں ہمیشہ اگلے محاذ پر ہی رہا اور اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے ہر طرح کی جدوجہد اور کوشش کی۔ اس مقالے میں ضلع ہزارہ کی تحریکِ پاکستان کے لیے کئی گئی کاوشوں کا مفصل احوال بیان کیا گیا ہے۔	ضلع ہزارہ، خیبر پختون خوا، تحریکِ پاکستان، مسلم لیگ، پختون
خان، گل آور/ فیض، جلال	بلوچستان کی ترقی پسند سیاست میں میر غوث بخش بزنجو کا	۱۵۱ تا ۱۵۹	میر غوث بخش بزنجو پوری زندگی ایک دانش مند اور فیصلہ جو شخصیت رہے۔ آپ کو بابائے بلوچستان اور بابائے مذاکرات کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ آپ نے بلوچستان کی ترقی کے لیے ہر ممکن کوشش کی اور ہر مسئلے کا حل	بلوچستان، میر غوث بخش بزنجو، بابائے بلوچستان،

	کردار: ایک جائزہ اور تجزیہ		مذاکرات سے نکالنے کی کوشش میں مصروف رہے۔ آپ ایک مدلل اور میانہ رو سیاست دان تھے جن کا کردار بلوچستان کی قوم پرستانہ سیاست میں بہت اہم رہا ہے۔ اس مقالے میں اسی کا تجزیہ کیا گیا ہے۔	بابائے مذاکرات
رضوان، محمد / محمود سلطان	آزادیٔ نسواں کا تصور: علامہ محمد اقبال کے خیالات و افکار کا تجزیہ	۱۲۱ تا ۱۳۹	علامہ اقبال نے عورت کے دائرہ کار کے حوالے سے تہذیبِ مغرب کی تباہ کاریوں، گھریلو حالات پر اثر انداز ہونے، خاندانی نظام کی بربادی اور عورت کی تذلیل کو اپنی شاعری میں بہت عمدگی سے بیان کیا ہے۔ وہ عورت کے لیے وہی طرزِ حیات پسند کرتے ہیں جو اسلام نے متعارف کروایا ہے۔ بیسویں صدی کے دوسرے اور تیسرے عشرے میں علامہ اقبال مسلمان عورت کو جس چیز کی تباہ کاریوں سے خبردار کرتے ہیں وہ آج کی جدید اکیسویں صدی میں واضح نظر آ رہی ہے۔ اس مقالے میں آزادیٔ نسواں کے سلسلے میں عظیم مفکر علامہ اقبال کے تصورات و خیالات کا تنقیدی تجزیہ کیا گیا ہے۔	اقبالیات، عورت اور اقبال، علامہ اقبال، آزادیٔ نسواں، مرد فرنگ، خلوت، حضرت خدیجہؓ، ایک سوال
ظہور، محمد ابرار	نو آبادیاتی شمالی ہندوستان میں مسلم شناخت کی تعمیر کے لیے انجمنِ خدام کعبہ کا کردار	۶۳ تا ۷۴	مسلمانانِ ہندوستان کی اپنے مذہبی مقامات کے ساتھ ایک جذباتی وابستگی رہی ہے۔ لہٰذا انجمن خدام کعبہ کا قیام ہندوستان کے مسلمانوں کی اس وابستگی کا ایک مظہر ہے۔ اس انجمن کا سب سے بڑا مقصد کعبہ کا تقدس اور حفاظت اور اس کے ساتھ مسلمانوں کے مقدس مقامات کی غیر مسلموں سے حفاظت تھا۔ چناں چہ اس مقالے میں انجمن خدام کعبہ کے تعارف کے ساتھ ساتھ اس کے اغراض و مقاصد پر مکمل روشنی ڈالی گئی ہے۔	انجمن خدام کعبہ، مقدس مقامات مکہ، مدینہ، خلافت عثمانیہ، شوکت علی
فضل ربی / الطاف اللہ	پاکستان کی خارجہ پالیسی کے مختلف ادوار کا ایک جائزہ (۱۹۴۷ء-۲۰۱۶ء)	۷۵ تا ۱۰۰	آزادی حاصل کرنے کے بعد پاکستان کو کئی اندرونی اور بیرونی مسائل کا سامنا کرنا پڑا اور علاقائی صورتِ حال، پڑوسیوں سے نازک تعلقات، محل وقوع کی نوعیت اور قومی سلامتی کو لاحق خطرات سے نمٹنے کے لیے اپنی عسکری اور معاشی حالات کو مضبوط کرنا وغیرہ کے باعث پاکستان کی خارجہ پالیسی آزادی سے لے کر اب تک کئی پیچیدگیوں اور نشیب و فراز کی حامل رہی۔ اندرونی، علاقائی اور بین الاقوامی چیلنجوں کا سامنا کرتے ہوئے پاکستان کی خارجہ پالیسی وقت کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتی گئی۔ اس مقالے میں پاکستان کی خارجہ پالیسی کے مختلف ادوار کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔	خارجہ پالیسی، برطانیہ، پاکستان، امریکہ، روس، فرانس
نور الامین / آفریدی، محمد شفیع	افغانستان میں معلمین الہند کی خدمات	۳۱ تا ۴۰	افغانستان اور برطانوی ہند کے درمیان تاریخی تعلقات موجود ہیں۔ مختلف صوفیا کرام، محدثین، تاریخ دان اور مفسرین افغانستان سے ہند آتے رہتے ہیں جبکہ جدیدیت، آزاد خیالی، جمہوریت، صحافت، آئین اور جدید سیکولر تعلیم ہندوستان سے معلمین ہند نے منتقل کیا ہے۔ اس مقالے میں ان مسلم اسکالرز کا تذکرہ ہے جنھوں نے جدید علوم افغانستان منتقل کرنے میں کلیدی کردار ادا	ہند، معلمین الہند، افغانستان، عبد الغنی، حبیب اللہ، محمد حسین

			کیا ہے۔	
یعقوبی، حمایت اللہ/ بودلہ، اختر رسول	بی بی مبارکہ اور پختون۔ مغل تعلقات	۴۱ تا ۶۲	ظہیر الدین بابر نے ۱۵۰۴ء میں جب کابل پر قبضہ کیا تو اس وقت افغانستان اور قبائلی علاقوں کی طرف خانہ جنگی کی صورتِ حال تھی۔ ہر طرف قبائل ایک دوسرے سے بر سرِ پیکار تھے، لیکن ان میں سے سب سے طاقت ور قوم اور قبائل یوسف زئی قوم کے تھے۔ چناں چہ بابر نے اپنی حکومت مستحکم کرنے کے لیے یوسف زئی قبائل سے دوستی بڑھانی شروع کی اور ملک احمد خان یوسف زئی کی بیٹی بی بی مبارکہ سے شادی کر لی۔ اس مقالے میں بی بی مبارکہ سے شادی کی روایات اور اس سے حاصل ہونے والے سیاسی فوائد پر مدلل بحث کی گئی ہے۔	بی بی مبارکہ، ظہیر الدین بابر، افغانستان، یوسف زئی، ملک احمد خان، شاہ منصور

تحقیق: ۳۱ (۲۰۱۶ء)

مدیر: سید جاوید اقبال، شعبۂ اردو؛ سندھ یونی ورسٹی، جام شورو

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
انصاری، فدا حسین	محبت خان محبت کی مثنوی اسرار محبت	۰۱ تا ۵۶	سسی پنوں کے قصے کو شمالی مغربی ہندوستان میں وہی اہمیت حاصل ہے جو ڈھولا مارو کو راجستھان میں یا مادھونل اور کام کنڈلا کو بہار میں حاصل ہے۔ سندھ اور بلوچستان میں یہ قصہ ہر ایک کی زبان پر ہے۔ سندھی عوام میں سسی اور پنوں کو اولیا کا مرتبہ بھی حاصل ہے۔ سسی پنوں کا قصہ سندھی، بلوچی، کچھی اور پنجابی زبانوں میں بار بار لکھا گیا ہے نیز انگریزی زبان میں بھی یہ قصہ تحریری شکل میں دستیاب ہے جس کا ترجمہ لیفٹیننٹ برٹن اور مسٹر لوسٹن نے پنجابی روایتوں سے کیا ہے۔ جب کہ سندھی روایت کا ترجمہ ایف۔ جے۔ گولڈ سمتھ نے کیا ہے جو ۱۸۶۳ء میں لندن سے اصل متن کے ساتھ شائع ہوا۔ ۱۷۸۲ء میں نواب محبت خان نے سسی پنوں کے قصے پر مشتمل مثنوی اسرارِ محبت تحریر کی جسے انھوں نے انگریز اہل کار مسٹر جانسن کی فرمائش پر لکھا تھا۔ زیرِ نظر مقالے میں اسی تاریخی مثنوی اسرارِ محبت کا جائزہ لیا گیا ہے جس کی تحقیق کے دوران انجمن ترقی اردو، کراچی، مولوی عبدالحق، حسرت موہانی اور ڈاکٹر نسیم احمد کے نسخوں سے مدد لی گئی ہے۔	محبت خان محبت، اسرارِ محبت، اردو مثنوی، سسی پنوں، مسٹر جانسن
بلوچ، غلام قاسم مجاہد	بلوچوں میں اردو گوئی کا آغاز: اجمالی جائزہ	۵۷ تا ۹۷	اس مقالے میں بلوچوں میں اردو گوئی کے آغاز کو تاریخی تناظر میں دیکھنے کی سعی کی گئی ہے جس کے لیے ۱۶۶۶ء سے ۱۹۴۷ء تک کے عہد کو مدِ نظر رکھا گیا ہے۔ بلوچوں نے اردو زبان اپنے علاقے بلوچستان ہی سے سیکھی۔ ۱۶۶۶ء میں احمد زئی قمبر خانی خاندان نے ریاست قلات کی بنیاد رکھی۔ تشکیل ریاست کے بعد اہلِ ہنود تاجر وہاں آ کر آباد ہوئے۔ یہ تاجر بلوچی اور براہوی کے بجائے ہندی، سرائیکی اور اردو بولتے تھے۔ انھی کی بدولت اردو زبان متعارف ہوئی۔ ۱۷۶۱ء میں میر نصیر خان نوری، احمد شاہ ابدالی کے ہمراہ مرہٹوں اور سکھوں کی شورش کو رفع کرنے کے لیے ہندوستان گئے جہاں بلوچ عساکر پنجابی، ہندی اور اردو سے آشنا ہوئے۔ ۱۷۶۸ء میں بلوچستان سے مشرقی زیریں میدانی علاقے "سندھ" میں بلوچوں کی حکمرانی قائم ہوئی جو ۱۸۴۳ء تک قائم رہی۔ سندھ میں بلوچی کے ساتھ اس اِدغامی عمل کے زیرِ اثر ریاست کے کئی بلوچ	بلوچستان، اردو گوئی، احمد زئی قمبر خانی، مراد فقیر رنگیچہ، مہر کرم علی خان، مہر مراد علی خان

			امرا و شعرا نے اردو شاعری کا آغاز کیا اور اردو دادبا و شعرا کی سرپرستی کی۔ یوں یہ دور ترقی اردو کے حوالے سے ایک زریں دور شمار ہوتا ہے جس میں بلوچ قبائل پہلی بار "اردو آشنائی" سے پیش رفت کرتے ہوئے "اردو نگاری" کے مرحلے میں داخل ہوئے۔	
تبسم، صدف	امیر مینائی کی اردو نثری تصانیف	۱۳۲ تا ۱۵۳	برصغیر پاک و ہند میں اردو زبان و ادب کے افق پر جتنے ادیب نمودار ہوئے ان میں ایک نمایاں نام امیر مینائی کا ہے۔ آپ ایک باکمال شاعر، مستند زبان دان اور صاحب فن استاد تھے۔ آپ بیک وقت عالم، صوفی، فقیہ، لغت نویس، تذکرہ نویس اور انشاپرداز تھے۔ طب، فقہ، فلسفہ، منطق، قانون اور موسیقی کے علاوہ علم نجوم، رمل اور جفر میں بھی کامل دست گاہ رکھتے تھے، لیکن آپ کی کثیر الجہت شخصیت کے چند ہی پہلو قارئین کے سامنے آ سکے۔ بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ آپ ایک ماہر نثر نگار بھی تھے۔ آپ عربی، اردو، فارسی، بھاشا اور سنسکرت کے عالم تھے۔ ابتدائی زمانے میں تو آپ کو زبان لکھنؤ کا وارث تک کہا گیا لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آپ کی نثر نگاری میں سادگی اور سلاست آتی گئی۔ آپ کی نثری تصانیف میں آپ کے الفاظ کا چناؤ اور ان کی ترتیب پڑھنے والے کو اپنی طرف راغب کرتی ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں آپ کی نثری تصانیف کا اجمالی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	امیر مینائی، نثر در تعریف قیصر باغ، نماز کے اسرار، انتخاب یادگار، امیر اللغات، خیابان آفرینش
سعید، محمد (ہشام السعید)/اقبال، سید جاوید	اردو فرہنگ نگاری تشکیل و تحقیق: ایک جائزہ	۱۵۴ تا ۱۷۱	دورِ حاضر میں فرہنگ نویسی ایک اہم علمی سرگرمی شمار کی جاتی ہے۔ یہ کسی ایک ادبی شاہ کار سے یا کسی ایک شاعر و ادیب کے کل سرمایۂ تحقیق سے وابستہ ہوتی ہے۔ یہ وقت کی ایک اہم ضرورت ہے جس کے اصول و مسائل کی نشان دہی اشد ضروری ہے۔ چناں چہ اس تحقیقی جہت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس مقالے میں فرہنگ کی تعریف، تجرید، آغاز فرہنگ نویسی کے اسباب، جامعات میں تحقیقی سطح پر فرہنگ کی تشکیل اور چند اہم فرہنگوں کی تشکیلی و ترتیبی خصوصیات کو زیرِ بحث لاتے ہوئے چند نمونہ ہائے فرہنگ بھی مہیا کیے گئے ہیں تاکہ جامعات میں تحقیقی سطح پر ترتیب پانے والی فرہنگوں کا معیارِ تحقیق بلند کیا جا سکے۔	فرہنگ نگاری، بہاءالدین زکریا یونی ورسٹی، سندھ یونی ورسٹی جام شورو، فرہنگ محمد قلی قطب شاہ، فرہنگ دربار اکبری
صابر، محمد اعجاز	ڈاکٹر فرمان فتح پوری کے دیباچوں کا تجزیاتی مطالعہ	۹۸ تا ۱۳۱	ڈاکٹر فرمان فتح پوری (۱۹۲۶ء۔ ۲۰۱۳ء) کا شمار اردو زبان و ادب کے نمایاں محققین اور نثر نگاروں میں ہوتا ہے۔ اردو زبان میں اپنی ادبی خدمات کے حوالے سے وہ بین الاقوامی شہرت کے حامل ہیں۔ انھوں نے اردو کی ترقی و ترویج کے لیے بحیثیت محقق، نقاد، ماہر لسانیات اور استاد اپنی خدمات انجام دیں۔ اب تک ان کی باسٹھ (۶۲) کتب منظرِ عام پر آ چکی ہیں جن میں ان کے	فرمان فتح پوری، دیباچہ نگاری، کتاب کے بعد، تنقید نما

	تحریر کردہ دیباچے بھی شامل ہیں جو اپنی اہمیت کے لحاظ سے گراں قدر سرمایہ تصور کیے جاتے ہیں۔ زیرِ نظر مقالے میں ڈاکٹر فرمان فتح پوری کے ان دیباچوں کا تجزیہ کیا گیا ہے جو انھوں نے اپنی یا دوسرے مصنفین کی کتب کے لیے تحریر کیے ہیں۔			

تحقیق: ۳۲(۲۰۱۶ء)

مدیر: سید جاوید اقبال، شعبہ اُردو؛ سندھ یونی ورسٹی، جام شورو

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
اسلم، فوزیہ	انگریزی آمیزی کا رجحان اور اردو اخبارات (روزنامہ ایکسپریس کے خصوصی حوالے سے)	۱۴۹ تا ۱۶۷	ذرائع ابلاغ میں پرنٹ میڈیا کے ساتھ الیکٹرانک میڈیا کی شمولیت سے اس کا دائرہ کار وسیع ہو گیا ہے۔ یہ ذرائع نہ صرف عوام کو حالات حاضرہ سے باخبر رکھنے کا فریضہ احسن طریقے سے انجام دے رہے ہیں بل کہ عوام کو تفریح بھی فراہم کرتے ہیں۔ تاہم اس صورتِ حال کا ایک منفی پہلو یہ بھی ہے کہ یہ ذرائع، ابلاغ کے عمل میں انگریزی الفاظ، مرکبات، فقرات، محاورات وغیرہ کا کثرت سے استعمال کر رہے ہیں۔ ان میں سے بیش تر انگریزی الفاظ و مرکبات کے اردو مترادفات ہونے کے باوجود انگریزی متبادلات کے استعمال کا رجحان ایک سوالیہ نشان ہے۔ چناں چہ زیرِ نظر مضمون اسی تناظر میں عموماً اردو اخبارات اور بالخصوص روزنامہ ایکسپریس میں استعمال ہونے والے انگریزی الفاظ، مرکبات اور فقرات کو اپنا موضوع بناتا ہے۔	پرنٹ میڈیا، ذرائع ابلاغ، اردو اخبارات، روزنامہ ایکسپریس، انگریزی آمیزی کا رجحان
امتیاز، محمد	ہندوستان پر ترک قبائل کے لسانی اثرات	۱۳۹ تا ۱۴۸	ترکی اور ہندوستان کے درمیان بڑے گہرے اور دیرینہ تاریخی تعلقات ہیں۔ وسط ایشیا میں حالیہ کھدائیوں کے دوران جو حقائق سامنے آئے ہیں ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جنوبی ترکمانیہ کی چار ہزار دو سو سال قبل مسیح کی مستقل زرعی نظام کی حامل تہذیب کا اپنی ہم عصر ایرانی، افغانی اور پاک و ہند کی تہذیبوں سے گہرا رشتہ تھا۔ اس لحاظ سے کہا جا سکتا ہے کہ ترکوں نے ہندوستان کو نہ صرف تہذیبی اور ثقافتی لحاظ سے متاثر کیا بل کہ اس پر گہرے لسانی اثرت بھی مرتب کیے جس کا مختصر جائزہ اس مقالے میں پیش کیا گیا ہے۔	لسانیات، ہندوستان، ترک قبائل، ساکا، یوچی، کشن قبیلہ
امین، خالد	تحریکِ اتحاد اسلامی کے اردو شاعری پر اثرات	۰۱ تا ۷۸	تحریک اتحاد اسلامی (Pan Islamism) انیسویں صدی میں مسلمان ممالک کو انحطاط سے نکالنے کے لیے جمال الدین افغانی اور سلطنتِ عثمانیہ نے شروع کی۔ چوں کہ ہندوستانی مسلمان سلطنتِ عثمانیہ کی خلافت کو روحانی، سیاسی اور تہذیبی طور پر اپنا راہنما تسلیم کرتے تھے اس لیے ہندوستان کے مسلم دانش وروں کا بڑا طبقہ تمام تر مسلکی اور علاقائی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر اس میں شامل ہو گیا۔ ان دانش وروں میں علما، سیاست دان اور ادیب سبھی شامل تھے۔ اسی لیے انیسویں صدی اور اس کے بعد کے اردو ادب پر اس تحریک کے عالمگیر سیاسی اثرات کئی حوالوں سے موجود ہیں۔ اس مقالے میں	تحریک اتحاد اسلامی، جمال الدین افغانی، مولانا الطاف حسین حالی، شبلی نعمانی، اکبر الٰہ آبادی، مولانا محمد علی جوہر، حسرت

			اسی تحریک کو مد نظر رکھتے ہوئے چند اہم اور منتخب شعرا کی شاعری کا جائزہ لیا گیا ہے۔	موہانی
پروین، ساجدہ/ اقبال، سید جاوید	قائم خانی بولی کے گیت: تہذیبی و سماجی مطالعہ	۷۹ تا ۱۳۸	دنیا کی شاید ہی کوئی زبان یا بولی ہو جس میں لوک گیتوں کا وجود نہ ہو۔ قائم خانی برادری اور ان کی بولی بھی اس ورثہ سے تہی داماں نہیں۔ چوں کہ ان کے لوک گیت راجستھانی اور پاکستانی دو مختلف تقاضوں کا ملاپ رکھتے ہیں اس لیے ان لوک گیتوں میں مشترکہ قدریں نظر آتی ہیں۔ یہ لوک گیت سینہ بہ سینہ سفر کرتے ہوئے پہنچتے ہیں اور روایتوں کے ذریعے زندہ رہتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ گیت سکہ بند نہیں ہیں جس سے طبیعت اکتا جائے بل کہ یہ عوام کے وسیع تر تجربات، مشاہدات، رجحانات اور رسومات کے آئینہ دار ہیں جن میں بچوں کے لیے لوریاں، پند و نصائح، موسموں کے تغیرات، تہوار کے رنگ، سروں کے آہنگ، شادی بیاہ کی رسومات اور محبت و رقابت، غرض ہر موقع کے گیت شامل ہیں۔ انھی خصوصیات کو پیش نظر رکھتے ہوئے زیرِ نظر مقالے میں قائم خانی بولی کے گیتوں کا تہذیبی اور سماجی مطالعہ کیا گیا ہے۔	قائم خانی بولی، گیت، لوک گیت، راجستھان، مارواڑی بولی
رضوی، سید طارق حسین	سندھ سے شائع ہونے والے ادبی اصناف و موضوعات سے متعلق رسائل	۲۲۸ تا ۲۳۹	ادبی رسائل کی عمومی ترتیب اداریہ، حمد و نعت، نثری و شعری ادب، تحقیقی و تنقیدی مضامین اور تبصروں پر مشتمل ہوتی ہے۔ خصوصی شماروں کی اشاعت کے تحت مختلف اصناف ادب اور موضوعات کے حوالے سے شمارے شائع کیے جاتے ہیں مثلاً افسانہ نمبر، ناول نمبر، غزل نمبر، نظم نمبر وغیرہ۔ اب اس سے ایک قدم آگے سلسلہ وار ادبی جرائد، منتخب اصناف ادب میں نثری و شعری تخلیقات اور اصنافِ ادب کی تاریخ، تنقید اور تحقیق کے حوالے سے اعلیٰ معیار کے مضامین و مقالات کو ادبی رسائل میں شامل کیا جارہا ہے۔ اسی حوالے سے زیرِ نظر مقالے میں سندھ سے شائع ہونے والے ایسے ادبی رسائل کو موضوعِ بحث بنایا گیا ہے جنھوں نے اپنا دائرہ کار کسی ایک موضوع یا کسی ایک صنف ادب تک محدود رکھا اور پھر اسی سے متعلق ادب کو تسلسل کے ساتھ پیش کرتے رہے۔	سندھ، ادبی رسائل، ادبی جرائد، نعت رنگ، پاک پنچ، ظرافت، زیر لب
فریدالدین/ اقبال، سید جاوید	حکیم محمد سعید کی سفر نامہ نگاری کا تجزیاتی مطالعہ	۱۶۸ تا ۲۲۷	حکیم محمد سعید ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے۔ وہ طبیب، سماجی کارکن، مفکر، مصنف، محقق، منتظم اور صنعت کار تھے۔ وہ متعدد ملکی اور غیر ملکی اداروں اور تنظیموں کے رکن اور سربراہ بھی رہے اور مقامی اور عالمی سطح پر منعقد ہونے والے سینکڑوں اجلاسوں، سیمی ناروں اور کانفرنسوں میں شریک ہوئے اور تحقیقی مقالات پیش کیے۔ ان تمام مصروفیات کے باوجود انھوں نے تقریباً ۲۰۰ کتب تصنیف و تالیف کیں اور سینکڑوں مضامین، دیباچے اور اداریے	حکیم محمد سعید، اردو سفر نامہ، سعید سیاح چین میں، سعید سیاح جرمنی میں، ایک مسافر چار ملک،

			تحریر کیے۔انھوں نے کئی ادبی مجلوں کی ادارت کی اور مختلف ممالک کے ۵۶ سفر نامے بھی تحریر کیے۔زیرِ نظر مضمون میں نہ صرف سفر نامہ نگاری کے حوالے سے حکیم محمد سعید کی تخلیقات میں محرکات و مقاصد، مشاہدات، منظر نگاری، جزئیات نگاری، واقعہ نگاری، شخصیت نگاری، طنز و مزاح اور اسلوب کا جائزہ لیا گیا ہے بل کہ ہم عصر سفر نامہ نگاروں کے ساتھ ان کا تقابل بھی کیا گیا ہے۔	نقش سفر

تحقیق نامہ: ۱۸(۲۰۱۶ء)

مدیر: محمد ہارون قادر، شعبۂ اردو، جی۔ سی۔ یونی ورسٹی، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
احمد، امتیاز	تفسیر ضیاء القرآن کے نثری اسلوب کے فنی محاسن کا مطالعہ	۲۰۸ تا ۲۲۲	زیرِ نظر مقالے میں تفسیر ضیاء القرآن کے نثری اسلوب کے فنی محاسن کا جائزہ لیا گیا ہے۔تفسیر ضیاء القرآن کی نثر اردو ادب میں ایک مستند حیثیت کی حامل ہے۔ یہ نثر وضاحت، قطعیت اور منطقی استدلال سے بھرپور ہے۔اس کی اساس حسنِ بیان کے ساتھ ساتھ حسنِ خیال پر رکھی گئی ہے۔رواں اور شُستہ اردو میں لکھی گئی یہ تحریر قاری کے ذہن اور قلب کو متاثر کیے بغیر نہیں رہتی۔ اس میں سلاست کے ساتھ لطف بیان اور اثر بھی موجود ہے اور ایجاز بیان کی بدولت بغیر اشتباہ کے اصل نکتے کی ترسیل کو ممکن بنایا گیا ہے۔یہ نثر سچے ادب کی طرح غم زدہ انسانوں کی غم گساری سے متصف ہے۔ عربی، فارسی اور اردو کے اشعار سے استشہاد کی وجہ سے تفسیر مذکور کی نثر نے ایک منفرد طرز وضع کی ہے۔آیاتِ قرآنیہ کے مفاہیم کی تشریح کے لیے عربوں کے روزمرہ سے استفادہ صاحبِ تفسیر کی قابلِ ستائش کوشش ہے۔ اختلافی مسائل کے تذکرے میں حکیمانہ دلائل، حُسن بیان اور آدابِ شائستگی واضح نظر آتے ہیں۔انسانی کردار سازی، غلط نظریات کی بیخ کنی، بنی نوعِ انسان کی خدمت اور عملی زندگی کے رُخ کے تعین میں ممد و معاون ہونے کی وجہ سے یہ تفسیر اردو کے دینی ادب میں بہت وقیع اور ممتاز مقام رکھتی ہے۔	تفسیر ضیاء القرآن، تفسیر قرآن، اردو تفسیر، پیر کرم شاہ
احمد، زاہد	پروفیسر محمد عثمان کی اقبال شناسی	۳۲۷ تا ۳۳۴	ناقدین کی کثیر تعداد جو اقبال کی فلسفیانہ شاعری سے روشناس ہے، اقبال کے تصورِ خودی پر مرتکز ہے۔ اقبال کے افکار کے تمام پہلو اسی فلسفے کی لڑی میں پروئے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔انھوں نے اپنے مابعدالطبیعیاتی، مادی، سماجی، اخلاقی اور جمالیاتی افکار کے دائرے فلسفۂ خودی سے ملائے ہیں۔پروفیسر عثمان کے، جن کا شمار اقبال شناسوں میں کیا جاتا ہے، نزدیک بھی اقبال کی سیاسی اور سماجی شاعری کا بنیادی نکتہ یہی ہے۔انھوں نے کھل کر اس کی وضاحت کی ہے۔ وہ اپنے مضامین میں علامہ اقبال کے اس حوالے سے بھی مداح ہیں کہ وہ اپنے عہد کے انسانوں کے لیے اپنے افکار کے ذریعے رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتے رہے ہیں۔زیرِ نظر مقالے میں اسی نکتے کو مد نظر رکھتے ہوئے پروفیسر محمد عثمان کی اقبال شناسی کو	علامہ محمد اقبال، اردو شاعری، تصورِ خودی، پروفیسر محمد عثمان، اقبال شناسی

			موضوع بنایا گیا ہے۔	
اشفاق، حمیرا	ترقی پسند تحریک کی مجلاتی صحافت: ایک جائزہ(۱۹۳۶ء تا ۲۰۱۱ء)	۱۱۰ تا ۱۳۹	انجمن ترقی پسند مصنفین کے قیام کو پچھتر برس سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ ترقی پسندوں کا پون صدی کا یہ سفر کئی پہلوؤں سے اہم اور قابل توجہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس موضوع پر درجنوں کتب منظرِ عام پر آچکی ہیں، جن میں تحریک کے حوالے سے مختلف سوالات اُٹھائے گئے ہیں۔ زیرِ نظر مضمون میں ۱۹۳۶ء سے منظرِ عام پر آنے والے ترقی پسند تحریک کے مجلّوں کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ وہ رسائل، جو ترقی پسند تحریک کے آغاز کے بعد اور تقسیم سے پہلے جاری ہوئے اور آزادی کے بعد بھی شائع ہوتے رہے، ان میں ادب لطیف، سویرا اور نیا ادب شامل ہیں۔ انھی کو بنیاد بناتے ہوئے اس تجزیے میں ترقی پسند تحریک کی مجلّاتی صحافت کے مختلف رجحانات اور تحریک کے اندر متنوع آوازوں پر بحث کی گئی ہے۔	ترقی پسند تحریک، مجلاتی صحافت، ادب لطیف، سویرا، نیا ادب
اعوان، محمد آصف	تلوک چند محروم: ایک تعارف	۸۰ تا ۸۵	تلوک چند محروم اردو ادب کی تاریخ کا ایک نمایاں نام ہے۔ ان کا تعلق میانوالی سے تھا۔ اگرچہ وہ ہندو تھے لیکن مذہبی تعصب اور تنگ نظری سے کوسوں دُور تھے۔ ان کے کلام میں سوامی دیانند سرسوتی پر لکھی جانے والی نظمیں بھی ہیں اور قرآنی آیات کے حوالے اور اشارات بھی۔ انھوں نے شاعری کی سبھی اصناف مثلاً مرثیہ، رباعی، قطعہ، غزل اور نظم میں طبع آزمائی کی ہے۔ علاوہ ازیں ان کے کلام کا موضوعاتی تنوع بھی اہمیت کا حامل ہے۔ زیرِ نظر مقالہ نہ صرف محروم کا شخصی تعارف پیش کرتا ہے بل کہ ان کی شاعری کے مختلف گوشوں کو بھی متعارف کراتا ہے۔	تلوک چند محروم، اردو شاعری، کاروانِ وطن، بہار طفلی، شعلہ نوا
انجم، محمد وسیم	علامہ اقبال کا ایک مضمون: قومی زندگی	۲۰۲ تا ۲۰۷	علامہ اقبال کی نثری تصانیف کا سلسلہ عین ان کے عالم شباب میں شروع ہوا اور ۱۹۳۸ء تک جاری رہا۔ اس عرصے کے دوران عالمِ اسلام کئی مسائل سے دوچار ہوا۔ علامہ نے ان واقعات کو، مشاہدات کی صورت میں، اپنے ذہن میں ہی نہیں بل کہ اپنے قلم کی مدد سے صفحہ قرطاس پر بھی محفوظ کرنے کی سعی کی، لیکن اس عرصے میں ان کی لکھی جانے والی تمام تحریریں منتشر حالت میں ہیں جنھیں تاحال ایک جگہ پر جمع نہیں کیا جا سکا۔ انھی تحریروں میں ایک مضمون قومی زندگی کے عنوان سے ملتا ہے جو مخزن کے اکتوبر ۱۹۰۴ء کے شمارے میں شائع ہوا۔ یہ درحقیقت ایبٹ آباد میں دیا جانے والا ایک خطبہ تھا، جسے بعد ازاں مضمون کی شکل میں شائع کیا گیا۔ زیرِ نظر مقالے میں اسی مضمون کی تفصیلات زیرِ بحث لائی گئی ہیں۔	علامہ محمد اقبال، خطبہ ایبٹ آباد، قومی زندگی، مخزن، اقبال کی نثر

بزمی، محمود الحسن	پنجابی دینی ادب وچ چہل حدیث دی روایت	۱۴۰ تا ۱۵۷	زیر نظر پنجابی مضمون میں یہ نکتہ سامنے لایا گیا ہے کہ پنجابی دینی ادب میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی چالیس احادیث کو یک جا کر کے اور ان سے لوگوں کو روشناس کرانے کے لیے عام فہم انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔یہ دراصل عربی روایت ہے جسے عربی میں "اربعین" اور پنجابی میں "چہل احادیث" یا "چالیس احادیث" کے نام سے متعارف کروایا گیا ہے۔ یہ چالیس احادیث مبارکہ اسلام کی اساسی تعلیمات سے متعلق ہیں، جنھیں لوگوں تک پہنچانے کے لیے اس کے کئی تراجم کیے گئے ہیں۔ان تراجم میں پنجابی زبان میں تحریر کردہ مولانا عبداللہ عبدی کی "چہل حدیث" پہلی کتاب ہے۔اس کے علاوہ بھی کئی تراجم ہیں، جن کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ احادیث مبارکہ پڑھی اور سمجھی جائیں اور معمول کی زندگی میں ان پر عمل پیرا ہوا جائے۔	پنجابی دینی ادب، چہل حدیث، حضرت محمد ﷺ، اربعین، مولانا عبداللہ عبدی
بشیر، فائزہ	کتابیات کے اندراجات کے مختلف طریقہ ہائے کار	۳۳۵ تا ۳۴۱	مصادر، منابع، کتابیات یا ببلیو گرافی فن تحقیق کا ایک لازمی حصہ اور ایک اہم ذیلی شعبہ ہے جو بعض دوسرے شعبوں کی طرح اپنی ضرورت، خصوصیات اور حدود کی بنا پر ایک قائم بالذات شعبہ بن گیا ہے۔کسی بھی تحقیقی مقالے کی پیش کش میں اس کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں کیوں کہ مقالے کی اہمیت اور اس کی قدر قیمت کا اصل اندازہ اس کے حوالہ جات اور مصادر سے ہی لگایا جاتا ہے۔اس کے اندراج کے لیے بین الاقوامی سطح پر مختلف طریقے رائج ہیں، جن میں اے۔پی۔اے، شکاگو مینول، ایم۔ایل۔اے۔ خاص اہمیت کے حامل ہیں اور سائنس اور آرٹس ہر شعبے میں مستعمل ہیں۔ لٰہذا کتابیات کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر اس مقالے میں نہ صرف کتابیات کے اندراجات کے مختلف طریقوں کا تعارف کروایا گیا ہے بل کہ جدید ایڈیشنوں کے مطابق کتابیات کے اندراجات کے مختلف طریقے بیان بھی کیے گئے ہیں۔	کتابیات، ببلیو گرافی، اے۔پی۔اے، ایم۔ایل۔اے، شکاگو مینول،
ثاقب، محمد اقبال	میر سیّد ہمدانیؒ کے حضور علامہ اقبالؒ کے گلہائے عقیدت پر ایک مقدمہ	۹۸ تا ۱۰۹	حضرت علامہ محمد اقبالؒ کا شمار بیسویں صدی عیسوی کے نابغۂ روزگار مفکرین میں ہوتا ہے۔اقبال اسلامی دنیا کا وہ روشن فکر فلسفی اور شاعر ہے جسے حکیم الامت کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔اقبالؒ نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف "جاوید نامہ" میں میر سید علی ہمدانیؒ کو خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔اس کتاب میں اقبال نے افلاک کے ایک تخیلاتی سفر کو اپنے روحانی مرشد حضرت جلال الدین رومیؒ کے ہم راہ طے کرنے کی روداد فارسی مثنوی کی صورت میں نظم کی ہے۔اقبال اپنے مرشد کی ہدایت پر امیرِ کبیر	سیّد علی ہمدانیؒ، علامہ اقبال، جلال الدین رومی، جاوید نامہ، فارسی مثنوی

			حضرت سیّد علی ہمدانیؒ کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے اور اُن کے حضور منظوم گل ہائے عقیدت پیش کیے۔ ان چند اشعار میں اقبال نے ان کی شخصیت کے جن پہلوؤں کی طرف اشارہ کیا ہے اُن پر اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ علامہ اقبال کی شخصیت پر حضرت سید علی ہمدانیؒ کی تصانیف کے گہرے اثرات تھے۔ زیرِ نظر مقالے میں اقبال کے پیش کردہ انھیں اشعار کے تناظر میں میر سید علی ہمدانیؒ کی کثیر الجہت شخصیت کا مطالعہ کیا گیا ہے۔	
ثاقب، محمد اقبال/ قادر، محمد ہارون	ایران کے انقلابی شاعر عشقی کی ایک نظم کا تجزیاتی مطالعہ	۳۷۶ تا ۳۸۰	اس مضمون میں سید رضا میر زادۂ عشقی کی نظم کا تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ مقالہ نگار کے مطابق سید رضا میر زادۂ عشقی ایران کا وہ بے باک شاعر ہے، جس نے اپنی ایک طویل نظم "خیر گی بنگر" میں مغرب کے نو آبادیاتی نظام کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے اپنی وطن دوستی کی سرحدوں کو عالمِ مشرق تک پھیلا دیا ہے۔ وہ اعلان کرتا ہے انسان کی بھلائی کا سورج مغرب کے بجائے مشرق سے طلوع ہوگا۔ یوں وہ اپنے وطن کی جغرافیائی سرحدوں سے نکل کر مغرب کے زیرِ تسلط مظلوم مشرقی اقوام کی بھلائی کی بات کرتے ہوئے مغرب کی شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔	سید رضا میر زادۂ عشقی، فارسی شاعری، خیر گی بنگر، نو آبادیات
حیدر، سفیر	جمیلہ ہاشمی کے مرکزی کردار اور ماورائیت کی تمنا	۳۸۱ تا ۳۹۰	جمیلہ ہاشمی معروف ناول نگار اور افسانہ نگار ہیں۔ وہ اپنی افسانوی نثر میں مثالیت پسندی کی نمائندہ ہیں۔ ان کے مرکزی کردار آدرشی ہیں جو عام معاشرتی رویوں اور طے شدہ راستوں سے ہٹ کر زندگی گزارنے کا جتن کرتے ہیں۔ روحانی ارتفاع اور روشنی کی تلاش ان کی اوّلین ترجیح ٹھہرتے ہیں۔ ان کے لیے دنیاوی حرص و ہوس، شہرت، کشش اور بیرونی شور و غل یک سر بے معنی ہے۔ وہ ہر لمحہ ہمہ تن گوش ہو کر داخلی وجود کی صدا پر کان دھرتے ہیں اور ایک ذرا سی آہٹ نما سرگوشی پر بغیر کسی تامل کے لبیک کہتے ہیں۔ زیرِ نظر مضمون میں ان کے مرکزی کرداروں کی انھی خصوصیات کو مد نظر رکھتے ہوئے "دشت سوس" اور "تلاشِ بہاراں" کے حوالے سے ان کی مثالیت پسندی کا جائزہ لیا گیا ہے۔	جمیلہ ہاشمی، اردو فکشن، دشت سوس، تلاش بہاراں، مثالیت پسندی، ماورائیت
خالد، محمد سرفراز	جدوجہدِ آزادیٔ کشمیر افکار اقبال کے تناظر میں	۱۸۸ تا ۲۰۱	اس مقالے میں تحریک آزادیٔ کشمیر کو علامہ اقبال کی نظم و نثر میں موجود ان کے افکار کے ذریعے واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ علامہ اقبال کے آباؤاجداد وادیٔ کشمیر سے ہجرت فرما کر سیالکوٹ میں قیام پذیر ہوئے تھے۔ ابتدا میں انگریزوں نے کشمیر پر تسلط قائم کر رکھا تھا جب کہ اب ہندو ڈوگرا قوم غاصبانہ قبضہ جمائے ہوئے ہے۔ ان دونوں کے مظالم نے	علامہ اقبال، کشمیر، جدوجہد آزادیٔ کشمیر، افکارِ اقبال

			عرصۂ دراز سے کشمیری عوام کی زندگی اجیرن بنا رکھی تھی لیکن جنم بھومی ہونے کی بنا پر علامہ اقبال کی کشمیر کے ساتھ محبت ایک فطری عمل تھا۔ لہٰذا جب ہندو ڈوگرا قوم نے کشمیر پر غاصبانہ قبضہ کیا تو اقبال نے جدوجہدِ آزادیٔ کشمیر میں ایک نئی روح پھونک ڈالی۔ انھوں نے مجاہدینِ کشمیر کی توجہ اس جانب مبذول کروائی کہ حصولِ مقصد کے لیے وہ ہمیشہ متحد رہیں۔ علاوہ ازیں مسلمان ہونے کے ناتے انھیں اللہ تعالیٰ پر توکل رکھنے کے ساتھ ساتھ اپنی کامیابی کے لیے بھی اُس سے مدد طلب کرنی چاہیے۔	
خان، عرفان احمد	پاکستانی اردو ناولٹ کا ارتقا (۱۹۴۸ء تا ۲۰۱۶ء)	۲۹۶ تا ۳۰۶	اس مضمون میں پاکستانی اردو ناولٹ کے اس ارتقائی سفر کو زیرِ بحث لایا گیا ہے، جس کا آغاز جون ۱۹۴۸ء میں کراچی سے شائع ہونے والے ادبی جریدے "نیا دور" کے فسادات نمبر میں شامل قدرت اللہ شہاب کے ناولٹ "یاخدا" کی اشاعت سے ہوتا ہے۔ یہ ایک شان دار آغاز تھا جو وقت کے ساتھ ساتھ اپنی اہمیت اور وقعت ثابت کرتا چلا گیا اور یوں ناولٹ پر تنقید کرنے والے کہیں گم ہو کر رہ گئے۔ اس کے بعد پاکستانی ناولٹ نگاروں نے ناولٹ کی صنف میں تکنیک اور موضوع کے خوب صورت اور متنوع تجربات کیے، جن کے طفیل آج پاکستانی اردو ناولٹ نہ صرف بہ طور صنف مضبوط ہوا ہے بل کہ عالمی سطح پر اسے ایک معیاری تخلیقی نمونے کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔	پاکستانی اردو ناولٹ، قدرت اللہ شہاب، عزیز احمد، رحمان مذنب
خانم، الماس	مولانا شبلی نعمانی کی محققانہ کاوشیں	۲۸۴ تا ۲۹۵	سر سید احمد خان کا عہد برصغیر کے مسلمانوں کی زندگیوں میں خاص اہمیت کا حامل ہے۔ انھوں نے مسلمانوں کو زوال کے اندھیروں سے نکالنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اردو ادب پر بھی ان کے اور ان کے ساتھیوں کے احسانات سے انکار ممکن نہیں، جنھوں نے اردو تحقیق کی روایت مستحکم کرنے میں اہم کردار ادا کیا اور اسے روایت پرستی اور اندھی تقلید سے نکال کر تحقیق و تلاش سے روشناس کروایا۔ لیکن اس ضمن میں ایک قابلِ غور امر یہ ہے کہ اس میدان میں سر سید کے دوسرے رفقا کی نسبت مولانا شبلی نعمانی بہتر تحقیقی بصیرت کے حامل تھے، جو کسی بھی بات کو تحقیق، تدقیق اور تعدیل کے بغیر نہیں مانتے تھے۔ اسی بات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اس مقالے میں نہ صرف ان کے طریقۂ تحقیق کو اُجاگر کیا گیا ہے بل کہ اردو تحقیق کے ضمن میں ان کی خدمات کی بھی نشان دہی کی گئی ہے۔	عہد سر سید، مولانا شبلی نعمانی، تحقیق سیرۃ النبیؐ، الفاروق، سوانح مولانا روم
ڈوگر، عاشق حسین/عابد، محمد	انتظار حسین کا تنقیدی شعور اور	۳۵۹ تا	انتظار حسین معروف ترین ناول نگار، افسانہ نگار، مترجم اور نقاد ہیں۔ ان کی تنقید، جو علامتوں کا زوال اور نظریے سے آگے میں ملتی ہے، بنیادی	اردو تنقید، علامتوں کا زوال،

امجد	روحِ عصر	۳۶۴	طور پر عمرانی ہے اور معاشرتی معاملات پر نگاہ رکھتی ہے۔ اس سے عیاں ہوتا ہے کہ وہ اپنے عہد اور اس کے نشیب و فراز سے مکمل آگاہ تھے لیکن اہم بات یہ ہے کہ انھوں نے سوچ سمجھ کر یا کسی منصوبے کے تحت یہ تنقید نہیں لکھی بل کہ ایسی ادبی معلومات اور سماجی معاملات نے انھیں لکھنے پر اکسایا جن پر وہ خاموش نہیں رہ سکے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ معاصر ادیبوں اور شاعروں کے احوال اور تذکروں پر مشتمل کتاب ملاقاتیں میں بھی ان کی تنقید کے نقوش مل جاتے ہیں۔ زیرِ نظر مضمون میں ان کی تنقید کے اسی سماجی پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے۔	نظریے سے آگے
رحمٰن، نسیمہ	اردو فکشن میں "خط تقدیر" کی اہمیت	۱۵۸ تا ۱۶۲	اگرچہ اردو ادب میں اخلاقی قصوں کو تمثیلی انداز میں ڈھال کر پیش کرنے کی روایت سترھویں صدی عیسوی سے ملتی ہے لیکن "خط تقدیر" کی صورت میں لاہور میں انیسویں صدی کے نصف دوم میں لکھا گیا ایک ایسا تمثیلی قصہ بھی ملتا ہے جسے لاہور میں لکھی جانے والی اردو نثر میں اوّلین تمثیلی قصے کی حیثیت حاصل ہے۔ مولوی کریم الدین کے تحریر کردہ اس قصے کو محض لاہور میں لکھی جانے والی اولین تمثیل کے حوالے سے ہی اہم نہیں گردانا جاتا بل کہ اس تمثیلی قصے کا دیباچہ آج ہمارے لیے یوں بھی اہمیت کا حامل ہے کہ یہ تنقیدی سطح پر اردو کے افسانوی ادب میں ترقی پسند خیالات کا نقشِ اوّلیں ہے۔ زیرِ بحث مضمون میں انھی دو حوالوں سے "خط تقدیر" کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔	خط تقدیر، مولوی کریم الدین، اردو فکشن، لاہور، تمثیلی قصہ
رضوی، مصباح	اردو مرثیہ: چند مباحث	۲۳۸ تا ۲۵۲	زیرِ نظر مضمون میں مرثیے کے حوالے سے بنیادی مباحث پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ مرثیہ اردو شاعری کی اہم ترین اصناف میں سے ہے۔ یہ نہ صرف شاعری کے اعتبار سے ایک مشکل صنف ہے بل کہ واقعہ کربلا کے حوالے سے اس کا مذہبی پہلو بھی خاص اہمیت کا حامل ہے۔ درحقیقت واقعہ کربلا کے ذکر پر مشتمل شاعری جب دکن اور دہلی سے نکل کر لکھنؤ پہنچی تو وہ ابتدائی مراحل طے کر چکی تھی۔ لکھنؤ کے شعرا کے ہاتھ لگنے کے بعد اس کے اصول و ضوابط طے پا گئے؛ اس کے لیے مسدس کی ہیئت مخصوص ہو گئی اور اجزائے ترکیبی نے اس کے خدوخال کو بھرپور صورت عطا کر دی۔ پھر ضمیرؔ کے دور میں فن مرثیہ کو اتنی اہمیت حاصل ہو گئی کہ لفظ "مرثیہ" صرف واقعات کربلا کے بیانات تک محدود ہو گیا، لیکن بعد میں اس میں ترمیم و اضافے کی ضرورت پیش آئی۔ اب مرثیہ باقاعدہ طور پر دو حصوں یعنی 'مرثیہ' اور 'شخصی مرثیہ' میں تقسیم ہو گیا ہے۔	مرثیہ، واقعۂ کربلا، اصناف ادب، میر انیس، مرزا دبیر

ساجد، اقصیٰ	میر سید علی ہمدانی کی فارسی شاعری کا موضوعاتی اشاریہ	۲۲۳ تا ۲۳۷	"محرمِ اسرارِ شاہان" میر سید علی ہمدانی چودھویں صدی عیسوی کے ممتاز عالم دین، صوفی، عظیم مصلح اور فارسی زبان کے نمایاں شاعر اور ادیب تھے۔ آپ نے برصغیر میں اسلامی اور ایرانی تہذیب و تمدن کے فروغ میں کلیدی کردار ادا کیا۔ خطہ کشمیر میں اشاعتِ اسلام آپ ہی کی مساعیِ جمیلہ کا نتیجہ ہے۔ آپ کی بدولت اس خطے میں فارسی زبان و ادب کی ترویج ہوئی۔ آپ کی شاعری فکری اور فنی اعتبار سے اہم مقام کی حامل ہے۔ اس کا بنیادی موضوع تصوف و عرفان ہے لیکن اس میں دینی و اخلاقی موضوعات کو بھی بڑی عمدگی سے بیان کیا ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں آپ کی فارسی شاعری کا موضوعاتی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	میر سید علی ہمدانی، کشمیر، تصوف، فارسی شاعری، موضوعاتی اشاریہ
سعید، محمد	رشید حسن خان کے نامکمل تحقیقی منصوبے	۱۶۷ تا ۱۸۷	رشید حسن خان کی تحقیقی اور تدوینی خدمات کارہائے نمایاں کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان کی تحقیق نئے محققین کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ ان کے کچھ تحقیقی منصوبے ایسے بھی ہیں جو تکمیل کی منزل تک نہ پہنچ سکے اور زندگی کی مہلت ختم ہو گئی۔ ایسے تحقیقی منصوبوں میں کچھ تو وہ ہیں، جنھیں وہ اپنی زندگی میں مکمل کر گئے تھے لیکن شائع نہیں کر پائے۔ اس کے علاوہ کچھ کام ایسے تھے جن کا خاکہ تیار ہو چکا تھا اور مواد کی جمع آوری جاری تھی لیکن وہ کام ان کی توجہ سے محروم رہے۔ تاہم وہ جن خطوط پر کام کرنا چاہتے تھے، مقلدین کے لیے ان کا جاننا مفید طلب ہو سکتا ہے۔ اسی امر کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس مضمون میں رشید حسن خاں کے تحقیقی کام کے طریقۂ کار اور مکمل اور نامکمل تحقیقی منصوبوں کی تفصیل دی گئی ہے۔	رشید حسن خان، اردو تحقیق و تدوین، لفظیات غالب، کلیاتِ اقبال اردو، لفظیات اقبال
سنجرانی، خالد محمود	علامہ اقبال کے جرمن معاصر کے روزنامچے میں اقبال کی آخری شام کا احوال	۷ تا ۱۸	روزنامچوں کو ادبی تحقیق میں کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ مشاہیر ادب کے معمولاتِ زندگی اور ان کے فکری ارتقا کا منظر نامہ اس نوع کی دستاویزات سے باآسانی مرتب ہوتا ہے۔ اس مقالے میں علامہ اقبال کے ایک جرمن معاصر اور دوست ہنس ہاسو بیرن فان والتھائیم کے روزنامچے کی بنیاد پر علامہ اقبال کا جرمن احباب اور جرمن معاشرت سے ربط و ضبط اجاگر کیا گیا ہے۔ یہ روزنامچہ مقالہ نگار کو ہالے یونی ورسٹی، جرمنی کے کتب خانے سے حاصل ہوا۔ اس روزنامچے میں علامہ اقبال کی زندگی کی آخری شام کا احوال درج ہے۔ مقالہ نگار نے جرمن روزنامچے کے مطلوبہ حصوں کو اردو میں ترجمہ کر کے اس مقالے میں شامل کیا ہے۔	علامہ اقبال، ہنس ہاسو بیرن فان والتھائیم، جرمنی، روزنامچہ
سنجرانی، خالد محمود/شہزاد، محمد	"قصہ رومیو اور جولیٹ": برصغیر	۳۶۵ تا	یہ مقالہ شیکسپیر کے قصے "رومیو اور جولیٹ" کے اولین اردو ترجمے کا احاطہ کرتا ہے۔ مولوی احسان اللہ چڑیا کوٹی کا یہ ترجمہ پہلے پہل "اودھ	ولیم شیکسپیر، رومیو

عاصم	میں برطانوی رومان کی اوّلیں مہک	۳۷۵	اخبار" میں شائع ہوا۔ بعد ازاں، اسے نول کشور، کان پور سے جنوری ۱۸۹۰ء میں شائع کیا گیا۔ مذکورہ نسخہ ہائیڈل برگ یونی ورسٹی، جرمنی سے حاصل شدہ ہے، جسے بنیاد بنا کر یہ مقالہ تحریر کیا گیا ہے۔ اس نسخے کی عدم دستیابی کے سبب مقالے میں اس کی عکسی نقل بھی پیش کر دی گئی ہے علاوہ ازیں اس میں فاتحین کے رومانی قصوں کی نفسیات اُجاگر کی گئی ہے اور برصغیر میں قصص کا تہذیبی تناظر بھی زیرِ بحث لایا گیا ہے۔	اور جولیٹ، مولوی احسان اللہ چڑیا کوٹی، رومانوی داستان
عارف، نجیبہ / امینہ، بی بی	لغت نویسی: اصول اور مسائل	۳۴۲ تا ۳۵۸	کسی بھی ترقی یافتہ زبان کی لسانی اور ادبی تاریخ میں لغت نویسی کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ یہ سلسلہ ہر دور اور ہر زمانے میں تحریر ہونے والی ہر زبان میں مروج رہا ہے۔ کسی بھی لغت کو اس کے تمام الفاظ، صرفیات، مرکبات، حرکات، محاورات، مشتقات، ضرب الامثال، تعریفات، صوتی اور معنوی تغیرات، تلفظ اور ان کے اختلافات کا ایک قابلِ قدر اور گراں بہا ذخیرہ ہونا چاہیے۔ لیکن چوں کہ زندہ زبانیں مسلسل بڑھتے رہنے کے عمل سے گزرتی ہیں اس لیے لغت نویسی میں ان تمام مطالبات کا احاطہ کرنا ممکن نہیں۔ زیرِ نظر مضمون میں مفصل طور پر لغت کی ترتیب، تحریر اور تدوین کے اصول اور مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے اور اس نکتے پر زور دیا گیا ہے کہ اگر لغت نویسی کے ان اصول و ضوابط کو اردو لغات کو مرتب کرتے وقت ملحوظ رکھا جائے تو پیش آنے والے مسائل میں کسی حد تک کمی واقع ہو سکتی ہے۔	علم لغت، لغت نویسی، اصول لغت نویسی، مسائل لغت نویسی، اردو لغت نویسی
علی، صائمہ	اردو غزل میں مغربی تہذیب	۲۵۳ تا ۲۷۰	ہندوستان میں انگریز تاجر کے روپ میں آئے جو بتدریج حکمران بن گئے۔ چوں کہ فاتح تہذیب نے مفتوح کو متاثر کیا اس لیے مغربی تہذیب اور انگریزی الفاظ اردو زبان میں داخل ہوئے۔ مغربی تہذیب مشرقی اقدار سے مختلف تھی۔ مغربی تہذیب نے نہ صرف برصغیر کے طرزِ زندگی کو بدل کر رکھ دیا بلکہ اس نے ان تمام خیالات کو بھی مفلوج کر دیا جو مشرقی فکر اور طرزِ زندگی کے حامل تھے۔ شاعری اپنے ماحول سے مواد لیتی ہے اس لیے شاعری کی کئی اصناف میں بھی مغربی عناصر کی عکاسی ہوئی۔ تاہم غزل نے خارجی اثرات دیر سے قبول کیے اور اس میں مغربی عناصر کا ظہور آہستہ روی سے ہوا۔ اس مضمون میں مغربی تہذیب سے اردو غزل پر ہونے والے اثرات کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔	اردو غزل، مغربی تہذیب، مغربی ثقافت، مغربی تمدن، جدید اردو غزل
قیس اللہ، محمد	ڈاکٹر شبیہ الحسن کی تنقید میں لسانی،	۳۱۴ تا	ڈاکٹر شبیہ الحسن ایک نابغہ شخصیت ہیں۔ ان کا تعلق خانوادۂ علم و فن سے ہے۔ زبان دانی اور اسلوبیاتی مسائل کا ادراک انھیں ورثے میں ملا ہے۔ وہ	اسلوب، اسلوبیات، شبیہ

	اسلوبیاتی اور رومانوی عناصر	۳۲۶	اپنے ارفع و اعلیٰ لسانی تجربے سے فن پارے کی روح میں اترنے کا سلیقہ جانتے ہیں۔ وہ محض سطحی معنویت کا تعاقب نہیں کرتے بل کہ فن پاروں میں چھپے ہوئے گہرے مفاہیم کا عمیق نظری سے جائزہ لیتے ہیں۔ یوں وہ تخلیق کے مجموعی تاثر کا مطالعہ اسلوبیاتی سطح پر کرتے ہیں۔ تاہم ان کے تنقیدی اسلوب میں جدیدیت کے ساتھ ساتھ رومانویت کی بازگشت بھی سنائی دیتی ہے۔ انھی خصوصیات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے زیرِ نظر مضمون میں ڈاکٹر شبیہ الحسن کے لسانی، اسلوبیاتی اور رومانوی عناصر تنقید کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔	الحسن، تنقید، رومانویت، لسانی
ندیم، ایوب	قیوم نظر کی شعری ہیئتیں: تحقیق و تنقید کی روشنی میں	۶۸ تا ۹۷	قیوم نظر ایک جدید شاعر ہے جس کا شمار حلقۂ اربابِ ذوق کے بانیوں میں کیا جاتا ہے۔ اس نے ن۔ م۔ راشد اور میراجی کے ساتھ مل کر مغربی شاعری کی طرز کو اُردو میں منتقل کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ یہ لائحہ عمل اختیار کرنا اس کے لیے ضروری تھا کیوں کہ وہ جو کچھ بیان کرنا چاہتا تھا وہ اسی طرح سے ممکن تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی بیش تر نظمیں جدید ہیئتوں یعنی نظم معریٰ اور آزاد نظم کی ہیئتوں میں لکھی گئی ہیں، جن میں قیوم نظر نے امیج، علامتوں اور استعاروں کے ذریعے اپنی انفرادیت کو برقرار رکھنے کی کوشش کی ہے۔ انھی مذکورہ جدید شاعرانہ ہیئتوں اور ان کے استعمال کو اس تحقیقی مقالے میں زیرِ بحث لایا گیا ہے۔	قیوم نظر، جدید شاعری، حلقہ اربابِ ذوق، قلب و نظر کے سلسلے، قندیل
ندیم، محمد عابد	سیّد صابر حسین چشتی کا معراجیہ کلام: قرآن و حدیث کے تناظر میں	۱۹ تا ۲۹	اسلام کی اس دنیا میں آمد کے ساتھ ہی مسلم علما کی طرف سے نظم و نثر ہر دو اصناف میں محمد ﷺ کی مدح سرائی کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ بے شمار مسلم علما نے آپؐ کی حیات مبارکہ کے مختلف پہلوؤں کے حوالے سے آپ ﷺ کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ انھی میں سے ایک واقعۂ معراج ہے۔ یہ ایک معجزہ ہے جو آپ ﷺ کی امتیازی شان ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نوازا۔ واقعہ معراج کئی ادبا اور شعرا کی دلچسپی کا موضوع رہا ہے۔ سید صابر حسین ان شخصیات میں سے ایک ہیں، جنھوں نے اپنی شاعری میں آپ ﷺ کے اس معجزے کے پیشِ نظر آپ ﷺ کو خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں اسی مناسبت سے ان کی شاعری کو پیش کیا گیا ہے۔	سید صابر حسین چشتی، معراجیہ کلام، اردو شاعری، واقعۂ معراج
نسیم، ثوبیہ	ظہور نظر کی شاعری کے رنگ	۲۷۱ تا ۲۸۳	ظہور نظر بہاول پور سے تعلق رکھنے والے اردو کے ایک نام ور شاعر تھے۔ وہ ایک کثیر الجہت شخصیت کے مالک تھے۔ انھوں نے تاثراتی تنقید، افسانہ نگاری اور ڈراما نگاری میں بھی طبع آزمائی کی تاہم ان کی شہرت کا	ظہور نظر، اردو شاعری، سیاسی شعور، کلیاتِ

			بنیادی حوالہ شاعری ہے۔ وہ نظم اور غزل میں یکساں مہارت رکھتے تھے لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ انھیں ان کی زندگی میں وہ مقام نہیں مل سکا، جس کے وہ مستحق تھے۔ ان کی شاعری کے بہت سے حوالے سامنے آ چکے ہیں لیکن ابھی گنجائش باقی ہے۔ زیرِ نظر مقالہ بھی اسی قسم کی ایک کاوش ہے جس میں نہ صرف ظہور نظر کی ادبی خدمات کو اجاگر کیا گیا ہے بل کہ اسے پاکستانی عوام میں سیاسی شعور کی بیداری کے لیے دستک بھی قرار دیا جاسکتا ہے۔	ظہور نظر
نیّر، ناصر عباس	ہر اک کے پہلو میں خاک آلودہ آگہی ہے (میراجی کی نظم میں اساطیر، جنس، مقامی جدیدیت کا مطالعہ)	۳۰ تا ۷۹	جدید شاعری کا ماضی سے رشتہ اچھا خاصا معمائی ہے۔ یعنی وہ ایک طرف روایت سے انحراف کو اپنی شعریات کا اہم اصول بناتی ہے تو دوسری طرف اپنے عہد کے پیچیدہ تجربات کے اظہار کے لیے اساطیر سے بھی مدد لیتی ہے۔ چناں چہ جدید شاعروں میں شاید ہی کوئی ایسا ہو جس کے یہاں، کم یا زیادہ، اساطیر کی کارفرمائی نظر نہ آتی ہو۔ میراجی بھی ایک جدید شاعر ہیں، جن کے ہاں غالب طور پر ہندوستانی اساطیر کو مقامی تصور جدیدیت کے ساتھ مغربی نوآبادیاتی جدیدیت کے غلبے کے تقابل میں پیش کیا گیا ہے۔ میراجی نے اساطیر میں سے نئی تخلیقی راہ نکالی اور اپنی نظم میں جنس کو بہ طور موضوع اُسی تیقن کے ساتھ پیش کیا ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں انھی نکات کو مدنظر رکھتے ہوئے میراجی کی شاعری کی سب سے زیادہ قابل توجہ خصوصیت یعنی جنس اور اساطیر پر روشنی ڈالی گئی ہے۔	میراجی، کلیات میراجی، اساطیر، جدید اردو نظم، مقامی جدیدیت
ہارون، ثنا	تین معاصر کالم نگار: اسلوبی تقابل	۳۰۷ تا ۳۱۳	کالم نگاری صحافت کا ایک حصہ ہے۔ جس میں طرزِ تحریر سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ عصرِ حاضر میں اردو ناول، افسانے اور شاعری کے ساتھ ساتھ اردو کالم نگاری کی روایت جس قدر جلد مستحکم ہوئی ہے وہ ایک حیرت انگیز عنصر ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں تین نمائندہ معاصر کالم نگاروں نذیر ناجی، امجد اسلام امجد اور کشور ناہید کو ان کی لسانی مہارت کے تناظر میں زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ چونکہ مذکورہ اردو کالم نگاروں نے اپنے انفرادی ادبی اسلوب کی بہ دولت شہرت سمیٹی ہے اس لیے مقالے میں ان کے کالموں کی اسلوبی خصوصیات پر بہ طور خاص توجہ دی گئی ہے۔	کالم نگاری، اردو کالم نگاری، نذیر ناجی، امجد اسلام امجد، کشور ناہید

تحقیق نامہ:۱۹(۲۰۱۶ء)

مدیر: محمد ہارون قادر، شعبۂ اردو؛ جی۔ سی۔ یونی ورسٹی، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
احمد، امتیاز	محترمہ حمیدہ بیگم کے "ادب برائے نجات" کا تجزیاتی مطالعہ	۸۳ تا ۹۳	علمی اور ادبی حلقوں میں جن خواتین نے مقبولیت حاصل کی ان کی صف میں حمیدہ بیگم کو شاید ایک غیر معروف شخصیت کا درجہ حاصل ہو لیکن ادب، مذہب اور معاشرے کے لیے آپ کی مساعی کا عرصہ اتنا طویل ہے کہ آپ بجا طور پر ایک منفرد ادیبہ قرار دی جا سکتی ہیں۔ آپ نے مجلہ "بتول" کی ادارت کے فرائض تقریباً انیس سال تک انجام دیے اور نہایت موثر اور دل نشیں انداز میں بہت کچھ لکھا۔ آپ کا نصب العین "ادب برائے نجات" تھا جو "ادب برائے ادب" اور "ادب برائے زندگی" کے برعکس حصول رضائے الٰہی سے مزین تھا۔ اسی لیے آپ کی تحریریں ان عوامل پر مبنی ہیں جن کی بہ دولت قاری قنوطیت، خود ستائی، حسد و عناد، بے رحمی، جذبۂ انتقام، بے عملی، شہوت پرستی، خود غرضی اور بد دیانتی جیسے اخلاقی عوارض سے احتراز کرنے لگتا ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں محترمہ حمیدہ بیگم کے نصب العین کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے اداریوں اور دیگر تحریروں کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔	محترمہ حمیدہ بیگم، ادب برائے نجات، عفت، بتول
ارم، صائمہ / اقبال، مظہر	فیض کی شاعری میں استعماری عناصر	۳۱۴ تا ۳۲۵	استعماریت کمزور اقوام کے استحصال کا بڑا ذریعہ ہے۔ اس کے سائے ابتدا میں نوآبادیات کی صورت میں نظر آتے ہیں اور اب اس کی انتہائی صورت عالمگیریت ہے۔ اردو ادب میں کئی شاعروں نے اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے جن میں فیض احمد فیض نمایاں اہمیت کے حامل ہیں۔ فیض بہ طور انسان اور بہ طور شاعر ہر دو صورتوں میں ظلم و استحصال کی نفی کرتے ہیں۔ ان کے ہاں خیر و شر کا تصور روایتی اور گھسا پٹا نہیں ہے بل کہ انھوں نے وسعت قلبی اور استعدادِ ذہنی سے اس گھٹن اور جبریت کا خاتمہ اس انداز سے کیا ہے کہ تخریب نے تعمیر کے عمل میں ڈھلنے کا سلیقہ اور شعار خود بخود اور بخوشی اپنایا ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں یہ نکتہ زیرِ بحث لایا گیا ہے کہ فیض احمد فیض استعماریت، آمریت اور کوئی بھی ایسا نظریہ جو قوم کے لیے نقصان دہ ہو اس کے خلاف سب سے زیادہ موثر، فکر انگیز اور باغی آواز کے طور پر اُبھرے ہیں۔	ترقی پسند شاعری، فیض احمد فیض، استعماریت، آمریت، عالمگیریت
اصغر، عاصمہ	ڈاکٹر سلیم اختر کے سفر نامے: رومان یا حقیقت	۴۶ تا ۵۵	بیسویں صدی کے نصف آخر میں جن ادبی شخصیات نے اپنی فعال ادبی زندگی کے حوالے سے ادب پر گہرے اثرات مرتب کیے ان میں ڈاکٹر سلیم اختر کا نام خاص اہمیت کا حامل ہے۔ انھوں نے تنقید، افسانہ، آپ بیتی، مزاح، سفر نامہ	ڈاکٹر سلیم اختر، اردو سفر نامہ، اک

			اور دیگر کئی اصناف میں طبع آزمائی کی ہے اور اپنے قارئین کا ایک وسیع حلقہ پیدا کیا ہے۔ اگرچہ ان کی سفر نامہ نگاری کی طرف زیادہ توجہ نہیں دی گئی لیکن یہ بھی ان کے تخلیقی ادب کی ایک اہم جہت ہے۔ ان کے سفر ناموں کی دو کتابیں منظرِ عام پر آچکی ہیں جن میں انھوں نے پانچ ممالک کی سیاحت کا حال بیان کرتے ہوئے ان کے سماجی امور، ثقافت اور سیاست پر روشنی ڈالی ہے اور غیر ضروری تفاصیل سے گریز کرتے ہوئے حقائق پر مبنی واقعات اور معلومات پر اپنی توجہ مرکوز کی ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں ان کے دونوں سفر ناموں کے حوالے سے واقعات کی صحت، تاریخی حقائق، سفر کے احوال اور ذاتی مشاہدات کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔	جہاں سب سے الگ، عجب سیر تھی
افتخار، ثمینہ	انتظار حسین کی ناول نگاری: ایک جائزہ	۱۱۵ تا ۱۳۵	قیامِ پاکستان کے بعد کے اہم ناول نگاروں میں انتظار حسین کا نام نمایاں اہمیت کا حامل ہے۔ داستان اور کتھا سے لے کر مابعد جدید رویے کی علامتی کہانی تک انھوں نے نت نئے انداز اختیار کیے ہیں۔ ان کی تحریروں میں داستانیں، تاریخی واقعات، حالاتِ حاضرہ کی کش مکش اور رومانوی و تہذیبی بے اطمینانی کی ملی جلی کیفیات ملتی ہیں۔ بحیثیت مجموعی ان کی تحریروں میں تشخص کا بحران، تہذیبی و ثقافتی یلغار اور انفرادی اور اجتماعی زوال نظر آتا ہے جس کو بنیاد بنا کر زیرِ نظر مقالے میں انتظار حسین کی ناول نگاری کا جائزہ لیا گیا ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ ان کے ناولوں کے فکری سرچشمے دو طرفہ ہیں۔ ایک طرف تقسیم ہند، فرقہ ورانہ فسادات اور اسلامی تاریخ ہے تو دوسری طرف جاگیر دارانہ سماج، اخلاقی اقدار کی موت اور پرانے رسوم و رواجات اور تہذیب کے میناروں کا انہدام ہے۔	انتظار حسین، اردو ناول، چاند گہن، بستی، تذکرہ، آگے سمندر ہے
اکبر، غلام/احمد، نثار	ساحر صدیقی کی نعت و منقبت نگاری	۳۰۵ تا ۳۱۳	سرزمین جھنگ ایک مردم خیز خطہ ہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد اس خطے نے بہت سی ایسی شخصیات پیدا کی ہیں جو زندگی کے ہر شعبے میں اپنی ایک شناخت رکھتی ہیں۔ شعر و ادب کے میدان میں بھی اس خطے نے بھرپور کردار ادا کیا اور مجید امجد، جعفر طاہر، شیر افضل جعفری اور معین تابش جیسے سخن ور منظرِ عام پر آئے۔ ۵۰ کی دہائی میں اس خطے نے جالندھر سے ہجرت کر کے آئے ہوئے ایک شاعر کو پناہ دی جس نے قلیل عرصے میں اردو شاعری اور بالخصوص نعت اور منقبت نگاری میں خوب نام کمایا۔ یہ ہجرت کر کے آنے والا شاعر ساحر صدیقی تھا جسے اس کی شاعری کے موضوعات اور اسلوب کے نمایاں خصائص کے تناظر میں اس مقالے میں زیرِ بحث لایا گیا ہے۔	ساحر صدیقی، اردو شاعری، نعتیہ شاعری، منقبت نگاری
انجم، شفیق	خیالستان کا دیباچہ	۹۴	سجاد حیدر یلدرم اردو ادب کے معروف افسانہ نگار ہیں۔ ان کا افسانوی مجموعہ	سجاد حیدر

	اور ایک سلسلہ محبت کی دریافت	تا ۱۰۱	خیالستان بیسویں صدی کے آغاز میں شائع ہوا جس کا پیش لفظ معروف ڈراما نویس امتیاز علی تاج نے تحریر کیا ہے۔ تاج صاحب کا بنیادی میدان افسانہ نہیں اور نقد افسانہ بھی ان کا حوالہ نہیں تو پھر ایسی کیا وجہ تھی کہ انھوں نے یلدرم کے کہنے پر ان کے افسانوں کا دیباچہ لکھنے کی ذمہ داری قبول کی؟ کیا یہ تحریر اعلیٰ ادب کی تحسین کے خالصتاً ادبی فریضے کے طور پر لکھی گئی یا کوئی اور تعلق خاطر باعث تحریر بنا؟ یہی وہ سوالات ہیں جن کے جوابات کا حصول زیرِ نظر مقالے کی تحریر کا باعث بنا ہے۔ بالالفاظ دیگر اس مضمون میں یلدرم اور تاج کے باہمی تعلق کو "خیالستان" کے پیش لفظ کے تناظر میں زیرِ بحث لایا گیا ہے۔	یلدرم، اردو افسانہ، خیالستان، امتیاز علی تاج، دیباچہ
اویس سبینہ	ساحر لدھیانوی کی غزلیہ شاعری	۲۵۰ تا ۲۶۳	ساحر لدھیانوی کا شمار اردو غزل کے نمایاں ترین ترقی پسند شعرا میں ہوتا ہے جس کی شاعری فکر اور جذبے کا حسین امتزاج لیے ہوئے ہے۔ اگرچہ ان کی نظموں کے مقابلے میں غزلوں کا سرمایہ محدود ہے تاہم جتنی بھی غزلیں ملتی ہیں وہ ان کی فکر کو بھرپور انداز میں نمایاں کرتی ہیں۔ ان کی غزلوں میں رومانویت کی رنگینیاں نظر آتی ہیں لیکن ان رنگینیوں میں حقیقت کی سنگینیوں کا عکس بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ دراصل عشق کی بدولت ہی ساحر کے اندر ہم دردی اور غم گساری کا جذبہ پیدا ہوا ہے۔ اس لحاظ سے ان کی غزلیہ شاعری رومان، حقیقت اور احتجاج کے ساتھ ساتھ جدید امکانات سے بھی متصف نظر آتی ہے۔ چناں چہ اسی امر کو بنیاد بناتے ہوئے زیرِ نظر مقالے میں ان کی غزلیہ شاعری میں سماجی رویوں، سماجی مسائل اور انفرادی المیوں کی نشان دہی کی گئی ہے۔	اردو شاعری، ساحر لدھیانوی، ترقی پسند شاعری، ساحر لدھیانوی کی غزل
آسی، بابر نسیم	ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی: ایران و پاکستان کے علمی و ثقافتی ترجمان	۱۳۶ تا ۱۴۸	ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی نام ور محقق، دانش ور اور صاحب طرز شاعر ہیں۔ انھوں نے فارسی زبان و ادب کی ترویج کے لیے ۵۵ سے زائد کتب تحریر کی ہیں اور ایران اور پاکستان کے درمیان لسانی، ثقافتی اور ادبی تعلق کو اجاگر کرنے میں پاکستان کے سفیر کا کردار ادا کیا ہے۔ ان کی خدمات کے اعتراف میں حکومت ایران انھیں فارسی ادب کے بہترین نثر نگار اور بہترین شاعر جیسے اعزازات سے نواز چکی ہے۔ وہ اپنی تدریسی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ مختلف انتظامی عہدوں پر بھی اپنی بیش بہا صلاحیتوں کا لوہا منوا چکے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ تمام حلقوں میں انھیں قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اس مقالے میں، ان کی دیگر خدمات سے قطع نظر، فارسی زبان و ادب کی ترویج اور دو برادر ممالک یعنی ایران اور پاکستان کے درمیان بہتر تعلقات کے لیے کی گئی	ظہیر احمد صدیقی، فارسی زبان و ادب، ایران، جان پاکستان، آئینہ ایران، شعر جدید ایران

			کاوشوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔	
بی بی، تحسین	منشا یاد کے افسانوں میں دیہی معاشرت	۱۸۹ تا ۲۰۴	منشا یاد جدید اردو افسانے کا ایک معتبر حوالہ ہیں۔ انھوں نے اپنے افسانوں میں بہ طور خاص دیہات کو موضوع بنایا ہے اور اس حوالے سے انھیں اپنے عہد کے افسانہ نگاروں میں یہ انفرادیت حاصل ہے کہ وہ دیہات کی عکاسی میں فکر کے ساتھ فن کے تجربے بھی کرتے ہیں۔ یوں وہ جہاں روایت سے جڑے نظر آتے ہیں وہیں وہ روایت میں نیا پن بھی پیدا کرتے ہیں۔ انھوں نے بیسویں اور اکیسویں صدی کے دیہات کی منظر کشی کی ہے لیکن یہ واضح کیا ہے کہ صدی خواہ کوئی بھی ہو دیہات میں مسائل کی صورتِ حال وہی ہے جو پہلے تھی اور اس کا نمایاں مظہر دیہاتی زندگی میں جاگیر دارانہ نظام اور اس طرز معاشرت کی دو انتہاؤں یعنی جاگیر دار اور کسان میں تفاوت ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں انھی حساس معاملات کو منشا یاد کے افسانوں کے تناظر میں زیرِ بحث لایا گیا ہے۔	منشا یاد، اردو افسانہ، دیہی زندگی، دیہی معاشرت، جاگیر دارانہ نظام
ثاقب، محمد اقبال	"تحفۃ المستظمین": شیخ سعدی شیرازی کے ملک اباقاخان کو لکھے گئے ایک اہم مکتوب کا تجزیاتی مطالعہ	۵۶ تا ۷۰	مشرف الدین مصلح بن عبداللہ مقلب بہ سعدی شیرازی ساتویں صدی ہجری کے ایک نابغۂ روزگار شاعر اور ادیب تھے۔ انھوں نے اپنی زندگی کا بیش تر حصہ سیر و سیاحت میں گزارنے کے بعد اپنے آبائی وطن شیراز میں سکونت اختیار کی۔ اب سعدی کے پاس علم و دانش اور مختلف اقوام و طبقات کے ساتھ زندگی گزارنے کا وسیع تجربہ موجود تھا جس کو بروئے کار لاتے ہوئے انھوں نے بوستان اور گلستان پایہ تکمیل تک پہنچائی۔ اس کی بنا پر وہ نہ صرف معلم اخلاق کے لقب سے معروف ہوئے بل کہ اطراف و اکناف کے ملوک و امرا بھی ان کے سحر میں مبتلا ہو گئے۔ اسی شہرت کے سبب ہلاکو خان کے بیٹے اباقاخان نے بھی اپنی تخت نشینی کے اوائل میں ہی سعدی کو ایک مراسلہ بھجوایا جس میں ان سے نصیحت اور تربیت کی خواہش ظاہر کی۔ سعدی نے جوابی مکتوب میں ان کی خواہش کو پورا کیا۔ زیرِ نظر مقالے میں سعدی کے اسی مکتوب کے مطالب پر بحث کرتے ہوئے اس کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	شیخ سعدی شیرازی، ملک اباقاخان، مراسلہ نگاری، تحفۃ المستظمین
ثاقب، محمد اقبال/ قادر، محمد ہارون	برصغیر میں سعدی کی اردو سوانح نگاری کا تحقیقی جائزہ	۳۲۶ تا ۳۳۶	شیخ سعدی شیرازی ایران کے عظیم شاعر اور نثر نگار تھے۔ ان کی گلستان،، بوستان اور دیوان غزلیات جیسی تصانیف نے پوری دنیا کے باشندوں پر گہرا اثر ڈالا۔ جب کہ برصغیر میں ان کی شہرت کی ایک الگ ہی داستان ہے۔ ۱۹۹۵ء میں کی گئی ایک تحقیق کے مطابق برصغیر میں سعدی کی زندگی، شخصیت اور مکتوبہ آثار کے بارے میں ۵۲۵ کتب قلم بند کی گئیں، جو شیخ کے احوالِ زندگانی، شروح اور تراجم پر مشتمل ہیں۔ یہ کتب اس سرزمین کی تقریباً	شیخ سعدی شیرازی، اردو سوانح نگاری، برصغیر، یادگار سعدی،

			تمام رائج زبانوں میں لکھی گئی ہیں۔ تاہم زیرِ نظر مقالے میں برصغیر میں سعدی کی صرف اردو سوانح نگاری کا تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	حیات سعدی
حسین، سید صفدر/رند، ایاز احمد	سرائیکی افسانے میں علامت نگاری کی روایت	۲۸۹ تا ۳۰۴	سرائیکی افسانے میں علامت نگاری کا استعمال ۶۰ء کی دہائی کی بعد شروع ہوا۔ ۱۹۵۸ء کے مارشل لاء اور ۱۹۷۱ء کے سقوط ڈھاکہ کے نتیجے میں بگڑتے ہوئے حالات میں جب سیاسی آمریت اور جبریت کو محسوس کیا گیا تب ذاتِ انسانی کو ایک شدید دھچکا لگا اور وہ بکھر کے رہ گئی۔ ۷۰ء کی دہائی اپنے ساتھ زیادہ سنگین صورتِ حال لے کر آئی اور حالات ناگفتہ بہ ہو گئے۔ یہ وہ عناصر تھے جن کا اثر سرائیکی افسانے پر بھی پڑا اور بات کو کھل کر بیان کرنے کے بجائے علامت و اشارات میں اس کا اظہار ہونے لگا۔ یوں سرائیکی افسانہ نگاروں نے علامت کو اپنا شعار بنالیا۔ زیرِ نظر مقالے میں اسی امر کو ملحوظ رکھتے ہوئے واضح کیا گیا ہے کہ سرائیکی کہانیوں میں علامت نگاری جبر، ناانصافی، غربت اور جاگیردارانہ نظام کے خلاف بغاوت جیسے موضوعات کا احاطہ کرتی ہے۔ نیز تمام علامتیں سرائیکی ثقافت اور ماحول سے متعلق ہیں۔	سرائیکی افسانہ، علامت نگاری، تجریدی افسانہ، آمریت
حسین، مجاہد	سرسید کا نظریۂ تعلیم	۲۷۰ تا ۲۸۰	سرسید احمد خاں کا نام ہندوستان کی تاریخ کا اہم ترین نام ہے۔ انھوں نے نہ صرف عملی طور پر بل کہ اپنی تحریروں کے ذریعے بھی مسلمانوں کی تعلیمی اور سیاسی راہ نمائی کا فریضہ سرانجام دیا۔ انھوں نے کئی تعلیمی ادارے قائم کیے اور مسلمانوں کو فرسودہ تعلیمی نظام سے چھٹکارا دلا کر ایک ایسے نئے نظام تعلیم کی طرف راغب کرنے کی کوشش کی جو تخلیقی امکانات کا امین ہو۔ وہ تمام طبقوں کی فلاح و بہبود ان کی لیاقت اور ذہنی سطح کے مطابق چاہتے تھے جس سے بعض لوگوں میں یہ خیال پیدا ہوا کہ سرسید کی تعلیمی پالیسی میں طبقاتی فرق تھا اور انھوں نے ایک خاص طبقے یعنی اشرافیہ کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دی۔ اس مضمون میں مذکورہ بالا تمام نکات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے سرسید احمد خاں کے نظریۂ تعلیم کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔	سرسید احمد خاں، علی گڑھ تحریک، ہندوستان، سرسید کا نظریۂ تعلیم
حیدر، سفیر	اشفاق احمد کے افسانوں کی فکری مرکزیت: محبت کا آفاقی رنگ	۳۳۷ تا ۳۴۲	اشفاق احمد کا شمار اردو کے نمائندہ افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے۔ وہ زندگی کی حقیقتوں کو موضوع بناتے ہیں اور ہلکے پھلکے انداز میں سانس لیتی زندگی سے جب چاہیں کوئی موضوع اُٹھا لیتے ہیں اور اسے ایک یادگار افسانے کا روپ دے دیتے ہیں۔ دل کش اسلوب، فکری و فنی پختگی، معاشرتی بصیرت، مابعد الطبیعیاتی رجحانِ طبع اور فرد کی نفسیاتی الجھنوں کی غواصی ان کے افسانوں کے امتیازی اوصاف ہیں لیکن کہانی اور فن کی ان تمام لہروں کا مرکزی اور فکری سرچشمہ محبت کا آفاقی جذبہ ہے، جسے زیرِ نظر مضمون میں موضوع بنایا گیا	اشفاق احمد، اردو افسانہ، اجلے پھول، ایک محبت سو افسانے، سفر مینا

			ہے۔	
خان، شائستہ حمید	ڈاکٹر گوپی چند نارنگ کی افسانوی تنقید	۱۴۹ تا ۱۵۹	اردو کی ادبی تنقید میں گوپی چند نارنگ کا نام بہت نمایاں ہے۔ گزشتہ چار دہائیوں سے وہ فکشن سے متعلق نظری اور عملی پہلوؤں پر مضامین لکھ رہے ہیں اور ان کے ذریعے نئے میلانات و رجحانات اور علم بیانیات کے نظری مباحث اور عالمی تناظر سے اردو دنیا کو مسلسل واقف کرا رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انھیں اسلوبیاتی تنقید، جدید تنقید اور مابعد جدید تنقید کے بنیاد گزاروں میں امتیازی مقام حاصل ہے۔ وہ فکشن کی باریک بین قرات فقط قرات کے خاطر ہی نہیں کرتے بل کہ ان کی باریک قرات دراصل انسانی مسائل کے تناظر میں تخلیق کو پرکھنے کا ایک وسیلہ ہے۔ یوں نارنگ کے ہاں فکشن کا مطالعہ وسیع تر انسانی، معاشرتی، ثقافتی اور ادبی مسائل کا مطالعہ قرار پاتا ہے۔ زیرِ بحث مضمون میں نارنگ کی تنقید کی مذکورہ خوبیوں کو ان کے تنقیدی مضامین کی روشنی میں دیکھنے کی سعی کی گئی ہے۔	گوپی چند نارنگ، اردو تنقید، اردو افسانہ: روایت اور مسائل، فکشن شعریات
خانم، الماس	آثار الصنادید: اردو تحقیق کا اہم سنگِ میل	۱۷۸ تا ۱۸۸	سرسید احمد خان ایک عہد اور تحریک کا نام ہے جس نے زوال کے اندھیروں میں بھٹکتے مسلمانوں کو نہ صرف روشن راہوں سے ہم کنار کیا بل کہ انھیں ان کی کھوئی ہوئی حیثیت دلوانے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ ان کی تمام تر زندگی حقائق کی تلاش اور اس کے بیان میں سرگرداں ملتی ہے۔ ان کا سب سے بلند پایہ تحقیقی کارنامہ آثار الصنادید تصور کیا جاتا ہے، جس کا بنیادی موضوع تاریخ ہے اور اس میں سرسید نے دہلی کی قدیم عمارات کا احوال بیان کیا ہے۔ یہ اردو تحقیق کا ایک اہم سنگِ میل ہے جس کے لیے سرسید کی ان تھک محنت اور لگن کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس مقالے کا مقصد آثار الصنادید کی مختلف تحقیقی جہات کو سامنے لانا ہے۔	سرسید احمد خان، اردو تحقیق، آثار الصنادید، دہلی کی عمارات، قلعہ معلیٰ، شہر شاہجہان آباد
رحمٰن، محمد	رشید احمد صدیقی کے خطبات	۱۰۲ تا ۱۱۴	خطبات کی صنف اردو ادب میں نئی ہے۔ کالجوں اور یونی ورسٹیوں میں کامیاب طلبہ اور طالبات کو جو اسناد عطا کی جاتی ہیں اس موقع پر توسیعی لیکچر کی شکل میں خطبات دیے جاتے ہیں جو کسی غیر معمولی شخصیت سے دلوائے جاتے ہیں۔ رشید احمد صدیقی چوں کہ ایک معروف ادبی شخصیت تھے اس لیے وہ بھی کئی مواقع اور موضوعات پر خطبہ دینے کے لیے بلائے گئے۔ ایسے مواقع پر انھوں نے رسمی خطبے نہیں دیے بل کہ ایسے خطبے دیے جن میں ان کا علم، مشاہدہ، تجربہ، غور و فکر اور بصیرت نظر آتی ہے۔ ان خطبات کی تعداد سترہ ہے جنھیں ان کی زندگی کے آخری دور کا قابلِ قدر سرمایہ بھی قرار دیا جا سکتا ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں مقالہ نگار نے انھی خطبات کی روشنی میں رشید	رشید احمد صدیقی، خطبات، عزیزانِ علی گڑھ کے نام، عزیزانِ ندوہ، جدید غزل

			احمد صدیقی کے موضوعات اور اسلوب کا جائزہ لیا ہے۔	
رضوی، سیدہ مصباح	مرزا محمد جعفر اوجؔ لکھنوی: فن اور شخصیت	۱۶۰ تا ۱۷۷	مرزا محمد جعفر اوجؔ لکھنوی ایک قادر الکلام مرثیہ نگار تھے۔ آپ معروف مرثیہ گو مرزا دبیر کے فرزند تھے اور لکھنؤ کے ایسے دور میں پیدا ہوئے جب مرثیہ ایک توانا روایت کے ساتھ لکھنؤ میں کامیابی اور مقبولیت کے آخری زینوں پر تھا۔ آپ نے اپنے علمی و ادبی پس منظر اور لکھنو کی بھرپور روایت دونوں سے فائدہ اٹھایا اور مرثیہ گوئی میں نام اور مقام پانے کے حق دار ٹھہرے۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ ہی یہی تھا کہ انیس اور دبیر کے بعد اپنی انفرادیت کو برقرار رکھا اور اپنی شاعری کے ذریعے ایک ایسے رجحان کو فروغ دینے کی سعی کی جس کے سلسلے جدید مرثیہ نگاری کی بنیادوں سے جڑے ہوئے ہیں۔ زیرِ نظر مضمون میں اوجؔ کی مرثیہ نگاری کے انھی پہلوؤں کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔	مرزا محمد جعفر اوج، اوج لکھنوی، مرثیہ نگاری، دبستانِ دبیر
ریاض، فرزانہ	کلاسیکی غزل: نظری مباحث کے تناظر میں	۲۴۱ تا ۲۴۹	شاعری فنونِ لطیفہ کا اہم ترین فن ہے اور غزل اس فن کی زیادہ مؤثر اور حسین صورت ہے، جو اپنے خصائص اور بے مثال ہیئت کی بنا پر دنیا کی تمام زبانوں میں امتیازی وصف رکھتی ہے۔ اردو شاعری میں جتنی اصناف ہیں ان میں غزل سب سے ہر دل عزیز ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج تک جتنے غزل گو سامنے آئے ہیں اتنے مثنوی گو، قصیدہ گو یا مرثیہ گو نہیں ہیں۔ مزید برآں جہاں تک کلاسیکی غزل کا تعلق ہے تو دیگر اصناف سخن میں طبع آزمائی کرنے کے باوجود معروف ترین کلاسیکی شعرا مثلاً ولیؔ، سراجؔ، میرؔ، غالبؔ، مومنؔ، آتشؔ اور داغؔ کی شہرت کا بنیادی حوالہ ان کی غزلیہ شاعری ہی ہے۔ چناں چہ صنف غزل کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر زیرِ نظر مضمون میں کلاسیکی غزل کو نظری مباحث کے تناظر میں زیرِ بحث لایا گیا ہے۔	اردو شاعری، کلاسیکی غزل، غزل کی تعریف، غزل کے نظری مباحث
ساحل، محمد خالد لطیف	اقبال کی نظم "طلبہ علی گڑھ کالج کے نام" کا فنی جائزہ	۱۷ تا ۲۶	علامہ محمد اقبال کے قیام فرنگ کا زمانہ ۱۹۰۵ء تا ۱۹۰۸ء ہے جس میں حصولِ علم کے ساتھ اقبال کی شاعری کا سفر بھی جاری و ساری رہا۔ اس قیام کے دوران جو نظمیں کہی گئیں ان میں ایک نظم "طلبہ علی گڑھ کالج کے نام" بھی ہے، جسے جون ۱۹۰۷ء کی تخلیق بتایا جاتا ہے۔ یہ نظم ۱۲ نظم بارہ اشعار پر مشتمل تھی لیکن اقبال نے سات اشعار وزن کی درستی کے بعد بانگِ درا کے متداول مجموعے میں شامل کر لیے اور پانچ اشعار کو قلم زد کر دیا۔ چناں چہ زیرِ نظر مقالے میں اقبال کی مذکورہ نظم کی صوتیات پر اقبال اور دوسرے ادبا کی آرا کے حوالے سے بحث کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ ان میں اقبال کا نقطۂ نظر درست ہے۔ مزید برآں زیرِ بحث مواد اقبال کے بحور و اوزان کے علم پر بھی	علامہ محمد اقبال، اردو نظم، طلبہ علی گڑھ کالج کے نام، کلیات اقبال

			دال ہے۔	
سنجرانی، خالد محمود	اکرام اللہ: حقیقت اور علامت کے سنگم پر کھڑا اہم معاصر افسانہ نگار	۲۷ تا ۳۵	اکرام اللہ کا تعلق جدید اردو افسانہ نگاروں کی اس نسل سے ہے جنھوں نے حقیقت اور علامت کے سنگم پر اپنی تخلیق کی آنکھ کھولی۔ اس لحاظ سے حقیقت نگاری اور علامت نگاری دونوں اکرام اللہ کے اہم رجحانات ہیں جس میں انھوں نے اپنا تشخص قائم کرنے کی سعی کی ہے۔ زیرِ بحث مقالے میں اردو افسانے کی روایت کے تناظر میں اکرام اللہ کی افسانہ نگاری کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے اور ان کے افسانوی مجموعوں جنگل، بدلتے قالب اور بارِدگر میں شامل افسانوں کو سماجی، نفسیاتی اور مصنف کے انفرادی پسِ منظر میں پرکھا گیا ہے۔ یوں یہ مقالہ اکرام اللہ کی فنی اور فکری جہات کو اجاگر کرتا ہے۔	اکرام اللہ، جدید اردو افسانہ، علامتی افسانہ، جنگل، بارد گر، بدلتے قالب
طارق، گلشن	ہم عصر شعرا پر اقبال کی شاعری کے اثرات	۳۶ تا ۴۵	اردو ادب میں اقبال کی تحریک نے مستقبل کو اس شدت سے متاثر کیا ہے کہ اب تک برصغیر میں لفظ و معنی کی جو بھی تحریک اُبھری ہے اس کا سوتا اقبال کی تحریک سے پھوٹا ہے۔ چناں چہ بیش تر ترقی پسند شعرا جنھوں نے اصلاحی اور معاشرتی امور سر انجام دینے کے لیے شاعری کو منطقی صداقت کے اظہار کا وسیلہ بنانا قبول کیا، اقبال کے الفاظ و تراکیب سے متاثر ہوئے۔ یوں اقبال کے زیرِ اثر اردو نظم نے دیکھتے ہی دیکھتے ایک ہمہ گیر ادبی تحریک کی صورت اختیار کر لی۔ نظم گوئی اور نظم نگاری کی جو متنوع صورتیں جوشؔ، سیمابؔ، ساغرؔ نظامی، اخترؔ شیرانی، احسان دانش اور اسی عہد کے دوسرے شعرا کے ہاں نمودار ہوئیں ان سب کا رشتہ کسی نہ کسی شکل میں اقبال کے فن سے جا ملتا ہے۔ اسی امر کو ملحوظ رکھتے ہوئے زیرِ بحث مقالے میں اقبال کی شاعری کو ان کے معاصرین اور معتقدین پر اثرات کے حوالے سے زیرِ بحث لایا گیا ہے۔	علامہ محمد اقبال، اردو شاعری، تصدق حسین خالد، حفیظ جالندھری، جوش ملیح آبادی، احسان دانش، احمد ندیم قاسمی
عابدی، سیدہ عنبر فاطمہ	اردو میں حمد نگاری کی تاریخ کا اجمالی جائزہ (آغاز سے بیسویں صدی تک)	۲۱۱ تا ۲۲۹	مذہبی نقطۂ نگاہ سے جب بھی اصنافِ سخن کی موضوعاتی تقسیم کی جاتی ہے تو حمد باری تعالیٰ سرِ فہرست نظر آتی ہے۔ یوں تو حمدیہ مضامین نظم میں بھی تحریر کیے جاتے ہیں اور نثر میں بھی۔ تاہم لفظ "حمد" سے عموماً مراد شعری پیرائے میں کہی جانے والی خدائے بزرگ و برتر کی تعریف و توصیف ہی لی جاتی ہے، جو اللہ جل شانہٗ کے اثبات و حاکمیت کا ایسا اقرار ہے جس کے بین السطور اعترافِ عبودیت پایا جاتا ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں نہ صرف حمد کی تعریف اور حمدیہ شاعری کے آغاز کو زیرِ بحث لایا گیا ہے بل کہ اس کے ان اہم رجحانات کی نشان دہی بھی کی گئی ہے جو بیسویں صدی سے قبل اردو شاعری میں سامنے آئے۔	حمد نگاری، بیسویں صدی، اردو شاعری، حمدیہ شاعری

علی، سلمان / اعجاز، وہاب	اردو زبان وادب اور اسمارٹ فون	۲۸۱ تا ۲۸۸	۲۰۰۷ء میں ایپل کمپنی کی جانب سے آئی فون کے نام سے ایک اسمارٹ فون متعارف کروایا گیا جس کی بدولت عام صارفین موبائل عام فون کے بجائے اسمارٹ فون کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس فون کی کامیابی کے بعد مائیکروسافٹ کی جانب سے بھی اس شعبے میں خصوصی طور پر توجہ دی گئی اور ونڈوز فون تیار کیے گئے۔ ۲۰۰۵ء میں گوگل کی جانب سے اینڈرائیڈ آپریٹنگ سسٹم کی خریداری اور پوری دنیا کی موبائل کمپنیوں کے لیے اس کی مفت تقسیم نے اسمارٹ فون کی تیاری اور استعمال میں اس قدر اضافہ کر دیا کہ آج کے صارف کے لیے موبائل کے بغیر زندگی گزارنا مشکل ہو گیا ہے۔ بعد ازاں گوگل، آئی فون اور مائیکروسافٹ کی جانب سے ایپ اسٹور متعارف کروائے گئے جس کے تحت سب سے زیادہ موبائل ایپ اسمارٹ فون کے لیے تیار کیے گئے جن میں اردو موبائل ایپ کا بھی ایک بڑا حصہ شامل ہے۔ یہ مقالہ انھی موبائل ایپس کا مختصر جائزہ پیش کرتا ہے۔	اردو زبان، موبائل فون، ایپ اسٹور، اردو موبائل ایپ
کامران، محمد	امجد اسلام امجد کی نظمیں: رومان سے انقلاب تک	۷ تا ۱۶	امجد اسلام امجد پاکستان کے معروف ترین شعرا میں سے ہیں۔ ان کی بنیادی پہچان ان کی رومانوی شاعری رہی ہے۔ انھیں اردو کے تقریباً تمام نقادوں نے رومانوی طرزِ احساس کا حامل مقبول شاعر قرار دیا ہے یا زیادہ سے زیادہ ازرہِ قدر دانی و سرپرستی ان کے فن کو ارتقاپذیر بتایا گیا ہے لیکن ان کی نظموں کی کلیات "میرے بھی ہیں کچھ خواب" کچھ اور ہی کہانی بیان کرتی ہے کہ رومان ان کا بنیادی حوالہ تو ہے ہی لیکن وقت کے ساتھ ساتھ ان کے ہاں سماجی مسائل اور ناانصافی کی تصویر کشی بھی نمایاں ہوئی ہے۔ اس مضمون میں انھی خصوصیات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے امجد کی شاعری کو رومان اور انقلاب کے آمیزے کے طور پر شناخت کیا گیا ہے۔	امجد اسلام امجد، اردو نظم، رومان، انقلاب، میرے بھی ہیں کچھ خواب
لطیف، واصف	"دامن" پنجابی شاعری کی ان مول صنفِ سخن	۲۰۵ تا ۲۱۰	پنجابی شعری ادب کی ایک اہم اور کم یاب صنف "دامن" ہے۔ یہ ایک ایسی صنف ہے جس میں عموماً کلاسیکی رومانوی قصے یا داستانیں نظم کی جاتی ہیں۔ اب تک اس صنف ادب کے بارے میں یہی دعویٰ کیا جاتا رہا ہے کہ پنجابی ادب میں مختلف شعرا کے تحریر کردہ دامن محض ۵ یا ۶ سے زیادہ نہیں ہیں۔ اس مختصر تحقیقی مقالے میں مذکورہ دامن کے علاوہ دستیاب ہونے والے مطبوعہ اور نئے لکھے گئے غیر مطبوعہ دامن کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔ جن کی تعداد سے یہ انداز ہوتا ہے کہ اس کم یاب صنف کے نمونے ماضی کے اوراق میں تو تلاش کیے جا سکتے ہیں لیکن موجودہ عہد میں بھی کچھ شعرا اس صنفِ سخن میں طبع آزمائی کر رہے ہیں۔	پنجابی ادب، صنفِ ادب، دامن، پنجابی شاعری

مجید، رضیہ	مرقع دہلی: اسبابِ زوال دہلی کا چشم دید بیانیہ	۲۳۰ تا ۲۴۰	مرقع دہلی محمد شاہ رنگیلا کے عہد کے مغل دارالحکومت کا مختصر بیانیہ ہے۔ اس کتاب کے مصنف نواب درگاہ قلی خاں کا تعلق ایک ایرانی خاندان سے تھا، جو شاہ کے زمانے میں ایران سے ہجرت کر کے ہندوستان آئے۔ یہ خاندان ایران اور ہندوستان میں شاہی درباروں سے وابستہ رہا۔ ۱۷۲۴ء میں درگاہ قلی خاں دکن کے خود مختار مغل گورنر نواب آصف جاہ اول کے دربار سے وابستہ رہے۔ ۱۷۳۸ء میں جب نواب آصف جاہ اول نے دہلی کا سفر اختیار کیا تو درگاہ قلی خاں بھی ان کے ساتھ آنے والے عہدے داران میں شامل تھے۔ ان کا دہلی کا قیام چار سال کے عرصے پر محیط تھا، جس سے استفادہ کرتے ہوئے درگاہ قلی خاں نے "مرقع دہلی" میں دلّی کی تاریخی اہمیت کی حامل عمارات اور اہم شخصیات پر مختصر یادداشتیں تحریر کیں۔ زیرِ نظر مقالہ اسباب زوال دہلی کے تناظر میں اس کتاب کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے۔	مرقع دہلی، تاریخ دہلی، نواب درگاہ قلی خاں، نواب آصف جاہ اول، اسباب زوال دہلی
ندیم، محمد عابد	ممدوح اقبال پرنس سعید حلیم پاشا کی نظر میں مسلم تشخص	۷۱ تا ۸۲	انیسویں صدی کا آخر اور بیسویں صدی کا آغاز وہ دور ہے جب سلطنت عثمانیہ روبہ زوال تھی۔ مصطفیٰ کمال پاشا نے خلافت کو ختم کر کے سلطنت عثمانیہ کو مغربی جمہوریت کی طرز پر استوار کر دیا تھا۔ انھوں نے مغربی طرز پر زندگی کے ہر شعبے میں اصلاحات نافذ کرنے کی کوشش کی، لیکن بحران کے اسی دور میں مصطفیٰ کمال کے مدمقابل پرنس سعید حلیم پاشا جیسے رہنما بھی موجود تھے جنھوں نے مسلمانوں کی سوچ کے دھارے کو نیا رُخ دیا۔ انھوں نے زور دیا کہ مسلمانوں کو اپنی اسلامی تعلیمات سے دور نہیں ہونا چاہیے۔ ان کی فکر یہ تھی کہ مغربی سائنسی علوم اور تکنیکی مہارتوں سے اسلامی ممالک میں استفادہ کیا جا سکتا ہے لیکن مغربی معاشرتی اقدار کسی بھی صورت میں مسلم دنیا کے لیے قابل قبول نہیں۔ مزید برآں مسلم ممالک کے مسائل کا حل اتحاد و اسلامی تعلیمات کی پیروی میں ہے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو اقبال اور سعید حلیم پاشا میں فکری مماثلت پائی جاتی ہے جس کو بنیاد بنا کر اس مقالے میں دونوں کے مشترک نظریات کو سامنے لانے کی سعی کی گئی ہے۔	پرنس سعید حلیم پاشا، خلافتِ عثمانیہ، مصطفیٰ کمال پاشا، علامہ محمد اقبال، مسلم تشخص
ہارون، ثنا	جدید کالم نگاری: تاریخ اور عہد حاضر کا ادبی بیانیہ	۲۶۴ تا ۲۶۹	کالم نگاری نہ صرف صحافت میں اہم کردار ادا کرتی ہے بل کہ سماج، سیاست اور اقدار کے حوالے سے عوامی سوچ کو ئی سمت دینے میں فعال کردار ادا کرتی ہے۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو جدید کالم نگاروں کے ہاں تاریخ سے راہ نمائی لینا عہد حاضر کو ان واقعات کی روشنی میں پرکھنا اور اسے فکشن کے انداز میں پیش کرنا خاص اہمیت کا حامل ہے۔ وہ زندگی میں ہونے والے تغیرات میں ماضی کے تہذیبی ورثے کو یک دم ختم کرنے کے قائل نہیں بل کہ اس	جدید کالم نگاری، اردو کالم، غازی صلاح الدین، عطاء الحق قاسمی،

عبدالقادر حسن، نذیر ناجی	تہذیبی ورثے کو ساتھ لے کر نئے رجحانات کو بھی زیست کے ہر لمحے میں برتنے کے قائل ہیں۔ چناں چہ ان تمام امور کو مد نظر رکھتے ہوئے زیرِ نظر مضمون میں یہ نکتہ زیرِ بحث لایا گیا ہے کہ جدید کالم نگاری عہد حاضر کی سماجی صورتِ حال کے بیانیے کے لیے تاریخ سے بہ طور سرچشمہ فیض یاب ہوتی ہے۔			

تحقیقی زاویے: ۷(۲۰۱۶ء)

مدیر: رشید امجد، شعبۂ اردو، الخیر یونی ورسٹی، بھمبر

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
اختر، ثمرین	اردو افسانے کے رجحانات	۲۲۳ تا ۲۳۲	دیگر اصنافِ ادب کی طرح اردو افسانہ نے بھی ارتقائی دور سے گزرتے ہوئے ترقی کی بہت سی منازل طے کیں۔ بیسویں صدی کے ابتدائی عشروں میں اردو افسانے میں فنی، موضوعی، معنوی لحاظ سے کئی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ سماجی اور تہذیبی تبدیلیاں براہِ راست افسانے پر اثر انداز ہوئیں۔ رومانوی دور کے افسانوں میں شاعرانہ عناصر کا غلبہ نظر آتا ہے۔ الغرض وقت کے ساتھ اردو افسانے کے رجحانات، موضوعات اور اسالیب میں تبدیلیاں آتی رہیں۔	اردو افسانہ، رومانوی افسانہ، علامتی افسانہ، جدید افسانہ
اختر، عمران	سرزمینِ ملتان کی تحتی بولیوں پر اردو زبان کی آمیزش کے اثرات: مساحتی معائنہ اور جائزہ	۹۹ تا ۱۰۶	سرزمین ملتان کا شمار کثیر اللسانی خطوں میں کیا جاتا ہے۔ یہاں کی لسانی فضا بے شمار تحتی بولیوں کی آمیزش سے مزین ہے۔ مقالہ نگار نے اس خطے میں بولی جانے والی علاقائی بولیوں کا مساحتی جائزہ لیا ہے۔ ان زبانوں میں ہریانوی/ رانگڑی، سرائیکی /ملتانی، پنجابی اور اردو شامل ہیں۔ اس مساحتی معائنے سے مقالہ نگار نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اردو زبان نے اس سرزمین کی لسانی آبیاری میں اہم کردار ادا کیا ہے۔	ملتان کی تحتی بولیاں، منڈاری زبان، پشاچی اپ بھرنش، ہریانوی زبان، سرائیکی زبان، لسانی تجزیہ
اختر، محمد جمیل	اردو غزل عہد بہ عہد	۱۷۷ تا ۱۸۴	اردو شاعری میں غزل اصناف کے مقابلے میں زیادہ مقبول رہی۔ اردو غزل کا اوّلیں نمونہ امیر خسرو کی غزل کو قرار دیا جاتا ہے۔ اس مقالے میں امیر خسرو سے لے کر عہد جدید تک کی غزل کا احاطہ کیا گیا ہے۔ مختلف ادوار میں اردو غزل کے شعرا نئے نئے موضوعات اور خیالات کو تخیل کے سانچے میں ڈھال کر غزل کے پیرائے میں بیان کرتے رہے۔ آغاز سے لے کر جدید دور تک اردو غزل متعدد فکری اور اسلوبیاتی تجربات سے گزری۔	اردو غزل، امیر خسرو، دکنی غزل، ایہام گوئی، میر تقی میر، ناصر کاظمی
اسلم، فوزیہ	حیوانات اور حشرات الارض سے مزین افسانوی مجموعہ	۲۵۳ تا ۲۵۶	اس مقالے میں ستر کی دہائی کے ایک افسانہ نگار احمد جاوید کے افسانوی مجموعے چڑیا گھر کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ اس مجموعے میں چرند پرند اور کیڑے مکوڑوں کو علامتوں اور تمثیلوں کے روپ میں پیش کیا گیا ہے۔ احمد جاوید نے حیوانات اور حشرات الارض کی حرکات و سکنات کے ذریعے انسانی اخلاقیات، رویوں اور سیاست کو پیش کیا ہے۔ ان کی یہ علامتی کہانیاں بیک وقت کئی سمتوں میں اشارے کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔	احمد جاوید، علامتی افسانہ، چڑیا گھر، غیر علامتی کہانی، تمثیل، ستر کی دہائی کا افسانہ، جدید افسانہ
اصغر، عاصمہ	ڈاکٹر تبسم کاشمیری	۲۵۷	ڈاکٹر تبسم کاشمیری ایک نقاد، محقق اور استاد کے طور پر معروف ہیں۔ وہ ایک	تبسم کاشمیری،

	کاشعری سفر (تمثال سے سرخ خزاں کی نظموں تک)	تا ۲۶۸	شاعر بھی ہیں۔ انھوں نے شاعری کا آغاز ۱۹۵۸ء میں کیا۔ ۱۹۷۵ء میں ان کا پہلا مجموعہ تمثال شائع ہوا۔ دیگر مجموعوں میں نوحے تخت لہور کے، کاسنی بارش میں دھوپ، باز گشتوں کے پُل پر اور سرخ خزاں کی نظمیں شامل ہیں۔ ان کا شعری سفر ستاون برس پر محیط ہے، انھوں نے اپنے مشاہدات اور تجربات کو اس سفر کا حصہ بنا دیا۔ ان کی شاعری میں جدید دور کے انسان کی تلاش کا عمل نظر آتا ہے جس کے وجود کی اکائی ختم ہو چکی ہے۔	تمثال، نوحے تخت لہور کے، کاسنی بارش میں دھوپ، بازگشتوں کے پُل پر، سُرخ خزاں کی نظمیں
بابر، نورینہ تحریم	ایک ہنگامہ خیز معتوب ناول مردِ کوہستان تحقیق و توضیح	۲۰۹ تا ۲۱۴	مردِ کوہستان رشید اختر ندوی کا ایک نہایت ہنگامہ خیز تاریخی ناول ہے۔ مردِ کوہستان پر اعتراضات شروع ہوئے اور آہستہ آہستہ اعتراضات شدت اختیار کرتے گئے اور بالآخر ناول کو مارکیٹ سے واپس اٹھانا پڑا۔ اس مقالے میں ناول کے مرکزی کردار اور ناول کی کہانی کی وضاحت کرتے ہوئے اس پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات دیے گئے ہیں اور ایک ناول نگار کے طور پر مصنف کے نقطۂ نظر کی وضاحت کی گئی ہے۔	اردو ناول، مردِ کوہستان، رشید اختر ندوی، سردار محمد خان، محمد خان ترین، رنجیت سنگھ
بٹ، محمد افضال	اردو ادب و تنقید میں تصورِ جدیدیت	۱۸۵ تا ۱۹۰	جدیدیت ایک ایسی فلسفیانہ تحریک ہے جو تہذیب، روایات اور تبدیلیوں کے ساتھ مغربی معاشرے میں بڑے پیمانے پر منظرِ عام پر آئی۔ جدیدیت جب برصغیر میں آئی تو اس وقت کے دانش وروں، ادیبوں اور نقادوں نے اسے دل سے قبول کیا۔ اس اصطلاح نے مروجہ نظریات کا رُخ بدل دیا جس سے بحث اور مذاکرات کے نئے دور کا آغاز ہوا۔ مغرب کے جدید افکار اردو ادب اور تنقید کا حصہ بن گئے اور اردو ادب اور تنقید وجودیت، تجریدیت اور اظہاریت جیسے عناصر سے آشنا ہوئے۔	اردو ادب، اردو تنقید، جدیدیت، وجودیت، تجریدیت، اظہاریت
تبسم، عبدالواجد	ناصر کاظمی کی غزل پر ہندی اثرات	۲۴۹ تا ۲۵۲	قیامِ پاکستان کے بعد اردو غزل میں جو سب سے منفرد اور توانا آواز ابھری وہ ناصر کاظمی کی تھی۔ تقسیمِ ہند کے المیے کے تناظر میں ناصر کاظمی جب ماضی کی یادوں میں جھانکتے ہیں تو تہذیب و تمدن کی تباہی، ہجر کی تلخیاں اور شکستہ خواب ان کے ارد گرد پھیلے مظاہر سے نئے علامتی مفاہیم اخذ کر لیتے ہیں۔ ناصر کاظمی کی غزل میں ان کے طرزِ احساس کے ساتھ مقامی اور ہندی رنگ بھی شامل ہے۔ ان کی غزل میں ہندی الفاظ، تشبیہات اور دیگر تہذیبی مظاہر ایک خاص معنویت رکھتے ہیں۔	ناصر کاظمی، اردو غزل، ہندی دیومالا، ہندی الفاظ، علامتی شاعری
تبسم، فہمیدہ	داستانی عہد کا ایک اہم مناقشہ اور چار داستانیں	۱۹۱ تا ۱۹۸	دلی اور لکھنو کی لسانی چشمک ادبی طور پر کئی حوالوں سے نہایت مفید ثابت ہوئی۔ عموماً اس ادبی مناقشے کے اثرت کا جائزہ شعری حوالے سے لیا جاتا ہے یا باغ و بہار اور فسانہ عجائب کے اسلوب کے حوالے سے اس کا سرسری	میر امن، رجب علی بیگ، باغ و بہار، فسانہ

			ساذ کر کیا جاتا ہے۔ لسانی چشمک کا یہ سلسلہ صرف ان دو داستانوں تک محدود نہیں ہے بلکہ دو مزید داستانیں بھی منظرِ عام پر آئی ہیں جن میں سروشِ سخن اور طلسمِ حیرت شامل ہیں۔ مقالہ نگار نے دلی اور لکھنو کے اسلوب کے حوالے سے ان کا جائزہ لیا ہے۔	عجائب، سروشِ سخن، طلسمِ حیرت
ترابی، نثار	شاہ مراد خان پوری...اردو غزل کا اولین مربی و محسن	۷۳ تا ۷۸	برصغیر کی گذشتہ تین سو سالہ ادبی تاریخ کے اوراق میں شاہ مراد خان پوری ایک بلند قامت ادبی و تخلیقی شخصیت کی حیثیت سے مستور تھے۔ اردو شاعری کے مراکز سے دور ہونے کی بنا پر تذکرہ نگاروں نے ان کے علمی و ادبی کارناموں سے صرفِ نظر کیا ہے۔ شاہ مراد خان پوری کا شمار ان قدیم شعرا میں ہوتا ہے جن کی سوانح حیات کے متعلق مواد کا زیادہ تر حصہ زبانی روایات پر مشتمل ہے۔ انھوں نے اردو شاعری کو نئے ذائقوں اور انوکھے راستوں سے آشنا کرانے میں اہم کردار ادا کیا۔	شاہ مراد خان پوری، اردو غزل، تحفہ قادریہ، بزمِ ثقافتِ چکوال، انور بیگ اعوان
چوہدری، حنیف/اختر، نسیم	خواجہ غلام فرید کے کلام میں تصرفات کا نیا انداز: تجزیاتی مطالعہ	۳۹ تا ۴۶	خواجہ غلام فریدؒ کا قلمی نسخہ نہ ملنے کی وجہ سے ان کے کلام میں تصرفات کی بھرمار ہو رہی ہے۔ خواجہ غلام فریدؒ ۱۹۰۱ء تک زندہ رہے ان کی زندگی میں الحاقی کلام بھی شامل ہوتا رہا جس کے نتیجے میں کلام کی روح گم ہو رہی ہے اور اسلوب مرتا جا رہا ہے۔ اس مقالے میں تصرفات اور الحاقیت کی تحقیقی انداز میں نشان دہی کی گئی ہے۔ تصرفات اور الفاظ کے دروبست میں تبدیلی سے خواجہ غلام فریدؒ کا کلام پس پشت چلا گیا ہے۔	خواجہ غلام فریدؒ، متنی تنقید، دیوانِ فرید، دبیر الملک عزیز الرحمٰن، ڈاکٹر مہر عبدالحق
حسین، بابر	غالب اور آزاد کی مکتوب نگاری ایک تجزیہ	۱۳۹ تا ۱۴۴	مرزا غالب کے اردو خطوط نے اردو نثر میں سادگی و سلاست کے ساتھ ساتھ سنجیدہ ظرافت اور طنز کی داغ بیل بھی ڈالی۔ غالب اردو کے بہترین جذبات نگار انشاپرداز تھے۔ ان کے بعد مولانا ابوالکلام آزاد کے مکاتیب، مرزا غالب کے خطوط سے مماثلت رکھتے ہیں، مگر ان دونوں احباب کی تربیت، ماحول اور مذاق اتنا جدا ہے کہ ان کا موازنہ نہیں کیا جا سکتا۔ دونوں کی تحریر کا اسلوب اور مزاج ایک دوسرے سے مختلف نظر آتا ہے۔	مکتوب نگاری، مرزا غالب، خطوطِ غالب، ابوالکلام آزاد، غبارِ خاطر، انشاپردازی
حسین، مزمل	مولوی عنایت اللہ دہلوی کی ترجمہ کاری: تحقیقی اور تنقیدی مطالعہ	۶۳ تا ۶۶	عنایت اللہ دہلوی کا شمار اردو کے ابتدائی معروف مترجمین میں ہوتا ہے۔ ان کا فطری میلان ترجمہ ہی تھا اور ان کو آغاز سے ہی ترجمہ نگاری کا ماحول ملا۔ انھوں نے سب سے پہلے آرنلڈ کی پریچنگ آف اسلام کا ترجمہ دعوتِ اسلام کے عنوان سے کیا۔ اس کے بعد کنگ لیر کا ترجمہ کیا۔ وہ نہ صرف انگریزی زبان وادب پر عبور رکھتے تھے بلکہ وہ انگلستان کی تہذیب و ثقافت، تاریخ اور فوک پر بھی نگاہ رکھتے تھے۔ ان کے تراجم کی تعداد پچاس سے زائد ہے جن میں مختلف موضوعات کی کتابیں شامل ہیں۔	مولوی عنایت اللہ دہلوی، دعوتِ اسلام، کنگ لیر، عرب کا قدیم تمدن، حیات سقراط، عبرت نامہ

				اندلس
خان، الماس	استعماریت اور پنجاب میں اردو شاعری کی نئی صورت گری	۸۹ تا ۹۸	پنجاب میں جدید اردو شاعری کی صورت گری میں مولانا محمد حسین آزاد اور الطاف حسین حالی نے ڈاکٹر لائٹنر کی زیرِ سرپرستی اہم کردار ادا کیا۔ انجمن پنجاب کے تحت جدید طرحی مشاعروں کا آغاز کیا گیا۔ انجمن پنجاب کی تقلید میں مزید کئی انجمنیں قائم ہوئیں؛ اردو شاعری کا تصور بدل گیا، شاعروں کے لیے فکر و فن کے نئے در وا ہوئے اور اہلِ پنجاب نے شاعری کے ذریعے تحریکِ آزادی کو مہمیز دی۔	جدید اردو شاعری، استعماریت، پنجاب میں شاعری، مولانا محمد حسین آزاد، الطاف حسین حالی، انجمنِ پنجاب
رانا، ناصر	ہاشم شاہ اور ان کا ایک غیر مطبوعہ پنجابی بارہ ماسہ	۵۵ تا ۶۲	ہاشم شاہ پنجابی زبان کے شاعر ہیں۔ فقیر محمد فقیر نے ہاشم شاہ کو عوامی شاعر قرار دیا ہے۔ ہاشم شاہ کی کئی تحریریں اور ان کا بہت سا کلام جگہ جگہ بکھرا پڑا ہے اور تاحال طباعت کے انتظار میں ہے۔ اس مقالے میں ان کے ایک غیر مطبوعہ فن پارے بارہ ماسہ کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ زیرِ نظر بارہ ماسہ شمسی یا دیسی سال کے مہینوں کے ناموں سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس کا آغاز ''چیت'' سے کیا گیا ہے۔	ہاشم شاہ، پنجابی شاعری، بارہ ماسہ، کھوج درین، مجلہ لیکھ، سی حرفی
رانی، عاصمہ / احمد، شفیق	ریاست بہاول پور کا نعت و مرثیہ گو شاعر... گلزار احمد نادم صابری	۳۱ تا ۳۸	گلزار احمد نادم صابری کئی حوالوں سے اہم شاعر ہیں۔ انھوں نے شاہنامۂ حسینؑ کی دو جلدیں تخلیق کیں، گلزارِ جنت جس کا دوسرا نام نخلستانِ نعت بھی ہے، مرتب کی۔ نادم صابری بہاول پور کے شعرا میں اس حوالے سے ممتاز مقام رکھتے ہیں کہ انھوں نے حفیظ جالندھری کے کام کو آگے بڑھایا۔ نخلستانِ نعت میں حمد، مناجات، نعت، میلاد، منقبت اور کچھ موضوعاتی نظموں کے ساتھ ہیئت کے شان دار تجربے بھی کیے۔	ریاست بہاول پور، گلزار احمد نادم صابری، گلزارِ جنت، نخلستانِ نعت، شاہنامۂ حسین، نعتیہ شاعری
سرفراز، رابعہ	اقبال اور مذہبی تجربے کے انکشافات کا فلسفیانہ امتحان: تجزیاتی مطالعہ	۷ تا ۱۴	علامہ اقبال کی فکر اور فلسفے کی بنیاد دینِ اسلام پر ہے۔ اقبال کی رائے میں شعور زندگی کا مظہر ہے اور زندگی خارجی قوت سے چلنے والی مشین نہیں بلکہ اس کی تعبیر روحانی قوت کے طور پر کی جاتی ہے۔ طبعی علوم سے ایسے مظاہر کے روابط دریافت کیے جاتے ہیں جو ناپے، تولے اور محسوس کیے جا سکتے ہیں۔ سائنس مذہبی اور جمالیاتی وجدان جیسے اہم عناصر پر توجہ دینے سے قاصر ہے اس لیے حقیقت کے مکمل ابلاغ کے لیے مذہب ہی بنیاد فراہم کرتا ہے۔	علامہ اقبال، فکرِ اقبال، دلیلِ کونی، دلیلِ غائی، دلیلِ وجودی، فلسفۂ خودی
سیٹھی، عظمیٰ	مولانا شبلی نعمانی کی	۷۹	شبلی اپنے اندازِ تحریر کے لیے بھی معاصرین میں منفرد ہیں۔ سرسید کے	شبلی نعمانی،

	اسلوب نگاری—— ایک تحقیقی مطالعہ	تا ۸۸	دبستان میں شبلی وہ منفرد شخص ہیں جو انگریز یا انگریزی ادب سے کماحقہ ' واقفیت کے باوجود معذرتی لہجہ اختیار نہیں کرتے۔ شبلی کی تحریر و اسلوب بیان میں بہت سی خوبیاں ہیں ان میں سب سے نمایاں اور بنیادی وصف آپ کے اسلوب کا جوشِ بیاں اور قوت ہے جو ان کے احساس عظمت اور احساسِ کمال کی پیداوار ہے۔	اسلوبیات، سفرنامہ مصر و روم و شام، سر سید احمد خان، حالی، شعر العجم
شاہین، روبینہ	شرر کی سوانح عمری خواجہ معین الدین چشتی کا تنقیدی و تحقیقی جائزہ	٦٧ تا ٧٢	خواجہ معین الدین چشتی کی شخصیت ایک عالمگیر شخصیت کا درجہ رکھتی ہے۔ شرر کو خواجہ صاحب کی شخصیت میں بہت کشش محسوس ہوئی۔ شرر نے رسالہ العرفان میں وعدہ کیا تھا کہ مشائخ طریقت اور بزرگانِ دین کی سوانح عمریاں برابر سلسلہ وار شائع ہوا کریں گی۔ اگرچہ شرر نے یہ تصنیف سرسری طور پر تیار کر کے شائع کی تھی لیکن اس کو بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی۔ اس کتاب کے مطالعے سے شرر کا تاریخی شعور بھی واضح ہوتا ہے۔	خواجہ معین الدین چشتی، عبدالعلیم شرر، العرفان، سوانح عمری، سیرت نگاری، آتش کدہ
شہناز، روبینہ	دھرتی کے حوالے سے وزیر آغا کا نقطۂ نظر	۲۴۳ تا ۲۴۸	ڈاکٹر وزیر آغا کا شمار ان نقادوں میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنی تنقید اور شاعری میں ثقافت اور دھرتی کو محوری انداز میں اختیار کیا جو درحقیقت اس تحریک ہی کا فکری رُخ ہے جو اردو ادب میں پاکستانیت کے حوالے سے پیدا ہوا ہے۔ وزیر آغا کی یہ فکر ان کی کتاب اردو شاعری کا مزاج کے حوالے سے سامنے آئی۔ ان کا خیال ہے کہ قدیم ارضی تہذیب دراوڑی اور آریائی تہذیبوں کی آویزش سے پیدا ہوئی۔ مختلف تہذیبوں کے ملاپ اور تصادم سے مختلف اصناف وجود میں آئیں۔	ڈاکٹر وزیر آغا، اردو شاعری کا مزاج، پاکستانی ادب، ادبی قومیت، دھرتی پوجا، انور سدید
صدیقہ، طاہرہ	نئی اردو شاعری کا اسلوب: افتخار جالب اور جیلانی کامران کے تناظر میں	١٦۵ تا ١٧٦	نئی شاعری سے مراد وہ تخلیقات ہیں جو ۱۹۵۸ء کے لگ بھگ منظرِ عام پر آنے لگیں۔ ان منظومات کے لیے نئی شاعری کی ترکیب اس لیے استعمال کی جاسکتی ہے کہ یہ تخلیقات معانی، لب و لہجے اور سانچے کے اعتبار سے ماقبل نسل کی نظموں سے کافی حد تک مختلف ہیں۔ اس مقالے میں نئی اردو شاعری کے اسلوب پر بحث کی گئی ہے۔ مقالے کا موضوع دو شعرا افتخار جالب اور جیلانی کامران ہیں جو نئی شاعری کے حوالے سے نمائندہ ہیں اور مروجہ اسلوب سے انکار کر کے الفاظ کا سیاق و سباق بدلنے کے حوالے سے معروف ہیں۔	اردو شاعری، نئی اردو شاعری، افتخار جالب، جیلانی کامران، ترقی پسند شاعری، شاعری کا اسلوب
طاہر، سعدیہ	عزیز احمد: ہند اسلامی تہذیب کا تخلیقی مورخ	١۵ تا ۳۰	عزیز احمد بطور تخلیق کار، نقاد اور تہذیبی تاریخ نویسی کے حوالے سے اپنی منفرد پہچان رکھتے ہیں۔ اس مقالے میں ان کی ہند اسلامی کلچر پر لکھی جانے والی کتاب Studies in Islamic Culture in the Indian Environment کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ عزیز احمد نے ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد سے لے کر قیام پاکستان تک کا سیاسی، معاشرتی	عزیز احمد، تہذیبی تاریخ نویسی، ہند اسلامی تہذیب، ڈاکٹر تاراچند، فتح

			اور تہذیبی تجزیہ تخلیقی انداز سے کیا ہے۔اس کتاب میں عزیز احمد نے تہذیب و ثقافت کو سیاست کی نظر سے دیکھنے کے بجائے سیاست کو تہذیب و ثقافت کے آئینے میں دیکھا اور پیش کیا ہے۔	سندھ، تصوف اور ہندو ویدانت
ظہور، شفقت	سائنٹیفک سوسائٹی علی گڑھ	۱۰۷ تا ۱۳۰	سائنٹیفک سوسائٹی اور اس سے وابستہ انسٹی ٹیوٹ کی مدد سے سر سید مختلف مغربی علوم و فنون کو اردو میں منتقل کرتے رہے۔اس مقالے میں سائنٹیفک سوسائٹی کے قیام، اغراض و مقاصد، قواعد و ضوابط اور اس کے انتظامی ڈھانچے کا مکمل تعارف پیش کیا گیا ہے۔	سر سید احمد خان، سائنٹیفک سوسائٹی، علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ
عباد، صفیہ	جدیدیت اور مابعد جدیدیت: ایک مطالعہ	۱۴۵ تا ۱۵۴	ادب، زندگی اور کائنات سے متعلق تمام مباحث جدیدیت اور مابعد جدیدیت کا ایک واضح حوالہ ہیں۔ جس کے باعث انسانی فکر اور اس کی داخلی توانائیوں کو نئے حوالوں، نئے عنوانات و موضوعات کی سطح پر نئی تفہیم سے روشناس کروایا گیا۔ اس کے پس منظر میں مغربی معاشرے کی مادہ پرستی اور خود مختاری اور ضرورت سے زیادہ عقلیت پسندی تھی۔ مابعد جدیدیت، جدیدیت کے بعد ہے اور اس سے گریز بھی ہے تاہم ان دونوں کو ایک دوسرے کے تناظر میں ہی دیکھا اور پرکھا جاتا ہے۔	جدیدت، مابعد جدیدیت، ساختیات، پسِ ساختیات، وجودیت، روشن خیالی
عباس، سہیل	مولوی سید احمد دہلوی: وضاحتی کتابیات	۴۷ تا ۵۴	سید احمد دہلوی کی تصانیف مختلف اوقات میں منظرِ عام پر آتی رہیں۔ ان کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد اردو کی ایک لغت ترتیب دینا تھا۔ انھوں نے عمر کا ایک بڑا حصہ اس کام کی نذر کیا۔ وہ "اخبار النساء" کے بانی مدیر تھے۔ اس مقالے میں سید احمد بریلوی کی کتابوں اور ان پر لکھی جانے والی کتابوں کی وضاحتی کتابیات درج کی گئی ہیں۔	مولوی سید احمد دہلوی، ارمغانِ دہلی، ایس، ڈبلیو۔ فیلن، اخبار النساء، روزمرہ دہلی
عباس، غلام/ گل باز	ادبی فرہنگ نویسی.....بنیادی نکات	۱۳۱ تا ۱۳۸	فرہنگ اور لغت بنیادی طور پر ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ لغت میں زبان کے تمام الفاظ شامل کیے جاتے ہیں اور ہر لفظ کے سامنے اس کے ممکنہ معنی درج کیے جاتے ہیں۔ فرہنگ میں الفاظ کے معنی کسی خاص تناظر اور سیاق و سباق کی روشنی میں دیکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ادبی فرہنگ نویسی کے لیے انتخاب متن سب سے اہم نکتہ ہے۔ فرہنگ کے لیے وہی متون منتخب کرنے چاہئیں جو ادبی اور لسانی حوالے سے اہم ہوں۔ دوسرا اہم مسئلہ الفاظ کا انتخاب ہے۔ اس کے بعد مندرجات کی درجہ بندی اور تعینِ معنی کے مسائل آتے ہیں۔	ادبی فرہنگ نویسی، لغات، فرہنگ، فرہنگِ آصفیہ، نور اللغات
عباس، محمد	اردو ناول کی زبان کے مباحث	۲۱۵ تا	ناول کی کامیابی اور ناکامی کا دار و مدار زیادہ تر اس کی زبان پر ہوتا ہے۔ ناول کا بنیادی مقصد ایک خاص ماحول پیدا کرنا ہوتا ہے، جس میں کردار اور واقعات	اردو ناول، ناول کی زبان، احسن

		۲۲۲	دکھائے جاتے ہوں، یہ فضا پیدا کرنا زبان کا ہی کام ہے۔ یہ خوبی دنیا کے ہر بڑے ناول میں پائی جاتی ہے بلکہ ہر اچھا ناول اپنی ایک منفرد زبان تشکیل دیتا ہے۔ اس مقالے میں مختلف نقادوں کے نقطۂ نظر کے حوالے سے ناول کی زبان کے مباحث پیش کیے گئے ہیں۔	فاروقی، زکاالدین شایان، وارث علوی، سید محمد عقیل
عرفان، مریم	اردو داستانوں میں سراپا نگاری	۱۹۹ تا ۲۰۸	اردو داستانوں میں جہاں مافوق الفطرت عناصر اور اساطیری رنگ ملتا ہے وہیں محبوب کی تصویر بھی اپنی مکمل جزئیات کے ساتھ ابھرتی ہے۔ داستانوں کا ماحول ہند و تہذیب و تمدن سے متاثر ہے۔ دیویوں کے سراپے اور ان سے جڑا جمالیاتی احساس مشرقی محبوب سے دور سہی لیکن اردو داستانوں میں اس کے اثرات یقیناً پائے جاتے ہیں۔ سراپا نگاری کے حوالے سے اردو داستانوں میں سرِفہرست باغ و بہار اور فسانۂ عجائب ہیں۔	اردو داستان، ہندی اساطیر، سراپا نگاری، الف لیلیٰ، گل بکاؤلی، آرائشِ محفل
محسن، امان اللہ	میراجی اور سٹیفانے ملارمے	۱۵۵ تا ۱۶۴	ملارمے علامت نگاری کی تحریک کا ایک بہت بڑا شاعر تھا۔ اس کی وجہ شہرت اس کا وہ جدید ادبی نظریہ تھا جس نے آنے والے زمانے میں شاعری اور فلسفے کی سرحدیں ملادیں۔ جس طرح ملارمے نے اپنی ادبی فکر سے فرانسیسی ادب پر گہرے نقوش مرتب کیے بالکل اسی طرح میراجی نے حلقہ اربابِ ذوق کے توسط سے اردو ادب بالخصوص شاعری اور تنقید کو متاثر کیا، جدید اردو شاعری کے خدوخال واضح کیے اور اس کے لیے راہ ہموار کی۔	میراجی، سٹیفانے ملارمے، فرانسیسی ادب، جدید اردو شاعری، حلقہ اربابِ ذوق، خالص شاعری
ناز، ناہید	ڈاکٹر سلیم اختر کے فن میں وجودی رجحانات	۲۶۹ تا ۲۷۸	ڈاکٹر سلیم اختر کی تخلیقی زندگی کی تین جہات ہیں، تنقید، نفسیات اور افسانہ۔ ان کے افسانوں کے موضوعات اور ہیئت پر تنقید اور نفسیات کا خاصا عمل دخل نظر آتا ہے۔ ڈاکٹر سلیم اختر معروضیت کے بجائے موضوعیت میں اور خارج کی بجائے داخل میں مطمئن اور مسرور رہتے ہیں۔ وہ اپنی ذات میں تنہا ہیں اور اسی تنہائی میں خوش ہیں۔ ذات کی یہ تنہائی اور تنہائی میں آسودگی ان کی شخصیت کا خاصا ہیں۔ بحیثیت نفسیات دان وہ اپنی باطنی کیفیت سے آشنا بھی ہیں۔	ڈاکٹر سلیم اختر، وجودیت، اردو افسانہ، نفسیاتی تنقید، نشانِ جگر سوختہ، آئینہ تکرار تمنا
یونس، نازیہ	اردو افسانہ اور عورت	۲۳۳ تا ۲۴۲	اس مقالے میں اردو افسانے کے آغاز سے لے کر جدید افسانہ نگاروں تک مختلف افسانہ نگاروں کے ہاں عورت کے تصور کی وضاحت کی گئی ہے۔ ابتدا میں علامہ راشد الخیری کے اپنے افسانوں میں عورت کے وہ رُخ دکھائے جن کی اس زمانے میں عورت کو ضرورت تھی۔ پریم چند نے عورت کو سماجی شکنجوں میں جکڑا ہوا دکھایا۔ اس طرح مختلف ادیبوں نے اپنے عہد کے نمائندہ رجحانات اور اپنے مزاج کے مطابق عورت کو افسانے کا موضوع بنایا۔	اردو افسانہ، اردو افسانہ اور عورت، راشد الخیری، نذیر احمد، پریم چند، نیاز فتح پوری، مرزا ادیب

تحقیقی زاویے: ۸ (۲۰۱۶ء)

مدیر: رشید امجد، شعبۂ اردو، الخیر یونیورسٹی، بھمبر

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
اشرف، محمد خان	اردو ادب کا تاریخی تناظر — قیامِ پاکستان کے بعد	۱۹۷ تا ۲۰۰	قیامِ پاکستان ایک بڑا واقعہ تھا جس نے ادیبوں کے نظریات اور تصورات کو بدل دیا تھا۔ ترقی پسند فکر قیامِ پاکستان سے پہلے ہی منظرِ عام پر آ چکی تھی۔ پاکستانی نقطۂ نظر رکھنے والوں نے قیامِ پاکستان کے بعد پاکستانی ادب کی تحریک شروع کی۔ مسئلہ کشمیر اور پاک بھارت جنگوں نے بھی اردو ادب کو متاثر کیا۔ پاکستان میں ایک طرف تو ایسا ادب تخلیق ہوا جو پاکستان کے تشخص کو اجاگر کر رہا تھا اور دوسری طرف فوجی حکومتوں کی وجہ سے مزاحمتی ادب تخلیق ہوا۔	اردو ادب، پاکستانی ادب، ترقی پسند ادب، مزاحمتی ادب، ہندوستانی اردو ادب، مذہبی ادب
اقبال، طاہرہ	اردو ادب میں عورت کا کردار	۲۴۹ تا ۲۵۶	اس مقالے میں اردو ادب کے مختلف ادوار میں عورت کے کردار کو پیش کیا گیا ہے۔ دبستانِ دہلی اور دبستانِ لکھنؤ کے ادب میں عورت کے مختلف تصورات کی وضاحت کی گئی ہے۔ جدید عہد میں اقبال کی شاعری میں عورت کے تصور کو پیش کرنے کے بعد مقالہ نگار نے جدید فکشن نگار خواتین کی تحریروں کا جائزہ لیتے ہوئے یہ دیکھا ہے کہ انھوں نے عورت کے کردار کو کن کن صورتوں میں پیش کیا ہے۔	اردو ادب، جمیلہ ہاشمی، الطاف فاطمہ، زاہدہ حنا، عطیہ سید، سلمیٰ اعوان
امام، عالیہ	ڈاکٹر محمد صادق بحیثیت مرتب	۶۹ تا ۷۶	ڈاکٹر محمد صادق محقق، ادبی مؤرخ اور نقاد ہونے کے ساتھ ساتھ اچھے مترجم اور مرتب بھی تھے۔ انھوں نے شعبہ تدریس سے منسلک ہونے کی وجہ سے نصابی ضروریات کے تحت کچھ کتابیں مرتب کیں۔ اس کے علاوہ چند کتابوں پر مقدمے بھی تحریر کیے۔ انھوں نے مرتبہ کتب میں طلبا کی سہولت کے لیے سادہ زبان اور دل چسپ اندازِ بیان اختیار کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد صادق نے طالب علموں کی ذہنی سطح کے مطابق شاعری، افسانے اور ڈرامے منتخب کیے۔	ڈاکٹر محمد صادق، ریاضِ ادب، سخن دانِ فارس، نیرنگِ خیال، ادبی تاریخ نویسی، عابد علی عابد
بابر، نورینہ تحریم	فنِ ترجمہ نگاری اور رشید اختر ندوی کے تراجم	۱۴۷ تا ۱۵۴	ترجمہ نگاری کی پہلی شرط یہ ہے کہ ترجمہ نگار کم از کم دو زبانوں پر کامل مہارت رکھتا ہو۔ ترجمہ نگار علم، تجربے، مشاہدے اور احساس کو ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل کرتا ہے۔ اس مقالے میں رشید اختر ندوی کے تراجم کا جائزہ لیا گیا ہے۔ رشید اختر ندوی نے دو تراجم کیے ہیں تزکِ بابری اور ہمایوں نامہ تصنیف گلبدن بیگم بنتِ بابر بادشاہ۔ مقالہ نگار نے ترجمے کے فن اور مقاصد کے حوالے سے ان دونوں تراجم کا تجزیہ کیا ہے۔	فنِ ترجمہ نگاری، رشید اختر ندوی، صحافتی ترجمہ، تزکِ بابری، بابر نامہ، ہمایوں نامہ

بٹ، محمد افضال	اردو زبان پر فارسی کے اثرات	۸۷ تا ۱۰۲	یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر برصغیر میں فارسی زبان کا رواج نہ ہوتا تو اردو زبان کے آغاز، تشکیل اور ارتقا کی منزلیں طے کرنے میں خاصی دشواری پیش آتی۔ اس مقالے میں اس بات کا جائزہ لیا گیا ہے کہ فارسی زبان کے اردو زبان پر کیا اور کیسے لسانی اثرات مرتب ہوئے۔ مقالہ نگار نے اردو اور فارسی کا لسانی تعلق قائم رکھنے پر بھی زور دیا ہے تاکہ اردو زبان کے ارتقا کا رُخ درست رہے۔	اردو زبان، فارسی زبان، فارسی اصناف، فارسی روزمرہ، لفظی اشتراک، ہند یورپی گروہ
بٹ، محمد افضال	مابعد جدیدیت: ایک تاثر	۲۲۵ تا ۲۳۲	جدیدیت کے بعد ایک نئی اصطلاح ''مابعد جدیدیت'' کے نام سے منظرِ عام پر آئی۔ اس کا آغاز بھی مغرب سے ہوا اور پھر رفتہ رفتہ ساری دنیا میں آشنائی حاصل کر لی۔ یہ ایک ایسی اصطلاح ہے جس میں بے شمار فطری روّیے عیاں اور پوشیدہ ہیں جن کے معرضِ وجود میں آنے کے محرکات کا تعلق براہِ راست ثقافتی، قومی اور بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والی تبدیلیوں سے ہے۔	جدیدیت، مابعد جدیدیت، آرنلڈ ٹوائن بی، نشاۃ ثانیہ، تکثیریت، عدم تسلسل
بیگم، عائشہ	سفرناموں کے اردو تراجم	۱۵۹ تا ۱۶۶	اردو ادب میں سفرنامہ ایک معروف صنف ہے۔ اردو میں بہت سے سفرنامے لکھے جا چکے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ سفرناموں کے تراجم میں بھی دلچسپی لی جاتی ہے۔ کئی زبانوں کے سفرنامے اردو میں ترجمہ کیے جا چکے ہیں۔ اس مقالے میں ایسے چند معروف سفرناموں کو متعارف کروایا گیا ہے جو اردو میں ترجمہ ہوئے ہیں۔ ان میں انگریزی کے علاوہ عربی اور فارسی سے ترجمہ ہونے والے سفرنامے بھی شامل ہیں۔	اردو سفرنامہ، اردو تراجم، سفرنامہ جاپان، کتاب الخراج، سیرِ تبت، نیویارک سے پیرس تک پہلی پرواز
بیگم، عائشہ	اردو ادب میں علامت نگاری	۲۳۳ تا ۲۴۲	اردو نثر میں علامت ابتدا ہی سے موجود تھی۔ داستان میں اس کا رجحان زیادہ تھا۔ ناول نگاروں نے بھی علامت کو استعمال کیا۔ اردو افسانے میں ساٹھ کی دہائی سے علامت، تحریر، تمثیل اور استعاراتی تکنیک استعمال کی جانے لگی۔ اردو غزل کے لیے علامت کوئی نئی چیز نہیں تھی تاہم علامتی غزل کا آغاز ۱۹۵۰ء میں ہوا اور نظم کے شعرا نے بھی علامت کو اپنے اپنے انداز میں برتا۔	علامت نگاری، علامتی غزل، علامتی افسانہ، انتظار حسین، میراجی، ن۔ م۔ راشد
تبسم، عبدالواجد	اقبال کا ذہنی ارتقا اور ہندی فکر	۱۶۷ تا ۱۷۴	علامہ اقبال کا ذہنی ارتقا حالی اور اکبر کے فکری پس منظر میں ہوا۔ اگرچہ ان شعرا کی فکر اور طریقِ عمل میں بنیادی فرق موجود تھا مگر ان کی اصلاحِ ملت کے جذبے کی صداقت میں کوئی شک نہیں کیا جا سکتا۔ اقبال نے بھی ابتدائی سطح پر ان کے فکری اثرات قبول کیے مگر اظہارِ بیان کے لیے داغ جیسے شاعر کا انتخاب کیا۔ علاوہ ازیں اقبال نے غالب کے اثرات بھی قبول کیے۔	علامہ اقبال، اقبال کا فکری ارتقا، حالی، سرسید، اکبر الٰہ آبادی، داغ

				دہلوی
جاوید، ساجد	بنجمن شلز کی اردو قواعد نویسی اور نو آبادیاتی عہد کی لسانی ضرورتیں	۱۷ تا ۲۶	بنجمن شلز ایک اہم مستشرق ہیں۔ شلز کی Grammatica Hindustanica اردو قواعد نویسی کی روایت میں دوسرا بڑا اضافہ بن کر سامنے آئی۔ یہ کتاب لاطینی زبان میں لکھی گئی تھی اور ڈاکٹر ابواللیث صدیقی نے اردو زبان میں اس کا ترجمہ کیا۔ اس مقالے میں کتاب کا تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ کتاب نو آبادیاتی عہد کی لسانی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے لکھی گئی۔ ہندوستانی زبان کی قواعد کی کتب لکھنا در اصل زبان سیکھنے کی ضروریات کے لیے مواد فراہم کرنا تھا۔	بنجمن شلز، اردو قواعد نویسی، مستشرقین، مولوی عبدالحق، ابواللیث صدیقی، ہندوستانی گرائمر
جمال، نجیب/ کنول، فرحانہ	فرہنگِ آصفیہ اور نور اللغات کے اختلافِ لفظی و معنوی کا جائزہ	۱ تا ۱۶	فرہنگِ آصفیہ مولف سید احمد دہلوی اور نور اللغات مولف مولوی نور الحسن نیر اپنے اپنے عہد کی اہم لغات شمار کی جاتی ہیں۔ طویل عرصہ گزر جانے کے بعد بھی ان لغات کی اہمیت میں کمی نہیں آئی بلکہ آج بھی ان لغات کو حوالے کے لیے مستند لغات میں شمار کیا جاتا ہے۔ اختلافات کے ضمن میں دونوں لغات کے ایسے الفاظ و تراکیب جو تلفظ، املا، تذکیر و تانیث اور معنی کے لحاظ سے کسی قسم کا اختلاف رکھتے ہیں، اس مقالے میں ان کا جائزہ لیا گیا ہے۔	فرہنگِ آصفیہ، نور اللغات، لغت نویسی، سید احمد دہلوی، مولوی نور الحسن نیر
حسین، بابر	حافظ محمود شیرانی بطور محقق	۱۵۵ تا ۱۵۸	حافظ محمود شیرانی نے تحقیق کا آغاز تذکروں سے کیا اور اس کے بعد تاریخ کی طرف متوجہ ہوئے۔ حافظ محمود شیرانی کا مطالعہ بہت وسیع تھا اور وہ اصولِ معروضیت کے پابند تھے۔ حافظ شیرانی نے ماخذات پر بہت زور دیا اور ماخذات کی درجہ بندی کی۔ ان کے نزدیک ماخذات کے معیار کو پرکھنے کی سب سے بڑی کسوٹی تقدیم زمانی ہے۔ شیرانی نے اپنی تحقیق میں داخلی شہادت کے لسانی پہلوؤں کی اہمیت کو بھی واضح کیا۔	حافظ محمود شیرانی، اردو تحقیق، اردو تذکرے، نکات الشعرا، گلزارِ ابراہیم، گلشنِ ہند
حسین، بابر	اسلوب کے بنیادی مباحث	۲۴۳ تا ۲۴۸	اسلوب نظم و نثر میں ایک خاص اندازِ بیان کا نام ہے جس کے ذریعے لکھاری الفاظ کا انتخاب، ان کی قدر و قیمت کا تعین کرتے ہوئے جملوں کی ساخت وضع کرتا ہے۔ عام طور پر اسلوب دو صورتوں میں ہمارے سامنے آتا ہے ظاہری صورت اور معنوی صورت۔ مصنف کے مزاج، سیاسی و سماجی اور معاشرتی حالات، ادب کی مجموعی صورتِ حال اور روّیوں کی بدولت مختلف اسالیب سامنے آتے ہیں۔	اسلوب، ادبی اسلوب، نثار احمد فاروقی، شبلی نعمانی، حالی، پال ویلری
رباب، عظمت	ادبی تحقیق کے مسائل اور ان کا حل رشید حسن خاں کی کتاب ادبی تحقیق	۴۱ تا ۵۴	رشید حسن خان کی کتاب ادبی تحقیق مسائل اور تجزیہ نظریاتی اور عملی تحقیق کے سلسلے میں اہم مقام کی حامل ہے۔ کتاب کے پہلے حصے میں نظریاتی تحقیق کے مباحث شامل ہیں جب کہ دوسرے حصے میں چار کتب کا تحقیقی انداز میں تجزیہ کیا گیا ہے۔ رشید حسن خان نے تحقیق کی اہمیت، حوالوں	ادبی تحقیق، رشید حسن خاں، ادبی تحقیق مسائل اور تجزیہ، محی الدین

	مسائل اور تجزیہ کے حوالے سے		کے استناد، اسلامی روایتِ تحقیق اور اسلوبِ تحقیق کے ساتھ ساتھ تحقیق اور تدوین کے مسائل پر بھی سیر حاصل بحث کی ہے۔	قادری زور، جمیل جالبی، تحقیق کے اصول
رحمان، نسیمہ	اردو نثر کی ترقی میں لاہور کے مطابع اور چند اہم اخبارات و رسائل کا کردار (انیسویں صدی کے نصف دوم میں)	۱۰۹ تا ۱۴۲	لاہور میں اردو نثر اپنی منظم صورت میں اخبارات ورسائل کے اجرا سے بھی پروان چڑھی ہے۔ اخبارات ورسائل کی تخلیق میں طباعت کے باعث تیزی آئی۔ مطابع کے وجود نے اردو نثر کو تیزی سے ترقی دی۔ برصغیر میں طباعت کا آغاز سولھویں صدی میں ہوا اور پھر بتدریج چھاپہ خانوں میں اضافہ ہوتا رہا۔ انیسویں صدی کے نصف دوم میں لاہور میں کئی مطابع قائم کیے گئے اور صحافت سے متعلق اشخاص نے اپنے چھاپے خانے لگائے جہاں اخبارات اور نثر کی کتابوں کی چھپائی کی جاتی تھی۔	اردو نثر، اردو صحافت، مطبع اسلامیہ، انجمن پنجاب، مطبع دریائے نور، مطبع لاہور گزٹ
رسول، عاصمہ غلام	اقبال کی مشہور اردو نظموں کا پنجابی ترجمہ	۱۸۹ تا ۱۹۲	اقبال کی اردو اور فارسی شاعری کے بے شمار زبانوں میں تراجم کیے گئے ہیں۔ دیگر پاکستانی زبانوں کے ساتھ ساتھ پنجابی زبان میں بھی اقبال کی شاعری کے تراجم کیے گئے ہیں۔ اس مقالے میں اقبال کی مشہور اردو نظموں ''ابر گوہر بار''، ''شکوہ''، ''جواب شکوہ''، ''ابلیس کی مجلسِ شوریٰ''، ''ملا اور بہشت''، ''ایک سوال'' اور ''عورت'' کے پنجابی تراجم کا جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ تراجم اصغر فہیم نے کیے ہیں۔	علامہ اقبال، کلامِ اقبال، پنجابی تراجم، اصغر فہیم، شکوہ، جوابِ شکوہ
سرفراز، رابعہ	ازروئے فکرِ اقبال۔ مذہب کی اہمیت	۱۷۵ تا ۱۸۰	اقبال کی رائے میں ہر زمانے اور مقام کے ماہرین شعور کی متعدد صورتوں کے قائل تھے۔ اگر شعور کی ان صورتوں کا بغور مشاہدہ کرتے ہوئے نت نئے تجربات کا امکان ہے تو اس امکان کو بھی رد نہیں کیا جا سکتا کہ مذہب کو ایک عظیم تجربے کی صورت میں قبول کر لیا جائے۔ اقبال مذہبی یا روحانی تجربے کی معراج کو انسانیت کی فلاح کا ضامن قرار دیتے ہیں۔	فکرِ اقبال، مذہب اور سائنس، خطباتِ اقبال، جدید نفسیات، اقبال کے مذہبی افکار، زندہ رود
شوکت، عظمیٰ	جاگیردارانہ معاشرے میں عورت کا استحصال (پی ٹی وی ڈراما کے تناظر میں)	۲۵۷ تا ۲۷۲	جاگیردارانہ نظام شروع سے ہی اردو ناولوں، افسانوں اور ڈراموں کا حصہ بنتا رہا ہے اور جبر واستحصال کو ادب میں پیش کیا جاتا رہا ہے۔ جاگیردارانہ سماج کی پیش کش کے حوالے سے امجد اسلام امجد، اصغر ندیم سید، نور الہدیٰ شاہ، شوکت صدیقی، بشریٰ رحمٰن، وصی شاہ، محسن گیلانی اور کئی دیگر ڈراما نگاروں نے معاشرتی خرابیوں اور عورت کے استحصال کی عکاسی کی ہے۔	اردو ڈراما، پی ٹی وی ڈراما، امجد اسلام امجد، اصغر ندیم سید، نور الہدیٰ شاہ، شوکت صدیقی
عباد، صفیہ	تدریسی عمل کے لیے مطالعہ کی ضرورت	۲۱۵ تا	علم کا اطلاق تدریس پر ضروری ہے کیوں کہ اس کے بغیر تدریس مؤثر نہیں ہوگی۔ تدریس کے لیے گہرا مطالعہ، وسیع تر علمی مقاصد کو سامنے رکھنا،	تدریسی عمل، اسلامی نظام

	اور اہمیت	۲۲۴	معاملات کا شعور اور حقائق تک پہنچنا ہی اصل کام ہے۔ اگر علم نامکمل ہے تو استاد حقائق کو کلی طور پر پیش نہیں کر سکے گا۔ معلم کا مطالعہ سیکھنے والوں کو متاثر کرتا ہے۔ ان کی ذہنی اور فکری صلاحیتوں کو اجاگر کرتا ہے۔ استاد کی وسعتِ مطالعہ کی بدولت تدریسی عمل اپنی افادیت اور جدت سے بھی ہمکنار ہو سکتا ہے۔	تعلیم، نصاب کی تعلیم، گوروچ، فیوچرازم، اے۔ وی۔ بٹ
عباس، غلام	جان شیکسپیئر کے علمی آثار اور قواعد نویسی	۲۷ تا ۴۰	قواعد نویسی میں جان شیکسپیئر کی نمایاں کاوش ہندوستانی زبان کی قواعد ہے۔ ہندوستانی زبان کی یہ قواعد لندن سے شائع ہوئی۔ اس میں شیکسپیئر کی طے کردہ درجہ بندی میں اضافہ تو ممکن ہے لیکن اس کے کسی بھی پہلو سے انحراف نہیں کیا جا سکتا۔ تشکیل الفاظ کی بحث میں اور حروف غیر منصرف کے حوالے سے جتنی تفصیل اس کتاب میں موجود ہے اس کے ہم عصر قواعد نویسوں میں سے کسی کے ہاں موجود نہیں۔	جان شیکسپیئر، قواعد نویسی، ہندوستانی زبان، گل کرسٹ، گارسین دتاسی
عبدالشکور	شگرف نامۂ ولایت کا تجزیہ بحوالہ غرب شناسی	۷۷ تا ۸۶	شگرف نامۂ ولایت مرزا اعتصام الدین کا سفر نامہ ہے۔ اس سفر نامے کی زبان فارسی تھی اور اسے اردو میں امیر حسن نورانی نے منتقل کیا۔ شگرف نامۂ ولایت میں مغربی ممالک کی تہذیب و معاشرت، تاریخ، مذہب، سائنس اور ٹیکنالوجی، آزادئ فکر، حقوقِ نسواں، نظامِ تعلیم، دانش گاہیں، سیاست، عدلیہ، الغرض تہذیب و تمدن کے تمام پہلو شامل ہیں۔ اس مقالے میں غرب شناسی کے حوالے سے اس سفر نامے کا تجزیہ کیا گیا ہے۔	مرزا اعتصام الدین، سفر نامہ، غرب شناسی، اٹھارویں صدی کا انگلستان، تاریخ جدید
قمر، ناہید	مابعد نوآبادیاتی ادب کا دائرۂ کار	۲۰۹ تا ۲۱۴	مابعد نوآبادیاتی مطالعہ درحقیقت ثقافتی مطالعے کی ایک قسم ہے۔ ایک تنقیدی نظریے کے طور پر مابعد نوآبادیات اس ادب کی بات کرتی ہے جو کسی دور میں مغربی طاقتوں کی نوآبادی تھے۔ مابعد نوآبادیات اس ادب کی بھی بات کرتی ہے جو نوآباد ملکوں کے باشندوں نے تخلیق کیا اور اس ادب کی بھی جس میں مقامی باشندوں کو موضوع بنایا گیا۔ اس کا ایک موضوع نوآبادیاتی نظام کے خاتمے کے بعد انفرادی اور تہذیبی تشخص کا مسئلہ بھی ہے۔	مابعد نوآبادیاتی ادب، نوآبادیاتی ادب، میکالے، برطانوی سامراج، افتادگانِ خاک، ثقافتی بیانیہ
کامران، شاہد اقبال/بابر، نورینہ تحریم	پاکستانی شاعری میں علامت نگاری	۲۰۱ تا ۲۰۸	قیام پاکستان تک اردو شاعری میں علامت نگاری اپنے جملہ امکانات کو دریافت کر چکی تھی۔ میر سے لے کر اقبال تک سب نے اپنی شاعری میں علامتوں کا ایک تازہ جہان آباد کیا اور مستعمل علامات کو نئے مفاہیم عطا کیے۔ پاکستانی شاعری کے علامتی نظام کو ہماری گذشتہ ستر سالہ سیاسی، سماجی اور مذہبی زندگی نے متاثر کیا۔ معاصر شاعری میں بھی علامتی نظام زندگی کی سفاک حقیقتوں کی ترجمانی کر رہا ہے۔	پاکستانی شاعری، علامت نگاری، اقبال، فیض، احمد فراز، خالد اقبال یاسر

کلو، پروین	اقبال اور مارکسی فلسفہ	۱۸۱ تا ۱۸۸	اس مقالے میں فکرِ اقبال اور مارکسی فلسفے کے بنیادی حاصلات پر بحث کی گئی ہے۔ مارکسی فلسفے کے حوالے سے فکرِ اقبال کا تجزیہ کیا جائے تو ان کے کلام میں متعدد انقلابی اشعار ملتے ہیں جو نہ صرف مارکسی فلسفے کو سراہتے ہیں بلکہ مارکسی فلسفے کو قوت دیتے ہیں۔ اقبال مارکسی نہیں تھے لیکن اپنے کلام میں انھوں نے بہت واضح انداز میں سرمایہ داری، بادشاہت، ملوکیت اور ملائیت کی مخالفت کی ہے۔	اقبالیات، علامہ اقبال، فکرِ اقبال، مارکسی فلسفہ، پیامِ مشرق، جاوید نامہ، سوشل ازم
مظہر، نعیم / غنی، محمد عثمان	۱۸۵۷ء سے قبل اردو شاعری میں حب الوطنی کے عناصر	۱۰۳ تا ۱۰۸	اردو شاعری میں ابتدا ہی سے حب الوطنی کے عناصر ملتے ہیں۔ مرثیوں کے علاوہ دکنی شعرا کی غزلوں میں بھی حب الوطنی کے اثرات واضح نظر آتے ہیں جس کی ایک مثال قلی قطب شاہ کی شاعری میں دیکھی جا سکتی ہے۔ بعد کے شعرا میں مظہر جانِ جاناں، سودا، درد، میر، جرأت، آتش، ناسخ، مصحفی، نظیر اور کئی دیگر شعرا کے کلام میں حب الوطنی اور وطن دوستی کے عناصر ملتے ہیں۔	۱۸۵۷ء سے قبل اردو شاعری، اردو شاعری میں حب الوطنی، دکنی شاعری، سودا، میر، بہادر شاہ ظفر
ناہید، قیصرہ	مولوی عبدالحق اور تحقیقِ متن	۵۵ تا ۶۸	مولوی عبدالحق کی تحقیق و تدوین کے کاموں کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے، شعرائے اردو کے تذکرے (تحقیق و تدوین) اور شمالی و جنوبی ہند کے قدیمی منظوم و نثری نمونے (تحقیق و تدوین)۔ مولوی عبدالحق نے سب سے پہلے تذکروں پر تحقیق کا کام اس لیے شروع کیا کہ اردو شاعری کے خد و خال کی پرکھ کے لیے تذکرے ہی ابتدائی ماخذ ہیں۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ابتدائی تذکروں کے بغیر آج ادبی تحقیق کا کام سہل نہ ہوتا۔	مولوی عبدالحق، تدوینِ متن، ادبی تحقیق، گلشنِ تحقیق، مخزنِ نکات، عقدِ ثریا

تعبیر: ۳(۲۰۱۶ء)

مدیر: عبدالعزیز ساحر، شعبۂ اُردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
احمد، محمد توقیر	جمیل آذر کے نام چند خطوط	۱۷۹ تا ۱۹۶	اردو ادب میں جمیل آذر کی شناخت کا بنیادی حوالہ انشائیہ ہے۔ انھوں نے ڈاکٹر وزیر آغا کی رہنمائی میں انشائیہ نگاری کو خصوصی توجہ کا مرکز بنا کر اس شعبے میں اپنی ایک الگ شناخت قائم کی۔ معاصر تنقید میں بھی ان کا ایک اہم مقام ہے نیز ان کی ایک جہت مکتوب نگاری بھی ہے جس کو مد نظر رکھتے ہوئے زیرِ نظر مقالے میں مقالہ نگار نے جمیل آذر کے نام تین شخصیات کے انیس خطوط کو شامل کیا ہے، جن میں سے ایک خط ممتاز مفتی کا، بارہ شہزاد منظر کے اور چھ خطوط غلام الثقلین نقوی کے ہیں۔ تینوں مکتوب نگاروں کا تعلق فکشن سے ہے۔ مقالہ نگار نے مفید حواشی اور تعلیقات تحریر کر کے تفہیم کو سہل بنا دیا ہے۔	جمیل آذر، اردو مکتوب نگاری، ممتاز مفتی، شہزاد منظر، غلام الثقلین نقوی
اختر، سفیر	مولانا امتیاز علی خاں عرشی کے چار پوسٹ کارڈ	۲۳ تا ۳۲	مولانا امتیاز علی عرشی کا شمار اردو زبان و ادب کے اہم ترین محققین میں ہوتا ہے۔ ۱۹۳۲ء میں وہ رضا لائبریری، رام پور سے وابستہ ہوئے اور پھر پوری یکسوئی کے ساتھ زندگی کے تقریباً پچاس برس اسی کتب خانے کی خدمت، ترقی اور توسیع میں لگے رہے۔ ان کی تصنیف و تالیف اور تحقیق و تحشیہ کے کارناموں سے ایک دنیا آگاہ ہے۔ چناں چہ جہاں ان کی تحریروں سے استفادہ کیا گیا وہیں میدان تصنیف و تالیف کے نو واردان اور طلبہ کی نظریں رہنمائی کی خاطر ان کی جانب اٹھتی رہی ہیں۔ زیرِ نظر مضمون مولانا امتیاز علی عرشی کے چار پوسٹ کارڈ (خطوط) پر مشتمل ہے، جن کے محتویات پر مقالہ نگار کے حواشی نے متن کی تفہیم کے عمل کو آسان کر دیا ہے۔	مولانا امتیاز علی عرشی، پوسٹ کارڈ، اکبر علی خاں، عرشی زادہ، اختر راہی
الیاس، طارق	علامہ اقبال کے حوالے سے ایک نادر مکتوب کی بازیافت	۱۳ تا ۲۲	علامہ محمد اقبال کے خطوط نہ صرف ان کی شخصیت کی اور فکری گتھیوں کو سلجھانے میں معاون ثابت ہوئے ہیں بل کہ ہندوستانی اور عالمی سیاسی منظر نامے کے حوالے سے بھی ایک مربوط تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اقبال کے حوالے سے بعض ایسے خطوط بھی دستیاب ہیں جن کے مکتوب الیہ وہ خود تو نہیں لیکن ان خطوط میں کسی نہ کسی حوالے سے ان کا تذکرہ ملتا ہے۔ پیشِ نظر مضمون میں مقالہ نگار نے بھی ایسے ہی ایک نادر خط کی دریافت کی ہے، جو علامہ محمد اقبال کے سفر اندلس سے متعلق ہے۔ یہ خط وزیرِ تعلیم فرنانڈو دے لوس ریوس نے پروفیسر آسن کے نام تحریر کیا ہے۔ اس اہم مکتوب سے علامہ	علامہ محمد اقبال، مکتوب نگاری، فرنانڈو دے لوس ریوس، پروفیسر آسن

			اقبال کی سیاحت ہسپانیہ کے کئی گوشے وا ہوتے ہیں۔	
حیات، عظمت	ڈاکٹر سید محمود الرحمٰن کے نام مشاہیر کے خطوط	۷۷ تا ۱۷۲	ڈاکٹر سید محمود الرحمٰن کا شمار اردو زبان و ادب کے محققین اور ناقدین میں کیا جاتا ہے، جنھوں نے ۵۰ سے زائد کتب تصنیف کرنے کے علاوہ انگریزی کالم بھی تحریر کیے۔ دنیائے ادب کے مشاہیر کے ساتھ ان کے اچھے مراسم تھے جس کی وجہ سے ان کے ساتھ ان کی خط و کتابت بھی رہتی تھی۔ پیش نظر مقالے میں مقالہ نگار نے ابن انشا، احمد ندیم قاسمی، ڈاکٹر جمیل جالبی، حامد اللہ افسر، رئیس امروہوی، تمنا عمادی، شاہد احمد دہلوی، شفیع الدین نیر، قاضی عبدالودود، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں، ڈاکٹر فرمان فتح پوری، قدرت اللہ شہاب، وزیر آغا، مرزا ادیب اور ہاجرہ مسرور جیسے نام ور ادبا، شعرا، محققین اور ناقدین کے ۹۰ خطوط شامل کیے ہیں جو انھوں نے مختلف وجوہات کی بنا پر ڈاکٹر سید محمود الرحمٰن کے نام تحریر کیے تھے۔ بہتر تفہیم کے لیے مصنف نے مکتوب نگاروں کے تعارف بھی لکھے ہیں اور خطوط کے بعض معاملات اور مقامات پر حاشیہ آرائی بھی کی ہے۔	ڈاکٹر سید محمود الرحمٰن، مکتوب نگاری، ابن انشا، جمیل جالبی، قاضی عبدالودود، فرمان فتح پوری، ہاجرہ مسرور
ریحان، فیصل	صاحب زادہ حمید اللہ کے تین خط	۱۹۷ تا ۲۰۱	صاحب زادہ حمید اللہ بلوچستان میں اردو اور پشتو کے معروف ادیب، شاعر اور محقق کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ انھیں اردو زبان سے خاص انس تھا جس کا اظہار ان کی تصانیف کے علاوہ ان کے مکاتیب سے بھی ہوتا ہے۔ زیر نظر مقالے میں ڈاکٹر انعام الحق کوثر کے نام تین خطوط پیش کیے گئے ہیں جن کا زمانہ تصنیف ۷۷۔۱۹۷۶ء کا ہے۔ ان خطوط میں ان کے علامہ اقبال سے لگاؤ کے ساتھ ساتھ دینی اور مذہبی عقائد سے متعلقہ معلومات بھی حاصل ہوتی ہیں۔ اسلوبیاتی حوالے سے یہ خطوط بلوچستان میں اردو نثر کے ارتقا کی ایک اہم کڑی ہیں، جن سے مستقبل کے محققین بھی استفادہ کر سکیں گے۔	صاحب زادہ حمید اللہ، اردو مکتوب نگاری، ڈاکٹر انعام الحق کوثر، علامہ اقبال
ساقی، مشتاق احمد	مولانا ابوالکلام آزاد کے پانچ خطوط	۶۵ تا ۷۶	مولانا ابوالکلام آزاد ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے۔ وہ صحافت، ادب، تنقید، سیاست، مذہب اور معاشرت ہر میدان کے سرخیل تھے۔ وہ اپنے عرصۂ حیات میں جن تجربات و مشاہدات سے گزرے، اس کا اظہار تخلیقی صورت میں سامنے آیا۔ اس حوالے سے ان کی علمی اور ادبی تخلیقات کے علاوہ ان کے مکاتیب بھی بے حد اہمیت کے حامل ہیں، جو مختلف ادبی شخصیات کے نام لکھے گئے ہیں۔ زیر نظر مقالے میں مولانا ابوالکلام آزاد کے وہ پانچ خطوط شامل ہیں جو انھوں نے سید سلیمان ندوی کے نام لکھے۔ ان خطوط میں بعض دینی امور پر بہت اہم گفت گو کی گئی ہے اور معارف میں شائع ہونے والے مضامین اور دار المصنفین کی کتابوں پر نقد و تبصرہ ہے۔	مولانا ابوالکلام آزاد، مکتوب نگاری، سید سلیمان ندوی، معارف، دار المصنفین

شاہ، حسن نواز	علامہ اقبال کا ایک نو دریافت خط	۷ تا ۱۲	خطۂ پوٹھوہار کے جن اصحاب سے اقبال کا بلاواسطہ رابطہ رہا ان میں سے ایک شخصیت راجا محمد اسلم خان اسکندر ال رئیس بکڑالا کی ہے جن کا تعلق موضع بکڑالا (تحصیل سوہاوہ / ضلع جہلم) سے تھا۔ ان کے نام اقبال کا ایک مکتوب دریافت ہوا ہے، جو ۱۳ جنوری ۱۹۳۵ء کا مکتوبہ ہے اور ایک پوسٹ کارڈ پر لکھے گئے مختصر مکتوب کی صورت میں، کارڈ پر موجود وصولی کی مہر کے مطابق ۱۴ جنوری ۱۹۳۵ء کو جہلم پہنچا۔ تاہم راجا اسلم خان کے اب تک دستیاب مکتوبات یا دیگر یادداشتوں میں اقبال کے خط کے بارے میں کوئی یادداشت دستیاب نہیں ہوئی اور نہ ہی یہ معلوم ہو پایا ہے کہ انھوں نے اقبال کی خدمت میں کیا گزارشات پیش کی تھیں؟ زیرِ نظر مضمون میں اقبال کے اسی خط کو بنیاد بناتے ہوئے متعدد حوالوں اور تفصیلات کے ذریعے مکتوب الیہ سے متعلق معلومات فراہم کی گئی ہیں۔	علامہ محمد اقبال، مکتوبات اقبال، راجا اسلم خان، خطۂ پوٹھوہار
ظفر، ظفر حسین	سید ابوالاعلیٰ مودودی کے چند غیر مطبوعہ مکاتیب	۳۳ تا ۶۴	اس مضمون میں پروفیسر خورشید احمد کے نام مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کے ۲۵ غیر مطبوعہ خطوط کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ مولانا مودودی اور پروفیسر خورشید احمد کے درمیان استاد و شاگرد، مرید و مرشد اور کارکن و امیر کا تعلق رہا ہے۔ علاوہ ازیں چوں کہ پروفیسر خورشید احمد جماعت اسلامی کی اہم شخصیات میں سے بھی ایک اہم شخصیت رہے ہیں اس لیے بھی ان خطوط کے مندرجات بہت اہم ہیں۔ ان خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف امور میں مکتوب الیہ کی رہنمائی کی گئی ہے۔ حواشی و تعلیقات کے اضافوں نے متن کی تفہیم میں مزید آسانی پیدا کر دی ہے۔	سید ابوالاعلیٰ مودودی، غیر مطبوعہ مکاتیب، پروفیسر خورشید احمد، جماعت اسلامی
نقی، اعجاز	ڈاکٹر سید عبداللہ کے خطوط	۱۷۳ تا ۱۷۸	ڈاکٹر سید عبداللہ اردو، عربی اور فارسی زبان و ادب کے نام ور استاد، محقق اور نقاد کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ آپ درس و تدریس سے وابستہ تھے اسی لیے اس شعبے سے تعلق رکھنے والے اصحاب کے ساتھ آپ کے دوستانہ مراسم تھے جن کے متعلق آپ کے مکاتیب سے بھی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ زیرِ نظر مقالے میں ڈاکٹر سید عبداللہ کے ان پانچ مکاتیب کو موضوع بنایا گیا ہے، جو اقبالیات کے معروف محقق اور نقاد ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کے نام تحریر کیے گئے تھے۔ ان خطوط میں انجمن ترقی اردو، لاہور کے زیرِ اہتمام اقبال اور اقبالیات کے موضوع پر ہونے والے سیمی ناروں کا ذکر ہے۔ ان خطوط کی اہمیت اس بنا پر بھی دوچند ہے کہ مکتوب نگار اور مکتوب الیہ دونوں اعلیٰ درجے کے معلمین اور محقق ہیں۔	ڈاکٹر سید عبداللہ، اردو مکتوب نگاری، ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، اقبالیات

تعبیر:۴(۲۰۱۶ء)

مدیر: عبدالعزیز ساحر، شعبہ اُردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
بابر، نورینہ تحریم	اردو میں ارض پاکستان کی تاریخ نگاری: ایک توضیحی مطالعہ	۱۶۵ تا ۱۷۶	رشید اختر ندوی کی شناخت کا بنیادی حوالہ تاریخ نگاری ہے۔ ایک مورخ کے طور پر رشید اختر ندوی کی توجہ اور علمی دلچسپی کا محور صرف اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ ہی نہیں رہی بل کہ وہ ارضِ پاکستان کی تاریخ کے نہایت باریک بین، نکتہ رس اور صاحب بصیرت مؤرخ کے طور پر بھی سامنے آتے ہیں۔ زیرِ نظر مقالہ رشید اختر ندوی کی معروف تصنیف ارضِ پاکستان کی تاریخ پر ایک جامع تبصرہ ہے، جو قبل از سکندر دور اور بعد از سکندر حالات وواقعات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ مضمون میں گراں قدر تصنیف کے متعدد گوشے وا کرنے کے ساتھ ساتھ تصنیف کے تکمیلی اور اشاعتی مراحل کی روداد بھی شامل ہے۔	رشید اختر ندوی، اردو تاریخ نگاری، ارض پاکستان کی تاریخ، سکندر
خٹک، حمید اللہ	کچھ مولانا امتیاز علی خاں عرشی کے بارے میں	۱۲۱ تا ۱۲۸	مولانا امتیاز علی خاں عرشی بیسویں صدی کے نام ور محقق اور مدون تھے۔ انھوں نے تحقیق اور تدوین کے میدان میں جو کارہائے نمایاں انجام دیے ان کی اہمیت محتاج بیان نہیں۔ وہ شاعر بھی تھے۔ انھوں نے اپنی ادبی زندگی کا آغاز شاعری سے کیا۔ بعد ازاں وہ تحقیق و تدوین کی سنگلاخ وادیوں میں سر گرداں ہو گئے لیکن شعر گوئی سے منحرف نہیں ہوئے۔ زیرِ نظر مضمون میں مقالہ نگار نے صفِ اول کے محقق اور مدون مولانا امتیاز علی خاں عرشی کے بارے میں مستند، نادر اور کم یاب معلومات فراہم کرنے کی سعی کی ہے جن میں مولانا عرشی کا شادی کارڈ اور ان کے فرزند ڈاکٹر نجف عرشی کا جواب نامہ خاصے کی چیزیں ہیں۔	مولانا امتیاز علی عرشی، اردو تحقیق، ڈاکٹر نجف عرشی، مولانا عرشی کا شادی کارڈ
شاہد، رفاقت علی	اردو لغت شناسی میں رؤف پاریکھ کی خدمات	۱۵۳ تا ۱۶۴	اردو لغت نویسی پر مضامین و مقالات لکھنے کا سلسلہ گذشتہ سو سال سے بھی زیادہ عرصے سے جاری ہے۔ اس دوران جو بیسیوں تحریریں منظرِ عام پر آئیں، ان سے استفادے کا آسان اور بہترین حل ان تحریروں کی یک جائی ہے۔ لغت نویسی کی سو سالہ تاریخ میں یہ سہولت مہیا کرنے کا خیال سب سے پہلے ڈاکٹر رؤف پاریکھ کے ذہن میں آیا، جنھوں نے اردو لغت نویسی پر لکھے گئے علمی اور تحقیقی مقالات و مضامین کو متعدد جلدوں میں مرتب کر دیا ہے۔ پیشِ نظر مضمون میں اردو لغت شناسی کے میدان میں ڈاکٹر رؤف پاریکھ کی خدمات کا احاطہ کیا گیا ہے اور ان کی تصانیف اور مقالوں کا اجمالی تعارف پیش کیا گیا ہے	ڈاکٹر رؤف پاریکھ، اردو لغت نویسی، ماہر لسانیات، لغوی مباحث، اولین اردو سلینگ لغت، اردو لغات: اصول اور

			جو اس میدان کے طالب علم کے لیے مفید دستاویز بن گیا ہے۔	تنقید لغت نویسی
شعیب، محمد	اشرف صبوحی کے "میر ٹوٹرو" اور آسکر وائلڈ کے The Devoted Friend میں حیرت انگیز مماثلت: ایک تقابلی مطالعہ	۱۴۱ تا ۱۵۲	آسکر وائلڈ ایک آئرش ادیب اور شاعر تھے ان کی ایک معروف کہانی The Devoted Friend ۱۸۸۸ء میں شائع ہوئی، جس کا ترجمہ جاں نثار دوست کے عنوان سے غلام عباس نے کیا۔ اشرف صبوحی نے اپنے شخصی مضامین کے ایک مجموعے دلی کی چند عجیب ہستیاں میں ایک شخصیت "میر ٹوٹرو" کا ذکر کیا ہے، جس کی شخصیت آسکر وائلڈ کی کہانی کی شخصیت سے ملتی ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں مقالہ نگار نے اشرف صبوحی کے خاکے "میر ٹوٹرو" اور آسکر وائلڈ کی کہانی کا دقتِ نظر سے تقابلی جائزہ لیا ہے اور متن کے مماثلات اور مشابہات کی متعدد مثالیں پیش کرنے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اشرف صبوحی کا خاکہ آسکر وائلڈ کی کہانی کا چربہ ہے۔	اشرف صبوحی، آسکر وائلڈ، دلی کی چند عجیب ہستیاں، میر ٹوٹر، The Devoted Friend
شہزاد، طارق علی	نوازش لکھنوی: عہد، سوانح اور کلام	۴۷ تا ۱۲۰	نوازش لکھنوی کا اصل نام نوازش حسین خاں جب کہ عرف مرزا خانی تھا۔ آپ ایک اعلیٰ خاندان کے چشم و چراغ تھے اور اردو کے علاوہ فارسی اور عربی زبان پر بھی بھرپور گرفت رکھتے تھے جس کا ثبوت آپ کے دیوان سے بکثرت ملتا ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں مقالہ نگار نے نوازش لکھنوی کی سوانح کے ساتھ ان کے عہد اور معاصرین کا تذکرہ کیا ہے اور ان کے کلام کا جامع تجزیہ کرتے ہوئے متعدد مثالیں پیش کی ہیں جن کی مدد سے نوازش لکھنوی کے عہد میں لکھنو کے ماحول اور خود ان کے شعری مزاج کی بھرپور عکاسی ہوتی ہے۔	نوازش لکھنوی، مرزا خانی، اردو شاعری، دبستان لکھنو، دیوان نوازش
عباس، سہیل	نور افشاں: ایک قدیم اردو اخبار	۱۲۹ تا ۱۴۰	نور افشاں تقسیم ہند سے قبل شائع ہونے والے اخبارات میں سے ایک اہم اخبار تھا۔ یہ اخبار بنیادی طور پر عیسائیت کی تبلیغ کے لیے شائع ہوتا تھا لیکن اس میں سیاسی مباحث، انتظامی امور کی خبریں اور ادبی شذرات بھی شائع ہوتے تھے۔ برٹش لائبریری نے اسے برقی کتب کے ذخیرے میں محفوظ کیا ہے۔ مضمون نگار نے دستیاب شماروں کی تعداد ۳۰۳۵ بتائی ہے اور واضح کیا ہے کہ نورافشاں کا مطالعہ نہ صرف انیسویں صدی کی صحافت میں مفید ہے بل کہ اس سے نوآبادیات کی تفہیم میں بھی مدد ملتی ہے۔	نورافشاں، اردو اخبار، اردو صحافت، عیسائیت، برٹش لائبریری
عبدالسلام، ابرار	آزاد کی حمایت میں	۷ تا ۴۶	مولانا محمد حسین آزاد کو طنز و تعریض کا نشانہ بنانے اور سخت نکتہ چینی کرنے والوں کو اگر شمار میں لایا جائے تو ایک لمبی فہرست تیار کی جا سکتی ہے۔ ان معترضین نے آزاد پر لکھتے ہوئے انھیں ناپسندیدہ صفات سے بھی متصف کیا اور ہر طرح سے آزاد کی تحقیر و تذلیل بھی کی۔ تاہم جہاں ان کے معترضین کا ایک گروہ ہے وہیں ان کی حمایت میں بھی کچھ تحاریر سامنے آئی ہیں۔ زیرِ نظر	مولانا محمد حسین آزاد، دیوانِ ذوقؔ مرتبہ آزاد، آبِ حیات، مسعود حسین رضوی

ادیب	مضمون میں بھی آزاد کی تنقیص و تحقیر کی روایت کا ذکر کرتے ہوئے آزاد پر بے جا نکتہ چینی کی مدلل انداز میں تردید کی گئی ہے۔ مضمون میں خصوصیت سے آبِ حیات اور دیوان ذوق مرتبہ آزاد پر ان الزامات اور اعتراضات کے جوابات دیے گئے ہیں جو محض غلط فہمی اور عدم معلومات کی بنا پر کیے گئے ہیں۔			

جرنل آف ریسرچ: شمارہ ۲۹ (۲۰۱۶ء)

مدیر: قاضی عبدالرحمٰن عابد، شعبہ اُردو؛ بہاءالدین زکریا یونی ورسٹی، ملتان

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
احمد، رشید	جگر مراد آبادی کی شاعری: رومانیت اور روحانیت	۶۵ تا ۷۴	خاتم المتغزلین جگر مراد آبادی کا اصل نام علی سکندر ہے۔ آپ نے ۱۳/۱۴ سال کی عمر میں شعر کہنے شروع کر دیے تھے۔ آپ نے داغ دہلوی سے اصلاح سخن لی لیکن اصل میں آپ کے استاد اصغر گونڈوی نے آپ کی غزلوں کی نوک پلک سنواری۔ جگر رومانیت کے شاعر ہیں اور آپ کے عہد اوّل کی زیادہ تر شاعری رومانوی ہے لیکن آخری دور میں جو تصوف آپ کی غزلیات میں نمایاں ہے وہ آپ کے استاد اصغر گونڈوی کے توسط سے آیا۔ کلام جگر میں روحانیت کا عکس تقریباً شروع سے ہی موجود تھا۔ جگر کی عشقیہ شاعری میں بھی گہرائی اور حقیقت نظر آتی ہے۔ اس کے علاوہ آپ کے بادہ مستی کے دور کی شاعری میں بھی سلوک و معرفت کی باتیں نظر آتی ہیں۔ اس مقالے میں جگر مراد آبادی کی رومانی و روحانی شاعری پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالی گئی ہے۔	جگر مراد آبادی، اصغر گونڈوی، نسیم، اردو غزل، رومانویت
آصف، محمد / یاسر، سویامانے	منتخب اردو کتب اقبالیات کا توضیحی اشاریہ (لائبریری مینو کیمپس اوساکا یونی ورسٹی جاپان)	۴۵ تا ۶۴	''کتب خانہ برائے مطالعہ خارجی جامعہ اوساکا'' اوساکا یونی ورسٹی کے مینو کیمپس میں واقع ہے۔ اس کتب خانے میں اس وقت دنیا کی چھ لاکھ سے زائد مختلف کتابیں اور رسائل محفوظ ہیں۔ یہاں ۱۲ ہزار سے زائد مختلف موضوعات پر مشتمل اردو کی کتابیں موجود ہیں۔ علاوہ ازیں اردو رسائل اور اخبارات بھی موجود ہیں۔ ان کتب میں کچھ نایاب نسخے بھی موجود ہیں۔ اس کے علاوہ ''اقبالیات'' کے حوالے سے یہاں تقریباً ۲۲۵ اردو اور انگریزی کتب موجود ہیں۔ یہ کتابیں اقبال کی سوانح، شخصیت، فکر، فن اور اقبال کے اپنے نثری و شعری فنون غرض ہر موضوع پر مشتمل ہیں۔ اس مقالے میں اس لائبریری میں موجود منتخب اردو کتب اقبالیات کا توضیحی اشاریہ پیش کیا گیا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہاں اقبال فہمی کے لیے کیسا گراں قدر سرمایہ موجود ہے۔	اوساکا یونی ورسٹی، جاپان، اقبالیات، مینو کیمپس، ڈنکسن
بادشاہ، جاوید	بشریٰ فرخ کا شعری مجموعہ جدائی بھی ضروری ہے:	۲۲۱ تا ۲۲۴	بشریٰ فرخ کا شمار خیبر پختون خوا خصوصاً دبستان پشاور کے نمائندہ شعرا میں ہوتا ہے۔ بہ حیثیت خاتون ان کی شاعری ہر حوالے سے منفرد اہمیت کی حامل ہے۔ جدائی بھی ضروری ہے ان کا چوتھا شعری مجموعہ ہے، اس سے قبل ان کے تین شعری مجموعے اک قیامت ہے لمحہ موجود، ادھوری	بشریٰ فرخ، اردو غزل، جدائی بھی ضروری ہے،

	تحقیقی و تنقیدی جائزہ		محبت کا پورا سفر اور بہت گہری اداسی ہے شائع ہو کر داد پا چکے ہیں۔ یہ تمام مجموعے بشریٰ فرخ کے مشاہدات اور تجربات کا نچوڑ ہیں۔ ان کے چوتھے مجموعے میں فن کی پختگی اور سنجیدگی نظر آتی ہے۔ اس مقالے میں ان کے اسی چوتھے مجموعے کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	بہت گہری اداسی ہے، اک قیامت ہے لمحہ موجود
بلوچ، اصغر علی	ن۔م۔راشد اور معاصر اخلاقی اقدار	۱۲۹ تا ۱۳۴	ن۔م۔راشد جدید اردو نظم میں عمیق فکر اور الفاظ کی اندرونی توانائی سے ایسا منفرد اسلوب رکھتے ہیں جو انھیں دیگر شعرا سے ممتاز کرتا ہے۔ حلقہ سے وابستہ شعرا کسی واضح نظریاتی دائرے میں مقید نہیں تھے۔ یہی وجہ ہے کہ راشد نے اظہار و ابلاغ کی حد بندیوں کو توڑتے ہوئے اپنی الگ شعری پہچان بنائی ہے۔ راشد کی شاعری ہندوستان میں سیاسی آزادی کی جدوجہد اور دوسری عالمگیر جنگ کے دوران پروان چڑھی۔ انھوں نے معاصر صورتِ حال کو نئے زاویے سے دیکھتے ہوئے فرد کی مکمل آزادی سے لے کر معاشرتی، سیاسی اور سماجی سطح پر انقلاب، آزادی، مساوات اور انسان دوستی جیسی اقدار کو پیش کیا ہے۔	ن۔م۔ راشد، معاصر اخلاقی اقدار، جدید اردو نظم، آدم نو، انتقام، رقص
بلوچ، ریاض حسین/شاہین، عقیلہ	آگ کا دریا: ایک تہذیبی مکالمہ	۲۲۵ تا ۲۴۰	ہندوستان مختلف اقوام کا مسکن رہا ہے۔ آریاؤں سے لے کر انگریزوں تک متعدد اقوام یہاں آئیں اور اپنے ساتھ اپنی تہذیب بھی لائیں جس نے ہندوستان کی تہذیب پر اپنا اثر ڈالا۔ آج برصغیر میں رہنے والی کوئی قوم یہ دعویٰ نہیں کر سکتی کہ وہ اس تہذیب کی اکیلی وارث ہے۔ ناول آگ کا دریا میں پیش کیا گیا نقطۂ نظر بھی یہی ہے۔ اگرچہ قرۃ العین حیدر نے یہی نقطۂ نظر اپنے دوسرے ناولوں میں بھی پیش کیا ہے لیکن اس ناول کی انفرادیت یہ ہے کہ یہ ناول چوتھی صدی قبل مسیح سے تقسیم ہند تک ڈھائی ہزار سال پر محیط تہذیبی مکالمہ ہے۔ اس مقالے میں اسی تہذیب کو اس ناول کے حوالے سے بتایا گیا ہے۔	آگ کا دریا، قرۃ العین حیدر، ہندوستانی تہذیب، اردو ناول
جاوید، ساجد	ساحر لدھیانوی کی نظم گوئی کا مابعد نوآبادیاتی مطالعہ	۱۸۵ تا ۱۹۶	نوآبادیاتی عہد میں ساحر لدھیانوی نے انسان دوستی کے منشور پر اپنی شاعری کے موضوعات کی بنیاد مستحکم کی۔ عام طور پر ادیبوں نے ۱۸۵۷ء کے بعد کے زمانے میں ہونے والے ظلم و ستم کے واقعات و شواہد کو موضوع بنایا۔ مگر ساحر نے انگریز آمد سے قبل، مغل عہد میں بھی مغل حکمرانوں کے جبر و استبداد اور استحصال کی طرف طنزیہ نگاہ کی۔ ساحر کے ہاں ایک بغاوت کا جذبہ عام دکھائی دیتا ہے۔ ساحر کا یہی جذبہ اس کی مضبوط فکر، فن اور ترقی پسندانہ جرأت کا اساس ہے۔ ساحر کی شاعری کو مزاحمتی اردو شاعری کے ساتھ ساتھ ردِ نوآبادیاتی رجحان کے طور پر نمایاں مقام حاصل ہے۔	ساحر لدھیانوی، تاج محل، اردو نظم، مابعد نوآبادیات

راحت داؤد/ سہیل، سید عامر	واہماتی حقیقت نگاری (پس منظر بنیادی مباحث اور خصوصیات)	۹۱ تا ۱۰۴	الوسی نیٹری رئیلزم (Hallucinatory Realism) کے لیے اردو میں ''واہماتی حقیقت نگاری'' کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ واہماتی حقیقت نگاری بیانیے کی پیش کش کا ایک خصوصی انداز ہے۔ بیسویں صدی کی آخری چوتھائی کے ادب اور بصری فنون میں یہ تکنیک سامنے آئی۔ ۱۹۷۵ء میں کلیمنز ہیزل باس نے Annete Von Droste Hulshaff کی شاعری کی وضاحت کے لیے واہماتی حقیقت نگاری کی اصطلاح کا استعمال کیا۔ چوں کہ یہ اصطلاح بیسویں صدی کے اواخر میں سامنے آئی اس لیے نظریاتی اعتبار سے یہ مابعد جدیدیت سے متعلق ہے۔ اس میں اصطفائیت، اعادہ کثیر، تعدد، عدم تسلسل، بین المتونیت پیروڈی، کرداروں کی تحلیل، بیانیہ واقعات، حدود کی نابودگی اور قاری کا عدم استحکام شامل ہیں۔	واہماتی، حقیقت نگاری، مابعد جدیدیت، تکنیک، اصطلاح، کلیمنز ہیزل باس
سعید، عزیزہ/ سنجرانی، خالد محمود	خدیجہ مستور کے ناولوں میں مہاجرین کی آبادکاری کے مسائل	۱۶۷ تا ۱۷۴	قیام پاکستان کے بعد ہجرت خود ایک نفسیاتی اور جسمانی تکلیف تھی تاہم جعل سازی اور بے ایمانی نے ان کے مسائل میں کئی گنا اضافہ کر دیا۔ خدیجہ مستور کے ہاں ہجرت کا کرب سب سے زیادہ ملتا ہے۔ انھوں نے بہ ذات خود ہجرت کی۔ اس عمل سے گزرنے کے بعد آبادکاری اور اس سے وابستہ مسائل کا نہ صرف مشاہدہ کیا بلکہ وہ خود اور ان کا خاندان بھی اس کا شکار بھی ہوئے۔ ان کا یہ تجربہ تخلیقی تجربے کے طور پر ناول آنگن اور زمین میں سامنے آیا۔ خدیجہ مستور نے ان دونوں ناولوں میں جعلی الاٹمنٹس، زمینوں پر ناجائز قبضوں، جائیدادوں اور املاک پر قبضوں کے طریقوں کے ساتھ ساتھ ان سے پیدا ہونے والی نفسیاتی الجھنوں کو بڑی عمدگی سے پیش کیا ہے۔	خدیجہ مستور، آنگن، ہجرت، زمین اردو ناول، مہاجرین
سفیان، محمد	مکاتیبِ اقبال بنام گرامی (مطالعۂ متون و توضیحات)	۷۵ تا ۹۰	اقبال سے گرامی کے تعلقات ۱۹۰۲ء میں قائم ہوئے۔ آپ اقبال کے انتہائی قریبی اور بے تکلف دوستوں میں شامل تھے۔ گرامی دکن سے کئی بار پنجاب آئے اور اقبال سے ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ جب مارچ ۱۹۱۰ء میں علامہ اقبال حیدر آباد گئے تو یہ دوستی مزید گہری ہو گئی۔ اقبال ان کی شخصیت، شاعرانہ کمال، غیر معمولی ذہانت، حافظے اور ناقدانہ نظر کے بے حد قائل تھے اور اپنی فارسی شاعری کے حوالے سے گرامی کی رائے کو بہت اہمیت دیتے تھے اور ان سے مشورے کے طالب رہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ گرامی کے نام علامہ اقبال کے ۹۰ خطوط ملتے ہیں جنھیں محمد عبداللہ قریشی نے مکاتیبِ اقبال بنام گرامی کے نام سے مرتب کیا ہے اور اقبال اکیڈمی پاکستان لاہور نے ۱۹۶۹ء میں شائع کیا۔ اس مقالے میں انھی خطوط کے متون کا مطالعہ کیا گیا ہے۔	اقبالیات، علامہ اقبال، شیخ غلام قادر گرامی، مکاتیبِ اقبال، عبداللہ قریشی، مطالعۂ متن

سنجرانی، خالد محمود	ہنس ہاسو بیرن فان ویلتھائیم: علامہ اقبال کا ایک جرمن معاصر	۲۵ تا ۴۴	اس مقالے میں علامہ اقبال کے اہم جرمن معاصر اور گہرے دوست ہنس ہاسو بیرن فان کے حالات زندگی کو مختصراً پیش کیا گیا ہے۔ ہنس ہاسو فان ویلتھائیم علامہ اقبال کے اہم جرمن معاصر اور زمانۂ طالب علمی کے ساتھی تھے۔ انھوں نے علامہ اقبال کے ساتھ میونخ یونی ورسٹی اور امکانی سطح پر ہائیڈل برگ میں کچھ وقت گزارا۔ ۲۰ اپریل ۱۹۳۸ء کی شام انھوں نے ''جاوید منزل'' میں علامہ اقبال سے ایک طویل ملاقات بھی کی۔ یہ علامہ اقبال کی وفات سے قبل آخری ملاقاتی تھے۔ اس ملاقات کا ذکر اخبارات اور ہنس ہاسو کی ڈائری میں موجود ہے۔ اس مقالے میں ہنس ہاسو کے جو حالات زندگی پیش کیے گئے ہیں۔ ان کا اصل ماخذ وہ دستاویزات ہیں جو مقالہ نگار کو جرمنی کے مختلف کتب خانوں اور آرکائیوز سے ملی ہیں۔ ان میں سے کچھ دستاویزات کی نقول اس مقالے میں پیش بھی کی گئی ہیں۔	ہنس ہاسو بیرن فان ویلتھائیم، علامہ اقبال، میونخ، جرمنی، جاوید منزل
علی، لیاقت	مخطوطہ شناسی کا فن اور ڈاکٹر جمیل جالبی بطور مخطوطہ شناس	۲۶۱ تا ۲۶۵	مخطوطہ شناسی و مخطوطہ خوانی ایک مشکل فن ہے جسے ہر کوئی نہیں سیکھ سکتا۔ اردو میں مخطوطہ شناس ماہرین کی ایک لمبی فہرست ہے جس میں ایک معتبر نام ڈاکٹر جمیل جالبی کا ہے۔ انھوں نے مختلف مخطوطوں کی مدد سے بہت کام کیا لیکن ان کا اصل کارنامہ مثنوی کدم راؤ پدم راؤ کی تدوین ہے جو کہ ناقص الطرفین اور ناقص الوسط مخطوطہ تھا۔ اس کی تدوین کے لیے ڈاکٹر جمیل جالبی نے لسانی مباحث، علم بیان، علم معانی، علم عروض اور مختلف اصناف کو پڑھنے کے ساتھ ساتھ عربی، فارسی اور سنسکرت زبان کو بھی پڑھا۔ تب کہیں جا کر یہ مخطوطہ مدون ہوا۔	مخطوطہ شناسی، جمیل جالبی، کدم راؤ پدم راؤ، مولوی عبدالحق، حسن شوقی
عنبرین، شازیہ	لغت کبیر اردو کی تدوین: ایک محاکمہ	۲۵۱ تا ۲۶۰	لغت کبیر اردو کی ترتیب و تدوین میں بابائے اردو مولوی عبدالحق نے زندگی کا ایک طویل عرصہ صرف کیا لیکن اس کی اشاعت ان کی وفات کے بعد ممکن ہو سکی۔ لغت کبیر جلد اول (حصہ اول و حصہ دوم) بالترتیب ۱۹۷۳ء اور ۱۹۷۵ء میں انجمن ترقی اردو سے شائع ہوئیں۔ جبکہ لغت کبیر جلد دوم (حصہ اول) ۱۹۷۷ء میں منظر عام پر آئی۔ جلد دوم میں مولوی سید ہاشمی فرید آبادی کی تصنیف پنجاہ سالہ تاریخِ انجمن ترقی اردو سے دو صفحات ''تاریخ تدوین پر خلاصہ بیان'' کے عنوان سے کتاب میں شامل کیے گئے ہیں تاکہ واضح ہو کہ اس لغت کی تدوین کب، کیسے اور کن مقاصد کے تحت کی گئی۔ اس مقالے میں اسی تدوین کا محاکمہ کیا گیا ہے۔	لغت کبیر، اردو لغت، انجمن ترقی اردو، مولوی عبدالحق، ہاشمی فرید آبادی
فرتاش، فضل حسین/بشیر،	منیر نیازی بطور غزل گو شاعر	۲۴۱ تا	منیر نیازی کا شمار، اپنے منفرد اسلوب بیان، اختصار پسندی اور سحر کاری کی وجہ سے بیسویں صدی کے نصف آخر کے اہم ترین شعرا میں ہوتا ہے۔ وہ اپنے	منیر نیازی، اردو غزل،

عقیلہ		۲۵۰	عہد کے رجحانات، میلانات اور نظریات کی منظوم تشریحات کرنے کے بجائے ان کی تصویر کشی کرتے نظر آتے ہیں۔ منیر نیازی کا استعاراتی نظام، تمثیلی انداز اور وجدانی اسلوب ان کی غزل کو دوسرے شعرا سے ممتاز کرتا ہے۔اس مقالے میں منیر نیازی کی غزل کا جائزہ لیا گیا ہے۔	حلقۂ ارباب ذوق، منیر نیازی کی غزل
کوثر، ریحانہ	دیاشنکر نسیم کا تنقیدی شعور (مثنوی گلزار نسیم کے حوالے سے)	۱۴۷ تا ۱۵۶	اس مقالے میں مثنوی گلزار نسیم کے حوالے سے دیاشنکر نسیم کے تنقیدی شعور کا مطالعہ کیا گیا ہے۔گلزار نسیم کا قصہ اگرچہ نسیم کا طبع زاد نہیں لیکن وہ اس قصے کے محض نظم کنندہ بھی نہیں ہیں۔ انھوں نے اس قصے کو نظم کرتے وقت اس میں اتنی بے شمار تبدیلیاں کی ہیں کہ وہ ان کا اپنا قصہ بن گیا ہے۔ نسیم نے اس قصے کی فضا کو بحیثیت مجموعی انسانی فضا سے ہم آہنگ رکھا ہے اور سب کرداروں کے افعال واعمال اور جذبات واحساسات حقیقی زندگی کے انسانوں جیسے ہیں۔ گلزار نسیم میں یہ سب دیاشنکر نسیم کے قابل تعریف تنقیدی شعور کی بدولت ہوا ہے کہ بادشاہِ وقت کی تعریف وتوصیف اور وجہ ٔتصنیف جیسے عنوانات کے تحت فضول، بے مقصد اور قصے سے یکسر غیر متعلق اشعار کہنے سے اجتناب کیا گیا ہے۔	دیاشنکر نسیم، گلزارِ نسیم، اردو مثنوی، قصہ ٔ گل بکاؤلی
نعیم، سجاد	اردو ناول کی تنقید: اہم مباحث (تحقیقی وتنقیدی جائزہ)	۱۵۷ تا ۱۶۶	اردو ناول کے سلسلے میں یہ بات اہم ہے کہ کسی معروف نقاد نے اردو ناول کی اہمیت کو محسوس نہیں کیا اور نہ ہی اس پر باقاعدہ تنقیدی آرا کا اظہار کیا جس کی سب سے اہم وجہ یہ سمجھ آتی ہے کہ صنفِ ناول کو مجموعی طور پر اہمیت نہیں دی گئی۔ ناول کی تنقید پر سو سے زائد جو کتب ملتی ہیں ان کی اکثریت ایسی ہے جو یونی ورسٹیوں میں سندی تحقیق کے لیے لکھے گئے مقالوں پر مشتمل ہیں گویا ناول پر اگر تنقیدی کام ہوا ہے تو اس کا سب سے بڑا مرکز جامعات رہی ہیں۔ اردو ادب کی تنقید میں تنقیدی دبستانوں کی جو رنگا رنگی ہے وہ ناول کی تنقید کے اس منظر نامے میں واضح شکل اختیار کرتی نظر نہیں آتی ہے۔ ناول کی تنقید و تحقیق میں بہت سے ایسے گوشے محققین وناقدین کے منتظر ہیں جن پر کام ہونا چاہیے۔	اردو ناول، علی عباسی حسینی، ای۔ ایم۔ فاسٹر، معارف، سید سجاد حیدر، نذیر احمد
نعیم، صفدر	ڈاکٹر وزیر آغا کے انشائیے میں تہذیبی عناصر	۱۳۵ تا ۱۴۶	ڈاکٹر وزیر آغا نہ صرف شاعر، نقاد، محقق اور باشعور مدیر ہیں بلکہ ایک فکر انگیز انشائیہ نگار بھی ہیں۔ان کے انشائیوں کے چار مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ وزیر آغا نے اس صنف کی ترقی کے لیے سب سے زیادہ کام کیا ہے۔ ان کے انشائیوں میں تہذیبی وثقافتی عناصر بھی بدرجہ ٔاتم موجود ہیں۔ان کے انشائیے تہذیب کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔ وہ تہذیب کی افقی سطح پر سفر کرتے کرتے عمودی جست لگاتے ہیں اور قاری کو مختلف مقامات اور مناظر فطرت	ڈاکٹر وزیر آغا، اردو انشائیہ، چوری سے یاری تک، بارھواں

			کی سیر کرواتے ہیں۔اس مقالے میں وزیر آغا کے انشائی مجموعوں میں تہذیبی وثقافتی عناصر کی تلاش کی گئی ہے۔	کھلاڑی، پگڈنڈی
نعیم، محمد	الفانسو:تاریخی ناول اور تخیل کی تجدید	۱۹۷ تا ۲۰۶	اس مقالے میں عبدالحلیم شرر کے ناول الفانسو کا تنقیدی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔شرر کے اس ناول کی کردار نگاری کے طریقہ کار اور اس کی اردو شعری روایت سے پائی جانے والی مماثلت کے تجزیے سے ثابت ہوتا ہے کہ ادبی روایت نئی پروان چڑھتی صنف کو اپنے مزاج سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کرتی ہے اور ثقافت صنف کے فہم وادراک کے دائرہ کار کا تعین کرتی ہے۔یہ دونوں متعینہ کار تخیل کی حدود قائم کرنے میں اپنا کردار ادا کرتی ہیں۔یوں یہ ناول تاریخی ہونے کے باوجود اپنی شان دار روایت سے مربوط نظر آتا ہے۔اس ناول میں اسی کا مطالعہ کیا گیا ہے۔	الفانسو، تاریخی ناول، عبدالحلیم شرر
نواز، شاہد	ناول میں عصری تاریخ کی پیش کش	۱۰۵ تا ۱۱۶	ناول اور تاریخ کا تعلق بہت گہرا ہے۔ناول تاریخ کو جزوی طور پر اپنے اندر سمیٹ کر تاریخ کو کہانی کی شکل عطا کرتا ہے، تو یہی تاریخ ناول کو بنیادی مواد اور ماخذ بھی فراہم کرتی ہے۔ ناول میں تاریخ کو عموماً دو حوالوں سے پیش کرنے کا رجحان غالب ہے۔تاریخی ناولوں میں عمومی طور پر ماضی بعید کے کرداروں، واقعات اور عہد کو پیش کیا جاتا ہے۔اسی کے ساتھ ساتھ ناول میں ہم عصر تاریخ اور سماج کو پیش کرنے کا بھی خاصا رجحان ہے۔ہم عصر تاریخ کو ناول میں سمونے اور محفوظ کرنے کا عمل جہاں ناول کو نئی جہت اور تجربہ عطا کرتا ہے وہیں یہ اس دور کی تاریخ کو محفوظ کرنے کا ذریعہ بھی بنتا ہے۔اس طرح عمومی تاریخ کے متوازی ناول اور دیگر ادبی اصناف کی مدد سے کسی عہد اور سماج کی تاریخ مرتب ہو سکتی ہے۔	اردو ناول، عصری تاریخ، تاریخی ناول، سماجی ناول، ناول نگاری
نوازش، خاور / احمد، انوار / عابد، قاضی	اردو اور ہندی: وحدت/ثنویت (التہاب سے التہام تک)	۲۰۷ تا ۲۲۰	اردو اور ہندی میں شروع دن سے ایک لسانی وحدت موجود تھی لیکن یہ وحدت انیسویں اور بیسویں صدی عیسوی کی سیاسی اور تہذیبی کش مکش کی نذر ہو گئی۔ متذکرہ حالات میں لسانی تفریق کا فروغ پانا فطری بھی تھا اور لازم بھی۔ ہندی اردو جھگڑے کا آغاز ۱۸۶۷ء میں اس وقت ہوا جب شمال مغربی صوبہ جات کی برٹش انڈین ایسو سی ایشن کی طرف سے وائسرائے ہند کو درخواست بھیجی گئی کہ مقامی طلبہ کے لیے انگریزی کے علاوہ مقامی زبان میں تعلیم حاصل کرنے کا انتظام ہونا چاہیے۔یہاں بعض نے مقامی زبان اردو کو کہا اور بعض نے ہندی کو۔ یہیں سے یہ لسانی جھگڑا شروع ہوا۔اس مقالے میں اردو ہندی تنازعے کی بابت مفصل بحث کی گئی ہے۔	اردو ہندی تنازعہ، اردو، ہندی، لسانیات، سرسید، علی گڑھ، فورٹ ولیم کالج
نیر، ناصر عباس	اخترالایمان کی نظم	۱	اخترالایمان کی شاعری ایک ''جلاوطن''، ''بے گھر'' کی شاعری ہے۔	اخترالایمان،

	میں جلاوطنی کا اظہار	تا ۲۴	انھوں نے ہجرت نہیں کی اور وہ جلاوطن بھی نہیں ہوئے مگر انھوں نے مہاجرت اور بے دخلی کے تجربات کو اپنی نظموں میں پیش کیا ہے۔ اختر الایمان کی اکثر نظمیں روزمرہ کی چھوٹی چھوٹی باتوں، کیفیتوں اور تجربات کو پیش کرتی ہیں جس سے لگتا ہے کہ وہ اپنے آس پاس اور ارد گرد کی دنیا میں سانس لے رہے ہیں۔ یعنی گھر اور وطن میں ہیں لیکن اس دنیا سے ان کا تعلق اندر کا نہیں بلکہ باہر کی دنیا کا ہے جو جلاوطنی کی حالت ہے۔ انھوں نے اپنی نظموں کے مجموعوں تاریک سیارے، گرداب، بنت لمحات، نیا آہنگ، سروساماں، زمین زمین، زمستاں سرد مہری کا میں بہت سے جلاوطنی کے تجربات کو پیش کیا ہے۔ اس مقالے میں ان مجموعوں سے منتخب نظموں میں جلاوطنی کے مختلف تجربات کو پیش کیا گیا ہے۔	جدید اردو نظم، تاریک سیارے، زمین زمین، بنت لمحات، نیا آہنگ، زمستان سرد مہری کا
ہرل، ظفر حسین	جمالیات اور تاریخ جمالیات: ایک مطالعہ	۱۷۵ تا ۱۸۴	اردو تنقید میں نظری مباحث پر لکھنے کی روایت انیسویں صدی کے اواخر سے شروع ہوئی۔ مرزا سلطان احمد نے ۱۹۱۲ء میں فنونِ لطیفہ کے نام سے کتاب لکھی جس میں شاعری، مصوری، رقصِ موسیقی اور سنگ تراشی کے علاوہ جمالیات جیسے فلسفیانہ موضوع پر بھی اختصار کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ جمالیات کا ادب کے ساتھ براہِ راست تعلق ہونے کے سبب اس کے متعلق مباحث پر مجنوں گورکھپوری نے ۱۹۳۱ء میں مقالہ تحریر کیا جس میں انھوں نے دو ہزار سال سے زیادہ عرصے پر محیط روایت کا تجزیہ کرتے ہوئے اپنا نظریۂ جمالیات پیش کیا۔ اس مقالے میں مجنوں گورکھپوری کے اسی نظریے کا مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	مجنوں گورکھپوری، نظریۂ جمالیات، سلطان احمد، کارل مارکس، نصیر احمد ناصر
یاسمین	اکبر حمیدی کا انشائی سفر	۱۱۷ تا ۱۲۸	اردو انشائیے کی تاریخ میں بہترین انشائیہ نگاروں میں ایک اہم نام اکبر حمیدی کا بھی ہے۔ انھوں نے ''پہلی منزل'' کے عنوان سے اپنا پہلا انشائیہ ۱۹۸۲ء میں لکھا جو اوراق میں شائع ہوا۔ بیسویں صدی کے اختتام تک اکبر حمیدی کے تین انشائی مجموعے سامنے آتے ہیں۔ پہلا مجموعہ جزیرے کا سفر ۱۹۸۵ء میں شائع ہوا جس میں ۲۱ انشائیے ہیں۔ اس کے بعد تتلی کے تعاقب میں ۱۹۹۰ء میں، جھاڑی اور جگنو ۱۹۹۵ء میں طبع ہوئے۔ پہاڑ مجھے بلاتا ہے اکبر حمیدی کے انشائیوں کا چوتھا مجموعہ ہے جب کہ اشتہاروں سے بھری ہوئی دیوار ان کا پانچواں انشائی مجموعہ ہے۔ اس مقالے میں اکبر حمیدی کے انھی مجموعوں کے حوالے سے ان کے انشائی سفر کا احوال پیش کیا گیا ہے۔	اردو انشائیہ، اکبر حمیدی، جھاڑی اور جگنو، پہلی منزل، جزیرے کا سفر، پہاڑ مجھے بلاتا ہے

جرنل آف ریسرچ: شمارہ ۳۰(۲۰۱۶ء)

مدیر: قاضی عبدالرحمٰن عابد، شعبہ اُردو؛ بہاءالدین زکریایونی ورسٹی، ملتان

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
اشفاق، حمیرا	کاروان وجود: تجزیاتی مطالعہ	۱۲۳ تا ۱۳۰	کاروان وجود نثار عزیز بٹ کا عمدہ ناول ہے۔ کاروان وجود ایک ایسا ناول ہے جس کا سفر خارج سے باطن اور کبھی باطن سے خارج کی طرف گامزن رہتا ہے۔ یہاں تک کہ مصنفہ ذات کے ان نہاں خانوں تک پہنچ جاتی ہیں جن سے وہ بظاہر پردہ اٹھانے سے گریزاں نظر آتی ہیں۔ تصورِ خدا، انسان اور تقدیر، جزااور سزا، فنااور بقاکی جدوجہد اوران سب داخلی کیفیات کے ساتھ ساتھ رشتوں کی باہمی کشمکش مل کر ناول کی کہانی کا تارو پود بنتے ہیں۔ اس مقالے میں ناول کاروان وجود کا تنقیدی و تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	کاروانِ وجود، نثار عزیز بٹ، نے چراغ نے گلے، دریا کے سنگ، اردو ناول
اقبال، طاہرہ	امرتاپریتم: محبت کاغنائی استعارہ	۴۳ تا ۴۸	امرتاپریتم ایک شاعرہ اور افسانہ نگار کی حیثیت سے شہرت رکھتی ہیں۔ چوں کہ وہ شاعرہ بھی ہیں اس لیے ان کا غنائی لہجہ ان کے افسانوں میں بھی نمایاں ہے۔ امرتاپریتم کے افسانوں میں محبت نارسا نہیں بلکہ دل کی حاکمیت کے سامنے ہر وقت پسپا ہے۔ امرتا کے افسانوں کا بنیادی فلسفہ اثبات اور استغنا کا ہے۔ زیادہ کی ہوس اور حصول کی خواہش پر اس جذبے یا فلسفے کی پاس داری مقدم ہے۔ اگرچہ امرتا نے پنجابی افسانے ہی لکھے ہیں مگر ان افسانوں کے تراجم بھی سر دھننے پر مجبور کرتے ہیں۔ اس مقالے میں امرتاپریتم کے افسانوں کا تنقیدی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	امرتاپریتم، رسیدی ٹکٹ، منکے، پنجابی افسانہ، گورمکھی زبان
انجم، سمیرا/ ترین، روبینہ	ڈاکٹر جمیل جالبی بحیثیت مترجم	۲۱۷ تا ۲۲۴	اردو ترجمہ نگاری میں ایک اہم نام ڈاکٹر جمیل جالبی کا ہے۔ ڈاکٹر جمیل جالبی کا شمار ان محققین اور ناقدین میں ہوتا ہے جو نہ صرف مشرقی تہذیب اور زبان کے مزاج سے بخوبی واقف ہیں بلکہ مغربی تہذیب اور زبان کے مزاج سے بھی بھرپور آگاہ ہیں۔ انھوں نے مغربی ناقدین کے مضامین کا ترجمہ کرتے ہوئے ان کے تہذیبی اور ادبی حسن کو اردو زبان کا حصہ بنا دیا ہے۔ اس مقالے میں ڈاکٹر جمیل جالبی کے تراجم کا تنقیدی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	اردو ترجمہ، جمیل جالبی، مغربی تنقید، ایلیٹ، جانورستان
بابر، نورینہ تحریم	اردو میں سیاحتی و ارضیاتی ادب کا ایک نادر نمونہ۔ شمالی پاکستان: توضیحی	۸۳ تا ۹۲	شمالی پاکستان رشید اختر ندوی کی پاکستان کے شمالی علاقوں کی سیاحتی و دفاعی اہمیت کے بارے میں ایک قابل توجہ تالیف ہے۔ یہ تالیف سنگ میل پبلی کیشنز لاہور کے زیر اہتمام ۱۹۹۰ء میں پہلی بار شائع ہوئی۔ یہ کتاب پاکستان کی سیاحتی اور ارضیاتی ادب کا نہ صرف نمونہ ہے بلکہ ایک اچھوتے موضوع پر نہایت اہم تصنیف بھی ہے۔ اس تصنیف میں نصف مصنف کی	شمالی پاکستان، رشید اختر ندوی، سیاحتی ادب، شاہراہ ریشم،

	مطالعہ		تحریر ہے اور نصف حصہ دیگر سیاحوں یا مصنفین کی تحریروں کے خلاصے پر مشتمل ہے۔ اس مقالے میں ان تمام مصنفین کی تحریروں اور اس کتاب کا مطالعہ کیا گیا ہے۔	سفر نامہ
بخاری، سید عبدالعزیز/ رفیق، روبینہ	احسن فاروقی کے ناول شام اودھ میں سوانحی اشارے	۱۱۵ تا ۱۲۲	شام اودھ احسن فاروقی کا سب سے معروف ناول ہے جو لکھنوی تہذیب کی عکاسی اور فنی تنظیم کے حوالے سے خاص اہمیت کا حامل ہے۔ شام اودھ اودھ کی مخصوص تہذیب کے زوال کی شام ہے۔ اودھ کی مٹتی ہوئی تہذیب کی وضع داری کی علامت نواب ذوالفقار علی خان ہیں جن کے ساتھ پورا خاندان ہے۔ اس کے علاوہ ناول میں پیش کردہ بہت سے واقعات احسن فاروقی کی نجی زندگی کی بازگشت ہیں۔ ناول میں مجلسی اور تہذیبی زندگی کی جتنی بھی تصویریں ہیں، ان کے بہت سے کردار و واقعات حقیقت پر مبنی ہیں۔ اس مقالے میں امثال کے ذریعے ثابت کیا گیا ہے کہ شام اودھ احسن فاروقی کی حقیقی زندگی پر مبنی ہے۔	اردو ناول، احسن فاروقی، شام اودھ، قصر الغنا، انجمن آرا، ذوالفقار علی
بشیر، عقیلہ	احمد ندیم قاسمی کے افسانے: تانیثی تناظر میں	۲۲۵ تا ۲۳۲	احمد ندیم قاسمی ایک بڑے افسانہ نگار کے طور پر جانے اور سمجھے جاتے ہیں۔ ان کے افسانوں کے کردار بہت آسانی سے ظلم اور جبر کے سامنے ہتھیار نہیں ڈالتے بلکہ کبھی کبھی حالات کو اپنے کنٹرول میں کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ ان کے افسانوں میں خواتین سر اٹھا کر چلتی نظر آتی ہیں۔ احمد ندیم قاسمی نے سوشلسٹ فیمنزم کے تحت نہ لکھتے ہوئے بھی افسانوی ادب میں جو نظریہ سمویا ہے اس کے تحت سماجی و سیاسی نظام مرد اور عورت کے درمیان معاشی ناانصافی کو جنم دیتا ہے۔ یوں ان کے افسانوں کی عورت زندگی کی کش مکش میں جکڑی دکھائی دیتی ہے۔ اس مقالے میں احمد ندیم قاسمی کے منتخب افسانوں کی مدد سے ان کے تانیثی نظریے کو واضح کیا گیا ہے۔	احمد ندیم قاسمی، اردو افسانہ، نسائیت، تانیثیت، گنڈاسا، طلائی مہر، پاؤں کا کانٹا، بگولے
پروین، عذرا/ علی، لیاقت	اردو فکشن کی پہلی نمایاں رومانوی نسائی آواز: حجاب امتیاز علی	۶۷ تا ۷۴	انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی میں روایتی کہانیوں کے ذریعے اردو کے افسانوی ادب میں اپنا مقام بنانے والی دیگر نسائی آوازوں کی نسبت حجاب امتیاز علی ایک منفرد مقام رکھتی ہیں۔ ان کے کردار اشرافیہ سے تعلق رکھنے کے باوجود زندگی سے بھرپور ہیں۔ ان کا شاعرانہ لب و لہجہ، رومانوی اسلوب اور اچھوتے موضوعات کا انتخاب انھیں خواتین کہانی کاروں میں ممتاز مقام عطا کرتا ہے۔ اس لیے انھیں رومانوی کہانی کار کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔ اس مقالے میں حجاب امتیاز علی کی کہانیوں میں رومانوی عناصر کی تلاش کی گئی ہے۔	حجاب امتیاز علی، اردو فکشن، رومانوی افسانہ، رومانویت، خواتین فکشن نگار
جاوید، امجد	قبض زماں :	۲۷۵	قبض زماں شمس الرحمان فاروقی کا ناول ہے۔ ایک سو صفحات پر مشتمل اس	قبض زماں،

	تنقیدی وتحقیقی جائزہ	تا ۲۸۶	ناول کا موضوع زمان ہے۔ یہ ناول موضوع کے اعتبار سے منفرد ہے اور مصنف نے زندگی کے دوسرے پہلوؤں سے تو سروکار رکھا ہے مگر ارتکاز وقت ہی پر رہا ہے۔ ناول کا موضوع ایک حد تک فلسفیانہ ہے اور زمان اور انسان کی ایک دوسرے پر حاوی ہونے کی خواہش کا عکاس ہے۔ ناول کے موضوع میں انسان کا جو مسئلہ ہے اس میں تمام بنی نوع انسان شریک ہیں۔ یہ ایک اجتماعی مسئلہ ہے۔ وقت کے کئی نام ہیں جنھیں اس ناول میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ مقالہ اس ناول کا تنقیدی جائزہ پیش کرتا ہے۔	شمس الرحمٰن فاروقی، اردو ناول، گل محمد، امیر جان، تاباں
حسن، سید ارتضا/خشک، صوفیہ	فیض کا منفرد تنقیدی اسلوب	۹۳ تا ۱۱۴	فیض احمد فیض ویسے تو شاعری کی وجہ سے خاصے مقبول ہوئے مگر ان کی تنقید بھی کئی اعتبار سے اہم ہے۔ فیض احمد فیض نے ادبی مسائل اور نظریات کو اس خوب صورتی سے سپرد قلم کیا ہے کہ اس ساری کاوش میں قاری کی دلچسپی کے سامان ہیں۔ فیض کے تنقیدی مضامین پر مشتمل کتاب میزان نظریہ، مسائل، متقدمین اور معاصرین جیسے موضوعات کا احاطہ کرتی ہے۔ اس کے علاوہ شعری مجموعوں کے دیباچے اور ایسے مضامین جو انھوں نے دورۂ انگلستان اور یورپ کے سفر کے دوران لکھے وہ اُن کا تنقیدی سرمایہ ہیں۔ اس مقالے میں فیض احمد فیض کی تنقید کا مطالعہ کیا گیا ہے۔	فیض احمد فیض، اردو شاعری، میزان، اردو تنقید، مارکسی تنقید، ترقی پسند تحریک
حسین، سید صفدر	ملوہہ اور دلمون۔۔۔چاند کی دھرتی (سومیری، دراوڑی اور آریائی مذہبی اساطیر۔۔۔ایک مشترک ماخذ)	۲۶۷ تا ۲۷۴	کرۂ ارض پر نمودار ہونے والی جغرافیائی تبدیلیوں نے جن خطوں کو پیدا کیا ان میں ملوہہ اور دلمون کے علاقے تھے۔ اساطیری حوالوں میں ملوہہ اور دلمون زمین کی تخلیق کے ابتدائی دنوں میں پیدا ہوئے۔ یعنی سومیری مذہبی اساطیر میں دیوتاؤں نے جب کائنات کو تقسیم کیا تو ملوہہ اور دلمون آغاز کائنات کے وقت تخلیق ہوئے تھے۔ سرائیکی وسیب جسے Moon Land یعنی سرزمین چاند کہا گیا ہے۔ یہ علاقہ اپنی مخصوص تہذیب اور شان دار ثقافت کے اعتبار سے اپنی منفرد پہچان رکھتا ہے۔ اس مقالے میں اسی علاقے کے اساطیری حوالے بیان کیے گئے ہیں۔	ملوہہ، دلمون، اساطیر، سرزمین چاند، سومیری تہذیب
خان، محمد ساجد	اردو میں میر شناسی کی روایت: مابعد تذکرہ نگاری	۲۴۳ تا ۲۵۶	میر تقی میرؔ اردو کے بہت بڑے شاعر ہیں جنھیں ہر زمانے میں سمجھنے کی کوشش کی جاتی رہی ہے۔ میر شناسی کی یہ روایت تذکروں سے شروع ہو کر زمانہ موجود تک چلی آئی ہے۔ تذکروں میں میر تقی میر کے کلام اور شخصیت کو دو واضح رنگوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔ ایک ان کی شخصیت کے بارے میں ہے اور دوسرا ان کے کلام کی مدح ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ میر شناسی کی روایت میں تجزیاتی رنگ گہرا ہوتا چلا گیا ہے۔ اس مقالے میں میر شناسی کی روایت کے منتخب حصے کا مطالعہ کیا گیا ہے۔ اس مطالعے کا آغاز آب حیات	میر شناسی، میر تقی میر، آب حیات، کاشف الحقائق، خواجہ احمد فاروقی

			سے کیا گیا ہے۔	
رحمان، محمد	رشید احمد صدیقی کا خاکہ ''ذاکر صاحب''	۲۸۷ تا ۲۹۶	رشید احمد صدیقی نے اپنے جن دوستوں اور رفقائے کار کے خاکے لکھے ان میں ذاکر حسین کے بارے میں لکھے گئے خاکے اپنی مثال آپ ہیں۔ رشید احمد صدیقی کو جب بھی موقع ملا انھوں نے اپنے دوست کے بارے میں بہترین خیالات کا اظہار کیا۔ انھوں نے ''مرشد''، ''ذاکر صاحب''، ''ہمارے ذاکر صاحب''، ''علی گڑھ اور ہندوستان''، ''ذاکر صاحب''، ''بار بار مہربان آید ہمی''۔ ''موجۂ گل سے چراغاں ہے گزرگاہِ خیال''۔ ''ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے''۔ ''می گزرد طوفان تکلم''، ''خلط مبحث''، ''سگ گزیدہ''، ''مثاث''، ''اردو طنزیات و مضحکات''، ''اصغر کی شادی''، ''نئے طلبا کا خیر مقدم''، ''جامعہ کی دوسری حویلی'' کے عنوانات سے ان کے خاکے تحریر کیے۔ اس مقالے میں انھی خاکوں کا تنقیدی مطالعہ کیا گیا ہے۔	رشید احمد صدیقی، اردو خاکہ نگاری، ذاکر حسین، سگ گزیدہ، مثاث، طوفان تکلم، ذاکر صاحب
رمضان، محمد / ساحر، عبدالعزیز	پاکستان میں اردو تحقیق کی روایت	۵۹ تا ۶۶	اردو میں تحقیق کی روایت کوئی پرانی بات نہیں ہے خاص طور پر پاکستان میں اردو تحقیق کی عمر ساٹھ ستر سال سے زائد نہیں ہے۔ قیام پاکستان کے بعد چند برسوں تک اردو تحقیق کا سلسلہ ایک حد تک منتشر رہا۔ اس لیے کہ تحقیق کے لیے ماخذات کی ضرورت ہوتی ہے اور تقسیم کے وقت زیادہ تر علمی سرمایہ بھارت میں رہ گیا تھا، لیکن اس کے باوجود پاکستان میں کچھ اداروں کی سطح پر اور کچھ انفرادی طور پر تحقیقی کام ہوئے۔ مگر ابھی بھی پاکستان میں تحقیق کا انحصار زیادہ تر جامعات میں ایم۔اے، ایم۔فل اور پی۔ایچ۔ڈی کی اسناد کے حصول کے لیے لکھے گئے مقالات پر ہے۔ اس مقالے میں پاکستان کے قیام سے لے کر موجودہ عہد تک اردو تحقیق کے ارتقا کا جائزہ لیا گیا ہے۔	پاکستان، اردو تحقیق، لاہور، کراچی، ڈھاکہ، پاکستان میں تحقیق
سنجرانی، خالد محمود	مغرب کے افسانوی ادب میں نفسیاتی عوارض کا اظہار: چند نمایاں مثالیں	۲۷ تا ۴۲	مغرب کے افسانوی ادب بالخصوص افسانے، ناول اور ڈرامے کی اصناف میں کرداروں کے نفسیاتی عوارض کا فن کارانہ اظہار زمانی اعتبار سے دو سطحوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ایک سطح ان لکھنے والوں کی ہے جو فرائیڈ، ژونگ اور ایڈلر وغیرہ سے پہلے گزرے۔ دوسری سطح ان لکھنے والوں کی ہے جو مذکورہ مفکرین کے ہم عصر تھے۔ فرائیڈ کے ہم عصر اور اس کے بعد میں آنے والے ادیبوں نے نفسیاتی صداقتوں پر قلم اٹھا کر ان نظریات سے واقفیت کا ثبوت دیا۔ علمی و ادبی حلقوں میں علم نفسیات کے مباحث نے غیر محسوس طریقے سے افسانوی ادب کے اسالیب اور ہیئت کو متاثر کیا۔ اسی کے زیر اثر افسانے میں ابنارمل کردار تخلیق کیے گئے۔ اس مقالے میں چند مغربی ابنارمل کرداروں کا تنقیدی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	افسانوی ادب، فرائیڈ، دوستوفسکی، گوگول، سارتر، مغرب کا افسانوی ادب

سندھو، اقصیٰ نسیم	نقوش کا منٹو نمبر	۱۶۱ تا ۱۶۸	نقوش کا منٹو نمبر ۱۹۵۵ء۔ ۱۹۵۰ء میں شائع ہوا۔ یہ ۴۲۶ صفحات پر مشتمل ہے۔اس کا ابتدائیہ بعنوان ''طلوع'' لکھتے ہوئے محمد طفیل نے اپنا اور منٹو کا ایک دلچسپ مکالمہ بھی دیا ہے۔نقوش کے اس نمبر میں منٹو کی بیس غیر مطبوعہ کہانیاں دی گئی ہیں۔ خود منٹو کی منتخب کردہ دس کہانیاں ہیں۔ منٹو کے فن پر سات مضامین و مقالات شامل کیے گئے ہیں اور منٹو کی شخصیت پر سات مضامین اور ایک منٹو کا خط اس کے علاوہ ہیں۔ مزید برآں آخر میں اکیس ادیبوں اور مختلف شخصیات کے شخصیات نمبر کے بارے میں تاثرات اور آرا شامل کی گئی ہیں۔	منٹو، نقوش، شخصیات نمبر، اردو رسائل، محمد طفیل
عابد، محمد امجد/ حسین، عاشق	ڈاکٹر سلیم اختر کی تنقید اور عصری شعور	۱۵۳ تا ۱۶۰	ڈاکٹر سلیم اختر اردو کے ایک اہم نقاد کے طور پر معروف ہیں۔ڈاکٹر سلیم اختر کسی جامد نظریے کے قائل نہیں اور نہ ہی تنقید کے لیے کسی ایک نظریے کو کافی سمجھتے ہیں بلکہ وہ تحرک پذیری پر یقین رکھتے ہیں اور بدلتے ہوئے حالات کے تناظر میں نئے نظریات کے اخذ و قبول کو ضروری خیال کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک تنقید کے تمام نظریات اور ان کی بنیاد پر وجود پانے والے دبستان کسی نہ کسی سطح پر پہنچ کر ایک ہو جاتے ہیں۔ یہ سب کے سب غیر محسوس انداز میں ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔ ان کی تنقید زمانے سے باہم جڑی ہوئی ہے۔اس مقالے میں ڈاکٹر سلیم اختر کی تنقید کا مطالعہ کیا گیا ہے۔	سلیم اختر، اردو تنقید، عصری شعور، تنقیدی دبستان، عمرانی تنقید
عباد، صفیہ	اقبال اور مغرب کا تصور کلچر (سپنگلر اور ٹی۔ایس۔ایلیٹ کے خصوصی حوالے سے)	۱۳۱ تا ۱۴۴	تصور کلچر کے حوالے سے اقبال کے خطبات اور بالخصوص پانچویں خطبے کو خاص اہمیت حاصل ہے اور اس مقالے میں زیادہ تر اسی خطبے کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ اقبال کے یہ خطبات انگریزی میں تھے۔ ابتدا میں کی ان کی تعداد چھ تھی۔ بعد میں ساتویں خطبے ''کیا مذہب ممکن ہے'' کا اضافہ ہوا۔ اقبال کی وفات کے تقریباً پندرہ سال بعد سید نذیر نیازی نے ان خطبات کا ترجمہ تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ کے نام سے کیا۔ یہ عنوان اقبال نے خود تجویز کیا تھا۔ پانچویں خطبے میں اقبال نے مغربی مفکر سپنگلر کو بنیاد بنا کر اس میں پائے جانے والے منفی اور گمراہ کن نظریات کو رد کیا۔ اس مقالے میں علامہ اقبال کے تصور کلچر کو سپنگلر اور ٹی۔ ایس ایلیٹ کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے۔	اقبالیات، سپنگلر، ٹی۔ ایس۔ایلیٹ، علامہ اقبال، خطبات اقبال، تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ
عباس، مظہر	پوکے مان کی دنیا (معاصر عہد کے چیلنجز کا اظہار)	۱۷۹ تا ۱۸۶	مشرف عالم ذوقی کے ناول پوکے مان کی دنیا میں ہندوستانی معاشرے کے اندر آنے والی تبدیلیوں کو موضوع بنایا گیا ہے۔ خاص طور پر نوجوان نسل کی جنسی زندگی پر جو اثرات پڑے ہیں ان کو پیش کیا گیا ہے۔ ناول کی کہانی متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والے کچھ ادھیڑ عمر خواتین و حضرات، نئی نسل کے	پوکے مان کی دنیا، مشرف عالم ذوقی، اردو ناول، نئی

			نمائندہ کچھ لڑکے لڑکیاں، عالمی استعماری معاشی قوتیں، بکاؤ میڈیا، مفاد پرست سیاست دان اور احمق سوسائٹی کے گرد گھومتی ہے۔ ناول جنریشن گیپ کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ یہ مقالہ اس ناول کا تنقیدی احاطہ کرتا ہے۔	نسل، جنریشن، گیپ، جنسی مسائل
عباس، وسیم	اردو دوہے کی روایت میں عرش صدیقی کی انفرادیت	۱۹۹ تا ۲۰۸	ہندی شاعری کی جن اصناف کو اردو زبان میں مقبولیت حاصل ہوئی ان میں گیت کے ساتھ ساتھ دوہا بھی شامل ہے۔ بہت سے شعرا نے دوہے کہے ہیں۔ اس سلسلے میں ملتان سے عرش صدیقی اردو دوہے کے نمایاں نام کے طور پر نظر آتے ہیں۔ دوہوں پر مشتمل عرش صدیقی کا مجموعہ کلام پاکستان میں اردو دوہے کا ارتقا اور کملی میں بارات ۱۹۹۲ء میں شائع ہوا۔ اس کتاب میں دوہا نگاری سے عرش صدیقی کی تنقید اور ان کے دوہے شامل ہیں۔ اس مقالے میں عرش صدیقی کے دوہوں کے حوالے اور ان کے دوہوں پر کی گئی تنقید کے حوالے سے اردو شاعری میں ان کے مقام کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	اردو دوہے، عرش صدیقی، جمیل الدین عالی، ہندی صنف، کملی میں بارات
علمی، رانی صابر	سقوط مشرقی پاکستان اور اردو ناول	۱۸۷ تا ۱۹۸	پاکستان کی سیاسی تاریخ میں سقوط مشرقی پاکستان ایک اہم موڑ ہے جس نے اردو ناول میں جابجا اپنی جھلکیاں دکھائی ہیں۔ ادبا اور شعرا نے اس بڑے سانحے کو دل سے محسوس کیا اور اپنی اپنی تخلیقات میں اسے پیش کیا۔ خاص طور پر اردو ناول میں اس سانحے کا ذکر بہت کیا گیا۔ مثلاً لہو کا سفر، راکھ، اللہ میگھ دے، تنہا، صدیوں کی زنجیر چند ایسے عمدہ ناول ہیں جن کا بنیادی موضوع ہی سقوط مشرقی پاکستان ہے۔ اس مقالے میں ان تمام ناولوں کے حوالے سے اس سانحے کو بیان کیا گیا ہے۔	سقوط مشرقی پاکستان، تنہا، راکھ، اللہ میگھ دے، لہو کا سفر
علی، حرا/حسن، علی/علی حنا	Lexical Borrowing: An Analysis of *Daily Dawn* and *The Nation* مستعار الفاظ: روزنامہ ڈان اور دی نیشن کا تجزیہ	۳۰۹ تا ۳۲۴ (حصہ انگریزی)	انگریزی بین الاقوامی زبان بن چکی ہے۔ اسے لنگوا فرانکا بھی کہا جاتا ہے اور یہ دنیا کے ہر کونے میں بولی جاتی ہے۔ اردو میں بھی انگریزی کے کئی الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔ بعض الفاظ اردو کا مستقل حصہ بھی بن چکے ہیں۔ اس مقالے میں اردو زبان میں انگریزی کے مستقل الفاظ کا مطالعہ کیا گیا ہے۔ اس مقصد کے لیے مختلف اخبارات بالخصوص ڈیلی ڈان اور دی نیشن کا انتخاب کیا گیا ہے۔ اس لیے کہ یہ پاکستان میں پڑھے جانے والے قدیم انگریزی اخبارات ہیں۔	Language, Lexical Borrowing, News paper , Daily Dawn, The Nation
فاطمہ، تسنیم/ خشک، محمد	سندھ یونی ورسٹی جامشورو کے	۱ تا	جامعات تحقیق کے لیے نئے در وا کرتی ہیں اور یہیں سے تشنگانِ علم اپنے آپ کو سیراب کرتے ہیں۔ چناں چہ مختلف ادارے وقتاً فوقتاً ایسے قابل استاد پیدا	نجم الاسلام، نبی بخش خان،

یوسف	اساتذہ کی اردو خدمات (قیام سے ۱۹۷۰ء تک)	۱۸	کرتے ہیں جنھیں ہمیشہ یاد رکھا جائے۔ اس مقالے میں جامعہ سندھ جام شورو کے چند منتخب اساتذہ کی اردو خدمات کو سراہا گیا ہے۔ ان میں ڈاکٹر غلام مصطفی خان، ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ، اختر جونا گڑھی، ڈاکٹر خان رشید، سید محمد جمیل واسطی، ڈاکٹر سخی احمد ہاشمی، پروفیسر حضور احمد سلیم، ڈاکٹر سید محمد نعیم ندوی، ڈاکٹر نجم الاسلام اور پروفیسر رابعہ اقبال وغیرہ شامل ہیں۔ ان تمام اساتذہ نے قیامِ پاکستان سے ۱۹۷۰ء تک جامعہ سندھ میں اپنی بھرپور خدمات پیش کی ہیں۔	جامعہ سندھ، جام شورو، اختر جونا گڑھی
کامران، شاہد اقبال/بابر، نورینہ تحریم	شدت پسندی کے خلاف ایک بلیغ علامت: رشید جہاں	۱۹ تا ۲۶	بیسویں صدی کے وسط میں ترقی پسند خواتین میں سب سے نمایاں اور منفرد آواز ڈاکٹر رشید جہاں کی تھی۔ ۱۹۳۲ء میں انھیں انگارے میں ایک کہانی کی بدولت شہرت ملی مگر وہ اپنے عہد میں مذہب کے نام پر معاشرے کو دہشت زدہ کرنے والے خوف زدہ ملاؤں اور ان کے ہم نواؤں کے سامنے نہایت استقامت سے کھڑی رہیں اور اپنی تحریروں میں ان نام نہاد ملاؤں کو بے نقاب کرتی رہیں۔ اس مقالے میں ڈاکٹر رشید جہاں کے حالات زندگی اور فن کے تناظر میں ان کی مذہبی شدت پسندی کے خلاف مزاحمت کو موضوع بنایا گیا ہے۔	رشید جہاں، انگارے، مذہبی شدت پسندی، ترقی پسند تحریک
کوکب، فرزانہ	عصمت چغتائی کی افسانہ نگاری میں تہذیبی، تاریخی اور سیاسی شعور کا اظہار	۲۵۷ تا ۲۶۶	عصمت چغتائی کے افسانوں کو پڑھ کر ان کے معاشرتی اور سماجی شعور کی پختگی اور گہرائی کا احساس، عالمی سیاسی تناظر کا ادراک اور اس کے ساتھ ساتھ تاریخی اور عمرانی شعور کی موجودگی کا بھی پتا چلتا ہے۔ عصمت چغتائی کے افسانوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ تاریخی، تہذیبی شعور اور سیاسی بصیرت کی صلاحیتوں سے پوری طرح بہرہ مند تھیں اور اس شعور اور بصیرت سے انھوں نے اردو ادب میں اپنے افسانوں کی بدولت گراں قدر اضافے کیے ہیں۔ اس مقالے میں ان کے افسانوں کا اسی حوالے سے مطالعہ کیا گیا ہے۔	عصمت چغتائی، اردو افسانہ، سیاسی شعور، لحاف، روشنی کا ہالہ
محمود، طارق	عزیز احمد کی شاعری: ایک مطالعہ	۷۵ تا ۸۲	عزیز احمد ترقی پسند تحریک سے وابستہ وہ فرد ہیں جنھوں نے اردو افسانہ، ناول اور تنقید کے میدان میں اپنا لوہا منوایا۔ منفرد صلاحیتوں کے حامل اس ادیب نے مذکورہ اصناف کے علاوہ اسلامی تہذیب و تاریخ، تراجم اور شاعری کی صنف میں خوب طبع آزمائی کی لیکن اس مقالے میں ان کی ایک جہت یعنی شاعری کے متعلق بات کی گئی ہے۔ عزیز احمد کی طویل نظموں پر مشتمل ایک شعری مجموعہ ماہ لقا اور دوسری نظمیں ۱۹۴۳ء میں شائع ہوا جس میں ان کی شعری صلاحیتیں عروج پر نظر آتی ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف رسائل اور اخبارات میں ان کی نظمیں اور غزلیں تواتر سے شائع ہوتی رہیں جو اردو ادب	ترقی پسند تحریک، عزیز احمد، اردو شاعری، ماہ لقا اور دوسری نظمیں

			میں اہم اضافہ ہیں۔	
مہار، محمد اجمل/ عابد، قاضی عبدالرحمٰن	سرائیکی وسیب میں اردو کے ابتدائی نمونے	۲۳۳ تا ۲۴۲	سرائیکی وسیب میں اردو زبان کی لسانی تشکیل کا عمل وادی سندھ میں عربوں کے آمد کے ساتھ شروع ہو گیا تھا۔ مسلمان علما اور صوفیا نے جو ابتدائی رسائل تحریر کیے اور ان تحریروں میں جو مقامی بول چال کے الفاظ استعمال کیے وہ ہندی، عربی، فارسی اور ملتانی زبان کے ملے جلے الفاظ تھے۔ ان صوفیا نے شاعری بھی اسی زبان میں کی۔ سرائیکی وسیب میں اردو کی لسانی تشکیل کا عمل انھی ابتدائی تحریروں کی وجہ سے ہوا جسے اردو کا ابتدائی ادب بھی کہا جاتا ہے۔ اس مقالے ان تمام تحریروں کا مطالعہ کیا گیا ہے۔	سرائیکی وسیب، اردو زبان، ہندی، ملتانی زبان، اردو کے ابتدائی نمونے
نصیر، لبنیٰ	پاکستانی سیاست کے دو نسوانی کردار: خود نوشت کے آئینے میں (بے نظیر بھٹو اور عابدہ حسین)	۱۶۹ تا ۱۷۸	بے نظیر بھٹو اور عابدہ حسین پاکستانی سیاست کے دو اہم کردار ہیں جنھوں نے اپنے اپنے تجربات کو مختلف انداز میں پیش کیا۔ دونوں سیاست دانوں نے انگریزی میں اپنی آپ بیتیاں لکھیں۔ بعد میں ان کو ترجمہ کیا گیا۔ بے نظیر بھٹو کی آپ بیتی *Daughter of the East* کے نام سے ہے اور عابدہ حسین نے *Power Failure: The Political odyssey of a Pakistani women* کے نام سے اپنی خود نوشت لکھی۔ اس مقالے میں ان دونوں آپ بیتیوں سے چند اہم اقتباسات کی روشنی میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ پاکستانی سیاست کے افق پر ان دونوں خواتین کا کیا کردار رہا اور سیاست کے بارے میں ان کے نظریات کیا ہیں؟	پاکستانی سیاست، بے نظیر بھٹو، عابدہ حسین، خودنوشت، خواتین سیاست دان
نعیم، سجاد	نقد نذیر احمد، مطبوعہ کتب کی روشنی میں	۲۹۷ تا ۳۰۸	نقد نذیر کا باقاعدہ آغاز ۱۹۱۲ء میں حیات النذیر سے ہوا اور پھر وقفے وقفے سے نذیر احمد پر تنقید کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ نقد نذیر احمد کے جائزے سے پتہ چلتا ہے کہ نذیر احمد کی شخصیت اور ناول نگاری کو تسلسل سے سندی اور غیر سندی تحقیق و تنقید کا موضوع بنایا جاتا رہا ہے۔ نذیر احمد پر شائع ہونے والی کتب نہ صرف ان کی خدمات کا اعتراف ہیں بلکہ مستقبل میں ناول نگاری کے روشن امکانات کی دلیل بھی ہیں۔ اس مقالے میں نذیر احمد پر کی گئی تنقید کا جائزہ لیا گیا ہے۔	نذیر احمد، حیات النذیر، نقد نذیر، نذیر احمد پر تنقید
نعیم، محمد	مینا بازار: تاریخ کی مذہبی تعمیر	۱۴۵ تا ۱۵۲	مینا بازار عبدالحلیم شرر کا تاریخی ناول ہے جو شناختی تشکیل کی تفہیم میں ہماری مدد کرتا ہے۔ تاریخ کی باز تشکیل کے دوران شرر نے جن سوالات کو اٹھایا وہ اپنے عہد سے متعلق ہیں۔ مینا بازار، جسے خواتین کا بازار کہنا چاہیے، وہ مرکزی نکتہ ہے، جس کے گرد شرع، فقہ، شاہی محل کا دیوان عام و خاص اور بادشاہ و امرا کے باہمی تعلقات کا جال بنا گیا ہے۔ اس ناول میں مختلف علامتوں کا استعمال کیا گیا ہے جو مذہب کو ظاہر کرتی ہیں۔	مینا بازار، عبدالحلیم شرر، تاریخی ناول، افضل خان، اکبر

ورک، فرحت جبین	منیر نیازی کی کتابوں کے ناموں کا عصری جواز	۴۹ تا ۵۸	۱۹۵۹ء میں منیر نیازی کا پہلا مجموعہ کلام تیز ہوا اور تنہا پھول کے نام سے منظرِ عام پر آیا جو اپنے زمانے کی سیاسی و سماجی صورتِ حال کو بیان کرتا ہے۔ دوسرا مجموعہ کلام جنگل میں دھنک تیسرا دشمنوں کے درمیان شام چوتھا ماہ منیر پانچواں چھ رنگین دروازے چھٹا ساعت سیار ساتواں پہلی بات ہی آخری تھی آٹھواں ایک دعا جو میں بھول گیا تھا نواں سفید دن کی ہوا دسواں سیاہ شب کا سمندر اور آخری و گیارہواں مجموعہ ایک مسلسل کے نام سے منظرعام پر آیا۔ ان تمام مجموعوں کے نام اپنے عصری و زمانی حالات و واقعات سے ہم آہنگ ہیں۔ اس مقالے میں منیر نیازی کے ان مجموعوں کے ناموں کا عصری حوالے سے مطالعہ کیا گیا ہے۔	اردو شاعری، منیر نیازی، ماہ منیر، ایک مسلسل، ساعت سیار، چھ رنگین دروازے
یعقوب، غزل	رشید امجد کے افسانوں میں وجودی عناصر کا تجزیاتی مطالعہ	۲۰۹ تا ۲۱۶	مغرب سے اٹھنے والی تحریک وجودیت کے اثرات مسلسل اردو ادب پر بھی مرتب ہوئے۔ اور بہت سے مصنفین نے ایسے موضوعات پر لکھا جن سے وجودی خیالات کی ترسیل ہوئی۔ انھی مصنفین میں سے ایک عصر حاضر کے بہت بڑے افسانہ نگار رشید امجد ہیں۔ رشید امجد کے افسانوں میں جدید زندگی کی پیچیدگیوں اور مصنوعی پن، جذبات واحساسات اور اقدار کے زوال سے فرد پر ہونے والے اثرات کا بخوبی جائزہ لیا گیا ہے۔ اس مقالے میں رشید امجد کے منتخب افسانوں کے حوالے سے ان کی وجودی فکر کا احاطہ کیا گیا ہے۔	وجودیت، اردو افسانہ، رشید امجد، ریت پر گرفت، بیزار آدم کے بیٹے

خیابان: شمارہ ۳۴(۲۰۱۶ء)

مدیر: بادشاہ منیر بخاری، شعبہ اُردو؛ جامعہ پشاور، پشاور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
احمد، سہیل/ اعجاز، وہاب	اردو کی آن لائن برقی لائبریریاں	۱۲۴ تا ۱۳۱	انٹرنیٹ ایک انقلاب کی صورت میں بیسویں صدی کے آخر میں نمودار ہوا ہے۔ معلومات تک رسائی کو انٹرنیٹ نے اس قدر سہل بنادیا ہے کہ انسان علم کے خزانے سے صرف ایک کلک کے فاصلے پر رہ گیا ہے۔ انٹرنیٹ کی سب سے بڑی خصوصیت کتاب تک آسان رسائی ہے۔ دنیا کے بڑے بڑے کتب خانے آج انٹرنیٹ سے جڑے ہوئے ہیں جن تک ہر قسم کے موضوع پر تحقیق کرنے والا محقق بآسانی رسائی حاصل کر سکتا ہے لیکن اس ضمن میں افسوس ناک امر یہ ہے کہ ان کتب خانوں میں ادبی مواد تو موجود ہے لیکن دیگر علمی موضوعات کے حوالے سے یہ کتب خانے تہی دست ہیں۔ مزید یہ کہ ان کتب خانوں میں موجود تصویری مواد بھی زیادہ سود مند نہیں۔ اس مقالے میں انھی نکات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اردو کی آن لائن برقی لائبریریوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔	اردو کی برقی لائبریری، آن لائن لائبریری، علامہ اقبال اردو سائبر لائبریری، کتاب گھر ڈاٹ کام، اردو ویب ڈاٹ آرگ
ارم، رضوانہ	سجاد حیدر یلدرم کے افسانوں میں صنفی اہمیت	۳۹۵ تا ۴۰۲	سجاد حیدر یلدرم اس دور کا نمایاں نام ہے جس میں رومانویت اردو افسانے کے افق پر چھائی رہی لیکن یلدرم نے رومانویت اور حقیقت کا حسین امتزاج پیش کیا۔ ان کے مزاج میں ابتدا ہی سے جدت پسندی تھی اس لیے انھوں نے اپنے افسانوں میں آزادی اور اصلاحِ نسواں کی حمایت کی اور معاشرے میں عورت کے ساتھ امتیازی سلوک کو معاشرتی بیماری سمجھا۔ ان کے خیال میں عورت کے بارے میں گمراہ کن خیالات اور تلازمات کا خاتمہ ضروری تھا۔ لہٰذا انھوں نے اسی مقصد کے پیشِ نظر عورت کی خود مختاری اور تعلیم کا بھی پرچار کیا، جسے مد نظر رکھتے ہوئے یہ مقالہ تحریر کیا گیا ہے۔	سجاد حیدر یلدرم، اردو افسانہ، نسائیت، آزادیٔ نسواں، فیمنزم
اسلم، سلمیٰ	آگ کا دریا: تحت الشعور کی بازگشت	۴۷۷ تا ۴۸۱	قرۃ العین حیدر ایک مایہ ناز ادیبہ ہیں جنھوں نے ناول نگاری کی وادی میں اس وقت قدم رکھا جب ناول کی صنف کی ایک مستحکم روایت قائم ہو چکی تھی لیکن انھوں نے اپنے موضوعات، اندازِ بیان، اسلوب نگارش اور طرز پیش کش سے اپنی انفرادیت قائم کی۔ آگ کا دریا ان کا ایک ضخیم ناول ہے جسے ان کی دیگر کتب سے زیادہ شہرت ملی ہے۔ یہ ناول اپنے وسیع کینوس کی بدولت شہرت رکھتا ہے جو اس قدر وسیع ہے کہ ہندوستان کی تاریخ و تہذیب کے اڑھائی ہزار سال کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ مصنفہ نے اس ناول	قرۃ العین حیدر، اردو ناول، آگ کا دریا، شعور کی رو

	میں ''شعور کی رو'' کی تکنیک کو مختلف انداز سے برتا ہے جس کو بنیاد بناتے ہوئے مقالہ نگار نے قرۃ العین کے مذکورہ ناول کا جائزہ لیا ہے۔			
اردو غزل، خاور احمد، منظر میرے دریچوں کے، ابرلب زیر، سرشاری، رقصِ وصال	خاور احمد اردو کے جدید غزل گوؤں میں اپنی انفرادیت کے باعث پہچانے جاتے ہیں۔ منظر میرے دریچوں کے، ابرلب زیر، سرشاری اور رقصِ وصال ان کے مطبوعہ شعری مجموعے ہیں، جن کا مجموعی مطالعہ خاور احمد کو نئے تناظر میں اجاگر کرتا ہے۔ انھیں معلوم ہے کہ فطرت کا نظام اور اس نظام کے تمام پہلو کسی نہ کسی زاویے سے انسان کی جبلت کے ساتھ مربوط ہیں۔ چناں چہ اس احساس کے ساتھ جب ان کی غزل تخلیق ہوتی ہے تو بدلتی ساعتوں کے خواب اور ان کی تعبیریں بھی اس کا حصہ بنتی رہتی ہیں۔ یوں نظام فطرت سے تخلیق غزل کو ہم آہنگ کرنا ان کا قابلِ ذکر تخلیقی کارنامہ ہے۔ یہ مقالہ اسی اجمال کی تفصیل ہے۔	۲۷۳ تا ۲۷۶	خاور احمد کی غزل میں فطرت کی رنگ آمیزی	اظہار، اظہار اللہ/خٹک، جہانزیب شعور
تخلیق، تنقید، تخلیق اور تنقید، مقتضیاتِ تنقید	زیرِ نظر مقالے میں متعدد ادبی امثال کے ذریعے تخلیق اور تنقید کے رشتے پر روشنی ڈالی گئی ہے اور اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ تحقیق کا تقاضا ہے کہ تخلیقی تحریروں کو قبول کرنے سے پہلے ان کی اچھی طرح چھان بین کر لینی چاہیے۔ کسی بھی روایت کو قبول کرنے سے پہلے اس کے راوی کی پرکھ لازم ہے اور مزید یہ کہ اگر کسی بیان میں شک پایا جاتا ہو تو اس شک کو دور کر کے اس بیان کو سند کے درجے پر فائز کیا جائے۔ اس طرح جب اصل حقائق دریافت ہوں گے تو تحقیقی کام سے استنباط اور استخراج بھی درست ہو گا۔ بہ صورتِ دیگر تحقیق کی عمارت منہدم ہو کر محقق کی ساری محنت کو ضائع کر دے گی۔	۳۷۴ تا ۳۸۱	تخلیق اور تنقید کا رشتہ	امتیاز، محمد
تدوین حدیث، فقہ اسلامی، صحیح مسلم، صحیح بخاری، سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ	حدیث فقہ اسلامی کا دوسرا ماخذ ہے۔ اس کی تدوین کا آغاز حضرت محمد ﷺ کے زمانے میں ہی ہو گیا تھا، جس کے بعد صحابہ کرامؓ نے لاکھوں احادیث اپنے حافظے میں محفوظ کر لیں لیکن جب احادیث کی جمع آوری کا آغاز ہوا تو احادیث کی تدوین کے تین مختلف ادوار سامنے آئے جن میں پہلا دور حضرت محمد ﷺ کی زندگی میں جمع ہونے والی احادیث پر مشتمل ہے؛ دوسرا دور خلفائے راشدین کے دور میں احادیث کی تدوین کا ہے جب کہ تیسرا دور وہ دور ہے جب احادیث مبارکہ کو اسماء الرجال یا جرح و تعدیل کی بنیاد پر رد یا قبول کیا گیا۔ اس کے نتیجے میں صحاحِ ستہ سامنے آئیں جنھیں تدوین احادیث کے حوالے سے بہترین کام تصور کیا جاتا ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں تدوین کی اسی روایت کا عہد بہ عہد جائزہ لیا گیا ہے۔	۱ تا ۲۲	ابتدائی دور میں حدیث کی تدوین اور اسلامی فقہ کی تشکیلِ نو	انجم، محمد وسیم

انوار الحق	علامہ اقبال کی اردو غزلوں کا ایک اہم اسلامی گوشہ	۳۲۵ تا ۳۳۳	علامہ محمد اقبال کا شمار بیسویں صدی کے اہم فلسفی اور صاحب پیغام شعرا میں ہوتا ہے۔ آپ کی شخصیت کی تعمیر میں مذہبی ماحول نے اہم کردار ادا کیا۔ چوں کہ آپ دم آخر تک قرآن پاک کے گہرے مطالعے میں منہمک رہے اس لیے آپ کی پوری شاعری اور بالخصوص غزل انبیاے کرام کی سیرت و تعلیمات، حیات و کرامات اور معجزات و تلمیحات سے بھری پڑی ہے۔ آپ نے اپنی غزلوں میں حضرت آدم علیہ السلام کی شان، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی توحید پرستی، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تسلیم و رضا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دلیری، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مسیحیت اور حضرت محمد ﷺ کی حق پرستی اور رحمت اللعالمینی کو اس قدر متنوع انداز میں بیان کیا ہے کہ آپ کی غزل سراپا اعجاز بن گئی ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں علامہ کی غزلوں کے اسی اسلامی گوشے پر بحث کی گئی ہے۔	علامہ محمد اقبال، اردو غزل، غزلیات اقبال، بانگ درا، بالِ جبریل، ضرب کلیم
باچا، شیر	قیام پاکستان کے بعد بھارت کے سفر ناموں میں رسم و رواج اور تہذیب و ثقافت کی پیش کش	۴۰۳ تا ۴۱۴	تہذیب و تمدن سے آگاہی کے لیے سفر نامہ مفید صنفِ نثر ہے۔ اس کے ذریعے ہم مختلف ممالک کی تہذیب اور ان کے معاشرتی مزاج سے کافی حد تک واقف ہو سکتے ہیں کیوں کہ ایک سفر نامہ نگار سیاحت کے ساتھ ساتھ تہذیبی رجحانات کو بھی مد نظر رکھتا ہے تاکہ پڑھنے والا اس ملک کے باشندوں اور ان کے طرزِ حیات سے آگاہ ہو سکے۔ قیام پاکستان کے بعد پاکستان میں بے شمار سفر نامے تخلیق کیے گئے جن میں ملکی سفر ناموں کے علاوہ پڑوسی ملک بھارت کے سفر نامے بھی شامل ہیں۔ ان سفر ناموں میں وقت کے ساتھ ساتھ بھارت کی بدلتی ہوئے تہذیب کی طرف متعدد اشارے کیے گئے ہیں جن کا تفصیلی مطالعہ اس مقالے کی تحریر کا مقصد ہے۔	اردو سفر نامہ، بھارت کے سفر نامے، محمد رفیق ڈوگر، محمد شریف، ظہور اعوان، عارف نوشاہی، حسن رضوی
بخاری، بادشاہ منیر/ محمد، ولی	اردو ضرب الامثال میں عورتوں کے ساتھ صنفی امتیاز کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ	۲۵۶ تا ۲۷۲	دنیا میں انسان کی شناخت اور حیثیت کے تعین کے معاملے میں جنس کا بھی نمایاں کردار رہا ہے۔ عالمگیر حقیقت ہے کہ مرد یا عورت ہونے کے ناتے دنیا کے تمام معاشروں میں فرائض، ذمہ داریاں، اخلاق، خوبیاں اور خامیاں سب بدل جاتی ہیں۔ لہٰذا مرد سے جو توقعات وابستہ رکھی جاتی ہیں وہ عورت سے نہیں رکھی جاتیں۔ اس کے ساتھ استحصال کو نہ صرف معاشرہ جائز سمجھتا ہے بل کہ اسے ہنسی خوشی برداشت کرنا ایک اچھی عورت کی خوبیوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ پیشِ نظر مقالے میں انھی نکات کی روشنی میں اردو ضرب الامثال میں صنفی امتیاز کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ لینے کی سعی کی گئی ہے اور مقالہ نگار نے مختلف حوالوں کی روشنی میں یہ ثابت کیا ہے کہ اردو ضرب الامثال میں عورت کی شخصیت کو کئی حوالوں سے مسخ کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور	صنفی امتیاز، اردو ضرب الامثال، اردو کہاوتیں، پدر سری نظام

			انھیں مردوں کے مقابلے میں کم اہمیت دی گئی ہے۔	
بخاری، بادشاہ منیر/شاہ، شیر بالی	جلیل حشمی کا شعری مجموعہ بھنورلہو کا کا تنقیدی جائزہ	۳۱۷ تا ۳۲۴	خواجہ جلیل الرحمٰن حشمی کا ادبی نام جلیل حشمی ہے۔ان کے دو شعری مجموعے زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکے ہیں، جن میں بھنورلہو کا ان کا پہلا شعری مجموعہ ہے جو جنوری ۱۹۷۷ء میں شائع ہوا۔ یہ مجموعہ حضرت امام حسینؓ اور ان کے اہل و عیال کی شہادت کا طویل مرثیہ ہے جو مسدس کی ہیئت میں تحریر کیا گیا ہے۔اس کے ۱۹۴ بند ہیں جن میں اشعار کی تعداد ۵۷۵ ہے۔اگرچہ اس میں روایتی کربلائی مرثیے کے لوازمات کا حتی المقدور خیال رکھا گیا ہے تاہم زبان و بیان اور ہیئت میں تبدیلی کے حوالے سے اس میں کسی قدر جدت بھی دکھائی دیتی ہے۔ علاوہ ازیں اس میں ایسا مقصد بھی ہے جو انسانیت کی بنیادی اور اہم اقدار کو جلا بخشتا ہے۔ زیرِ نظر مقالہ اس مجموعے کا تنقیدی جائزہ پیش کرتا ہے۔	جلیل حشمی، اردو شاعری، بھنور لہو کا، کربلائی مرثیہ
ترابی، نثار	شعریات کے بنیادی تقاضے	۲۳۴ تا ۲۳۸	زیرِ نظر مقالے میں شعریات کے بنیادی تقاضوں سے بحث کی گئی ہے۔ دورِ حاضر میں شعریات کی اصطلاح بڑی اہمیت کی حامل ہے، جس کی روشنی میں عموماً یہ فیصلہ کیا جاتا ہے کہ کون سے چیز ادب ہے اور کون سی چیز ادب نہیں۔ نیز یہ فیصلہ بھی کیا جاتا ہے کہ کون سے شعر، نظم، مشرقی شاعری یا افسانہ اپنی طرح کی کن دوسری چیزوں سے بہتر ہے۔ فن کی دنیا میں کیا چیز بہتر ہے اور کون سی کم تر،اس کو طے کرنے کے بھی کچھ اُصول ہوتے ہیں جو شعریات ہی کہلاتے ہیں اور وہ کیا بنیادیں ہیں جن پر کسی متن کی اچھائی مبنی ہے، یہ بھی شعریات ہی طے کرتی ہے۔ایک شاعر یا تخلیق کار کو اس سے قدم قدم پر واسطہ پڑتا ہے۔ چاہے وہ نقاد ہو یا نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ شعریات کا استعمال آغازِ شعر سے آج تک جاری و ساری ہے۔	شعریات، اردو تنقید، مغربی و مشرقی شعریات، شعریات کے اصول
جان، اعجاز احمد	رباعیات کمال الہامی	۲۲۰ تا ۲۲۳	کمال الہامی کا اصل نام حشمت علی کمال ہے۔ان کا تعلق سکردو کے مضافاتی گاؤں ''کوارو'' سے ہے۔انھوں نے نہ صرف بلتی اور فارسی کے تمام اصناف سخن میں اعلیٰ درجے کی شاعری کی ہے بل کہ اردو زبان کو بھی اپنا ذریعۂ اظہار بنایا ہے۔ چناں چہ موضوع کی مناسبت سے حمد، نعت، منقبت، قصائد، سلام، غزل، نظم، سہرے، ترانے، نغمے اور قطعات جب کہ ہیئت کے اعتبار سے رباعی، مثنوی، ترکیب بند، ترجیع بند، ہائیکو، مثلث، مربع، مخمس، مسبع، مسدس، مثمن، پابند نظم، آزاد نظم اور نظم معریٰ وغیرہ سب میں انھوں نے طبع آزمائی کی ہے اور اپنی تخلیقات چھوڑی ہیں تاہم ان کا سب سے اہم کارنامہ رباعیات کمال الہامی ہے جو اس تحقیقی مقالے کا موضوع ہے۔	کمال الہامی، اردو رباعیات، رباعیات کمال الہامی، خالق، اخلاص سے خالی نماز، پٹواری

جان، نقیب احمد	۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی (مختلف ادیبوں اور مؤرخوں کے نقطہ ہائے نظر)	۱۱۵ تا ۱۲۳	انگریزی استبداد سے آزادی کی جنگ کو برصغیر میں "جنگ آزادی" یا "غدر" کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ ہندوستان کی تاریخ کا اس قدر مقبول واقعہ ہے کہ دنیا کی کئی ایک زبانوں میں جنگ اور اس کے اثرات کا تذکرہ موجود ہے۔ تاہم اردو زبان کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ تحریک آزادی اور جنگ آزادی کے ایک ایک لمحے کی مکمل اور مربوط تاریخ اس زبان میں موجود ہے۔ شاید ہی اس دور کا کوئی ایسا شاعر و ادیب ہو گا جس نے غدر کو اپنی تخلیق کا موضوع نہ بنایا ہو۔ غالب، مومن، جگر، حالی، شبلی اور سرسید وغیرہ، سب کی تخلیقات میں اس کا احوال ہے لیکن اگر دیکھا جائے تو جنگ آزادی کے اس واقعے کو مختلف ادیبوں نے مختلف زاویۂ نظر سے دیکھا ہے جس کے حوالے سے مختصر بحث اس مقالے میں پیش خدمت ہے۔	۱۸۵۷ء، جنگ آزادی، غدر، داستان غدر، تاریخ بغاوت ہند، دستنبو
حامد، محمد	خیبر پختون خوا میں بی۔اے سطح کا اردو نصاب: تنقیدی جائزہ	۱۶۲ تا ۱۷۵	اس مقالے میں خیبر پختونخوا میں بی۔اے سطح کے اردو نصاب کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔ خیبر پختونخوا میں اردو بحیثیت لازمی مضمون بارھویں جماعت تک پڑھائی جاتی ہے۔ اس کے بعد جو طلبہ بی۔اے میں داخلہ لیتے ہیں وہ اختیاری اردو کے ساتھ دو سالوں میں پانچ مضامین پڑھتے ہیں۔ یوں خیبر پختونخوا میں اردو بی۔اے کی سطح پر اختیاری مضمون ہے۔ بی۔اے کے دو سالہ کورس میں اردو کی دو کتابیں خیابان اردو کے نام سے پڑھائی جاتی ہیں، جو شعبۂ اردو، پشاور یونی ورسٹی کی مرتب کردہ ہیں۔ یہ کورس اس انداز سے ڈیزائن کیا گیا ہے کہ ایک سال کے دوران پڑھائی جانے والی اصناف دوسرے سال نہ پڑھائی جائیں بل کہ دوسرے سال دیگر اصناف پڑھائی جائیں۔ اس ترتیب کی بدولت دو ہی کتابوں میں اکثر اصناف ادب کا احاطہ کر لیا گیا ہے اور نصاب کو کافی حد تک جامع بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔	خیبر پختونخوا، تدریس اردو، اردو نصاب، بی۔اے، خیابان اردو
حسن، ندیم	امہات الامہ کا اُسلوبیاتی مطالعہ (محاورات کے بے محل استعمال کی روشنی میں)	۳۴۴ تا ۳۵۲	امہات الامہ اپنے عہد کی ایک اہم اور متنازع کتاب ہے۔ یہ مولوی نذیر احمد دہلوی کی تصنیف ہے جو انھوں نے پادری احمد شاہ شوق کی کتاب امہات المؤمنین کے جواب میں تحریر کی۔ یہ کتاب تیرہ فصلوں اور ۱۸۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ جب یہ تصنیف منظرِ عام پر آئی تو مذہبی حلقوں میں نفرت کی نظر سے دیکھی گئی اور اس کی جلدیں جلائی گئیں۔ اس میں محاورہ بندی کے شوق میں ادب اور آداب کے دائروں کا خیال بہت ہی کم رکھا گیا ہے۔ مزید یہ کہ اُسلوب کا وہ رنگ جو نذیر احمد کے دور تک پختہ ہو چکا تھا اور کہانیوں کے لیے مناسب و موزوں تھا، مذہبی تحریروں کے لیے بالکل ہی نامناسب تھا۔ لہٰذا اس مقالے میں مذکورہ کتاب کا اُسلوبیاتی جائزہ لیا گیا ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ	مولوی نذیر احمد دہلوی، امہات الامہ، امہات المؤمنین، ازواجِ مطہرات

			نذیر احمد کی اس تحریر کی وجہ سے لوگوں کی جو دل آزاری ہوئی اس کا اصل سبب کیا تھا۔	
خان، اجمل	احمد پراچہ کی افسانہ نگاری سوتی جاگتی کلیاں کی روشنی میں	۱۷۶ تا ۱۸۶	پیش نظر مقالے میں سوتی جاگتی کلیاں کے تناظر میں احمد پراچہ کی افسانہ نگاری کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ چوں کہ احمد پراچہ بنیادی طور پر ترقی پسند تحریک سے متاثر ہیں اسی لیے ان کے افسانوں میں ترقی پسندی کے رجحانات پائے جاتے ہیں۔ انھوں نے اپنے مجموعے سوتی جاگتی کلیاں کو خالص جذباتی انداز میں تحریر کیا ہے اور ان کے جذباتی پن کا مقصد یہ ہے کہ وہ معاشی احساس، سیاسی ادراک اور اصلاحی اور اخلاقی مقاصد کو ایسے انداز میں پیش کرنا چاہتے ہیں جس میں زندگی کی سچائیاں اور افسانہ نگار کا خلوص بیک وقت محسوس کیے جاسکیں۔ وہ "ادب برائے زندگی" کے قائل ہیں اس لیے جملہ انسانی قدروں کی تحقیر اور پامالی پر رنجیدہ خاطر ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ معاشرے میں امن، چین، سکون، بھائی چارے اور محبت کی فراوانی ہو۔ لٰہذا وہ اکثر مقامات پر اظہار مدعا کرتے ہیں اور اپنی تحریروں کے ذریعے مثالی معاشرے کے قیام کے لیے سعی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔	احمد پراچہ، اردو افسانہ، سوتی جاگتی کلیاں، نیا آدمی، خوشبو کی موت، کفارہ
خشک، یوسف	ترکی ناولوں میں پاکستان کا معاشی مصرف (اورحان کمال، یشار کمال اور حان پاموک کے حوالے سے)	۲۷۷ تا ۲۸۷	بیسویں صدی کی چوتھی دہائی میں ترکی ادب میں واضح انقلاب آیا، ادب اور ادیب کا نقطۂ ارتکاز نیشنل ازم یا قوم پرستی کے بجائے سماجی حقیقت پسندی قرار پایا اور ادیب دیہی زندگی، جاگیرداروں کے مظالم اور بھوک کے ساتھ کارخانوں کی وجہ سے پیدا ہونے والے مسائل اور صنعتوں کے ارد گرد وجود میں آنے والے چھوٹے شہروں میں بسنے والوں کی زندگی اور زندہ رہنے کی جدوجہد کو اپنا موضوع قلم بنانے لگے۔ انھی ادیبوں میں اورحان کمال، یشار کمال اور اورحان پاموک جیسے ناول نگار بھی تھے جن کی تحریروں کا پس منظر ترک معاشرت ہے اور سوسائٹی پر ان کے اثرات بھی گہرے ہیں۔ مزید برآں ان کے ناولوں کا پاکستانی معاشرت کے حوالے سے تجزیہ کیا جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ یہ ناول پاکستانی معاشرے کے پس منظر میں ہی لکھے گئے ہیں۔ اسی خصوصیت کو مدنظر رکھتے ہوئے زیر نظر مقالے میں مذکورہ ناول نگاروں کے ناولوں میں پاکستان کے معاشی مصرف پر بحث کی گئی ہے۔	ترکی ناول، اورحان کمال، یشار کمال، اورحان پاموک، پاکستانی معاشرت
خیر الابرار	عبداللہ حسین کا افسانہ "سمندر": ایک تنقیدی مطالعہ	۱۵۰ تا ۱۶۱	عبداللہ حسین کا شمار عہدِ حاضر کے رجحان ساز فکشن نگاروں میں کیا جاتا ہے۔ انھوں نے اپنے ادبی سفر کا آغاز ناول نگاری سے کیا تھا لیکن ناول سے پہلے ان کا افسانہ "ندی" منظر عام پر آیا جس میں کینیڈا میں قیام کے تجربات کو بیان کیا گیا ہے۔ ایک اور افسانہ "سمندر" ہے جو ان کے مجموعے نشیب میں شامل	عبداللہ حسین، اردو فکشن، سمندر، نشیب، ندی

			ہے۔اسے "ندی" کا دوسرا حصہ قرار دیا جا سکتا ہے کیوں کہ اس میں کینیڈا سے واپسی کے حالات و واقعات بیان کیے گئے ہیں۔اس کہانی میں رپورتاژ کا لفظ بھی موجود ہے۔لہٰذا اسے سفر کے دنوں کی ڈائری کے طور پر بھی پڑھا جا سکتا ہے۔پیشِ نظر مقالے میں اسی کہانی کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔	
رانا،ناصر	پنجابی کے نام ور شاعر ہاشم شاہ کی اردو غزلیات	۴۶۱ تا ۴۷۶	ہاشم شاہ فارسی، ہندی، اردو اور پنجابی کے معروف شاعر ہیں لیکن ان کے فن کے اعتراف کا تمام تر مدار ان کی پنجابی شاعری پر ہے جس پر ان کی شہرت کا محل ایستادہ ہے۔پنجابی میں غلغلۂ فن کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ان کے کلام میں سے تاحال پنجابی کلام ہی بالتکرار منظرِ عام پر آیا ہے۔جب کہ باقی زبانوں میں ان کی شاعری کے تذکرے ہی ہوئے ہیں تاہم اردو زبان میں شیریں فرہاد، سوہنی مہینوال اور سسی پنوں جیسے رومانوی قصوں کے علاوہ ان کی سات سی حرفیاں اور غزلیات بھی شائع ہو چکی ہیں۔زیرِ نظر مقالے میں ان کے اسی اردو کلام سے بحث کی گئی ہے۔	ہاشم شاہ، اردو شاعری، فیضان قادریہ، دیوان ہاشم شاہ
ساحر، عبدالعزیز/ظفر، ظفر حسین	"اسرارِ خودی" (مرتبہ: ڈاکٹر سعید اختر درانی) پر ایک نظر	۱۹۵ تا ۱۹۸	ڈاکٹر سعید اختر درانی اقبالیات کا ایک اہم نام ہے۔ان کی دو کتابیں اقبال یورپ میں اور نوادرِ اقبال یورپ میں اپنے خوب صورت اندازِ بیان، تحقیقی لوازمات اور نوادرات اقبال کی بازیافت کے حوالے سے اقبالیاتی ادب میں بنیادی اور اساسی نوعیت کی حامل ہیں۔ان کی تیسری کتاب *The Secrets of the Self* بھی اسی موضوع پر ان کا ایک اہم اضافہ ہے۔یہ پروفیسر اے۔آر۔نکلسن کا مثنوی اسرارِ خودی کا وہ انگریزی ترجمہ ہے جس میں اغلاط کی نشان دہی اور ان کی تصحیح خود علامہ نے فرمائی۔ڈاکٹر سعید اختر درانی نے کیمبرج یونی ورسٹی کی لائبریری سے یہ نسخہ حاصل کیا اور اس اصلاح شدہ نسخے کا نکلسن کے دوسرے ایڈیشن سے تقابلی مطالعہ کر کے اپنے مطالعاتی افادات کو کتابی شکل میں کراچی یونی ورسٹی پریس سے ۲۰۰۱ء میں شائع کیا۔انھوں نے کتاب کے آغاز میں اپنے کام کے تفصیلی تعارف سے متعلق ایک طویل مقدمہ بھی تحریر کیا ہے۔زیرِ نظر مضمون میں ڈاکٹر موصوف کی اس کاوش کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔	مثنوی اسرار خودی، ڈاکٹر سعید اختر درانی، The Secrets of the self, پروفیسر، اے۔آر۔نکلسن، اقبالیات
سحاب، منصف خان/عابد، نذر محمد	شان الحق حقی کی لسانی خدمات	۸۳ تا ۹۴	شان الحق حقی کا شمار اردو زبان کے مایہ ناز شاعروں، ادیبوں، صحافیوں، مترجمین، لغت نویسوں اور ماہرین لسانیات میں کیا جاتا ہے۔آپ علمی گھرانے کے چشم و چراغ تھے اس لیے آپ نے ابتدا ہی سے سازگار ماحول پایا۔آپ کو تحقیق و تنقید سے گہری دلچسپی تھی جس کا اندازہ آپ کے مضامین کے مجموعوں نکتہ راز، نقد و نگارش، لسانی مسائل ولطائف اور آئینہ افکار	شان الحق حقی، اردو لسانیات، اردو صوتیات، رسم الخط، لسانی مسائل و

			غالب سے بہ خوبی لگایا جاسکتا ہے۔ آپ نے بالخصوص لسانیات، صوتیات، رسم الخط اور املا کے مسائل پر لکھا۔ علاوہ ازیں تحقیقی حروف اور تحقیق الفاظ کو بھی اپنے مضامین کا موضوع بنایا۔ انھی لسانی خدمات کو مد نظر رکھتے ہوئے اس مضمون میں شان الحق حقی کی لسانی خدمات پر بحث کی گئی ہے۔	لطائف
سر فراز، رابعہ	اقبال اور مولانا روم	۲۳ تا ۲۹	اقبال اور مولانا روم دونوں کا شمار عظیم شعرا میں ہوتا ہے۔ اقبال نے مولانا روم سے کئی معاملات میں فیض حاصل کیا اور علم، عقل، عشق اور دیگر معاملات سے متعلق اپنے سوالات کے جوابات حاصل کیے۔ انھوں نے اولاً اپنے مقالے ایران میں مابعد الطبیعیات کا ارتقا میں رومی کا ذکر کیا اور بعد ازاں ان کے افکار اسرار و رموز، بالِ جبریل، ضربِ کلیم، ارمغانِ حجاز، جاوید نامہ اور پیام مشرق میں تفصیل سے بیان کیے۔ ان میں سے بھی جاوید نامہ رومی سے اقبال کی عقیدت اور عشق کی بہترین مثال ہے۔ انھی نکات کو مد نظر رکھتے ہوئے مقالے میں اقبال اور مولانا روم کی فکری مماثلتوں اور زندگی اور اسلام سے متعلق ان کے افکار کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔	علامہ محمد اقبال، مولانا روم، اسرارِ خودی، مثنوی مولانا روم، پیام مشرق
شمشیر، نیلم	رضیہ فصیح احمد کا سیاسی شعور صدیوں کی زنجیر کی روشنی میں	۴۳۳ تا ۴۳۷	رضیہ فصیح احمد اردو ناول کا ایک اہم نام ہے۔ ان کی معروف تصنیف آبلہ پا ہے جسے آدم جی ادبی ایوارڈ سے بھی نوازا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ان کا ایک اور تاریخی ناول صدیوں کی زنجیر ہے جو مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کی علاحدگی کے تناظر میں تحریر کیا گیا ہے۔ اس ناول کو لکھنے سے پہلے مصنفہ نے خود بنگلہ دیش کا سفر کیا اور تمام حالات جاننے کے بعد یہ ناول تحریر کیا۔ اگرچہ موضوع کے اعتبار سے یہ سیاسی ناول ہے لیکن رضیہ فصیح احمد کا کمال ہی یہی ہے کہ انھوں نے حقیقی واقعات کی پیش کش کے باوجود سیاست کو غالب نہیں آنے دیا۔ اسی نکتے کو بنیاد بناتے ہوئے مقالہ نگار نے اس ناول کا تنقیدی جائزہ لیا ہے۔	رضیہ فصیح احمد، اردو ناول، صدیوں کی زنجیر، سقوطِ ڈھاکہ، سانحۂ مشرقی پاکستان
شہناز، روبینہ / عبدالشکور	اردو میں عالمی شاعری کے تراجم: روایت اور مسائل	۴۴۸ تا ۴۶۰	فن ترجمہ نگاری کا باقاعدہ اور منظم آغاز انیسویں صدی میں انگریزی عمل داری سے ہوا۔ فورٹ ولیم کالج اور دہلی کالج سے ہوتے ہوئے انجمن پنجاب تک ادبی تراجم کے کئی نمونے سامنے آئے لیکن ان میں شعری تراجم کا تناسب کم رہا۔ انیسویں صدی کے اختتام اور بیسویں صدی کے ربع اول میں انگریزی ادب کے تراجم میں تیزی آئی جس نے اردو ادب کو نئی اصناف، نئے موضوعات اور اظہار کے نئے راستے عطا کیے۔ یوں اردو ادب نے ترجمہ نگاری کی بدولت اپنا دامن وسیع کیا اور آج کی اردو شاعری جس مختلف ذائقے، رنگین	اردو ترجمہ، عالمی شاعری کے تراجم، ادبی ترجمہ، شاعری کا ترجمہ

			احساس، وسیع تجربے اور متنوع ہیئت سے روشناس ہے۔اس کی ایک بڑی وجہ بھی ترجمہ نگاری ہے جسے زیرِ نظر مقالے میں موضوع بنایا گیا ہے۔	
شیر، علی	امیر خسرو کی ادبی خدمات	۳۰۳ تا ۳۱۶	امیر خسرو ۱۲۵۳ء کو پٹیالی ضلع ایٹہ میں پیدا ہوئے۔ وہ ایک جامع الکمالات شخصیت کے مالک تھے۔انھوں نے تقریباً ہر صنف میں طبع آزمائی کی۔ فارسی اور اردو زبان میں ان سے پانچ دیوان منسوب کیے جاتے ہیں اور خمسۂ خسروی میں ان کی پانچ تصانیف شامل ہیں۔ منظوم تصانیف کے علاوہ منثور تصانیف میں افضل الفوائد، اعجاز خسروی اور قصہ چہاردرویش ان کی اہم کتب ہیں۔ ان کی تصانیف کی تعداد سو کے قریب بتائی جاتی ہے، جن کی سب سے نمایاں خوبی یہ ہے کہ ان میں انھوں نے ہندوستانی تہذیب کے ارضی عناصر کو اردو شاعری میں سمویا ہے اور اردو دانی کے ابتدائی دور میں اس زبان کو جذباتی گرمی، داخلی توانائی اور نیا اندازِ اظہار عطا کیا ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں اس خصوصیت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ان کی ادبی خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے۔	امیر خسرو، اردو شاعری، غرۃ الکمال، افضل الفوائد، لیلیٰ مجنوں، ہشت بہشت
ضیاء، انجل	قدرت اللہ شہاب کے نمائندہ افسانوں میں کرداری ناسٹلجیا کا تنقیدی جائزہ	۱۳۲ تا ۱۳۹	ناسٹلجیا کو ماضی کے شدید احساس سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ یہ ایک نفسیاتی رجحان ہے جو ہمیں ماضی کے لمحات اور مقامات میں سے ایسے اجزا تلاش کرنے پر آمادہ کرتا ہے جو ہماری موجودہ صورتِ حال کی ناخوش گواری کا مداوا کر سکیں۔ اردو زبان و ادب میں اگر افسانے کے حوالے سے دیکھا جائے تو اس رجحان نے افسانے کو بھی متاثر کیا ہے۔ اردو افسانوں میں تاریخی اور مذہبی رجحان ایک حد میں پہنچ کر ادیب کا ناسٹلجیا بنے ہیں جسے بعد ازاں کرداری ناسٹلجیا کی شکل میں پیش کیا گیا ہے۔ ایسے کرداری ناسٹلجیا کی پیش کش زیادہ تر ممتاز مفتی، قدرت اللہ شہاب، اشفاق احمد اور بانو قدسیہ کے افسانوں میں ملتی ہے۔ لیکن زیرِ نظر مضمون میں اس رجحان کو صرف قدرت اللہ شہاب کے نمائندہ افسانوں کے تناظر میں دیکھا گیا ہے۔	ناسٹلجیا، ماضی پرستی، قدرت اللہ شہاب، اردو افسانہ، کرداری ناسٹلجیا
ظفر، ظفر حسین	بدھ مت میں نشاۃ ثانیہ کے نقوش	۳۶۴ تا ۳۶۷	معاصر دنیا کی احیائی کشمکش میں بدھ مت ایک منظم تحریک کی صورت میں نمایاں ہوا ہے۔ بدھ مت ایک قدیم ترین مذہب ہے۔ یہ 'بدھا' سے ماخوذ اور اپنے بانی سدھارتھا گوتم سے منسوب ہے۔ اسلام اور عیسائیت کے بعد بدھ مت کے ماننے والوں کی تعداد دنیا میں سب سے زیادہ ہے۔ ایشیا کا بڑا حصہ، سری لنکا، تھائی لینڈ، منگولیا، منچوریہ، تبت، چین، کوریا، جاپان، یورپ، برطانیہ، کینیڈا اور امریکہ میں بھی بدھ مت کے ماننے والے موجود ہیں۔ ذیل کے مضمون میں بدھ مت کے تاریخی ارتقا پر ایک اجمالی شذرہ پیشِ خدمت	بدھ مت، گوتم بدھ، بدھا، بدھا ازم، نشاۃ ثانیہ

			ہے جس سے معروف عمرانی مفکر اسپنگلر کے اس نظریے کا ابطال ہو جاتا ہے کہ قومیں اور تہذیبیں بھی جسم نامی کی طرح بچپن، جوانی اور کہن سالی کا شکار ہوتی ہیں۔	
عابد، نذر/احمد، خلیل	سعد سلیمان کی بدیہہ گوئی	۳۶۸ تا ۳۷۳	بدیہہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی بغیر تیاری کے، بغیر سوچے سمجھے یا فی الفور کے ہیں۔ بدیہہ گوئی وہ شاعری ہے جو موقع و محل کی مناسبت سے بغیر کسی خاص غور و فکر کے فوری طور پر تخلیق ہوئی ہو۔ ایسی شاعری کو عرفِ عام میں فی البدیہہ شاعری بھی کہتے ہیں۔ سعد سلیمان سیمابی بھی، جو دبستان سیماب اکبر آبادی سے تعلق رکھنے والے معروف شاعر تھے، بدیہہ گوئی میں بھی کمال رکھتے تھے۔ ان کے کلام کا ایک نمایاں حصہ ان کی بدیہہ گوئی پر مشتمل ہے جسے زیرِ نظر مضمون میں موضوعِ بحث بنایا گیا ہے۔	سعد سلیمان سیمابی، دبستان سیماب اکبر آبادی، بدیہہ گوئی، شان غزل، قلمی بیاض نمبر ۵
عباس، محمد	منٹو پر لکھے گئے خاکوں کا تقابلی جائزہ	۱۰۵ تا ۱۱۴	سعادت حسن منٹو کی شہرت کی ایک وجہ خاکہ نگاری بھی ہے۔ انھوں نے گنجے فرشتے اور لاؤڈ سپیکر کے عنوان سے نہ صرف خود خاکے لکھے بل کہ ان کی شخصیت کی دھوم ایسی تھی کہ وہ خود بھی دوسروں کے لیے موضوع بحث بنے رہے۔ نتیجتاً ان کی شخصیت سے متعلق بیسیوں مضامین لکھے گئے۔ ادبی اور تاریخی لحاظ سے ان مضامین کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں لیکن خالص خاکہ نگاری جس احتیاط، غیر جانب داری اور خیر و شر کی ہو بہو پیش کش کا تقاضا کرتی ہے، اس کی پابندی اکثر مضامین میں کم ہی دکھائی دیتی ہے۔ لٰہذا زیرِ نظر مضمون میں صرف ان مضامین کو موضوعِ بحث بنانے کی کوشش کی گئی ہے جو یا تو خالص خاکہ نگاری کے زمرے میں آتے ہیں یا خاکہ نگاری کی خصوصیات رکھتے ہیں۔	سعادت حسن منٹو، اردو خاکہ نگاری، منٹو میرا دشمن، جو بک نہ سکا، منٹو کیا تھا؟، منٹو
عبدالرزاق	سرشار کی زبان اور اُسلوب	۹۵ تا ۱۰۱	پنڈت رتن ناتھ سرشار کی وجہِ شہرت ان کا معروف ناول فسانۂ آزاد ہے لیکن اس کے علاوہ بھی انھوں نے سیرِ کہسار، جام سرشار، کامنی، خدائی فوج دار، پی کہاں، کڑم دھم اور طوفانِ بدتمیزی کے عنوانات سے کئی ناول تحریر کیے ہیں جن میں انھوں نے لکھنؤ کی تہذیب و ثقافت کو بڑی خوب صورتی سے بیان کیا ہے۔ اگرچہ انھیں ان کے مزاحیہ کرداروں کی وجہ سے ظرافت نگاری کا امام تصور کیا جاتا ہے تاہم ان کی تحریروں کی اہم ترین خصوصیت ظرافت نہیں بل کہ ان کا اسلوب بیان ہے۔ ان کا اندازِ تحریر ہی مزاح سے بھرپور ہے جو فسانۂ آزاد سے لے کر ان کی آخری تصنیف تک جاری رہتا ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں بھی سرشار کی تحریروں کی اس جہت کو نمایاں کیا گیا ہے۔	پنڈت رتن ناتھ سرشار، اردو ناول، فسانۂ آزاد، سیر کہسار، جامِ سرشار

عبدالشکور	طلسم ہوش افزا میں فینٹیسی کے عناصر	۱۴۰ تا ۱۴۹	اشفاق احمد اردو اور پنجابی کے نام ور ادیب، ناول نگار، ڈراما نویس، سفر نامہ نگار، شاعر، ماہر تعلیم، ہدایت کار، صداکار، دانش ور اور جدید اردو ادب کے قد آور نمائندہ تھے۔ ان کی وجہ شہرت اردو افسانہ ہے، جسے انھوں نے کئی نئی جہات سے روشناس کروایا ہے۔طلسم ہوش افزا ان کا ایک منفرد افسانوی مجموعہ ہے جس میں سائنس فکشن کی بارہ کہانیاں شامل ہیں۔ ان تمام کہانیوں کی بنیاد سائنسی نظریات، تصورات اور ایجادات پر قائم کی گئی ہے جس کی وجہ سے ان میں فینٹیسی کے عناصر شامل ہو گئے ہیں۔ زیرِ نظر مقالے میں مذکورہ مجموعے کے حوالے سے انھی عناصر کی دریافت کو موضوع بنایا گیا ہے۔	اشفاق احمد، اردو افسانہ، طلسم ہوش افزا، فینٹیسی
عثمان، محمد	مقبول عامر: رجائیت پسند شاعر	۲۴۴ تا ۲۵۵	زیرِ نظر مقالے میں مقبول عامر کی شاعری میں رجائی پہلوؤں کی عکاسی مقصود ہے۔ مقبول عامر کا شمار رجائیت پسند شعرا میں ہوتا ہے۔ ان کا کل شعری سرمایہ ان کی اکلوتی کتاب دیے کی آنکھ میں محفوظ ہے۔ اگرچہ انھوں نے نظم و غزل دونوں میں طبع آزمائی کی ہے لیکن ان کے ہاں تخلیقی جوہر نظم کی نسبت غزل میں زیادہ کھل کر سامنے آئے ہیں۔ انھوں نے غزل جیسی نازک صنف میں واردات قلبی کا اظہار فنی اعتدال کے ساتھ کیا ہے۔ ہرچند کہ اس غزلیہ کینوس میں رومانوی حوالے بھی موجود ہیں مگر وہ رومانویت کے ساتھ ساتھ اعلیٰ فکری رویے، رجائیت اور ایجاز و اختصار کے لبادے میں امید و رجائیت کا اظہار بھی کر جاتے ہیں۔	اردو شاعری، مقبول عامر، رجائیت پسندی، دیے کی آنکھ
علی، انور	تحقیق میں آپ بیتیوں کی اہمیت و افادیت	۶۷ تا ۸۲	خود نوشت سے مراد فرد واحد کی آپ بیتی ہے جس میں وہ اپنی زندگی کے ذاتی واقعات، تجربات، مشاہدات اور تاثرات بیان کرتا ہے لیکن چوں کہ وہ اپنے ماحول سے غیر متعلق نہیں رہتا اس لیے اس پر زمان و مکاں کے سیاسی، سماجی، معاشرتی اور دیگر حالات اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس طرح دانستہ یا نادانستہ طور پر اس کی زندگی کی تاریخ کی ایک حیثیت مصنف کے عہد کی تاریخ بھی ہو جاتی ہے۔ یوں کسی بھی زمانے کی خود نوشت، سوانح حیات اور روزنامچوں وغیرہ سے ہمیں اس عہد کے متعلق بہت کچھ معلوم ہو سکتا ہے۔ اس میں مذہبی، ادبی، سیاسی، معاشی اور معاشرتی حوالے سے اہم مواد موجود ہوتا ہے اس لیے یہ نہ صرف ادب کے طالب علم کے لیے تحقیق کے میدان میں اہم مواد فراہم کرتی ہیں بل کہ عمرانیات، نفسیات، معاشیات، تاریخ اور اس قسم کے دیگر شعبوں کے طلبہ کے لیے بھی آپ بیتیوں میں قابل قدر مواد مل سکتا ہے۔ انھی نکات کے پیشِ نظر زیرِ نظر مضمون میں تحقیق میں آپ بیتی کی اہمیت اور	اردو تحقیق، آپ بیتی، خود نوشت، سوانح حیات

			افادیت پر مفصل بحث کی گئی ہے۔	
علی، سلمان/ اقبال، احمد	مستنصر حسین تارڑ کے فنی محاسن بحوالہ ہنزہ داستان	۳۵۳ تا ۳۶۳	ہنزہ داستان شمالی علاقہ جات سے متعلق مستنصر حسین تارڑ کا اولین سفر نامہ ہے جس میں پہلی بار سفر نامہ نگار نے بیرونی ممالک سے نظریں ہٹا کر اندرونِ ملک کی سیاحت کی ہے۔ چوں کہ ان کا تعلق بھی یہیں سے ہے اس لیے مغربی سفر ناموں کے مقابلے میں ہنزہ داستان کو لکھتے ہوئے ان کا قلم زیادہ رواں دواں اور بے باک نظر آتا ہے۔ منظر نگاری، کردار نگاری، تاریخ نویسی، طنز و مزاح اور تحیر و تجسس؛ غرض وہ کون سا رنگ ہے جسے مستنصر حسین تارڑ نے اپنے اس سفر نامے میں پیش نہیں کیا۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ اس کا شمار ان کے بہترین سفر ناموں میں ہوتا ہے اور جب مستنصر کے سفر ناموں کا ذکر کیا جائے ہنزہ داستان کو نظر انداز نہیں کیا جاتا۔ زیرِ بحث مقالے میں اسی سفر نامے کے حوالے سے مستنصر حسین تارڑ کے فنی محاسن کا جائزہ لیا گیا ہے۔	مستنصر حسین تارڑ، اردو سفر نامہ، ہنزہ داستان، شمالی علاقہ جات، ہنزہ
علی، سلمان/ خان، محمد اسرار	فراز اور سانحۂ تقسیم بنگال	۱۸۷ تا ۱۹۴	احمد فراز کا شمار اردو زبان کے معروف شعرا میں ہوتا ہے۔ انھوں نے اپنی شاعری میں مختلف موضوعات کا احاطہ کیا ہے لیکن محبت اور مزاحمت ان کے پسندیدہ موضوعات ہیں۔ اگر ایک طرف انھوں نے محبت کے گیت گائے ہیں تو دوسری طرف اُن کے یہاں مزاحمت کے مختلف رنگ بھی دیکھنے کو ملتے ہیں، جن میں سب سے نمایاں پہلو تقسیم بنگال کے خلاف مزاحمت ہے۔ ان کے کلام میں اس سانحے کے گہرے اثرات دیکھے جا سکتے ہیں۔ یقیناً اس سانحے نے انھیں گہرے دکھ سے دوچار کیا تھا۔ اسی لیے مرتے دم تک انھوں نے بھرپور منظر کشی کے ساتھ اس دور کی عکاسی کی ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں مقالہ نگاروں نے فراز کی شاعری کے اسی پہلو پر بحث کی ہے۔	احمد فراز، اردو شاعری، مزاحمتی شاعری، تقسیم بنگال، سقوطِ ڈھاکہ
فاطمہ، صدف	ڈاکٹر سید عبداللہ کی میر شناسی	۱۹۹ تا ۲۰۹	ڈاکٹر سید عبداللہ پاکستان کے ایک معروف اسکالر، استاد، محقق، ماہر اقبالیات اور فارسی، اردو اور عربی مخطوطات کے فہرست نویس تھے، لیکن ان کی ایک نمایاں جہت میر شناسی بھی ہے جس کے لیے سب سے زیادہ بصیرت انھیں فراق گورکھپوری، یوسف حسین خان اور محمد حسن عسکری کے مضامین سے حاصل ہوئی اور انھوں نے میر کے متعلق تحقیق و تنقید کو جزوِ زندگی بنا لیا۔ ان مطالعات نے جہاں ان کے لیے آسانیاں پیدا کیں وہیں میر کے اختلافی مسائل کے حوالے سے ان کے لیے دشواریاں بھی پیدا ہوئیں لیکن ڈاکٹر صاحب نے اپنی تحقیقی اور تنقیدی صلاحیتوں کی مدد سے وہ آرا فراہم کیں جن سے بیش تر ناقدین اور مبصرین متفق ہوئے۔ انھی نکات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے	ڈاکٹر سید عبداللہ، اردو تنقید، میر شناسی، مطالعۂ میر، نقدِ میر

			مقالہ نگار نے ڈاکٹر سید عبداللہ کی میر شناسی کو اپنا موضوع بنایا ہے۔	
فریدہ، غلام	جمیل الدین عالی کے سفر ناموں کے اسلوبیاتی خصائص: تجزیاتی مطالعہ	۴۴ تا ۵۸	جمیل الدین عالی کا شمار اردو زبان و ادب کے اہم شعرا، صحافی اور سفر نامہ نگاروں میں ہوتا ہے۔ ان کے تین سفر نامے منظر عام پر آئے ہیں جن میں دنیا مرے آگے، تماشا مرے آگے اور آئس لینڈ شامل ہیں۔ ان سفر ناموں کے لیے انھوں نے جو اسلوب اختیار کیا ہے اس میں ان کا دہلوی پس منظر، شاعرانہ حِس اور صحافتی انداز واضح طور پر دکھائی دیتا ہے۔ وہ انسانی زندگی کے جمالیاتی زاویوں کو دیکھتے ہیں اور ان کا حقیقی عکس سفر نامے کی بنت میں شامل کر دیتے ہیں۔ اس طرح ان کی تخلیقی رو کی تیز لہر خارجی مناظر کو داخلیت سے ملا کر اس طرح باہم آمیز کر دیتی ہے کہ کہیں بھی معیار میں کمی نہیں آتی۔ انھی خصوصیات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے زیرِ نظر مقالے میں جمیل الدین عالی کے سفر ناموں کے اسلوبیاتی خصائص کو موضوع بنایا گیا ہے۔	جمیل الدین عالی، اردو سفر نامہ، دنیا مرے آگے، تماشا مرے آگے، آئس لینڈ
قرنی، محمد اویس	عالمگیریت اور اردو زبان	۲۸۸ تا ۲۹۴	پیشِ نظر مقالہ عالمگیریت اور اردو زبان و ادب پر اس کے اثرات سے بحث کرتا ہے۔ مقالہ نگار کے مطابق عالمگیریت مواصلات، نقل و حمل اور اطلاعاتی ٹیکنالوجی میں ترقی کا نتیجہ ہے۔ اس کا مطلب ہر گز مختلف تہذیبوں کو ایک دوسرے کے قریب کرنا نہیں بل کہ اس کا مطلب مقامی اور قومی تہذیبوں کو مٹا کر پوری دنیا کو مغربی رنگ میں رنگنا ہے۔ یہ در حقیقت سرمایہ دارانہ نظام کی ترقی کا طریقہ کار ہے جو پوری دنیا پر تسلط کے ارادے کو بلا واسطہ طور پر وجود بخشنے کا ایک ذریعہ ہے اور اقتدار و بالادستی کی طرف پیش قدمی کرنے اور ہر نافع چیز کو معدوم کرنے کا نام ہے، جس کے اثرات بلاشبہ اردو زبان و ادب پر بھی محسوس کیے جا سکتے ہیں۔	عالمگیریت، گلوبلائزیشن، اردو زبان، اردو ادب اور عالمگیریت
قیاز، عمر	پروفیسر محمد طٰہٰ خان کی سنجیدہ شاعری	۳۰ تا ۴۳	پروفیسر محمد طٰہٰ خان خیبر پختون خوا کے مایہ ناز شاعر تھے۔ شعر گوئی اور شعر فہمی کا جو جوہر انھیں قدرت کی طرف سے ملا تھا اس کو لکھنؤ کی علم دوست اور ادب پرور فضا میں پروان چڑھنے کا خوب موقع ملا اور نتیجہ یہ ہوا کہ طٰہٰ خان سنجیدہ غزل کہنے لگے اور علم و ادب کی محفلوں میں ان کی ابتدائی غزلوں کو مقبولیت حاصل ہوئی۔ ان کا سنجیدہ کلام حمد، نعت، منقبت، قطعہ، مرثیہ، غزل اور نظم سمیت تمام اصناف پر مبنی ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے طنزیہ اور مزاحیہ شاعری میں بھی طبع آزمائی کی ہے لیکن زیرِ نظر مقالے میں مذکورہ اصناف کے پردے میں ان کے سنجیدہ کلام ہی کو موضوع بنایا گیا ہے۔	محمد طٰہٰ خان، گل پاش، داستان کربلا، روزنامہ مشرق، قطعات
کوثر، ریحانہ	ڈپٹی نذیر احمد کی ناول نگاری:	۵۹ تا	اردو ادب کی تاریخ ڈپٹی نذیر احمد کے بغیر نامکمل ہے کیوں کہ وہ اردو کے پہلے ناول نگار ہیں اور اس کے علاوہ بھی کئی ناولوں کے مصنف ہیں۔ یہی وجہ ہے	ڈپٹی نذیر احمد، ڈاکٹر سید

	ڈاکٹر سید عبداللہ کی نظر میں	٦٦	کہ ان کی ناول نگاری کو نہ صرف جامعات نے اپنے مقالوں کا موضوع بنایا ہے بل کہ ناقدین کی بھی ایک کثیر تعداد ہے جنھوں نے نذیر احمد کی ناول نگاری اور اس کے فن پر تفصیل سے اظہار خیال کیا ہے۔ انھی میں سے ایک ناقد ڈاکٹر سید عبداللہ ہیں جنھوں نے اپنی کتاب سرسید احمد خان اور ان کے نام ور رفقا کی نثر کا فکری اور فنی جائزہ میں نذیر احمد کے ناولوں کا دقتِ نظر سے جائزہ لیا ہے اور ان کے بارے میں جو آرا دی ہیں وہ بڑی جامع اور مبنی بر انصاف ہیں۔ زیرِ نظر مقالے میں ڈاکٹر سید عبداللہ کی مذکورہ کتاب کے تناظر میں نذیر احمد کے تمام ناولوں پر بحث کی گئی ہے۔	عبداللہ، مراۃ العروس، توبۃ النصوح، فسانۂ مبتلا، ابن الوقت
گل، حسین	نذیر تبسم کی شاعری میں دکھوں کا استعارہ	٢٩٥ تا ٣٠٢	نذیر تبسم کا شمار بیسویں صدی کے اہم ادیبوں، نقادوں اور شاعروں میں کیا جاتا ہے۔ ان کی شاعری کے تین مجموعے تم اداس مت ہونا، ابھی موسم نہیں بدلا اور کیسے رائیگاں ہوئے ہم کے عنوان سے منظر عام پر آچکے ہیں۔ ان تمام مجموعوں میں جہاں وصل کی خوشیاں اور دیدارِ یار کے لمحات کا ذکر ہے وہیں محبوب کی جدائی کا کرب اور ہجرت کی اندوہ ناک اذیتوں کا بیان بھی ہے۔ ان دکھوں میں سماجی رویوں پر آہ وزاری بھی ہے اور معاشرے کی تلخیوں پر دکھ کے آنسو بھی بہائے گئے ہیں۔ زیرِ نظر مقالے میں اسی نقطۂ نظر سے نذیر تبسم کی شاعری کو پرکھنے کی سعی کی گئی ہے۔	نذیر تبسم، اردو شاعری، تم اداس مت ہونا، ابھی موسم نہیں بدلا، کیسے رائیگاں ہوئے ہم
محمود، ارشد	شاہ تراب علی قلندر اور ان کی اردو شعری کائنات	٢١٠ تا ٢١٩	شاہ تراب علی قلندر کا شمار اپنے عہد کے اربابِ فضل اور اصحابِ کمال میں ہوتا ہے۔ وہ تیرھویں صدی ہجری کے سر برآوردہ صوفی، عالم اور شاعر تھے۔ اگرچہ انھوں نے اردو اور فارسی کے دو ضخیم اور قابل قدر دیوان، اردو اور فارسی کی مثنویاں اور کئی کتب علمیہ یادگار چھوڑی ہیں لیکن ان کا ذکر خال خال ملتا ہے۔ علما اور صوفیا کے تذکروں میں ان کے مختصر احوال وافکار ملتے ہیں لیکن اردو کی بیش تر تاریخیں اور تذکرے ان کے حالات و کمالاتِ شعر وادب سے خالی ہیں۔ البتہ ان کا اردو دیوان مطبع نول کشور کے اہتمام سے کئی بار شائع ہو چکا ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں ان کے شعری کمالات بالخصوص ان کی اردو مثنویوں کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔	شاہ تراب قلندر علی، اردو شاعری، عاشق وصنم، اردو مثنوی، کلیات شاہ تراب
ملک، عبدالستار	اردو قواعد کی تدریس	٤٣٨ تا ٤٤٧	اس مقالے میں اردو قواعد کی تدریس کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ قواعد زبان کی ساخت کا علم ہے جس میں اصول و قواعد، قوانین، طریقوں اور بنیادوں سے بحث کی جاتی ہے۔ یہ وہ اصول ہیں جس سے زبان کی تفہیم و توضیح اور صحت و اصلاح کا کام لیا جاتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ الفاظ کس طرح بنتے ہیں؟ آپس میں کس طرح ترتیب پاتے ہیں اور جملے کی درست ترکیب و ترتیب کیا ہے؟	اردو قواعد، تدریس زبان، تدریس قواعد، تدریس اردو

			لٰہذا کسی بھی زبان کی طرح اردو زبان کے استاد کے لیے بھی قواعد کے علم پر دسترس ضروری ہے۔ کیوں کہ جب تک معلم زبان کی صحت، معیار اور موزونیت سے واقف نہیں ہوگا وہ طلبہ کی اصلاح اور رہنمائی نہیں کرسکے گا۔	
ناز، اقلیمہ	بانو قدسیہ کے افسانوں میں معاشرتی عناصر	۴۱۵ تا ۴۳۲	بانو قدسیہ اردو فکشن کا ایک اہم نام ہے۔ انھوں نے نو افسانوی کتب تحریر کی ہیں جن میں کچھ اور نہیں، بازگشت، امربیل، دوسرا دروازہ، آتش زیرپا، سامانِ وجود، ناقابلِ ذکر، دست بستہ اور "ہجرتوں کے درمیاں" شامل ہیں۔ یہ تمام افسانوی مجموعے عصری مسائل کے بھرپور عکاس ہیں۔ انھوں نے اپنے عہد کی معاشرتی زندگی کا بنظرِ عمیق مشاہدہ کیا اور فرد کی داخلی ناآسودگی، عدم تحفظ، بے یقینی، بے اعتمادی اور کرب کو اپنے افسانوں میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ پیشِ نظر مقالے میں اسی تناظر میں ان کے افسانوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔	بانو قدسیہ، اردو افسانہ، کچھ اور نہیں، بازگشت، امربیل، دوسرا دروازہ، آتش زیرپا
ناصر الدین/ راشد، احمد سعید	تفہیم القرآن میں اردو ترجمانی و تفسیر کا تخصیصی مطالعہ	۳۳۴ تا ۳۴۳	برصغیر میں مفسرین کرام نے عوام الناس کو اسلام کی حقیقی تعلیمات سے روشناس کرانے کے لیے اردو زبان میں مختلف تفاسیر مرتب کیں جن میں سید ابوالاعلیٰ مودودی کی تفسیر تفہیم القرآن ایک منفرد تفسیر ہے۔ اس تفسیر کی مدد سے مولانا مودودی نے آسان اور عام فہم انداز میں قرآن مجید کے پیغام کو لوگوں کے اذہان میں راسخ کرنے کی کوشش کی ہے۔ انھیں اس بات کا شدت سے احساس تھا کہ اس خطے کے لوگوں کو اردو زبان میں قرآن حکیم کی عام فہم ترجمانی کی ضرورت ہے۔ چناں چہ انھوں نے اس مقصد کے لیے لفظی ترجمے کے بجائے 'اردو ترجمانی' کا اُسلوب اختیار کیا جس نے ایک کثیر طبقے کو متاثر کیا۔ زیرِبحث مقالے میں اسی تفسیر کا تخصیصی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	سید ابوالاعلیٰ مودودی، اردو تفسیر، تفہیم القرآن، ترجمۃ القرآن
ہارون، ثنا	نئی عالمی صورتِ حال اور کالم نگاری کے تقاضے	۱۰۲ تا ۱۰۴	کالم انگریزی زبان کا لفظ ہے جسے صحافت میں دو مخصوص معنوں ''صفحے کا حصہ'' یا '' مخصوص قسم کی تحریر'' کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ ایک مستقل عنوان کے ساتھ شائع ہونے والی تحریر ہے جو کالم نگار کے نام کے ساتھ شائع ہوتی ہے لیکن اس کا انداز اداریے کی طرح سنجیدہ اور استدلالی نہیں ہوتا۔ جب اردو کا پہلا اخبار جام جہاں نما جاری ہوا اس وقت تک کالم کے نام سے کسی کو واقفیت نہیں تھی لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جہاں اخبارات کی اشاعت میں وسعت آئی وہیں کالم نگاری کی اہمیت میں بھی اضافہ ہوا ہے اور اسی اعتبار سے اخباری کالم میں کچھ مثبت تبدیلیاں بھی رونما ہوئی ہیں جو نئی عالمی صورتِ حال اور فنِ کالم نگاری کے لیے ایک اہم تقاضا ہونے کے ساتھ ساتھ زیرِ نظر مقالے کا موضوع بھی ہیں۔	اردو کالم نگاری، اخباری کالم، اردو صحافت، جرنلزم، جامِ جہاں نما

ہاشمی، طارق محمود	ترقی پسند تحریک اور غزل	۲۳۹ تا ۲۴۳	تاریخ ادب اردو کے مغالطوں کا تعین کیا جائے تو ترقی پسند تحریک کے بارے میں بھی بعض غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ اس سے وابستہ اہلِ دانش کے خیالات مشرقی ماحول اور مزاج سے مخالف سمجھ لیے گئے اور جب معاشی فکر مذہبی تصورات سے مخالف قرار پائی تو ادبی خیالات کو پراپیگنڈہ قرار دے دیا گیا۔ تاہم اس تحریک کی مخالفت کے باعث اس کی تردید میں شدت نے بہت سے مغالطوں کو بھی جنم دیا جن میں ایک اہم مغالطہ غزل کے حوالے سے یہ ہے کہ اس تحریک سے وابستہ دانش ور غزل کے مخالف تھے۔ زیرِ نظر مقالے میں مقالہ نگار نے اسی مغالطے کا ازالہ کرنے کی کوشش کی ہے۔	ترقی پسند تحریک، اردو غزل، معین الدین جذبی، فیض احمد فیض، اسرار الحق مجاز، مجروح سلطان پوری، کیفی اعظمی
یوسف، محمد	"بابو گوپی ناتھ": تحقیقی تجزیہ	۳۸۲ تا ۳۹۴	"بابو گوپی ناتھ" سعادت حسن منٹو کا ایک معروف افسانہ ہے۔ یہ ایک بیانیہ اور کرداری افسانہ ہے جس کا مرکزی کردار خود بابو گوپی ناتھ ہے اور باقی تمام کردار اس کے گرد گھومتے ہیں۔ یہ افسانہ در حقیقت منٹو کی افسانوی نثر کا وہ اہم موڑ ہے جہاں سے منٹو کا تصورِ انسان بدلتا دکھائی دیتا ہے۔ بابو ایک فطری انسان ہے جو بیک وقت اچھائیوں اور برائیوں، بلندیوں اور پستیوں کا نمونہ ہے۔ اس کی روح پاکیزہ اور اس کا دل بڑا ہے۔ یوں "بابو گوپی ناتھ" میں ایک مکمل اور بھرپور کردار کے ساتھ ایک بڑے تجربے اور تکمیل کا احساس پایا جاتا ہے، جس کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ اس مقالے کا مرکزی موضوع ہے۔	سعادت حسن منٹو، بابو گوپی ناتھ، اردو افسانہ، کرداری افسانہ، ترقی پسند افسانہ

خیابان: شمارہ ۳۵(۲۰۱۶ء)

مدیر: بادشاہ منیر بخاری، شعبہ اُردو؛ جامعہ پشاور، پشاور

کلیدی الفاظ	ملخص	صفحات نمبر	عنوان	مقالہ نگار
خلیق قریشی، اردو نظم، ضرب کاری، تعمیر ملت، قائد انقلاب، سردوش ہوا	خلیق قریشی رومانویت پسندی کا رجحان رکھنے والے ایک بدیہہ گو اور قادر الکلام شاعر تھے۔ انھوں نے نظم و غزل دونوں میں طبع آزمائی کی اور ان کی زندگی میں ان کے تین مجموعے ضرب کاری، تعمیر ملت اور قائدِ انقلاب کے عنوانات سے شائع ہوئے۔ جب کہ آخری مجموعہ سردوشِ ہوا ان کی وفات کے بعد طبع ہوا۔ انھوں نے جہاں اساتذۂ فن سے فیض حاصل کیا وہاں معاصر شعرا کو بھی متاثر کیا۔ اپنی شاعری کے تناظر میں وہ ایک انسان دوست اور محب وطن نظریاتی شاعر کی صورت میں سامنے آئے ہیں جو اپنے عہد کی کھردری حقیقتوں کو بے نقاب کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے حل کے لیے بھی کوشاں دکھائی دیتے ہیں۔ اس مقالے میں اسی تناظر میں اردو نظم کے ارتقا میں ان کے کردار سے بحث کی گئی ہے۔	۱۳۲ تا ۱۴۴	اردو نظم کے ارتقا میں خلیق قریشی کا حصہ	احمد، خورشید
ابوالعباس تقی الدین احمد بن عبدالحلیم، ابن تیمیہ، مقدمہ اصول تفسیر، تفسیر سورۂ نور، تفسیر سورہ کوثر	امام شیخ الاسلام ابوالعباس تقی الدین احمد بن عبدالحلیم جو ابن تیمیہ کے نام سے معروف ہیں، ایک مجدد اسلام تھے۔ انھوں نے اپنے تحریری کارناموں اور کارِ اصلاح و تجدید کی بدولت مصلح و مجدد کا لقب پایا۔ ان کے تقریباً تمام معاصرین نے ان کی وسعت علمی کو تسلیم کیا اور انھیں مصلح عظیم کہہ کر پکارا۔ ان کی مساعی جمیلہ کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ انھوں نے مختلف جہات اور میدانوں میں تجدید کا فریضہ انجام دیا اور اپنے معاشرے کے فسادات کا قلع قمع کیا۔ چناں چہ ان کے افکار کو عام کرنے کے لیے امام ابن تیمیہ کی کتب کے اردو تراجم بھی کیے گئے جن کا تعارف و تجزیہ اس مقالے کا مرکزی موضوع ہے۔	۴۱۸ تا ۴۲۹	برصغیر میں کتب ابن تیمیہ کے اردو تراجم	احمد، محمود
شفیق الرحمٰن، اُسلوبیات، حماقتیں، لہریں، دجلہ، شگوفے	شفیق الرحمٰن اردو ادب کے مزاح نگاروں میں ایک منفرد مقام کے حامل فن کار ہیں۔ اپنے شگفتہ اسلوب کی بہ دولت وہ اپنی تحریروں میں قاری کو ایک ایسے جہان کی سیر کراتے ہیں جس سے وہ محظوظ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اپنے مشاہدات کے دوران وہ ہمیشہ اسی تلاش میں نظر آتے ہیں کہ حالات و واقعات میں کسی مضحک پہلو کو تلاش کریں اور اسے سب کے سامنے پیش کریں۔ وہ ایک ایسے ادیب ہیں جنھوں نے ہر منظر کی جزئیات کو اپنی تمام تر رعنائیوں سمیت تحریر میں سمونے کی کوشش کی ہے اور اس کوشش میں ان کے اُسلوب نے بھی برابر کا ساتھ دیا ہے۔ اس مقالے میں اسی اُسلوب کے حوالے سے شفیق الرحمٰن	۳۶۵ تا ۳۷۲	شفیق الرحمٰن کے اُسلوب کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ	ارم، رضوانہ

			کی تحریروں کا جائزہ لیا گیا ہے۔	
اسلم، سلمیٰ	تارڑ کا تصور عورت: نفسیات کے آئینے میں	۴۷۷ تا ۴۸۱	اردو ادب میں ابتدا ہی سے عورت کا تصور، معشوق و محبوب کی نزاکت سے آگے نہیں بڑھ سکا لیکن بیسویں صدی کے اوائل میں مغرب کی رومانویت سے متاثر ہو کر جو لوگ ادب لطیف تخلیق کر رہے تھے۔ ان کے ہاں عورت کو سماوی اور نورانی پیکر کی بنا کر پیش کیا جاتا رہا مگر ترقی پسندوں نے فطرت کے عین مطابق عورت کا اصل عکس پیش کیا اور یہ حقیقت واضح کی کہ عورت کو ایک ملک کا تخت و تاج نہیں چاہیے بل کہ وہ زندگی میں مساویانہ طور پر جینا چاہتی ہے۔ یوں مستنصر حسین تارڑ نے بھی انھی نظریات کو قبول کرتے ہوئے اپنی تحریروں میں عورت کی نفسیات کو مد نظر رکھا جس کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس مقالے میں مستنصر حسین تارڑ کے تصور عورت کا جائزہ لیا گیا ہے۔	مستنصر حسین تارڑ، تصورِ عورت، پاک سرائے، برفیلی بلندیاں، اندلس میں اجنبی، ماسکو کی سفید راتیں
اظہار، اظہار اللہ/ علی، بادشاہ	فقیرا خان فقریؔ کی غزل میں جبلتِ مرگ کی فراوانی کے نفسیاتی اسباب	۲۸۰ تا ۲۸۵	فقیرا خان فقری خیبر پختون خوا کے معروف شاعر ہیں۔ ان کی شاعری میں زندگی اور کائنات سے جڑے تقریباً تمام موضوعات موجود ہیں لیکن جو موضوع ان کی شاعری پر بہت زیادہ حاوی ہے وہ 'موت' ہے۔ ہم دہر کے مردہ خانے میں سے لے کر موت کے پتلے تک تمام مجموعے موت کی بازگشت لیے ہوئے ہیں جسے اپنی شاعری میں سمونے کے لیے انھوں نے جابجا مختلف علامتوں، استعاروں اور تشبیہات کے اجزائے ترکیبی سے اپنا اسلوب تراشا ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں اسی موضوع کی فراوانی کے نفسیاتی اسباب تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔	فقیرا خان فقریؔ، جبلت مرگ، ہم دہر کے مردہ خانے میں، کرگس زیست، قلزم زیست، موت کے پتلے
اظہار، اظہار اللہ/ کبیر، فضل	غالب کی غزل میں اذیت طلبی کے نفسیاتی محرکات	۱۶۱ تا ۱۷۱	مرزا اسد اللہ خاں غالب کی شخصیت اور شاعری میں اتنے ہمہ رنگ پہلو اور متنوع زاویے مضمر ہیں کہ بدلتے ادوار بھی انھیں حتمی رنگ سے ہم کنار کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ البتہ امکانات کے فروغ کے حوالے سے غالب کی تخلیقی دنیا ہر دور میں نئی وسعتوں کی حامل ضرور رہی ہے اور یہ عمل تاحال جاری ہے۔ انھوں نے کئی مقامات پر روایات کی پاس داری کرنے کے باوجود کہیں کہیں روایت شکنی کا ثبوت دیا ہے اور اسی حوالے سے ان کی خود اذیتی یا اذیت طلبی بھی بڑی شدت سے نمایاں ہوتی ہے، جسے مد نظر رکھتے ہوئے زیر بحث مقالے میں غالب کی خود اذیتی کے نفسیاتی محرکات تلاشنے کی سعی کی گئی ہے۔	مرزا اسد اللہ خاں غالب، غالب کی اذیت طلبی، مساکیت
انجم، محمد وسیم	مقام اقبال اور جوش ملیح آبادی	۴۷ تا ۶۲	علامہ محمد اقبال کا شمار بیسویں صدی کے معروف ترین شعرا میں کیا جاتا ہے۔ وہ بیک وقت شاعر، فلسفی، مفکر اور مصلح تھے جنھوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر برصغیر کے مسلمانوں کو جگانے میں اہم کردار ادا کیا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی اصلاحی شاعری کا کئی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ سید شبیر حسن	علامہ محمد اقبال، شاعر مشرق، جوش ملیح آبادی، شاعر

			المعروف جوش ملیح آبادی علامہ اقبال سے ۲۰سال چھوٹے تھے۔آپ ''شاعرِ انقلاب'' کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔اگرچہ دونوں کا مقصد اور خواہش انقلاب تھا لیکن دونوں میں معاصرانہ مخالفت پائی جاتی ہے۔زیرِ نظر مقالے میں مقالہ نگار نے اسی تناظر میں دونوں کے افکار کا جائزہ لیا ہے اور یہ ثابت کرنے کی سعی کی ہے کہ علامہ نے کسی بھی معاملے میں کبھی بھی جوش کا اثر قبول نہیں کیا اور نہ ہی ان سے فکری مماثلت تھی۔البتہ جوش کی فکر پر علامہ کے اثرات نمایاں ہیں۔	انقلاب، مقام اقبال
انوارالحق	دکنی غزل کے چند اہم کردار (منتخب شعرا کی غزل کی روشنی میں)	۲۷۰ تا ۲۷۹	اردو کے منظوم ادب کی واضح، ٹھوس اور تکمیلی صورت کے ابتدائی نقوش دیکھنے کے لیے ہماری نظر پہلے دبستانِ دکن پر ہی پڑتی ہے۔ہر چند کہ اس کو مثنویوں کا دور کہا جاتا ہے تاہم وہاں غزل بھی پوری آب وتاب کے ساتھ موجود ہے اور اپنی انفرادیت رکھتی ہے۔اس پر فارسی اثرات موجود ہیں لیکن دہلوی و لکھنوی غزل اور ایرانی تہذیب کے مقابلے میں ہندی دوہوں، گیتوں اور ہندی تہذیب کی جانب اس کا جھکاؤ واضح ہے۔یہی جھکاؤ اس میں خوباں، بالن، ساقی، گوری، سہیلی، سجن، سریجن، پیتم، صنم، دلبر، کرشن، رادھا کے علاوہ خدا، نبیؐ، علی، حسین، ساقی، پیرِ مغاں اور رند وغیرہ کے روایتی کرداروں کی تخلیق کا باعث بنتا ہے جس کا تنقیدی مطالعہ اس مقالے کا موضوع ہے۔	دکنی غزل، قلی قطب شاہ، علی عادل شاہ ثانی، حسن شوقی، ولی دکنی
بانو، گل ناز	ڈاکٹر ظہور احمد اعوان بہ طور اقبال شناس	۳۲۷ تا ۳۳۹	شاعرِ مشرق علامہ محمد اقبال ان چند عظیم ہستیوں میں سے ہیں جن کے فکر و فن اور شخصیت کے تقریباً ہر پہلو پر اہلِ فکر و نظر نے تحقیق کی ہے۔یہی وجہ ہے کہ اب یہ گماں ہوتا ہے کہ شاید علامہ پر اب مزید تحقیق کی گنجائش نہیں، لیکن ڈاکٹر ظہور احمد اعوان نے اسے گمانِ باطل ثابت کیا اور اپنی تحقیق سے اقبال کے حوالے سے ایسے پوشیدہ پہلوؤں کو نمایاں کیا جو اب تک کے محققین کی نظروں سے اوجھل تھے۔اقبالیات کے حوالے سے ان کی تصانیف میں علی شریعتی اقبال شریعتی، اقبال اور مشرقی، دو اقبال اور اُن کے پی۔ایچ۔ڈی کے انگریزی مقالے کو بہت اہمیت حاصل ہے۔اس مقالے میں انھی کتب کا تجزیہ کر کے ڈاکٹر صاحب کی اقبال شناسی کو سامنے لایا گیا ہے۔	علامہ محمد اقبال، اقبالیات، ڈاکٹر ظہور احمد اعوان، دو اقبال، علی شریعتی، اقبال شریعتی، اقبال اور مشرقی
بخاری، بادشاہ منیر/ محمد، ولی	اردو ضرب الامثال میں عورتوں کے ساتھ جنسی امتیاز واستحصال کا	۲۵۸ تا ۲۶۹	کہاوت کی بنیاد مسلمہ تمثیل یا تلمیح ہوا کرتی ہے۔اسے ضرب المثل بھی کہتے ہیں۔لیکن یہ صرف تمثیل یا تلمیح ہی نہیں ہوتی بل کہ جب ضرب المثل کے درجے تک پہنچتی ہے تو اس کے پس منظر میں انفرادی یا اجتماعی تجربہ اور مشاہدہ کار فرما ہوتا ہے۔چناں چہ کسی زبان کے ضرب الامثال کا مطالعہ معاشرے اجتماعی ذہن، تجربات اور مشاہدات کا مطالعہ ہے۔دنیا کی بیش تر زبانوں میں	ضرب الامثال، کہاوت، اردو کہاوتیں، ہندوستانی تہذیب، اردو

	تحقیقی و تنقیدی جائزہ		موجود ضرب الامثال عورتوں کے ساتھ معاشی، سماجی اور تہذیبی امتیازات کو نمایاں کرتے ہیں۔ ہندوستانی معاشرے میں مردوں کی اجارہ داری کی یہ دولت اردو ضرب الامثال میں بھی عورتوں کے ساتھ جنسی امتیاز و استحصال کے نمونے ملتے ہیں جس کو مدنظر رکھتے ہوئے مقالہ نگاروں نے اسباب و علل تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔	ضرب الامثال کا پس منظر
بخاری، بادشاہ منیر/حسن، ندیم	اردو ضرب الامثال کی روشنی میں عورتوں کی تہذیبی و تمدنی حالت کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ	۱۹۵ تا ۲۰۶	ضرب الامثال کسی زبان کا وہ سرمایہ ہیں، جس کے ذریعے ثقافتی اثاثے ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل ہوتے ہیں۔ دوسری بڑی زبانوں کی طرح اردو ضرب الامثال نے بھی اپنے مخصوص جغرافیے سے تعلق رکھنے والی ثقافت کو تحفظ فراہم کیا ہے۔ لہٰذا اس میں اس مخصوص جغرافیے سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی صرف موجودہ زندگی ہی ملاحظہ نہیں کی جاسکتی بل کہ صدیوں کا ہندوستان اپنی تمام تر تہذیبی معنویت کے ساتھ سانس لیتا ہوا محسوس ہوتا ہے اور اس میں تمدنی اعتبار سے صرف آج کی ہندوستانی عورت ہی کو نہیں بل کہ صدیوں کی ہندوستانی عورت اپنے تمام تر مسائل، سوچ اور خیالات کے ساتھ زندہ صورت میں موجود ہے جسے مدنظر رکھتے ہوئے اس مقالے میں اردو ضرب الامثال میں عورتوں کی تہذیبی اور تمدنی حالت کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	اردو ضرب الامثال، کہاوتیں، حکایات، ہندوستان کی تہذیب اور ضرب الامثال
بی بی، زادیہ	ثقافت، تہذیب، معاشرہ اور ادب	۳۴۸ تا ۳۵۵	ثقافت ایک مرکب سالمیہ ہے، جس میں علم، عقیدہ، فن، اخلاق، قانون، رسم و رواج اور وہ تمام صلاحیتیں شامل ہیں جو انسان ایک معاشرے کے رکن کی حیثیت سے سیکھتا ہے اور اپنی آنے والی نسلوں میں منتقل کرتا رہتا ہے۔ اس کا تعلق فنونِ لطیفہ سے ہو یا نباتات و حیوانات کی افزائش سے، انسانی علوم و فنون سے ہو یا عقائد اور اس کے رویوں سے۔ یہ تمام عقائد، تصورات، رسم و رواج اور آلات ثقافت ہی کے مختلف حصے کہلاتے ہیں جس کی نشوونما میں تہذیب، معاشرہ اور ادب بھی اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ اس مقالے میں انھی نکات کو مدنظر رکھتے ہوئے، مقالہ نگار نے نہ صرف ثقافت، تہذیب، ادب اور معاشرے کے مابین تعلق کی نشان دہی کی ہے بل کہ ان اصطلاحات کی مکمل تعریف بھی بیان کرنے کی سعی کی ہے۔	ثقافت، تہذیب، تہذیب و ثقافت، ادب اور ثقافت، ادب اور معاشرہ
ترابی، نثار	شبلی کے قابل تقلید تنقیدی اُصول	۱۸۲ تا ۱۸۵	سرسید کے رفقائے کار میں شبلی نعمانی کو سوانح نگاری کے علاوہ تنقید میں بھی اہمیت حاصل ہے۔ انھوں نے اپنی تنقید میں تخیل اور محاکات کی اہمیت پر زور دیا ہے۔ ان کے خیال میں تخیل لفظوں میں ڈھلتا ہے اور لفظ تصویر بنتے ہیں۔ شعرالعجم میں تنقید کے یہی اصول سامنے آئے اور بعد ازاں موازنہ	علامہ شبلی نعمانی، اردو تنقید، شعر العجم، موازنہ

			انیس و دبیر میں بھی انھی اصولوں کو زیر عمل لایا گیا۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو انھیں عملی تنقید میں ایک معیار سمجھا جاتا ہے اور ان کے اسلوب تنقید کو آج بھی قابل تقلید گردانا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اردو کے بڑے بڑے نقاد شبلی کے اصول تنقید سے استفادہ کرنے پر مجبور ہیں۔ انھی قابل تقلید اصولوں کو اس مقالے میں زیر بحث لایا گیا ہے۔	انیس و دبیر
حمید اللہ	آب گم کا اُسلوبیاتی مطالعہ	۴۳۷ تا ۴۴۴	آب گم مشتاق احمد یوسفی کی نمائندہ تصنیف ہونے کے ساتھ ساتھ طنز و مزاح کا شاہ کار ہے، جس میں مصنف نے لفظی مزاح کو ایک منفرد اور انوکھے انداز میں پیش کیا ہے۔ انھوں نے نہ صرف خوب صورت الفاظ و تراکیب کا سہارا لیا ہے بل کہ اپنی وسعتِ مطالعہ کے زور پر، فلسفہ اور نفسیات کی روشنی میں، افسانوی اور رومانوی انداز کو باہم آمیز کر کے ایک ایسا طرز ایجاد کیا ہے جو صرف انھی سے منسوب ہے۔ فصاحت و بلاغت، جدت ادا، قطعیت و اختصار، زور بیان، تجسیم و تجرید، خیال افروزی اور تحریف نگاری سمیت بہترین اسلوب کے جتنے بھی عناصر ہو سکتے ہیں وہ آب گم میں موجود ہیں جس کو مد نظر رکھتے ہوئے اس مقالے میں آب گم کا اسلوبیاتی جائزہ لیا گیا ہے۔	مشتاق احمد یوسفی، اردو طنز و مزاح، آب گم، تحریف نگاری، اُسلوبیات
حمیدہ، بی بی	کھوار لوک گیت: چترالی ثقافتی پس منظر کی روشنی میں	۳۵۶ تا ۳۶۴	چترال پاکستان کے انتہائی شمال مغرب میں واقع ہے۔ اس علاقے کو دردستان، ناگمان، کھوستان اور کھوستان بھی کہا جاتا ہے۔ یہاں کی مثالی زبان کھوار ہے۔ زبان کے علاوہ اس علاقے کی ثقافت بھی اپنی الگ انفرادیت رکھتی ہے جس کے سب سے نمایاں اجزا موسیقی، لوک رقص اور لوک گیت ہیں لیکن یہ لوک گیت اور رقص مادی ضروریات کی پیداوار نہیں بل کہ دلی اور جذباتی ابال کا نتیجہ ہیں جن کے ذریعے مختلف اور رزم و بزم کے مختلف قصے کہانیوں کو بیان کیا جاتا ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں اسی چترالی ثقافت کے پس منظر میں کھوار زبان کے گیتوں کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔	کھوار زبان، کھوار لوک گیت، بشاونو، کھوار ادب
خان، اجمل	محمود شوکت کے افسانوں میں رومانوی عناصر	۲۸ تا ۳۵	محمود شوکت کا شمار خیبر پختونخوا کے نمائندہ افسانہ نگاروں میں کیا جاتا ہے۔ انھوں نے خیبر پختون خوا میں اردو افسانے کے ارتقا میں نمایاں کردار ادا کیا۔ چوں کہ ان کا غالب رجحان رومان پسندی ہے اس لیے ان کے افسانوں کا مرکزی موضوع محبت ہے، جو ان کے افسانوی مجموعے دو رستے کے ایک ایک لفظ سے عیاں ہے۔ یہ مجموعہ پانچ طبع زاد افسانوں پر مشتمل ہے جس میں رومان اور حقیقت کے تال میل سے سچے انسانی جذبوں اور اعلیٰ قدروں کو اجاگر کیا گیا ہے لیکن محبت کا پلڑا پھر بھی سب پر بھاری ہے۔ کیوں کہ مصنف کے خیال میں یہی زندگی کا حاصل ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں اسی تناظر میں محمود شوکت کے	محمود شوکت، اردو افسانہ، رومانویت، دو رستے، پہلی تنخواہ، تحفہ

			افسانوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔	
خان، نوید علی	خواجہ حیدر علی آتش کی شاعری میں لکھنوی عناصر	۳۱۸ تا ۳۲۶	اہل دہلی اور اہل لکھنؤ خواجہ حیدر علی آتش کو اپنے دبستانوں کا نمائندہ شاعر قرار دیتے ہیں کیوں کہ ان کی شاعری دہلوی اور لکھنوی مزاج کے امتزاج کی آئینہ دار ہے۔ مزید برآں آتش کی شاعری دبستان دہلی اور لکھنؤ کے لیے پُل کا کام دیتی ہے، لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ان کی شاعری میں لکھنوی تہذیب و تمدن کے نقوش نسبتاً زیادہ واضح دکھائی دیتے ہیں۔ اس میں دہلی کی نسبت لکھنؤ کے مزاج اور معاشرے کے روشن اور عمدہ عناصر اپنی جملہ لطافتوں سمیت سمٹ کر آ گئے ہیں جن کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ اس مضمون کا مرکزی موضوع ہے۔	خواجہ حیدر علی آتش، دبستان لکھنؤ، لکھنوی عناصر، لکھنوی غزل، دیوان آتش
خیر الابرار	عبداللہ حسین کا پہلا افسانہ ”ندی“ کا ایک تنقیدی جائزہ	۲۰۷ تا ۲۱۸	عبداللہ حسین کا شمار اردو ادب کے اہم فکشن نگاروں میں کیا جاتا ہے۔ اگرچہ ان کے ناول اداس نسلیں نے انھیں شہرت عام بخشی لیکن ان کے افسانے بھی ان کی پہچان کے حوالے سے کلیدی اہمیت کے حامل ہیں۔ ان کا پہلا افسانہ ”ندی“ تھا جو ۱۹۶۲ء میں سہ ماہی سویرا کے شمارہ ۳۰ میں شائع ہوا۔ یہ افسانہ ان کے ذاتی تجربات کے گرد بنا گیا ہے۔ اس کے دو کردار سلطان حسین اور بلانکا ہیں جو اپنی اپنی زندگی کے تھپیڑے کھانے پر مجبور ہیں۔ مصنف نے بلانکا کے کردار کو بڑی مہارت سے تخلیق کیا ہے اور اس کی نفسیات کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس مقالے میں اسی کردار کو مد نظر رکھتے ہوئے عبداللہ حسین کے افسانے ”ندی“ کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔	عبداللہ حسین، اردو افسانہ، ندی، سلطان حسین، بلانکا
راشد، احمد سعید/ناصر الدین	اردو تفسیر ترجمان القرآن بلطائف البیان میں تفسیر القرآن بالقرآن کا تحقیقی مطالعہ	۳۰۱ تا ۳۰۹	۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد جب مسلمان ایک ستم زدہ قوم کی حیثیت سے مایوسی کی زندگی گزار رہے تھے تو کچھ اصحاب نے مسلمانوں کے دلوں میں امید و رجائیت پیدا کرنے اور اسلام کی شمع روشن رکھنے کے لیے قرآن کی اردو تفاسیر کا اہتمام کیا جن میں ایک نام نواب سید صدیق حسن خان کا بھی تھا۔ انھوں نے اردو زبان میں ترجمان القرآن بلطائف البیان کے عنوان سے ایک منفرد تفسیر تحریر کی جس میں مجموعی طور پر ماثوری انداز اپنایا اورتفسیر القرآن بالقرآن، تفسیر القرآن بالحدیث اور تفسیر القرآن با اقوال الصحابہ والتابعین کے اسالیب کو مد نظر رکھا۔ زیر نظر مضمون میں نواب صاحب کی اسی تصنیف میں سورۃ البقرہ کے پہلے رکوع کا معروف تفسیر تفسیر القرآن بالقرآن کے حوالے سے تخصیصی مطالعہ کیا گیا ہے۔	نواب سید صدیق حسن خان، تفسیر القرآن بالقرآن، ترجمان القرآن، بلطائف البیان، اردو تفسیر القرآن
رحمان، نسیمہ	لاہور میں تاریخ نویسی کی روایت (انیسویں صدی	۱۱۴ تا ۱۳۱	لاہور میں تاریخ نویسی کی روایت ہمیشہ سے موجود رہی ہے۔ ابتدا میں یہاں فارسی زبان میں تاریخ نویسی کا کام انجام دیا جاتا رہا جب کہ انگریزی عہد میں اردو زبان میں بھی اس طرح توجہ دی گئی۔ درحقیقت انگریز حکام اس بات سے یہ	لاہور، تاریخ نویسی، انیسویں صدی، یادگار

	کے نصف دوم میں)		خوبی آگاہ تھے کہ بہتر حکمرانی کے لیے یہاں کے عوام کی تہذیب و تمدن اور ان کی معاشرت کی تاریخ جاننا اشد ضروری ہے۔ چناں چہ انھوں نے پنجاب سے اپنے پہلے رابطے کے لمحے ہی سے لاہور کے عالموں کی مہارت سے فائدہ اٹھانے کا ارادہ کیا اور بہت سے علما کو تاریخ و تذکرہ نویسی اور روزنامچے تحریر کرنے پر مامور کیا جنھوں نے مشاہداتی بیانات، روحانی علم الانساب، اخلاقی تعلقات اور شجرہ ہائے انساب کی مدد سے تواریخ قلم بند کیں۔ اس مقالے میں انھی تواریخ کے حوالے سے لاہور میں تاریخ نویسی کی روایت کا جائزہ لیا گیا ہے۔	چشتی، تحقیقات چشتی، تواریخ ہند، تاریخ پنجاب، تاریخ لاہور
سراج، بسمینہ	بشریٰ فرخ کی نعتیہ شاعری	۸۴ تا ۸۸	بشریٰ فرخ کا نام خیبر پختون خوا میں فن و ادب کے حوالے سے نیا نہیں ہے۔ انھوں نے نظم و غزل دونوں میں طبع آزمائی کی اور اپنی فنی ریاضت سے نئی شاعرات میں ایک منفرد مقام حاصل کیا۔ ان کے پانچ شعری مجموعوں کے بعد نعتیہ شاعری کا مجموعہ ورفعنالک ذکرک کے نام سے سامنے آیا ہے۔ یوں انھیں خیبر پختون خوا میں پہلی نعت گو شاعرہ کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ انھوں نے نعت کو محض ایک موضوع کے طور پر نہیں برتا بل کہ اس میں فنی پختگی کے کامیاب نمونے بھی پیش کیے ہیں۔ اس مقالے میں ورفعنالک ذکرک کے تناظر میں بشریٰ فرخ کی نعت گوئی کو موضوع بنایا گیا ہے۔	بشریٰ فرخ، نعتیہ شاعری، ورفعنالک ذکرک، اردو نعت گوئی
سرفراز، رابعہ	اقبال اور اسلامی تمدن کی روح	۴۴۵ تا ۴۵۰	علامہ محمد اقبال کے نزدیک زمان کا مکان سے وہی تعلق ہے جو جسم کا روح کے ساتھ ہے۔ اسی حوالے سے اقبال نے 'زمان خالص' اور 'زمانِ متسلسل' کو قرآنی اصطلاحات 'ستہ ایام' اور 'کلمح البصر' کی روشنی میں واضح کیا ہے۔ وہ علوم جدیدہ کی طرف مسلمانوں کی توجہ مبذول کرا کے زمان و مکان کے مسئلے پر اسلامی فکر کے احیا کی بات کرتے ہیں اور حرکت زماں کو کسی پہلے سے کھینچے ہوئے خط کی مانند قرار نہیں دیتے۔ ان کا موقف ہے کہ ہر نئی دریافت کی حقیقت کو قرآنی آیات کی روشنی میں جانچا جا سکتا ہے اور یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ اسلامی تمدن کے وہ مسائل جنھیں ہم جدید قرار دیتے ہیں ان پر غور و فکر کیا گیا ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں اقبال اور اسلامی تمدن کے حوالے سے مذکورہ نکات کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔	علامہ محمد اقبال، اسلامی تمدن، اسلامی تہذیب، علوم جدیدہ، زمان خالص، زمان متسلسل، ستہ ایام
شاد، رحمت علی	چھوٹے شہر کا بڑا شاعر: بیدلؔ حیدری	۳۸۸ تا ۳۹۶	بیدلؔ حیدری عہد جدید کی ایک نابغہ روزگار شخصیت اور جدت پسند شاعر تھے۔ انھوں نے ملتان کے مضافات میں رہتے ہوئے شاعری کی اور اس تصور کو جھٹلایا کہ بڑے شاعر ہمیشہ بڑے شہروں میں ہی پیدا ہوتے ہیں۔ انھوں نے ثابت کیا کہ بڑے شاعر کی تخلیق ان تمام زمان و مکان کی حدود و قیود سے آزاد ہوا کرتی ہے اور بڑا شاعر جہاں پیدا ہو وہی جگہ شاعری کا مرکز بن جاتی ہے۔ چناں چہ اپنے خوب صورت آہنگ، جدا لہجے اور انقلابی رجحان کے باعث انھوں نے	بیدلؔ حیدری، اردو شاعری، میری نظمیں، ان کہی، پشت پہ گھر

			شہرتِ عامہ حاصل کی اور تاریخ ادب میں نمایاں جگہ حاصل کر لی۔ انھی نکات کو مد نظر رکھتے ہوئے اس مقالے میں بیدل کی شاعری کا جائزہ لیا گیا ہے۔	
شاہ، مسلم	جون ایلیا کی شاعری جدیدیت کے تناظر میں	۴۵۱ تا ۴۵۶	جدید شعرا میں جون ایلیا کو ایک منفرد اور نمایاں مقام حاصل ہے۔ ان کے پانچ شعری مجموعے شائع ہوئے ہیں جن میں انھوں نے جدید معاشرے کے موضوعات مثلاً تنہائی، مشینی رجحانات سے دوری، فرد کی نارسائی، بے چینی اور خود غرضی کو اپنی شاعری میں جگہ دے کر اسے نئے لب و لہجے اور آہنگ سے متعارف کروانے کی کوشش کی ہے۔ صرف موضوعات ہی نہیں بل کہ ہمیں ان کے ہاں نئی لفظیات اور تراکیب کا استعمال بھی ملتا ہے جس کی بنا پر ان کی شاعری میں نت نئے تجربات بھی اپنی بہار دکھاتے ہیں۔ زیرِ نظر مقالے میں جون کی شاعری کی مذکورہ بالا خصوصیات کو مد نظر رکھتے ہوئے جدیدیت کے تناظر میں اسے زیرِ بحث لایا گیا ہے۔	جون ایلیا، جدیدیت، جدید شاعری، شاید، گویا، یعنی، لیکن، گمان
شاہ، مطاہر	تحقیق و ادبی تحقیق	۱۵۵ تا ۱۶۰	اس مقالے میں تحقیق و ادبی تحقیق کے بنیادی مباحث کا جائزہ لیا گیا ہے اور اس بات کا پرچار کیا گیا ہے کہ تحقیق اس سائنسی عمل کا نام ہے جس کے ذریعے مسائل کے قابلِ اعتبار حل تک پہنچا جاتا ہے۔ اس میں منصوبہ بندی اور باضابطہ طریقے سے معلومات کو جمع کیا جاتا ہے، ان کا تجزیہ کیا جاتا ہے اور پھر ان کی توجیہہ و تعبیر کی جاتی ہے۔ یہ ایک ایسی سر گرمی ہے جو معاملات کی تصدیق و تردید اور ان کی تعبیر و تشریح کا کام انجام دیتے ہوئے انسانی ترقی و کامرانی کے لیے زینے کا درجہ رکھتی ہے۔ یوں تحقیق کو علم میں اضافے کی خاطر موجود لیکن پوشیدہ حقائق کی فن کارانہ تلاش سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔	تحقیق، ادبی تحقیق، اردو تحقیق، تحقیق کے مراحل
شاہین، روبینہ / زیب، سکندر	افسانہ "بڑے گھر کی بیٹی" کا کرداری مطالعہ	۲۴۳ تا ۲۴۷	ترقی پسند تحریک کے بانی منشی پریم چند کا شمار اردو ادب کے نمائندہ اور عہد ساز افسانہ نگاروں میں کیا جاتا ہے جنھوں نے تقریباً پونے تین سو افسانے تحریر کیے۔ ان کے افسانوں کی نمایاں خاصیت ان کے ارتقا پذیر کردار ہیں جن کے ذریعے وہ معاشرے کی تادیب و اصلاح کا کام سر انجام دیتے ہیں۔ انھی کرداروں میں ایک آنندی ہے جو "بڑے گھر کی بیٹی" کا مرکزی و محوری کردار ہے۔ یہ کردار نو آبادیاتی طرزِ خیال کی ضد ہے جس کا تنقیدی مطالعہ اس مقالے کا مقصد ہے۔	پریم چند، ترقی پسند تحریک، ترقی پسند افسانہ، بڑے گھر کی بیٹی، آنندی
شعیب، محمد	جاگے ہیں خواب میں: فنی و تجزیاتی مطالعہ	۱۴۵ تا ۱۵۴	یہ مقالہ اکیسویں صدی کے ایک معروف ناول جاگے ہیں خواب میں کا فنی اور تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے، جو اختر رضا سلیمی نے تحریر کیا ہے۔ یہ ناول سات ابواب میں منقسم ہے جن میں ناول کے عنوان کی نسبت سے تمام فنی عنوانات میں بھی خواب اور اس کے متعلقات کا ذکر موجود ہے۔ اسے ایک تاریخی ناول بھی قرار دیا جاسکتا ہے کیوں کہ اس میں آثارِ قدیمہ کے ساتھ ساتھ	جاگے ہیں خواب میں، اختر رضا سلیمی، اردو ناول

			تاریخی واقعات کو بھی تسلسل سے بیان کیا گیا ہے تاہم دلچسپ موضوع، منفرد کہانی، جان دار مکالموں، خوب صورت مناظر اور زبان و بیان کی دل کشی بھی نہ صرف ناول کی انفرادیت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں بل کہ اکیسویں صدی کے آغاز میں ہی اردو ناول نگاری کی تاریخ میں ایک قابل قدر اضافہ بنا دیتے ہیں۔	
شہناز، روبینہ/سعید، انیلا	تہذیب وتمدن: تعریف اور ارتقا	۳۹۷ تا ۴۰۹	تہذیب، تمدن اور ثقافت کے الفاظ اردو میں کلچر اور سویلائزیشن کے ترجمے کے طور پر رائج ہیں۔ بہ طور اصطلاح ان کی تعریف اور اردو تراجم کے ضمن میں بہت سے مسائل موجود ہیں۔ ماہرین بشریات بھی تہذیب وتمدن کی کوئی جامع تعریف پیش کرنے سے قاصر رہے ہیں۔ لہٰذا ابہام کی دھند میں لپٹی مذکورہ اصطلاحات سے وابستہ گوناگوں مسائل کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کے لیے زیرِ نظر مضمون میں ماہرین کی بیان کردہ تعریفوں اور ان کی آرا کی مدد لی گئی ہے جس کا بنیادی مقصد ان اہم اصطلاحات کو مناسب طور پر سمجھنا ہے۔	ثقافت، تہذیب، تمدن، کلچر، سویلائزیشن، ادبی اصطلاحات
صفی، محمد سفیان/صادق، محمد	پہاڑی اور ہندکو: ایک زبان کے دو لہجے	۶۳ تا ۷۷	پیشِ نظر مقالے میں مقالہ نگار نے ہندکو اور پہاڑی زبان کو ایک ہی زبان کے دو مختلف نام یا لہجے قرار دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ پہاڑی زبان اگرچہ آزاد کشمیر کے ایک بڑے حصے میں بولی جانے والی زبان ہے اور کئی لہجوں میں منقسم ہے تاہم اس کا لسانی نظام، تاریخی اور تہذیبی پس منظر اور زبان کے تمام لہجے ہزارہ میں بولی جانے والی ہندکو سے بہت مشابہت رکھتے ہیں لیکن بہت سے محققین نہ صرف پہاڑی زبان کو ہندکو زبان سے ایک بالکل الگ زبان قرار دینے پر مصر ہیں بل کہ پہاڑی زبان کا تذکرہ کرتے وقت ہندکو کو سرے سے زیرِ بحث ہی نہیں لاتے۔ جب کہ صرف لہجے کے فرق یا دس پندرہ فیصد الفاظ کے اختلاف سے کسی زبان کو دو الگ زبانیں قرار نہیں دیا جاسکتا۔	ہندکو زبان، پہاڑی زبان، لسانیات، پہاڑی اور ہندکو کا اشتراک
عالم، ظہور	فیض کی غزل میں ترقی پسند عناصر	۳۶ تا ۴۶	ترقی پسند تحریک کا آغاز ۱۹۳۶ء میں ہوا اور اس سے وابستہ شعرا نے "ادب برائے زندگی" کا نعرہ لگا کر معاشرے اور اس سے متعلق تمام موضوعات کو مشقِ سخن بنایا لیکن غزل کے بجائے نظم کو توانائی بخشی کیوں کہ وہ تنگنائے غزل کو عیب سمجھتے اور ترقی پسند نظریات کے بیان کو رکاوٹ خیال کرتے تھے تاہم انھی میں سے ایک شاعر فیض احمد فیض نے نہ صرف غزل کی روایت کا از سرِ نو جائزہ لیا بل کہ غزل کی ان لفظیات کو اپنے اظہار کا ذریعہ بنایا جسے بہت سے ترقی پسند رد کر چکے تھے لیکن انھوں نے پرانی لفظیات، علامات اور استعارات کو نئے قالب میں ڈھال کر اپنی غزل کو بھی ترقی پسندیت کا ترجمان بنا دیا۔ زیرِ نظر مقالہ اسی حوالے سے فیض کی غزل کا جائزہ پیش کرتا ہے۔	فیض احمد فیض، ترقی پسند تحریک، ترقی پسند غزل، نسخہ ہائے وفا
عباس، محمد/	طنز ومزاح:	۸۹	طنز سے مراد طعنہ، ٹھٹھہ، تمسخر یا رمز ہے۔ جب کہ مزاح سے مراد خوش طبعی،	طنز ومزاح، طنز

بوستان، محمد طاہر	بنیادی مباحث کی روشنی میں	تا ۹۲	مذاق یا ظرافت ہے۔ بحیثیت مجموعی یہ زندگی کی ناہمواریوں کے اس ہمدردانہ شعور کا نام ہے جس کا فن کارانہ اظہار ممکن ہو۔ جس طرح ہر صنف کے کچھ نہ کچھ مقاصد ہوتے ہیں اسی طرح طنز و مزاح کے بھی کچھ مقاصد اور آداب ہیں۔ حقیقی مزاح نگار وہی ہوتا ہے جو معاشرے کے معمولی واقعات میں سے بھی زندگی کی ناہمواری اور غیر ہم آہنگی کو اس انداز سے محسوس کرے کہ وہ خود بھی اس سے لطف اٹھائے اور دوسروں کو بھی اپنے ساتھ شریک کرے اور پھر اسے اتنے جان دار انداز سے پیش کرے کہ ہر فرد اسے اپنے معاشرے کا آئینہ سمجھنے لگے۔ یوں طنز و مزاح آفاقیت کے ساتھ فکر و فلسفہ کا حامل بھی ہو جاتا ہے۔ اس مقالے میں انھی نکات کو مدنظر رکھ کر طنز و مزاح کے عمومی مباحث بیان کیے گئے ہیں۔	ومزاح کے مقاصد، اصناف ادب، اردو طنز و مزاح
عبدالخالق	منٹو کے کرداروں کا نفسیاتی مطالعہ	۲۳۵ تا ۲۴۲	نفسیات ایک ایسا علم ہے جو کسی فرد کے کردار کا سائنسی مطالعہ اس کے ماحول میں کرتا ہے۔ ادب اور نفسیات کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جدید نفسیات کے بانیوں فرائیڈ اور ژونگ کے علاوہ دیگر اہم ترین نفسیات دانوں ایڈلر اور ارنسٹ جونز نے بھی تخلیق اور تخلیق کار کی تفہیم کے لیے نفسیات سے بہ طور خاص مدد لیتے ہوئے ادبی تنقید کے معیار کو انقلاب سے روشناس کرایا اور مغربی تنقید میں نئے رجحان متعارف کروائے ہیں۔ مغربی ادیبوں سے متاثر ہو کر اردو ادب میں بھی اس نوع کے تجربات سامنے آئے جن کی کارفرمائی سعادت حسن منٹو کے ہاں بھی دیکھی جا سکتی ہے۔ اگر ان کے کرداروں کا مطالعہ کرتے ہوئے فرائیڈ کو پیش نظر رکھا جائے تو تحلیل نفسی کے بہت سے نکات عیاں ہو جاتے ہیں۔ منٹو کے افسانوں کی اسی خاصیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس مقالے میں ان کے کرداروں کا نفسیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	سعادت حسن منٹو، اردو افسانہ، نفسیات، فرائیڈ، منٹو کے کردار
عثمان، محمد	سیف الدین سیف کی غزل کف گل فروش کے خصوصی تناظر میں	۱۷۲ تا ۱۸۱	سیف الدین سیف پاکستانی غزل کا ایک اہم نام ہے۔ ان کا شاعرانہ سفر ۱۹۴۰ء سے ۱۹۹۰ء تک پھیلا ہوا ہے۔ انھوں نے فلمی دنیا سے وابستگی کی بنا پر گیت بھی تحریر کیے لیکن ان کے تخلیقی اذہان میں ایک پختہ غزل گو شاعر کی حیثیت غالب رہی جس کا بھرپور اظہار ان کی غزل میں نظر بھی آتا ہے۔ دراصل وہ ایک ایسے ماحول کے ساختہ پرداختہ تھے جو شعری اظہار کے لیے کافی موزوں تھا۔ لٰہذا انھوں نے کم عمری میں ہی نظم و غزل دونوں میں طبع آزمائی کا آغاز کر دیا تھا۔ ان کے اوّلین شعری مجموعے خم کاکل اور اندیشہ ہائے دور و دراز کے عنوان سے شائع ہوئے تاہم زیر نظر مقالے میں ان کی غزلوں کے مجموعے کف گل فروش کے تناظر میں ان کی شاعری کا جائزہ لیا گیا ہے۔	سیف الدین سیف، اردو غزل، خم کاکل، اندیشہ ہائے دور و دراز، کف گل فروش

عزیز، شازیہ	مولوی عبدالحق اور اردو کا دفاع (خطبات عبدالحق کی روشنی میں)	۳۴۰ تا ۳۴۷	بابائے اردو مولوی عبدالحق اور اردو زبان کا تعلق محتاج بیان نہیں۔انھوں نے عملی طور پر اردو زبان کے فروغ کے لیے ناقابلِ فراموش خدمات سرانجام دیں۔ انھی خدمات کی وجہ سے ان کی شخصیت اور اردو زبان ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہو گئیں۔ اردو کی ترقی و ترویج کے لیے انھوں نے خلوص و صداقت سے اپنے مشن کو جاری رکھا اور اس راہ میں جتنی بھی مشکلات پیش آئیں انھوں نے ان کا صبر واستقامت سے مقابلہ کیا۔یوں انھوں نے اردو زبان کو مضبوط بنیاد فراہم کر کے اس کا مستقبل روشن کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔اس مقالے میں خطبات عبدالحق کے تناظر میں اردو زبان وادب کی ترویج و اشاعت اور استحکام و دفاع کے سلسلے میں مولوی صاحب کی خدمات کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔	مولوی عبدالحق، اردو زبان، بابائے اردو، خطبات عبدالحق، دفاعِ اردو
علی، سلمان / قاضی، فرحانہ	اقبال کے فلسفہ جہاد کے ابتدائی خدوخال	۴۵۷ تا ۴۷۶	علامہ محمد اقبال کے فلسفوں میں سب سے زیادہ اہمیت ان کے ''تصورِ خودی'' کو حاصل ہے۔ یہ ان کی شاعری میں ایک تصور جہاد بھی ہے کیوں کہ خودی کا فلسفہ اپنے اندر جو امکانات رکھتا ہے اس کا ایک زاویہ خیر وشر کی جنگ ہے، جو آگے چل کر اقبال کی شاعری میں ایک نئی شکل میں صورت پذیر ہوتا ہے لیکن ان کے ابتدائی دور میں بھی اس کے دھندلے نقوش مل جاتے ہیں۔ اسی کے استحکام کے سلسلے میں اقبال جس جہدِ پیہم کی بات کرتے ہیں وہ حوادث زمانہ کے ساتھ جنگ آزمائی ہی ہے۔یہی اقبال کا تصورِ جہاد ہے جسے اس مقالے کا موضوع بنایا گیا ہے۔	علامہ محمد اقبال، تصور جہاد، تصورِ خودی، فلسفۂ جہاد، بانگِ درا
علی، محمد	میراجی کی شاعری میں نفسیاتی الجھنیں فرائیڈ کے نظریۂ تحلیل نفسی کی روشنی میں	۱۹ تا ۲۷	جدید اردو نظم کے حوالے سے ایک نمایاں نام میراجی کا بھی ہے جنھوں نے اردو شاعری اور خصوصاً اردو نظم میں بے شمار موضوعاتی اور ہیئتی تجربات کیے لیکن انھیں وہ مقام نہیں دیا گیا جو ان کے معاصر شعرا کو حاصل رہا۔ اس کی ایک نمایاں وجہ یہ ہے کہ انھیں ہمیشہ موردِ الزام ٹھہرایا گیا کہ ان کی شاعری جنسی غلاظت پر مبنی ہے اور اس میں کوئی مقصدیت یا پیغام پوشیدہ نہیں۔ چناں چہ اس الزام کے رد و قبول کے لیے ان کی شخصیت اور شاعری کا تحلیل نفسی کی رو سے مطالعہ کرنا از حد ضروری ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں مقالہ نگار نے اسی حوالے سے ان کے ہاں نفسیاتی اُلجھنوں کی تلاش کی سعی کی ہے۔	میراجی، جدید اردو نظم، سگمنڈ فرائیڈ، تحلیل نفسی
علی، واجد	کلام اقبال میں افکار غزالی کا پرتو	۳۷۳ تا ۳۸۷	مفکرین اسلام اور فلسفۂ اسلامی میں ایک بڑا اور منفرد نام حجۃ الاسلام ابو حامد محمد بن احمد الغزالی کا ہے۔ آپ کے افکار کی بنا پر علامہ محمد اقبال کو آپ سے بے پناہ محبت اور عقیدت تھی۔ انھوں نے اپنے کلام اور اپنے افکار میں جابجا الغزالی کے علمی کارناموں اور دین اسلام کے لیے ان کی خدمات کو موضوع بنایا ہے۔ اس	علامہ محمد اقبال، ابو حامد محمد بن احمد الغزالی، اقبال اور

			کے علاوہ دونوں میں یہ مماثلت بھی ہے کہ دونوں حقیقت کے متلاشی ہیں اور حقائق تک رسائی میں کسی بھی چیز کا اثر ان کی حقیقت پسندی میں سد راہ نہیں بن سکتا۔ انھی نکات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اس مضمون میں کلام اقبال میں امام غزالی کے افکار کا پرتو تلاش کرنے کی سعی کی گئی ہے۔	الغزالی، کلیاتِ اقبال، احیاء العلوم، کیمیاے سعادت
فاطمہ، صدف	اردو کی پہلی خاتون منظوم سفر نامہ نگار: شاہدہ لطیف	۱۸۶ تا ۱۹۴	شاہدہ لطیف معروف شاعرہ اور ادیبہ ہیں۔ آپ نظم و غزل کہنے میں خاص مہارت رکھتی ہیں اور آپ کی شاعری کے کئی مجموعے زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکے ہیں۔ آپ کی صحافتی خدمات بھی محتاج بیان نہیں۔ علاوہ ازیں آپ نے ناول بھی تحریر کیے اور ایک سفر نامہ نگار کے طور پر بھی سامنے آئیں اور اردو کی اولین خاتون منظوم سفر نامہ نگار کہلائیں۔ آپ کا پہلا منظوم سفر نامہ برف کی شہزادی ہے جو ۲۰۰۴ء میں طبع ہوا۔ یہ پیرس کا سفر نامہ ہے جسے آپ نے ۱۲۶ عنوانات کے تحت بیان کیا ہے۔ اس مقالے میں اسی سفر نامے کے حوالے سے آپ کی سفر نامہ نگاری کا جائزہ لیا گیا ہے۔	شاہدہ لطیف، اردو سفر نامہ، منظوم سفر نامہ، برف کی شہزادی، پیرس
قرنی، محمد اویس	"ڈپٹی نذیر احمد کی کہانی": فرحت اللہ بیگ اور خاکہ نگاری کے لوازمات	۲۱۹ تا ۲۳۴	اس مقالے میں مرزا فرحت اللہ بیگ کے معروف خاکے "ڈپٹی نذیر احمد کی کہانی، کچھ ان کی کچھ میری زبانی" کا خاکہ نگاری کے اصولوں کے مطابق جائزہ لیا گیا ہے۔ مقالہ نگار کے نزدیک جب فرحت نے ڈپٹی نذیر احمد کا خاکہ لکھا تو خاکہ نگاری کی اصطلاح، معیار، ساخت اور مزاج پر مباحث کا سلسلہ چل نکلا اور بہت سے ایسے نکات زیرِ بحث آئے جن پر پہلے کبھی توجہ نہیں دی گئی۔ اسی کی بنیاد پر خاکہ نگاری کے نئے سانچے مرتب ہوئے لیکن ان تمام سانچوں میں فرحت اللہ بیگ کے خاکے کو مد نظر رکھا گیا۔ اگرچہ ان میں سے بہت سی باتوں کو بعد میں خالی گردانا گیا لیکن اس بات سے انکار نہیں کہ خاکہ نگاری میں اوّلیت کا تاج فرحت اللہ بیگ کے ہی سر ہے۔	فرحت اللہ بیگ، ڈپٹی نذیر احمد، اردو خاکہ نگاری، ڈپٹی نذیر احمد کی کہانی، کچھ ان کی کچھ میری زبانی
گل، حسین	اقبال دشمنی۔ ایک مطالعہ کا تحقیقی جائزہ	۲۴۸ تا ۲۵۷	اردو ادب میں علامہ محمد اقبال کا بڑا مقام ہے جس کی وجہ سے ابتدا ہی سے اقبال شناسی کی روایت ملتی ہے لیکن اقبال شناسی کے ساتھ ساتھ اکثر مقامات پر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض حضرات نے اقبال کی مخالفت میں مضامین و کتب شائع کر کے اقبال دشمنی کی بنیاد رکھی جو اقبال سے بد دیانتی اور بغض و عناد کی عکاس ہیں۔ ڈاکٹر ایوب صابر نے ان تمام مضامین و کتب کے حوالے سے معاشرے کے مختلف طبقات میں اقبال کے لیے حسد کو محسوس کیا اور ایم۔ فل کے لیے "اقبال پر معاندانہ کتب کا جائزہ" کے عنوان سے مقالہ تحریر کیا۔ یہ مقالہ ۲۰۰۸ء میں اقبال دشمنی۔ ایک مطالعہ کے عنوان سے شائع ہوا۔ زیرِ نظر مقالے میں اسی کتاب کا تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔	علامہ محمد اقبال، ڈاکٹر ایوب صابر، اقبال دشمنی۔ ایک مطالعہ، اقبال پر معاندانہ کتب کا جائزہ

محمود، شوکت	مولانا محمد حسین آزاد: ایک صاحبِ طرز انشا پرداز آبِ حیات کی روشنی میں	۷۸ تا ۸۳	مولانا محمد حسین آزاد اردو نثر کے عناصر خمسہ میں اپنی بے مثل انشاپردازی کے باعث شامل ہوئے۔ انھوں نے اردو نثر کو نئی کلاسیکی خو، نئے رنگ ڈھنگ اور نئے سلیقے اور ذائقے سے روشناس کیا۔ ان کے اسلوبِ تحریر میں عربی کا وقار، فارسی کی لطافت، ہندی کی مٹھاس اور انگریزی کی مدعانگاری سبھی کچھ ہے۔ سطح اور موضوع کے فرق کے باوجود آزاد کی نثر نگاری کی خاص چھاپ ان کی ہر کتاب میں صاف طور پر دیکھی جاسکتی ہے۔ بالخصوص آبِ حیات میں ان کا قلم ایک رنگین بیان محقق اور نقاد کا قلم ہے جس میں تصویریت، استعاریت، تمثیلیت، ڈرامائیت اور تجسیم اپنے جوہر دکھاتے اور تحریر کو زیادہ دلچسپ، مؤثر اور خوب صورت بنا کر پیش کرتے ہیں۔ زیرِ نظر مقالے میں اسی خصوصیت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے آبِ حیات کے حوالے سے آزاد کی انشاپردازی کا جائزہ لیا گیا ہے۔	مولانا محمد حسین آزاد، اردو تذکرہ، آبِ حیات، آزاد کی انشا پردازی
ہارون، ثنا	اردو صحافت اور فنِ خبر نویسی	۱۰۳ تا ۱۱۳	دورِ جدید میں اردو صحافت کی اہمیت اور افادیت سے انکار ممکن نہیں۔ موجودہ صحافت انسانوں کی مذہبی، تہذیبی، سیاسی، سماجی اقدار، عوامی جذبات و احساسات اور تازہ ترین صورتِ حال کی ترجمانی کرتے ہوئے نظر آتی ہے۔ یہ قوم و ملت کی خدمت کا اہم فریضہ ہے۔ عوام الناس کو ہر قسم کی صورتِ حال سے باخبر رکھنا صحافت کی اہم ترین ذمہ داری ہے لیکن اس میں بھی سب سے اہم، لازم اور بنیادی جز خبر نویسی کا فن ہے جو احتیاط کا متقاضی ہے۔ پیشِ نظر مقالے میں انھی نکات کو مد نظر رکھتے ہوئے اردو صحافت اور خبر نویسی کے فن پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔	اردو صحافت، جرنلزم، عوامی صحافت، معیاری صحافت، زرد صحافت، خبر نویسی
وددو، طارق	اکیسویں صدی کی اردو نظم پر دہشت گردی کے اثرات کا تحقیقی جائزہ	۲۸۶ تا ۳۰۰	اکیسویں صدی کے آغاز پر ہی دنیا ایک ہول ناک المیے سے دوچار ہوئی جسے دہشت گردی کا نام دیا جاتا ہے۔ اس المیے نے جہاں دنیا کی تمام زبانوں کے ادب پر اپنے اثرات ثبت کیے وہیں اردو ادب سے وابستہ شعرا نے بھی اس سے ملنے والے زخموں کو اپنی روح میں محسوس کیا اور اپنی تخلیقات میں اس کا اظہار کر دیا۔ یوں اس سرزمین پر دہشت گردی سے پیدا شدہ اندوہ ناک داستانوں کو ہمیشہ کے لیے محفوظ کر لیا گیا۔ ان محفوظ کرنے والوں میں شاعر اشرف، امجد اسلام امجد، حسن عابدی، زہرہ نگاہ، کشور ناہید، فرحت نواز، نگہت یاسمین، احمد ناصر، روش ندیم اور شاہ نواز زیدی وغیرہ کے نام لیے جاسکتے ہیں جن کی نظموں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اس مقالے میں اردو نظم پر دہشت گردی کے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔	اکیسویں صدی، اردو نظم، جدید نظم، دہشت گردی، ۹/۱۱، امریکہ، ورلڈ ٹریڈ سنٹر
ورک، فرحت	منیر نیازی کا	۱	منیر نیازی کا شمار جدید شاعری کے ان شعرا میں ہوتا ہے جنھوں نے نہ صرف	منیر نیازی،

جبین	تصور عورت اور سماجی حدود	تا ۱۸	جدید موضوعات کو اپنی شاعری میں جگہ دی بل کہ کلاسیکی عہد کے موضوعات سے بھی استفادہ کیا۔ انھی موضوعات میں سے ایک عورت کے حسن اور خوب صورتی کا بیان ہے۔ ان کے ہاں عورت اور فطرت کے مجموعے سے حسن تشکیل پاتا ہے۔ وہ عورتوں کے مختلف روپ بیان کرتے ہیں اور انھیں رونق سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ بین کرتی عورتوں کو بھی رونق کا موجب قرار دے کر اپنی نظموں میں ایک نئی معنویت پیدا کرتے ہیں۔ زیرِ نظر مقالے میں اسی تناظر میں منیر نیازی کی شاعری کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔	جدید اردو شاعری، منیر نیازی کا تصور عورت، کلیات منیر
ولی، احمد	ابوالکلام آزاد کی ادبی و علمی جہات	۴۱۰ تا ۴۱۷	مولانا ابوالکلام آزاد کا شمار اردو کے بہترین ادبا، مقررین، مفکرین، عالم دین اور اپنے عہد کی نابغہ روزگار شخصیات میں کیا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو ان کی زندگی مختلف اور متنوع حیثیتوں میں بٹی ہوئی ہے جن میں سے دو نمایاں جہات شعر گوئی اور صحافت ہیں۔ شعر گوئی کے شوق نے انھیں بعض ایسی شخصیات، جماعتوں اور تحریکوں سے متعارف کروایا جن کی صحبتوں اور مطالعے نے ان کی زندگی یکسر بدل دی۔ جب کہ صحافت کے ذریعے انھوں نے اپنی اسلام اور مسلمانوں سے محبت کو عام کرنے کی سعی کی۔ اس مقالے میں مولانا کی انھی دونوں جہات سے بحث کی گئی ہے۔	مولانا ابوالکلام آزاد، الہلال، اردو صحافت، غبار خاطر، البلاغ، المصباح
یوسف زئی، اباسین	غنی خان کی اردو نثر نگاری	۳۱۰ تا ۳۱۷	غنی خان صاحبِ طرز انشا پرداز ہونے کے ساتھ ساتھ ایک شاعر، مصور اور مجسمہ ساز بھی ہیں۔ وہ اپنی تمام تخلیقات میں ایک فلسفی، مفکر اور متصوف کی حیثیت سے ابھرتے ہیں۔ انھوں نے شاعری کے لیے پشتو زبان کو چُنا، نثر کے لیے اردو اور انگریزی کا انتخاب کیا اور کبھی رنگوں اور مٹی میں اپنے جذبات اور خیالات کو ڈھالا۔ ہر جگہ انھوں نے ایسے جواہر پارے پیش کیے جو اپنی مثال آپ ہیں۔ اس مقالے میں مصوری اور مجسمہ سازی سے قطع نظر ان کے منثور اور منظوم فن پارے کے، جو ادب عالیہ کا حصہ بن چکے ہیں، متعلق اظہار خیال کیا گیا ہے۔	غنی خان، اردو نثر نگاری، پٹھان، خان صاحب، The Pathans
یوسف زئی، الطاف/یوسف، اسما	رضا علی عابدی کی سفر نامہ نگاری: ایک جائزہ	۹۳ تا ۱۰۳	اردو ادب میں رضا علی عابدی ایک الگ اور منفرد سفر نامہ نگار کے طور پر ابھرے۔ ان سے قبل دو طرح کے سفر نامہ نگار سامنے آئے۔ ایک وہ جو دنیا دیکھنے کی دھن میں گھر سے نکلے اور واپسی پر سفر نامہ لکھ ڈالا اور دوسرے وہ جو کسی تعلیمی، مذہبی یا سرکاری فرائض کی بجاآوری کے لیے کسی ملک گئے اور اپنی یادداشتوں کو مرتب کر کے سفر نامہ تحریر کیا۔ جہاں تک رضا علی عابدی کی سفر نامہ نگاری کا تعلق ہے تو بی۔ بی۔ سی۔ لندن کی اردو سروس میں دستاویزی پروگراموں کی تیاری کے سلسلے میں رضا علی عابدی نے کسی مہم جو کی طرح مختصر	رضا علی عابدی، اردو سفر نامہ، جرنیلی سڑک، شیر دریا، جہازی بھائی، ریل کہانی

			مدت میں پاک وہند کے مختلف مقامات کے دورے کیے جس کے نتیجے میں ان کے چار سفرنامے جرنیلی سڑک، شیر دریا، جہازی بھائی اور ریل کہانی منظرِ عام پر آئے۔ زیرِ نظر مقالہ انھی سفرناموں کے حوالے سے ان کی سفرنامہ نگاری کا جائزہ پیش کرتا ہے۔	
یوسف، محمد	سرریلزم اور جدید اردو شاعری میں اس کے خدوخال	۴۳۰ تا ۴۳۶	۱۹۱۴ء میں فرانسیسی شاعری میں ڈاڈاازم کا نظریہ اور تحریک وجود میں آئی جو انفرادی خودنمائی اور خودپسندی کے جذبے سے پیدا ہوئی تھی۔ چوں کہ یہ ہر چیز سے بغاوت کی حامل تھی اس لیے بہت سے فرانسیسی شعرا نے اس سے الگ ہو کر سرریلزم کا آغاز کیا جس نے عالمی ادب پر اپنے اثرات مرتب کیے لیکن جہاں تک اردو شاعری کا تعلق ہے اس میں سرریلزم سے متعلق رجحانات کسی ایک شاعر کے ہاں نہیں ملتے البتہ کچھ شاعروں کے ہاں اس کی جھلکیاں دکھائی دیتی ہیں جن میں افتخار جالب، جیلانی کامران، انیس ناگی، سلیم الرحمٰن، زاہد ڈار، احمد مشتاق اور منیر نیازی کے نام لیے جا سکتے ہیں۔ زیرِ نظر مقالے میں انھی شعرا کے حوالے سے اردو شاعری میں سرریلزم کے خدوخال تلاش کرنے کی سعی کی گئی ہے۔	سرریلزم، ادبی تحریک، جدید شاعری، افتخار جالب، جیلانی کامران، انیس ناگی، سلیم الرحمٰن، منیر نیازی

دریافت: ۱۶(۲۰۱۶ء)

مدیران: روبینہ شہناز/صوبیہ سلیم، شعبۂ اُردو، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
ارم، شازیہ	مذاہب کی تشکیل اور فکری اثرات	۱۲۸ تا ۱۳۴	مذہب انسانی زندگی میں ہمیشہ بہت اہم رہا ہے۔ انسان کی آمد کے ساتھ ہی سماوی مذاہب بھی نازل ہوئے۔ سماوی مذاہب کے ساتھ ساتھ ہر علاقے میں کوئی نہ کوئی زمینی مذہب موجود تھا۔ جہاں کہیں بھی مذہب میں کسی نوعیت کا ارتقا عمل میں آیا وہاں پر تاریخی ارتقا کے سلسلے میں ابتدائی انسان نے دیگر شعبوں میں اپنی عقل اور ذہانت کا مظاہرہ کیا۔	سماوی مذاہب، کنفوشش، گوتم بدھ، افلاطون، زینو، اصلاحِ دین
ازہر، محمد نوید	پاکستانی غزل میں ارفع جذباتِ عشق کی ترجمانی	۶۹ تا ۷۶	دیگر مابعد الطبیعیاتی عناصر کی طرح عشق کا عنصر بھی تصوف کے راستے غزل میں داخل ہوا۔ صوفیا نے انسان کی تربیت و اصلاح اور روحانی ترقی کے لیے محبتِ الٰہی کو ضروری قرار دیا۔ وحدت الوجود کے حامیوں کے نزدیک مجاز حقیقت کا پل ہے۔ وحدت الوجود کا موضوع شعری روایت میں اس قدر جذب ہو چکا ہے کہ پاکستانی غزل میں بھی اس کی بازگشت سنائی دیتی ہے، جو اس مقالے کی تحریر کا مقصد ہے۔	پاکستانی غزل، وحدت الوجود، وحدت الشہود، عبدالحمید عدم، حفیظ ہوشیار پوری، احمد ندیم قاسمی
افراہیم، صغیر	بھوپال، والیانِ بھوپال اور سلطان جہاں بیگم کے مرشد کا حجرہ یا مقبرہ	۹۸ تا ۱۰۴	اس مقالے میں بھوپال، والیانِ بھوپال اور سلطان جہاں بیگم کے مرشد مولوی ضیا الدین کا تذکرہ شامل ہے۔ مولوی ضیاالدین سے نواب صدیق حسن، شاہ جہاں بیگم اور خاص طور سے سلطان جہاں بیگم دینی معاملات میں مشورہ کیا کرتی تھیں۔ مقالہ نگار نے تاریخ اور روایات کو مد نظر رکھتے ہوئے سوال اٹھایا ہے کہ مولوی ضیاالدین کا حجرہ مقبرہ کے نام سے کس طرح منسوب ہوا یہ امر توجہ طلب ہے۔	والیانِ بھوپال، سلطان جہاں بیگم، مولوی ضیا الدین، تاریخِ فرماں روایانِ بھوپال، رابعہ سلطان
امتیاز، مشتاق احمد	اردو، فارسی محاورات وضرب الامثال، معانقہ واتصال	۱۵۶ تا ۱۶۴	اردو ایک مخلوط زبان ہے جس کی تشکیل و تکمیل میں کئی زبانوں کا ہاتھ ہے اور ان میں سے ایک اہم زبان فارسی ہے۔ اردو شاعری میں فارسیت کا اتنا عمل دخل ہے کہ بعض اصناف کا براہِ راست تعلق فارسی سے ہے۔ اس مقالے میں چند ایسے محاورات اور ضرب الامثال پیش کیے گئے ہیں جو فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں مشترک ہیں۔ مقالے میں شامل محاورات اور ضرب الامثال شعرا کے کلام سے لی گئی ہیں۔	اردو زبان، فارسی زبان، اردو و فارسی محاورات، مرزا غالب، داغ دہلوی، فارسی و اردو تراکیب
بٹ، محمد	اردو تنقید قیام	۲۷۲	تقسیمِ ہند برصغیر کی تاریخ کا سب سے اہم واقعہ تھا۔ اس واقعہ نے زندگی کے	اردو تنقید، ترقی

افضال	پاکستان کے بعد (ایک جائزہ)	تا ۲۸۱	دیگر شعبوں کے ساتھ ساتھ اردو ادب اور تنقید پر بھی گہرے اثرات مرتب کیے۔ محمد حسن عسکری نے اپنے نقطۂ نظر میں پاکستانی ادب میں اسلامی تصورات کی ضرورت پر زور دیا۔ حلقۂ ارباب ذوق کے ادبا کا مقصد صرف ادب کی خدمت تھا۔ چناں چہ انھوں نے معیاری ادب تخلیق کیا اور ساتھ ساتھ تنقیدی بصیرت کو بھی وسعت دی۔	پسند تنقید، محمد حسن عسکری، اسلامی ادب کی تحریک، حلقۂ اربابِ ذوق، میرا جی
بلوچ، اصغر علی	تلوک چند (محروم) کی شاعری میں اخلاقی رجحانات	۲۰ تا ۲۴	محروم جس زمانے میں پیدا ہوئے وہ اردو شاعری کا عبوری دور تھا۔ ایک طرف روایتی شاعری اور دوسری طرف حالی کے زیرِاثر قومی، اصلاحی اور نیچرل شاعری کا دور دورہ تھا۔ انھوں نے جدید شاعری کی راہ اپنائی اور حالی کی ڈگر پر چلتے ہوئے سماجی، قومی، سیاسی اور اصلاحی شاعری کی طرف راغب ہوئے۔ ان کی نیچرل رنگ کی نظمیں بلند پایہ اور اعلیٰ درجے کی حامل ہیں۔ ان کے ہاں فطرت کی عکاسی کے پس منظر میں بھی حبِ وطن کا جذبہ نمایاں ہے۔	تلوکِ چند محروم، مخزن، اصلاحی شاعری، معاصرینِ اقبال، گنجِ معانی، نکات شیکسپیئر
پروین، بشریٰ	پاکستانی جدید ادب کے عکاس دو ناول: خوشیوں کا باغ اور دیوار کے پیچھے	۲۰۶ تا ۲۱۶	اس مقالے میں دو اردو ناولوں خوشیوں کا باغ اور دیوار کے پیچھے کا پاکستانی جدید ادب کے حوالے سے تجزیہ کیا گیا ہے۔ مقالہ نگار کے مطابق جدید ادب کے تحت لکھے جانے والے ان ناولوں کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ ناول ہمیشہ معاشرتی اور سماجی حالات سے متاثر ہو کر ہی لکھا جاتا ہے۔ ادیب اپنے ارد گرد ہونے والی سیاسی و معاشی اور معاشرتی تبدیلیوں کو دیگر لوگوں کی نسبت زیادہ محسوس کرتے ہیں اور اپنی تخلیقات کے ذریعے ظلم و ستم اور ناانصافی کے خلاف سراپا احتجاج بن جاتے ہیں۔	پاکستانی جدید ادب، اردو ناول، خوشیوں کا باغ، دیوار کے پیچھے، انیس ناگی، انور سجاد
توصیف، عامرہ	صنفِ ادب کی حیثیت سے ''فیری ٹیل'' کا مقام: اردو اور یورپی ادب کے تقابلی تناظر میں	۲۴۳ تا ۲۵۸	یورپی ادب میں فیری ٹیل کو ایک علیحدہ صنفِ ادب تصور کیا جاتا ہے اور اسی حوالے سے اس کے مطالعے کے دوران محققین اور ناقدین اس نتیجے پر پہنچے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ کون سے عناصر ہیں جو فیری ٹیل کو دیگر کہانیوں سے مختلف بناتے ہیں۔ اردو ادب میں تاحال فیری ٹیل بطور صنف موجود نہیں ہے، صرف دیومالائی کہانی کی اصطلاح ہے جو فیری ٹیل سے مفہوماتی مماثلت رکھتی ہے لیکن یہ اس کا موزوں ترین متبادل نہیں ہے۔	اردو ادب، یورپی ادب، فیری ٹیل، دیومالائی کہانی، سندھ باد جہازی، علی بابا چالیس چور
حسین، بابر	کلامِ اقبال میں عشقِ رسولؐ کے نظریاتی اور جمالیاتی پہلو	۹۱ تا ۹۷	اقبال کو حضورؐ سے والہانہ عشق رہا، وہ جذبۂ عشق کو نہ صرف نجات کا ذریعہ بلکہ بہترین زندگی گزارنے کے لیے لازم قرار دیتے ہیں۔ عشقِ رسولؐ ہی اقبال کا تصورِ حیات ہے۔ وہ اپنے جذبۂ عشقِ رسولؐ کی بدولت کبھی کبھار بارگاہِ الٰہی میں شکوہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور کبھی طرابلس کے شہیدوں کا دکھ	علامہ اقبال، اقبال اور عشقِ رسولؐ، نعتیہ شاعری، اقبال

			بیان کرتے ہیں۔ اس مقالے میں کلامِ اقبال میں عشقِ رسولؐ کے نظریاتی اور جمالیاتی پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔	کامل، عبدالسلام ندوی، نظریہ اظہاریت
حنا، خوش بخت	علمی خیانت، سرقہ یا چوری: پس منظر تعارف اور اقدامات نمل: HEC کی پالیسی کے تناظر میں	۱۲۲ تا ۱۲۷	نمل اینٹی سرقہ یونٹ ۲۰۰۷ء میں قائم ہوا جس کا مقصد یہ تھا کہ تمام علمی مسائل جو ادبی سرقے سے متعلق ہیں ان کو تلاش کیا جائے اور ان کا حل نکالا جائے۔ اس حوالے سے سرقے سے متعلق سزائیں پالیسی میں درج ہیں اور تمام اساتذہ بھی اس سے آگاہ ہیں۔ خاص مقدمات کی پڑتال کی صورت میں یونی ورسٹی کے ریکٹر کی جانب سے احکاماتی کمیٹی تشکیل دی جاتی ہے۔	ادبی سرقہ، علمی خیانت، نمل اینٹی ادبی سرقہ یونٹ، کیو ای سی، تحقیقی مقالہ جات
خان، آسیہ	منٹو کی تشبیہات کا تحقیقی اور تنقیدی مطالعہ	۱۸۸ تا ۱۹۸	سعادت حسن منٹو کے افسانے فطری طرز ادا کی ایک عمدہ مثال ہیں۔ منٹو کی انفرادیت یہ ہے کہ وہ اپنے اسلوب کی وجہ سے پہچانے جاتے ہیں اور ان کی یہ انفرادیت ان کی فکر اور فن کے اچھوتے پن کی وجہ سے مستحکم ہوتی ہے۔ وہ اپنی کہانی بیان کرنے کے لیے اس طرح کے عنوانات، کرداروں کے نام، لفظیات، استعارات اور تشبیہات استعمال کرتے ہیں کہ قاری فوراً اسی ماحول میں پہنچ جاتا ہے جس ماحول سے کرداروں اور کہانی کا تعلق ہوتا ہے۔	سعادت حسن منٹو، منٹو کی تشبیہات، منٹو کا اسلوب، اردو افسانہ، کالی شلوار، اُس کا پتی، ٹھنڈا گوشت
رسول، شاہدہ /عارف، نجیبہ	امجد اسلام امجد کے مقبول ٹی وی ڈرامے: تہذیبی و سماجی مطالعہ	۱۶۵ تا ۱۸۷	ڈرامے پاکستان ٹیلی ویژن کی ابتدا ہی سے نشریات کا حصہ رہے ہیں۔ اس مقالے میں پاکستان ٹیلی ویژن پر پیش کیے جانے والے امجد اسلام امجد کے منتخب ڈراموں کا تہذیبی و سماجی حوالے سے جائزہ لیا گیا ہے۔ اس مطالعے کے ذریعے یہ دیکھنے کی کوشش کی گئی ہے کہ امجد اسلام امجد کے ڈرامے پاکستان کی تہذیبی و سماجی زندگی کی کس حد تک عکاسی کرتے ہیں اور سماجی زندگی پر کس انداز سے اثر انداز ہوتے ہیں۔	امجد اسلام امجد، اردو ڈراما، ٹیلی ویژن ڈراما، وارث، انکار، دہلیز
رشید، صفدر	اردو داستان کا زوال اور اکیسویں صدی میں اس کے احیا کے امکانات کا جائزہ	۲۲۸ تا ۲۴۲	داستان اردو فکشن کی ایک اہم صنف ہے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ یہ صنف معدوم ہو گئی۔ داستان کے زوال کے بہت سے اسباب بتائے جاتے ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس میں وقت کا ساتھ دینے کی صلاحیت نہیں تھی۔ اس مقالے میں داستان کے زوال کے اسباب کا تجزیہ کیا گیا ہے اور عالمی سطح پر داستانوں کے انگریزی تراجم کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔ داستانوں کے انگریزی تراجم کا رجحان داستان کے احیا کے امکانات میں اضافے کا باعث بنے گا۔	اردو داستان، اکیسویں صدی کا ادب، فورٹ ولیم کالج، داستانِ امیر حمزہ، غالب لکھنوی، باغ و بہار
سیال، عابد	غلام عباس کے افسانوں میں تکنیک	۱۹۹ تا	غلام عباس افسانے کی ہیئت، تکنیک اور اسلوب کے حوالے سے محض تجربے، شعبدے اور جدت برائے جدت کے قائل نہیں تھے۔ غلام عباس افسانے	غلام عباس، اردو افسانہ، افسانے کی

	کا تنوع	۲۰۵	کے جملہ اجزائے ترکیبی کو الگ الگ نہیں دیکھتے تھے، اس لیے ان کے ہاں افسانہ بجائے اجزا کے کل کی حیثیت سے نمایاں ہوتا ہے۔ ان کے بیش تر افسانے بیانیہ تکنیک میں ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے ہاں تکنیکی تنوع کی مثالیں ''جوار بھاٹا''، ''بحران''، ''لچک'' اور ''روحی'' جیسے افسانوں میں بخوبی دیکھی جاسکتی ہیں۔	تکنیک، جوار بھاٹا، بحران، اوتار
صغیر، سیما	محسنِ نسواں: نواب سلطان جہاں بیگم	۱۰۵ تا ۱۱۱	نواب سلطان جہاں بیگم نہ صرف بھوپال بلکہ مشرق کی وہ آخری تاجدار خاتون تھیں جن کے کارناموں پر مرد سلاطین و امرا بھی رشک کرتے تھے۔ ان کا دورِ حکومت بھوپال کی تاریخ کا زریں عہد تھا۔ وہ مشرقی و مغربی تعلیم و تمدن کا ایسا سنگم تھیں جو مصلحینِ امت کے لیے قابلِ تقلید ہے۔ زندگی کے آخری ایام تک وہ خواتین کو تعلیمی جہت نیز ان کے حقوق سے آشنا کراتی رہیں۔ انھی نکات کو مد نظر رکھتے ہوئے زیرِ نظر مقالے میں ان کی خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے۔	نواب سلطان جہاں بیگم، والیٔ بھوپال، تعلیمِ نسواں، مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ، مدرسۂ سلطانیہ، مدرسہ سکندری
ظفر، شاہین	ہندی نثر کا آغاز اور ارتقا	۱۴۴ تا ۱۵۵	ہندی نثر کی قابلِ ذکر تاریخ انیسویں صدی سے شروع ہوتی ہے۔ انیسویں صدی میں انگریزی تہذیب اور ہندوستانی تہذیب کے تصادم کے نتیجے میں مقصدی ادب وجود میں آیا۔ سائنسی ترقی اور عقلیت پسندی کی وجہ سے ہر انسان کے خیالات کو نثر کے ذریعہ سمجھنا آسان ہوگیا۔ ہندی نثر نے ہندوستان کی دیگر زبانوں کے اثرات بھی قبول کیے حتیٰ کہ انگریزی زبان کے الفاظ بھی اس میں شامل ہوگئے۔	ہندی نثر، راجستھانی ادب، بھگتی دور، برج بھاشا، کھڑی بولی، سنسکرت
ظفر، ظفر حسین	اقبال کا ذہنی ارتقا: چند مباحث	۳۸ تا ۵۸	اقبال فطری اور قادر الکلام شاعر تھے۔ فکرِ اقبال کی تفہیم کے لیے بہت سے محققین نے کام کیا اور یہ سلسلہ تاحال جاری ہے۔ بعض اقبال شناسوں کے نزدیک اقبال شروع میں وطن پرست تھے لیکن یورپ جانے کے بعد وہ ملت پرست ہوگئے۔ اس مقالے میں اقبال کی وطن پرستی اور ملت پرستی کو مختلف محققین کی آرا اور ان کے کلام کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے۔	اقبالیات، علامہ اقبال، اقبال شناسی، اقبال کا ذہنی ارتقا، اقبالیات
عبدالکریم	علامہ اقبال کا تصور زمان و مکاں: ایک تناظر	۵۹ تا ۶۸	علامہ اقبال نے وقت کی ماہیت اور انسانی زندگی میں اس غیر معمولی اہمیت کو سمجھنے اور سمجھانے کی مخلصانہ اور مسلسل کوشش کی ہے۔ وقت کے دوران زمانے کی رفتار کے ساتھ ہستی باری تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ اور تخلیق اعلیٰ کا اظہار کرتی ہے۔ علامہ اقبال نے بہت سی نظموں میں سلسلہ روز و شب کے اسرار نہایت فن کارانہ اسلوب میں بیان کیے ہیں۔	علامہ اقبال، تصورِ زمان و مکاں، بالِ جبریل، مسجدِ قرطبہ، اسرارِ خودی، سینٹ آگسٹائن

غیر، سید بادشاہ ملک	مشتاق احمد یوسفی کا ہمزاد (مرزا عبدالودود بیگ)	۲۸۲ تا ۲۹۰	مشتاق احمد یوسفی کی تمام تخلیقات اور خاص طور پر چراغ تلے میں مرزا عبدالودود بیگ کا کردار ہر جگہ چھایا ہوا ہے۔اس کردار کے بغیر مصنف کے خیالات و احساسات کو ''مثالی'' نہیں کہا جاسکتا۔اس کردار کو محض مسخرہ یا مزاحیہ کردار تصور کرنا قطعاًدرست نہیں ہے بلکہ جس طرح مشتاق احمد یوسفی اپنی بصیرت و ذکاوت کے باعث اپنی پہچان رکھتے ہیں اسی طرح ان کا ہمزاد بھی کردار نگاری کے حوالے سے بہت اہم مقام رکھتا ہے۔	مشتاق احمد یوسفی، مزاح نگاری، مرزاعبدالودود بیگ، چراغ تلے، مزاحیہ کردار
فاطمہ، صدف	سرشار صدیقی اور قومی شاعری	۷۷ تا ۹۰	سرشار صدیقی کی شاعری کا لب و لہجہ رجائی، بے باک اور جرأت مندانہ ہے۔ان کی نظموں کے موضوعات میں سیاسی بصیرت سے زیادہ سماجی شعور کی عکاسی پائی جاتی ہے۔ سرشار صدیقی نے بدلتی ہوئی زندگی کے تہذیبی و تاریخی پہلوؤں کی بھرپور عکاسی کی ہے۔انھیں اپنے محبت سے بھی بے پناہ محبت ہے اور حب الوطنی کا یہ جذبہ ان کے اندر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔اسی امر کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس مقالے میں ان کی اسی جہت کو نمایاں کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔	سرشار صدیقی، قومی شاعری، علامہ اقبال، حسرت موہانی، خزاں کی آخری شام، زمین کا پیوند
کامران، شاہد اقبال/بابر، نورینہ تحریم	احمد ندیم قاسمی کی تخلیقی مساعی کا توضیحی جائزہ	۲۵ تا ۳۷	احمد ندیم قاسمی کی تخلیقی مساعی میں شاعری اور افسانہ نگاری شامل ہیں۔ احمد ندیم قاسمی کے ہاں افسانہ نگاری کی نسبت شاعری کا حصہ کچھ کم ہے۔ان کی شاعری کے بارہ مجموعے اور افسانہ نگاری کے اٹھارہ مجموعے ہیں۔ احمد ندیم قاسمی کو شاعر ہونے کے احساس اور ایک شاعر کے طور پر اپنے ابلاغ پر ہمیشہ ناز رہا۔ شاعری سے ان کا رشتہ بہت گہرا تھا۔ان کے لیے شاعری اور افسانہ نگاری ابلاغ اور ترسیلِ معنی کا ایک وسیلہ رہے۔انھوں نے شاعر اور افسانہ نگار کو کبھی متصادم نہ ہونے دیا۔	احمد ندیم قاسمی، ترقی پسند شاعری، انقلابی شاعری، دھڑکنیں، چوپال، بگولے
ملک، نازیہ	اردو فکشن میں عصری آگہی کی روایت	۲۱۷ تا ۲۲۷	ادب در حقیقت اپنے عہد کے ظاہر و باطن کا آئینہ ہوتا ہے۔ عصری آگہی آغاز سے ہی اردو ادب کا حصہ رہی ہے۔ اردو فکشن میں داستانیں ہماری فکری، تہذیبی، سیاسی و سماجی اور معاشی زندگی کی ترجمان ہیں۔۱۸۵۷ء کے بعد ناول کو مقبولیت حاصل ہوئی تو ناول میں تہذیبی، سیاسی، معاشی اور مذہبی مسائل کو پیش کیا گیا۔ ناول نگاری کے ساتھ ساتھ پریم چند اور دیگر افسانہ نگاروں نے اردو افسانے کو عصری آگہی سے روشناس کروا دیا۔	اردو فکشن، عصری آگہی، ملاوجہی، نذیر احمد، مرزا ہادی رسوا، پریم چند
ناہید، قیصرہ	عزیز احمد کی نایاب کتاب صدیوں کے آر پار	۲۹۱ تا ۲۹۸	صدیوں کے آر پار عزیز احمد کے تاریخی افسانوں پر مشتمل ایک ایسا مجموعہ ہے جس کے شائع ہونے کے ساتھ ان کے تمام افسانے یکجا ہوگئے۔ صدیوں کے آر پار کا مقدمہ ڈاکٹر سہیل احمد خان نے تحریر کیا ہے اور کتاب کا ابتدائیہ مرزا حامد بیگ نے لکھا ہے۔ اس مجموعے میں شامل افسانوں میں اساطیری	عزیز احمد، صدیوں کے آر پار، تاریخی افسانہ، شعلہ رازِ الفت،

			رنگ نمایاں ہے اور تاریخ سے متعلق فکشن لکھنے والوں کے لیے اس کتاب میں بہت کچھ موجود ہے۔	میرا دشمن میرا بھائی
نواز، حبیب	عربی زبان کے اردو زبان پر اثرات	۱۳۵ تا ۱۴۳	عربی زبان کے اردو پر بہت اثرات ہیں۔ جب عربوں نے سندھ فتح کیا تو یہاں کے رہن سہن اور زبانوں پر ان کے اثرات مرتب ہوئے۔ عربی زبان کے بہت سے الفاظ معنی و مفہوم کے ساتھ اردو زبان و ادب میں شامل ہو گئے نیز کئی اصناف کے ناموں اور بناوٹ میں عربی کی جھلک نمایاں ہے۔ عربی زبان اور ادب کے اردو پر جو اثرات مرتب ہوئے اس سے اردو کا دامن وسیع ہوا۔	لسانیات، عربی زبان، اردو زبان، سامی زبانیں، فتح سندھ
ہاشمی، منور	فراق کی شاعری پر اقبال کے اثرات	۹ تا ۱۹	فراق کے نزدیک اقبال کی شاعری قابلِ تقلید ہے۔ اقبال کے آہنگ اور لہجے کے ساتھ ساتھ فراق اقبال کے بعض تصورات سے بھی متاثر ہیں۔ ان میں سب سے اہم تصورِ عشق ہے جو مجاز اور حقیقت کی حدوں سے نکل کر ایک زندہ قوت کی حیثیت رکھتا ہے۔ اقبال کا فلسفۂ جبر و قدر بھی فراق کے لیے قابلِ تقلید رہا نیز فراق نے اقبال کے فلسفۂ غم کو بھی اپنایا۔ ظلم اور استحصال کے خلاف اقبال نے جس انداز سے آواز اُٹھائی۔ فراق نے اپنے کرب اور دکھ کے اظہار کے لیے تقریباً وہی انداز اپنایا۔	علامہ اقبال، فراق گورکھپوری، اقبال کا فلسفۂ عشق، ساقی نامہ، ترانۂ خزاں، داستانِ آدم
ورک، فرحت جبین	منیر نیازی کا تصورِ حُسن اور سماجی حدود	۲۵۹ تا ۲۷۱	منیر نیازی دراصل حسن و عشق کے شاعر ہیں۔ دنیا میں پھیلے ہوئے حُسن کو وہ نت نئے انداز میں بیان کرتے ہیں۔ منیر نیازی نے جہاں حُسن کے روایتی تصور کو اجاگر کیا ہے وہیں تصورِ حُسن کو وسیع معنوں میں استعمال کرتے ہوئے جو فضا مرتب کرتے ہیں وہ بھی مختلف ہے۔ وہ حُسن کو ایک اکائی کی شکل میں دیکھتے ہیں اور نئی تشبیہات سے پائمال مضمون کو بھی جان دار بنا دیتے ہیں۔	منیر نیازی، منیر نیازی کا تصورِ حُسن، اردو شاعری، تیز ہوا اور تنہا پھول، سیاہ شب کا سمندر
یاسر، خالد اقبال	دفتری اردو میں ترجمے کی مشکلات	۱۱۲ تا ۱۲۱	اس مقالے میں دفتری اردو میں ترجمے کی مشکلات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مقالہ نگار کے مطابق اب تک ہونے والے تراجم کے جائزے کے لیے ایک مجلسِ استناد کی ضرورت ہے جو اصطلاحات، ترکیبات، محاورات، مراسلات کے مستند تراجم پر مبنی ایک مبسوط اور جامع لغت تیار کرے جو ملک بھر کے سرکاری دفاتر کو فراہم کر دی جائے۔	دفتری اردو، ترجمہ نگاری، سرکاری زبان، ترجمے کے مسائل

زبان وادب: ۱۸ (۲۰۱۶ء)

مدیر: اصغر علی بلوچ، شعبہ اُردو؛ گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی، فیصل آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
اعوان، محمد آصف / رؤف، محمد	مابعد جدید عہد کی اردو شاعری اور زرعی جمالیات	۲۷۰ تا ۲۸۰	صنعتی سماجیات نے ہر طرف مشینوں کی حاکمیت مسلط کر رکھی ہے جس کی وجہ سے انسان باہمی اخوت، ہم دردی اور رحم پروری جیسی حسیات سے عاری ہوتا چلا جا رہا ہے۔ روایتی آلات و وسائل کی جگہ جن نئی تکنیکوں اور مشینوں کو آج ہم استعمال کر رہے ہیں ان سے فی زمانہ ہمارا جذباتی تعلق قائم نہیں ہو پایا۔ جہاں صنعتی سماجیات میں اخلاقیات بدلی ہے وہاں زرعی سماج کی اخلاقیات میں بھی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں جس کا مفصل جائزہ مابعد جدید عہد کے اردو شاعری کے تناظر میں اس مقالے کا موضوع ہے۔	صنعتی سماجیات، زرعی اخلاقیات، مابعد جدیدیت، جدید اردو شاعری
اقبال، صائمہ	ن۔م۔راشد: ایک علامت نگار	۲۱۶ تا ۲۲۳	جدید اردو شاعری میں ن۔م۔راشد کو بلند مقام حاصل ہے۔ ان کی شہرت اردو نظم میں جہاں ہیئت کے تجربات کے حوالے سے ہے وہیں ان کا یہ کمال بھی ہے کہ انھوں نے نئی نئی علامات کے استعمال سے خیال و فکر میں بصیرت افروز اضافے کیے ہیں جن کے اعجاز سے متخیلہ کو وسعت نصیب ہوئی ہے۔ ان کی علامتیں اپنی متنوع اثر آفرینی کی بدولت حالات و واقعات کا کامل ادراک مہیا کرتی ہیں جس کی وجہ سے نظر کے زاویے محض ایک نقطے تک محدود ہو کر نہیں رہ جاتے۔ مزید برآں علامتوں نے ان کی شاعری میں ایسی فضا پیدا کر دی ہے جس سے ان کی شاعری میں رومانوی فضا کا گمان گزرتا ہے۔ لہٰذا زیرِ نظر مضمون میں راشد کی اسی علامتی اور رومانوی فضا کو مد نظر رکھتے ہوئے اس امر کو ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ جدید شاعری میں علامت نگاری کی متوازن روایت راشد ہی کی رہینِ منت ہے۔	ن۔م۔راشد، جدید اردو شاعری، علامت نگاری، دریچے کے قریب، ایک رات
اویس، سبینہ	اقبال کی شاعری میں نعتیہ عناصر	۱۵۹ تا ۱۶۶	نعت نگاری کا فن نیا نہیں اس کی ابتدا خود نبی ﷺ کے دور میں ہو چکی تھی۔ جب حسانؓ بن ثابت، کعبؓ بن زبیر اور عبداللہؓ بن رواحہ جیسے نعت نگار شعرا سامنے آئے۔ عربی کے بعد فارسی، ترکی اور اردو زبان میں بھی یہ سلسلہ جاری رہا اور یہ روایت آج تک برقرار ہے۔ اردو کے تقریباً تمام شعرا نے اس میں طبع آزمائی کی ہے۔ اقبال نے بھی اپنے رنگ میں نعتیہ اشعار کہے۔ انھوں نے نبی ﷺ پر جو کچھ بھی لکھا وہ عقیدت کے اس جذبے کے تحت لکھا جسے عشق کہتے ہیں۔ اس عقیدت اور محبت میں انھوں نے آپؐ کے مقام اور مرتبے کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھا۔ چناں چہ نعت کے غیر رسمی معنوں میں اقبال اردو کے اہم	علامہ محمد اقبال، اردو شاعری، نعتیہ عناصر، کلیات اقبال

			ترین نعت نگار کہے جا سکتے ہیں جن کی پوری شاعری کا حقیقی محور سیرت محمدیﷺ اور اسوۂ رسولﷺ ہے اور اسی مرکزی نقطے کو مد نظر رکھتے ہوئے اس مقالے میں اقبال کی شاعری میں نعتیہ عناصر تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔	
بزمی، محمد نعیم	جدید لسانیات اور امیجری	۸۳ تا ۹۹	جدید لسانیات، ادب یا شاعری کے تخلیقی عمل کی تفہیم کے لیے کوشاں ہے اور اس حوالے سے نو بہ نو تھیوریاں پیش کی جا رہی ہیں۔ ان تھیوریوں میں واضح تشنگی اور پیچیدگیاں پائی جاتی ہیں جن کی وجہ ادب یا شاعری کے بنیادی تخلیقی اصولوں کو نظر انداز کر کے تنقیدی تھیوریاں پیش کرنا ہے۔ اس تحقیقی مقالے میں یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ ''امیجری'' شاعری کا حاوی تخلیقی اصول ہے اور تخلیقی لسانیات کی تشکیل کا تصور امیجری کی شعریات کو زیرِ بحث لائے بغیر ممکن العمل نہیں ہے۔	جدید اردو لسانیات، تخلیقی لسانیات، امیجری، رومن جیکب سن، ناصر عباس نیر
جان، عنبرین تبسم شاکر	مجید امجد کی شاعری میں حب الوطنی کے عناصر	۱۸۸ تا ۲۰۰	مجید امجد جدید اردو نظم کے ایک ایسے شاعر کے طور پر سامنے آتے ہیں جن کے ہاں فکری ہمہ جہتی کے ساتھ ساتھ اسلوبیاتی تنوع ایسا نمایاں ہے جو انھیں اپنے ہم عصروں میں ممتاز کرتا ہے یعنی ان کی نظم عصری شعور کا بیانیہ بھی ہے اور اسلوبیاتی ندرت کا مظہر بھی۔ حب الوطنی ان کے سیاسی شعور کا ایک اہم زاویہ ہے جس کے عناصر ان کی نظموں میں جابجا موجود ہیں۔ ان کی کچھ نظمیں ایسی ہیں جو ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کے جنگوں کے تناظر میں تخلیق ہوئی ہیں۔ ایسی نظمیں ان کے نظریاتی اور جغرافیائی تصور وطنیت کو مفصل طور پر بیان کرتی ہیں جو زیرِ نظر مقالے کا موضوع بھی ہے۔	مجید امجد، جدید اردو شاعری، کلیات مجید امجد، حب الوطنی
حسین، سید صفدر/ فاروق، محمد	سرائیکی شاعری میں اقتصادی محرومیوں کے موضوعات: ایک تاریخی مطالعہ	۲۰۱ تا ۲۱۵	سرائیکی شاعری کا کینوس خاصا وسیع ہے۔ علاقائی استعاروں اور علاقوں کے حوالے سے یہ طبقاتی زندگی کی مکمل تصویر پیش کرتی ہے۔ اس میں نہ صرف سرائیکی زبان و ثقافت کے مؤثر تجربے موجود ہیں بل کہ عالمی ادب کے تناظر میں دنیا بھر کے محروم و مجبور انسانوں کے وہ سارے مطالبے موجود ہیں جنھیں بنیادی انسانی حقوق تسلیم کرنے کے باوجود ان کی فراہمی ممکن نظر نہیں آتی۔ طبقاتی امتیازات کے متعلق سرائیکی شعرا کا نقطۂ نظر بہت واضح ہے، جو رنگ و نسل، حسب نسب یا عقیدہ و مذہب پر مبنی نہیں بل کہ ان کا نقطۂ نظر جدید معاشی نظریات کی روشنی میں ہے جسے مقالہ نگار نے سرائیکی شاعری کے مختلف ادوار کے حوالے سے واضح کرنے کی سعی کی ہے۔	سرائیکی شاعری، مذہبی شاعری، صوفیانہ شاعری، خواجہ غلام فرید
سلیم، محمد	دیوانِ غالب میں عربی زبان و ادب	۱۱۹ تا	مرزا اسد اللہ خاں غالب اٹھارویں صدی کے ان شعرا میں شامل ہیں جنھوں نے اپنی شاعری میں متنوع موضوعات کو بیان کیا ہے۔ آپ نے اردو زبان کے	مرزا اسد اللہ خان غالب،

	کے اثرات کا جائزہ	۱۳۱	غزل گو شاعر کی حیثیت سے شہرت دوام پائی لیکن آپ فارسی اور عربی زبان و ادب کے بھی ماہر تھے۔ آپ کی شاعری میں جہاں فارسی الفاظ، محاورات، تشبیہات، تلمیحات، اماکن وبلدان اور اعلام وغیرہ کا استعمال عام ہے وہیں وہ عربی زبان و ادب کے اثرات سے بھی بھرپور ہے۔ آپ کے کلام میں قرآن کریم کی آیات کے اقتباسات، تلمیحات، احادیث نبویہؐ کی طرف اشارات، فقہی مسائل، تصوف، حضرت محمدؐ کی مدحت سرائی، اسلامی اعلام واماکن، عربی زبان کے قواعد اور تشبیہات واستعارات کا بیان ملتا ہے جن کو مد نظر رکھتے ہوئے اس مقالے میں آپ کی شاعری پر عربی زبان وادب کے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔	اردو شاعری، دیوانِ غالب، عربی زبان و ادب
سہیل، سید عامر/بانو، مسرت	آپ بیتی کا فن: نظری اصول و مباحث	۲۴ تا ۴۴	آپ بیتی ادبی دنیا کی ایک اہم صنف ہے۔ بہت سے نام ور شاعر، فکشن نگار، فن کار، فلسفی اور دیگر اہم دنیاوی شخصیات تخلیقی سطح پر آپ بیتی کے ذریعے اپنی زندگی کے تجربات بیان کرتی ہیں۔ یہ صرف ایک صنف ہی نہیں بل کہ یہ ہمیں زندگی کی سچائیوں اور اس کی اہمیت کو تاریخی تناظر میں دیکھنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔ جہاں تک اردو زبان کی آپ بیتیوں کا تعلق ہے یہ صنف بیسویں صدی میں منظرِ عام پر آئی اور اب پچھلے سو سال کے عرصے میں سینکڑوں آپ بیتیاں تحریر کی جا چکی ہیں جن میں شخصیات کی ذاتی زندگی، ان کا عہد اور سیاسی حالات زیرِ بحث آئے ہیں۔ تاہم اس مضمون میں آپ بیتی اور اس کے نظری اصول و مباحث پر بحث کی گئی ہے۔	اصنافِ ادب، آپ بیتی، خود نوشت، آپ بیتی کے اصول
شاہد، رفاقت علی	نسیم لکھنوی کی غزل میں بے ثباتی کا مضمون	۶۵ تا ۷۳	نسیم لکھنوی کا شمار انیسویں صدی کے اہم ترین شعرا میں کیا جاتا ہے۔ انھوں نے اپنی معروف مثنوی گلزار نسیم کی بدولت شہرت حاصل کی۔ اس مثنوی کے علاوہ ان کی غزلوں کا ایک دیوان بھی موجود ہے جو انیسویں اور بیسویں صدی میں متعدد بار زیورِ طباعت سے آراستہ ہوا، لیکن چوں کہ ان کا دیوان کم یاب ہے اس لیے غزلیہ شاعری ان کا حوالہ نہیں بن سکی۔ اس مقالے میں مقالہ نگار نے پنڈت دیاشنکر نسیم لکھنوی کی غزل گوئی کو موضوع بنایا ہے جس میں بہ طور خاص بے ثباتی کے مضمون کو سامنے لانے کی کوشش کی گئی ہے۔	پنڈت دیاشنکر نسیم، دیوانِ نسیم، بے ثباتی، اردو غزل
صفی، محمد سفیان	اقبال بنام شاد (علمی و ادبی مباحث، تصانیف و تقاریظ)	۱۶۷ تا ۱۸۷	مہاراجہ سر کشن پرشاد فارسی، سنسکرت، عربی، اردو، منطق، خطاطی، فنون سپہ گری، رمل، نجوم، مصوری اور موسیقی میں کامل دست گاہ رکھتے تھے۔ ان کے اقبال سے قریبی تعلقات تھے جس کا اندازہ شاد اور اقبال کی مراسلت نگاری سے بھی کیا جا سکتا ہے۔ یہ مراسلت اس اعتبار سے بھی اہمیت کی حامل ہے کہ اس کے ذریعے مہاراجہ کی عملی زندگی کا نمونہ ہمارے سامنے آتا ہے جو اقبال کے فلسفۂ جبر و اختیار اور فلسفۂ تسلیم و رضا کی تشکیل و تشریح میں معاون ثابت ہوتے	علامہ محمد اقبال، مہاراجہ سر کشن پرشاد، مکتوب نگاری، اقبال بنام شاد

			ہوئے اقبال کے کئی اشعار کی تخلیق کا باعث بنا۔ لہٰذا اسی اہمیت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے مقالہ نگار نے اقبال اور مہاراجہ سر کشن پرشاد کی مراسلت کا تنقیدی جائزہ لیا ہے۔	
طوقار، خلیل	ایک صدی میں کیا بدل گیا ہے؟ (ترکی اور مغربی ممالک میں اردو کی صورتِ حال اور درپیش مسائل)	۷ تا ۲۳	اردو کا شمار دنیا کی اہم ترین زبانوں میں ہوتا ہے جو لشکر کے بازاروں میں جنم لے کر مختلف اقوام اور مذاہب اور لسانی پس منظر کے لوگوں کی مادری زبان بنی اور واحد مشترکہ زبان کے طور پر ہندوستان کے کونے کونے تک پھیل گئی۔ ظاہر تھا کہ اس زبان کا اثر ور سوخ اور سیاسی اور تجارتی اہمیت دیکھ کر اجنبی لوگ بھی اس کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ لہٰذا برطانیہ، فرانس، ہالینڈ، ڈنمارک اور یورپ میں مستشرقین اور محققین نے اردو زبان سیکھنے کی طرف توجہ دی اور اس میں تحقیقی خدمات انجام دیں۔ ترکی بھی انھی ممالک میں سے ایک تھا جہاں جامعات کی سطح پر اردو کی تدریس کا آغاز کیا گیا۔ چناں چہ اردو اور ترکی کے رشتے کی حوالے سے اس مضمون میں مصنف نے ترکی میں بالخصوص اور مغربی ممالک میں بالعموم اردو کی صورتِ حال اور اس کو درپیش مسائل کا ذکر کیا ہے اور اپنے مفروضے کے اثبات کے لیے مضمون نگار نے تاریخی، تہذیبی اور ثقافتی حوالے بھی پیش کیے ہیں۔	اردو زبان، ترکی زبان، اردو اور ترکی کا رشتہ، پیکِ اسلام، جہانِ اسلام
علی، شیر / رفیق، ساجد	مکاتیبِ اقبال کے تناظر میں ذکر اصحابِ رسول ﷺ	۱۰۹ تا ۱۱۸	علامہ محمد اقبال کے مکاتیب میں جہاں دیگر موضوعات ملتے ہیں وہیں اصحاب رسول ﷺ سے بھی عقیدت اور محبت کے جذبات دکھائی دیتے ہیں۔ علامہ اقبال نے ان ہستیوں کو نمونے کے طور پر پیش کیا ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں بنی نوع انسان کی رہنمائی کے لیے بھیجا ہے۔ اصحابِ رسول ﷺ ہی وہ ہستیاں ہیں جنھوں نے براہِ راست حضرت محمد ﷺ سے تعلیمات حاصل کیں اور انھیں آگے پہنچایا ہے۔ چناں چہ اقبال ان کی تعلیمات اور عمل سے راہنمائی حاصل کرتے ہیں اور اس کا واضح ثبوت ان کے وہ مکاتیب ہیں جن میں اقبال نے اصحاب رسول ﷺ کا من حیث الجماعت ذکر کیا ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں مقالہ نگار نے انھی خطوط کی روشنی میں اصحابِ رسولؐ کی خدمات کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔	علامہ محمد اقبال، مکاتیبِ اقبال، اصحابِ رسول ﷺ، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عائشہؓ
عنبرین، بصیرہ	کلاسیکی شاعری میں مضامین تعلی	۴۵ تا ۶۴	کلاسیکی شاعری میں مضامین تعلی کا سلسلہ خاصا پرانا ہے۔ اس حوالے سے دبستان لکھنؤ کے شعرا کی شاعری بطورِ خاص قابل ذکر ہے جن میں مصحفیؔ، جرأتؔ، انشاؔ، ناسخؔ، آتشؔ، میر انیسؔ اور مرزا دبیرؔ شامل ہیں۔ زیرِ نظر مقالے میں مذکورہ شعرا کے ساتھ ساتھ قلی قطب شاہ اور ولیؔ دکنی کی شاعری کا بھی جائزہ لیتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ دبستان لکھنؤ، جو عموماً خارجیت کا علم بردار سمجھا	کلاسیکی شاعری، مضامین تعلی، دبستانِ لکھنؤ، ولی دکنی، قلی قطب شاہ

			جاتاہے،اس میں مضامین تعلی کا بھی ایک نمایاں حصہ موجود ہے۔	
قادری،شبیر احمد/گل،وسیم عباس	جوش ملیح آبادی کا تصور انقلاب:ایک تحقیقی جائزہ	۲۳۱ تا ۲۴۵	جوش ملیح آبادی سیاسی اور عمرانی شعور رکھنے والے نظم گو شعرا میں بلند مقام و مرتبہ رکھتے ہیں۔اردو شاعری کو سیاسی انقلاب کا تصور اقبال نے عطا کیا لیکن اسے انقلابی آہنگ جوش نے دیا۔ وہ نہ صرف خود انقلاب چاہتے تھے بل کہ دوسروں کو بھی انقلاب کی دعوت دیتے تھے۔ان کے ہاں فرنگی استعمار، معاشی اور معاشرتی استحصال، جنگ کی ہولناک تباہ کاریوں اور سامراجی قوتوں کے ہتھکنڈوں کے خلاف بغاوت اپنے حتمی اور آخری درجے میں پہنچ کر انقلاب کا نعرہ بن جاتی ہے۔ یوں انقلاب ایسا موضوع بن جاتا ہے جو بار بار نمایاں ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ اس مضمون میں مصنف نے جوش کے اسی تصور کو ان کی شاعری کے تناظر میں سامنے لانے کی کوشش کی ہے۔	جوش ملیح آبادی،اردو شاعری،تصور انقلاب،شاعر انقلاب
قاضی، راشدہ/یٰسین، راناغلام	بستی:ایک مطالعہ	۱۴۷ تا ۱۵۸	انتظار حسین ان ادیبوں میں سے ہیں جو عوامی توہمات کو اجتماعی لاشعور کا بنیادی حوالہ قرار دیتے ہیں۔ان کے دو ناول بستی اور تذکرہ بین الاقوامی شہرت کے حامل ہیں جن میں بستی شخصی اور ذاتی احساسات پر مبنی ناول ہے۔ یہ گیارہ ابواب پر مشتمل ہے جس کا موضوع ہجرت کرنے والوں کا ایسا احساس عدم تحفظ ہے جو پاکستان کے غیر یقینی مستقبل کے اندیشے سے اور گہرا ہو رہا ہے۔ انتظار حسین کا بنیادی تخلیقی تجربہ یعنی ہجرت اس میں بھرپور انداز میں نمایاں ہوا ہے۔ زیرِ بحث مقالہ اس شہرۂ آفاق ناول کا تنقیدی جائزہ ہے جس میں مقالہ نگار نے انتظار حسین کے موضوع،اندازِ تحریر اور ناول نگاری کے فن کو پرکھنے کی سعی کی ہے۔	انتظار حسین، اردو ناول، ہجرت،بستی
کلو،پروین/عمر، سعدیہ	محمد الیاس کے افسانوں میں جانور	۲۵۵ تا ۲۶۹	اردو افسانے میں سید رفیق حسین،انتظار حسین،اشفاق احمد، بانو قدسیہ اور مظہر الاسلام نے جانوروں اور چرند پرند کو اپنی کہانیوں کا موضوع بنایا ہے۔ انھی کی روایت کو آگے بڑھاتے ہوئے محمد الیاس نے اپنے تجربے اور مشاہدے کو جس طرح برتا ہے وہ ان کی افسانہ نگاری کے ان پہلوؤں میں سے ہے جو کم یاب اور قابل رشک ہیں۔ انھوں نے اپنے افسانوی مجموعوں مورتیں اور کوزہ گر میں جانوروں کی علامتیں تخلیق کیں اور ان کی مدد سے اخلاقیات کا درس دیا ہے۔ اس مضمون میں مذکورہ مجموعوں کی روشنی میں جانوروں کی علامتوں کا تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	محمد الیاس،اردو افسانہ،جانور، مورتیں، کوزہ گر،علامتی افسانہ
گوندل،غلام عباس	ارضی تہذیب کا تصور:اردو تنقید کا دوسرا اہم تہذیبی	۱۳۲ تا ۱۴۶	پاکستانی تنقید کی شروعات قیامِ پاکستان کے بعد تہذیب اور ثقافت کے موضوعات پر چھیڑے گئے مباحث کے ذریعے ہوئی جس میں پہلی بحث محمد حسن عسکری کی پاکستانی ثقافت، پاکستانی ادب اور تاریخی شعور جیسے مسائل کے	پاکستانی تنقید، ارضی تہذیب کا تصور، محمد

	مباحثہ		متعلق تھی جو ۱۹۵۰ء کے اواخر تک جاری رہی۔ ان مباحث کے نتیجے میں محمد حسن عسکری یا دوسرے لفظوں میں ہند اسلامی تہذیب کی نمو اور ارتقا کے حامیوں کی طرف سے پاکستانی ادب، جب کہ اساس پسندوں کی جانب سے اسلامی ادب کے تصورات اور تحاریک سامنے آئیں۔ ساٹھ کی دہائی میں یہ مضامین کتب کی شکل اختیار کرنے لگے جس کے نتیجے کے طور پر وزیر آغا کی اردو شاعری کا مزاج منظر عام پر آئی جس نے نہ صرف تہذیبی مباحث کے دائرۂ عمل میں اضافہ کیا بل کہ ارضی تہذیب اور پاکستانی تہذیب کے حوالے سے نئے مباحث کو جنم دیا۔ زیرِ نظر مقالے میں ارضی تہذیب کے اسی تصور کو سامنے لانے کی کوشش کی گئی ہے۔	حسن عسکری، ڈاکٹر وزیر آغا
نقوی، صدف/بلوچ، اصغر علی	صفدر سلیم کی غزل	۲۴۶ تا ۲۵۴	اردو غزل گوئی میں شاعر کا مقام و مرتبہ متعین کرنے کے لیے اسے غزل کے پیمانوں پر پرکھنا ضروری ہے۔ اس حوالے سے صفدر سلیم سیال کی غزل تمام تر معیارات پر پوری اترتی ہے۔ انھوں نے ہر دستیاب اور معلوم بات کو منظم نہیں کیا بل کہ جو کچھ بھی لکھا وہ حرفِ تازہ ہے۔ ان کی شاعری میں زندگی کے نت نئے، اہم اور پیچیدہ میلانات اور مطالبات سے متعلق بلیغ اشارے ملتے ہیں۔ وہ اپنے سماج کا گہرا شعور اور فنی بصیرت رکھتے ہیں اس لیے ان کی شاعری ان کے گرد پھیلے ہوئے ماحول کی ترجمانی کے ساتھ ساتھ مستقبل کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں مقالہ نگار نے صفدر سلیم سیال کی غزل گوئی کا ناقدانہ جائزہ پیش کیا ہے۔	صفدر سلیم سیال، اردو غزل، جدید شاعری، پیش نظر
ہاشمی، منور	دیارِ عشق میں اپنا مقام پیدا کر (شعر اقبال میں عشق کا مفہوم)	۷۴ تا ۸۲	علامہ محمد اقبال کا شمار اردو زبان کے ایسے شعرا میں ہوتا ہے جنھوں نے زبان کو نئے الفاظ و مرکبات سے نوازنے کے ساتھ ساتھ پرانے الفاظ و مرکبات کو نئے الفاظ اور معانی سے بھی ہم کنار کیا ہے۔ انھوں نے نہ صرف نئی تراکیب ایجاد کیں اور نئے الفاظ وضع کیے بل کہ مبتذل اور ناپسندیدہ معنوں میں استعمال ہونے والے الفاظ کو بھی نئی معنوی شان و شوکت سے آشنا کیا۔ نتیجتاً ان کے ذخیرۂ الفاظ نے فارسی اور اردو کی علمی و ادبی دنیا کو حیرت زدہ کر کے رکھ دیا۔ ایسے ہی الفاظ میں ایک لفظ عشق بھی ہے جس پر، اقبال کی شاعری کی روشنی میں، ایک مفصل بحث شامل مضمون ہے۔	علامہ اقبال، کلیاتِ اقبال، تصورِ عشق، تصورِ خودی
ہرل، ظفر حسین	ایم۔ایم۔ شریف کا نظریۂ جمالیات	۱۰۰ تا ۱۰۸	زیرِ نظر مقالہ میاں محمد شریف معروف بہ ایم۔ایم۔ شریف کے نظریۂ جمالیات کو سامنے لانے کی ایک کوشش ہے جس کے بنیادی ماخذ ان کے انگریزی خطبات اور اردو کتاب جمالیات کے تین نظریے ہے۔ انھوں نے جمالیات کی روایت سے استفادہ کرتے ہوئے کم و بیش تمام اہم نظریات کا تجزیہ کیا ہے	ایم۔ایم۔ شریف، نظریۂ جمالیات، جمالیات کے

			اور ان کی روشنی میں اپنا جمالیاتی نظریہ پیش کیا۔اسی بنا پر انھوں نے اپنی کتاب کا عنوان جمالیات کے تین نظریے رکھا جس میں ارسطو اور کروچے کے نظریات کو کلیدی حیثیت دیتے ہوئے ان کا تجزیہ کیا گیا ہے اور نہ صرف ان سے بل کہ دوسرے تمام ایسے نظریات سے بھی استفادہ کیا ہے جو ان کی نظر میں اہمیت کے حامل تھے۔یوں روایت کے تجزیے، تفہیم، موازنے اور تنقید کے بعد معاصر علمی ضروریات کے مطابق تیسرا نظریہ جمالیات پیش کیا ہے جو ٹھوس علمی حقائق کا حامل ہونے کی وجہ سے فلسفۂ اقدار میں قابل قدر اضافہ ہے۔	تین نظریے، فلسفۂ اقدار
یوسف زئی الطاف/عابد، نذر	مشتاق احمد یوسفی کی داستان گوئی	۲۲۴ تا ۲۳۰	مشتاق احمد یوسفی اردو طنز و مزاح کا ایک معتبر نام ہے جس کے ہاں مزاح کے وہ تمام اسالیب مشاہدہ کیے جا سکتے ہیں جن میں بذلہ سنجی، ذکاوت، ندرتِ خیال، شگفتگی، برجستگی، شیفتگی، قول محال اور لفظی بازی گری وغیرہ کے ساتھ ایک اضافی حسن قصہ گوئی کا بھی شامل ہے۔وہ اپنی تحریر کو ایک مشاق قصہ گو کے انداز میں آگے بڑھاتے ہیں اور ایسی طلسماتی فضا تیار کر دیتے ہیں جو ان کی قارئین کو خیالات کی وادی میں پہنچا دیتی ہے۔اس مضمون میں مشتاق احمد یوسفی کی نگارشات میں داستان گوئی یا قصہ گوئی کی اسی تکنیک کا ناقدانہ جائزہ لیا گیا ہے۔	مشتاق احمد یوسفی، اردو طنز و مزاح، داستان گوئی کی تکنیک، قصہ گوئی

زبان وادب: ۱۹(۲۰۱۶ء)

مدیر: شبیر احمد قادری، شعبہ اُردو؛ گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی، فیصل آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
احمد، سعید/ انور، فوزیہ	شوکت صدیقی کے افسانوں میں منفی کردار	۲۱۳ تا ۲۲۲	قیام پاکستان کے بعد جن ترقی پسند ادیبوں نے شہرت حاصل کی ان میں شوکت صدیقی کا نام بہت نمایاں ہے۔انھوں نے نئی مملکت کے شہری مسائل پر سب سے پہلے قلم اُٹھایااور زندگی کو ادب کی فنی اور فکری اقدار سے جوڑنے کی سعی کی۔ انھوں نے اپنے افسانوں میں شہری اور دیہاتی زندگی کے مسائل کا تجزیہ کرتے ہوئے سیاسی گھٹن اور جاگیر دارانہ نظام پر قلم اُٹھایااور استحصال اور تعصب جیسی برائیوں کو بے نقاب کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے کرداروں کی مدد سے طبقاتی تضادات کو بھی واضح کیا۔ اس مضمون میں شوکت صدیقی کے انھی کرداروں کا جائزہ لیا گیاہے جوزندگی کے منفی پہلوؤں کے نمائندہ ہیں۔	شوکت صدیقی، اردو افسانہ، ترقی پسند تحریک، منفی افسانوی کردار
احمد، محمد فرید/ قادری، شبیر احمد	مستنصر حسین تارڑ کے ناولوں کا موضوعاتی اور کرداری جائزہ	۲۶۱ تا ۲۶۹	مستنصر حسین تارڑ نے جہاں بہ طور سفر نامہ نگار اپنی پہچان بنائی ہے وہیں انھوں نے خود کو اہم ناول نگار کے طور پر منوایا ہے۔ان کے ناول کے موضوعات، دورِ جدید سے مطابقت پید کرتے ہوئے، ہمہ گیری کی خصوصیت کے حامل ہیں۔ان ناولوں میں جان دار کردار تخلیق کیے گئے ہیں، جن میں نسوانی کردار زیادہ فعال دکھائی دیتے ہیں تاہم مردوں کے کردار بھی اس قدر غیر متحرک نہیں کہ انھیں نظر انداز کر دیا جائے۔اسی تناظر میں زیرِ نظر مضمون میں مستنصر حسین تارڑ کے ناولوں کے موضوعات اور کرداروں کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔	مستنصر حسین تارڑ، اے غزالِ شب، راکھ، خس و خاشاک زمانے، قربت مرگ میں محبت
ازہر، نبیلہ	شعر شور انگیز: ایک مطالعہ	۹۳ تا ۱۰۶	میر تقی میر کو جب بھی پڑھا جائے وہ ایک نئی شان سے ہمارے سامنے آتا ہے اور شاید اسی وجہ سے انھیں ''خدائے سخن'' کہا جاتا ہے۔ میر کی یہ شان رنگ زمانہ کے ساتھ ساتھ بدلتی رہتی ہے اور ہر دور میں ایک نیا میر ہمارے سامنے آ کھڑا ہوتا ہے۔یوں ہر نسل اپنا میر خود دریافت کرتی ہے۔ چناں چہ اردو ادب میں میر شناسی کی مستحکم روایت موجود ہونے کے باوجود یہ ضرورت تاحال موجود ہے کہ میر کو از سر نو پڑھا اور سمجھا جائے۔ شمس الرحمان فاروقی کی شعر شور انگیز بھی میر شناسی کی روایت کی ایک مضبوط کڑی ہے جو ایک عظیم و ضخیم منصوبے کی صورت میں چار جلدوں میں موجود ہے۔ فاروقی کے اس کارنامے کو علمی اور ادبی حلقوں میں بھی خاطر خواہ پذیرائی حاصل ہوئی اور انھیں ہندوستان کے سب سے بڑے ادبی ایوارڈ ''سرسوتی سمان'' سے بھی سرفراز کیا گیا۔ زیرِ نظر مقالہ	میر تقی میر، میر شناسی، شعر شور انگیز، شمس الرحمٰن فاروقی

			شمس الرحمان فاروقی کے اسی شاہ کار کا تنقیدی جائزہ پیش کرتا ہے۔	
اسلم، فوزیہ	اردو میں صوتیاتی تحقیق کا جائزہ (پاکستان میں لکھی جانے والی کتب کے حوالے سے)	۸۰ تا ۹۲	صوتیات انسانی زبان میں استعمال ہونے والی آوازوں سے متعلق علم ہے جس میں آوازوں کے اجزا، ان کی درجہ بندی اور ادائیگی کے اصولوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ جب کہ فونیمیات، جسے عملی صوتیات کا نام بھی دیا جاتا ہے، کسی مخصوص زبان کو اپنا موضوع بنا کر اس کی امتیازی اصوات کا تعین کرتی ہے۔ اردو زبان کے متعلق عموماً یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ اس میں صوتیاتی تحقیق معیار اور مقدار دونوں اعتبار سے کم ہے۔ لٰہذا زیرِ نظر مقالے میں ایسی کتب کو موضوع بنایا گیا ہے جو پاکستان میں صوتیات یا فونیمیات کے موضوع پر تحریر کی گئی ہیں یا جن میں تفصیل سے ان موضوعات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔	اردو لسانیات، صوتیات، ڈاکٹر محبوب عالم خان، خلیل صدیقی، شوکت سبزواری، عبدالسلام
اصغر، جمیل	بھارت میں اسرار و رموز کے اردو تراجم	۵۱ تا ۶۱	مثنوی اسرارِ خودی اس اعتبار سے اقبال کی اہم ترین تصنیف ہے کہ اس میں اقبال کے افکار و نظریات مرتب اور واضح صورت میں پیش کیے گئے ہیں۔ یہ کتاب اقبال کی فکر کا رُخ متعین کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے شائع ہوتے ہی مترجمین اس کی جانب متوجہ ہوئے اور دیگر زبانوں کے قارئین کو اقبال کے فلسفیانہ افکار سے روشناس کروایا۔ بھارت میں اہلِ اردو کو اقبال کی فکر سے آگاہ کرنے کے لیے حسین مہدی رضوی نے مثنوی کا اسرارِ اقبال (۱۹۷۵ء) کے نام سے اردو زبان میں ترجمہ کیا ہے، جس میں فارسی کے قابلِ قبول الفاظ و فرہنگ اور اقبال کے معیار کو برقرار رکھنے کے لیے اصطلاحات اقبال کو من و عن سمونے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ اسرار و رموز کے تراجم ڈاکٹر سید حامد حسین، پروفیسر غلام دستگیر شہاب اور عصمت جاوید نے بھی کیے ہیں جن کا تنقیدی جائزہ اس مقالے کی تحریر کا مقصد ہے۔	علامہ محمد اقبال، بھارت، اسرار خودی، اسرارِ اقبال، سید حامد حسین، غلام دستگیر شہاب، عصمت جاوید
اقبال، طاہرہ	رشید امجد کے افسانوں کے ترکیبی عناصر	۲۷ تا ۴۳	رشید امجد اردو افسانے کا ایک معتبر نام ہے۔ انھوں نے افسانے کو جن نئی جہتوں سے آشنا کیا ہے، ان میں سب سے قابلِ ذکر طرزِ اظہار کی ایک شگفتہ پیچیدگی ہے جس کے پیچھے تخلیقی کش مکش کی ایک پوری دنیا آباد ہے۔ ان کا افسانہ ایک منفرد جہانِ معنی رکھتا ہے جس میں ابلاغ کا مسئلہ پیدا نہیں ہوتا بل کہ بیانیہ کہانی کی سی دلچسپی پیدا ہو جاتی ہے۔ انھوں نے اپنی کہانیوں میں نئی شبیہیں اور تصورات پیش کیے ہیں، ہئیت اور اسلوب کے تجربات اس کے سوا ہیں۔ اس مضمون میں رشید امجد کے افسانوں کے عناصر ترکیبی کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	رشید امجد، اردو افسانہ، عام آدمی کے خواب، پت جھڑ میں خود کلامی
بٹ، محمد افضال	اردو تنقید کی روایت ابتدا سے تقسیم ہند تک	۶۹ تا ۷۹	اردو ادب میں تنقید نگاری کی روایت کا احاطہ کیا جائے تو ہم اسے دو ادوار میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ ایک وہ دور جو ابتدا سے لے کر ۱۸۵۷ء تک محدود ہے جس میں زیادہ تر تذکرے تحریر کیے گئے ہیں۔ جب کہ دوسرے دور کا آغاز ۱۸۵۷ء	اردو تنقید، تذکرہ نگاری، تحریک علی

			کے بعد ہوا جس میں سرسید اور علی گڑھ تحریک نے کلیدی کردار ادا کرتے ہوئے تنقید میں پہلی بار قاری کی موجودگی کا احساس پیدا کیا اور ادیب کو شعوری طور پر پابند کیا کہ وہ اپنے معاشرے کے حوالے سے ہی ادب تخلیق کرے۔ چناں چہ تحریک سے وابستہ ناقدین نے اصول مرتب کیے اور عملی تنقید سے بھی کام لیا۔ جس نے بہ حوالہ تنقید بعد کے ادوار کو بھی متاثر کیا اور رومانوی تحریک، ترقی پسند تحریک اور جدیدیت سے منسلک ناقدین نے اردو تنقید کے دامن کو مالا مال کیا۔ اسی کو مد نظر رکھتے ہوئے اس مضمون میں اردو تنقید کی روایت کو ابتدا سے تقسیم ہندوستان تک عہد بہ عہد بیان کیا گیا ہے۔	گڑھ، رومانوی تنقید، ترقی پسند تنقید، حلقۂ اربابِ ذوق
پروین، بشریٰ	قیامِ پاکستان کے بعد نئے تہذیبی، سماجی منظر نامے کے تحت لکھے گئے ناول	۱۸۶ تا ۱۹۸	پاکستانی تہذیب ایک اسلامی تہذیب ہے اور یہ بھی سچ ہے کہ پاکستانی تہذیب پر مغربی اور ہندوستانی تہذیبوں کے کتنے ہی اثرات رونما کیوں نہ ہو جائیں اس نے کسی نہ کسی حالت میں اپنا وجود برقرار رکھا ہے اور رکھے گی۔ عصری تبدیلیوں کے باوجود آج بھی پاکستانی تہذیب پر موہنجوداڑو، تاتاریوں، عربوں اور ہندوؤں کے تہذیبی اور سماجی اثرات موجود ہیں اور اب مغربی اثرات نے ان تہذیبی اور سماجی روایات کو اپنے نرغے میں لے رکھا ہے۔ اس کے باوجود پاکستانی ادیب تہذیبی اور سماجی اقدار کی حفاظت کرنے میں مصروف ہیں۔ زیرِ نظر مضمون میں ان ناولوں کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے جن میں قیامِ پاکستان کے بعد کے تہذیبی اور سماجی موضوعات کو سمویا گیا ہے۔	تہذیب، ثقافت، پاکستانی تہذیب، سماجی منظر نامہ، اردو ناول
ترابی، نثار	ادب اور معاشرہ کی تعمیرِ نو	۶۲ تا ۶۸	اس مقالے میں معاشرے کی تعمیرِ نو میں ادب کے کردار کو موضوع بنایا گیا ہے۔ معاشرہ افراد کا مجموعہ ہے جو ہمہ وقت نئے دور کے تقاضوں پر پورا اترنے کی کوشش کرتا ہے، جس کے حوالے سے ادب رہنما کردار ادا کرتا ہے۔ چناں چہ یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ ادب اور معاشرے کا ارتباط بغیر کسی دانستہ کوشش کے ہر وقت موجود ہوتا ہے اور کسی نظریے کا پابند ہوئے بغیر اور اپنی حد رفتار میں رہتے ہوئے معاشرے کے خدوخال سنوارنے اور اسے بہتر بنانے کی سعیٔ مسلسل میں مصروف رہتا ہے۔ اب یہ صرف کسی معاشرے کے افراد کا کام رہ جاتا ہے کہ وہ کس حد تک اپنے ادب سے اثر پذیر ہوتے ہیں۔	ادب، معاشرہ، ادب اور معاشرہ، معاشرے کی تعمیرِ نو
رانا، ناصر/غلام رسول، عاصمہ	پاکستان میں پنجابی تحقیق وتدوین	۱۳۶ تا ۱۴۳	پنجابی زبان و ادب کی ہزار سالہ روایت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ اس میں تحقیق اور تنقید کی طرف زیادہ توجہ دی جائے۔ تخلیقی سطح پر آغاز میں اس طرف معمولی دانش وروں نے توجہ دی اور یہ سلسلہ مقامی جامعات میں شروع ہوا جو اب تک جاری ہے۔ پنجابی میں تنقید کے آثار انگریزی شاعر اور نقاد ڈرائیڈن، ٹائن اور کروچے کے ہم عصر بالترتیب وارث شاہ، احمد یار، میاں محمد بخش اور منشی	تنقید، پنجابی ادب، پنجابی ادب کی تنقید، پنجابی تحقیق و تدوین

			غلام حسین وغیرہ کے فن پاروں میں نمایاں ہیں۔جب کہ قیام پاکستان کے بعد پنجابی تحقیق وتدوین کا آغاز ۱۹۵۳ء میں منظرِ عام پر آنے والی محمد سرور کی کتاب پنجابی ادب سے ہو گیا تھا، جس کے بعد متعدد کاوشیں سامنے آئیں۔زیرِ نظر مضمون میں پنجابی تنقید کے حوالے سے پاکستان میں ہونے والے کاموں کا جائزہ لیا گیا ہے۔	
رمضان، محمد/ احمد، شفیق	۱۹۶۵ء کی جنگ کی اردو شاعری میں تمثال کاری	۱۶۹ تا ۱۷۸	تمثال سے مراد وہ لفظی تصویر ہے جو کوئی شاعر تخلیق کرتا ہے یعنی شاعرانہ مصوری تمثال کاری ہے۔اس کا تعلق حواسِ انسانی سے ہوتا ہے۔اس لفظی تصویر کو نکھارنے کے لیے روزمرہ، محاورہ، علم بیان اور صنائع بدائع بنیادی عناصر ہیں۔۱۹۶۵ء کی جنگ میں متعلقہ شاعری میں بھی اردو شاعری نے مختلف تمثالوں سے اپنے احساس کو لفظوں کے روپ میں ڈھالا تاکہ قاری براہِ راست اس ماحول کو محسوس کر سکے۔ان شعرا میں احمد ندیم قاسمی، ناصر شہزاد، نفیس فریدی، وزیر آغا، عبدالعزیز خان، مجید امجد، مصطفیٰ زیدی، ظہیر قریشی، ظہیر کاشمیری، سرشار صدیقی اور فیض احمد فیض کے نام لیے جا سکتے ہیں جن کی شاعری میں تمثال نگاری زیرِ نظر مقالے کا موضوع ہے۔	۱۹۶۵ء کی جنگ، اردو شاعری، تمثال کاری، احمد ندیم قاسمی، وزیر آغا، مجید امجد، فیض احمد فیض
سعید، سعادت	ترقی پسند فکر کا جوہر	۸ تا ۱۵	ترقی پسند تنقید کے ماضی کو محض ۱۹۳۶ء اور اس کے حال کو سرخ پرچم الوداع کہنے تک محدود کرنے والے ترقی پسندی کے ماضی اور مستقبل کی جہت نمائیوں سے مسلسل انکار کیے جا رہے ہیں، تاریخ کے مادی تصورات سے ان کا رابطہ ٹوٹ چکا ہے۔یہ وقت ترقی پسند تنقید کی نشاۃ ثانیہ کا متقاضی ہے تاکہ انسان اور انسانیت پر دانش وروں کے ایقان کی تجدید ہو سکے۔کیوں کہ موجودہ ترقی پسند تنقید نے قاری کے معاصر فلسفیانہ رجحانات کے تعین میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔سٹالورٹ کے بقول ہر آدمی کو غلامانہ معاشرے میں رہتے ہوئے آزادی کی جدوجہد کرنی چاہیے۔ترقی پسند فکر بھی اس بات کی متقاضی ہے۔چناں چہ اس مضمون میں آزادی، مساوات اور انسانیت کو ترقی پسندی کا جوہر قرار دیا گیا ہے۔	اردو ادب کی تحریکیں، ترقی پسند تحریک، ۱۹۳۶ء ترقی پسند تنقید
سلیمی، محمد اویس/اعوان، محمد آصف	کالی داس گپتا رضا کی نعت گوئی	۲۴۴ تا ۲۵۳	کالی داس گپتا رضا کا شمار اردو کے نام ور شعرا میں ہوتا ہے۔وہ اعلیٰ درجے کے محقق اور مصنف تھے لیکن انھیں ماہر غالبیات اور غالب شناس کی حیثیت سے زیادہ شہرت حاصل ہوئی۔اردو زبان سے انھیں غیر معمولی لگاؤ تھا اور انھوں نے لڑکپن ہی سے شعر گوئی کا آغاز کر دیا تھا۔انھوں نے جہاں غزل، نظم، قطعہ اور رباعی میں طبع آزمائی کی وہیں انھوں نے حضور اقدس ﷺ کی شان و سیرت کو نعت کے انداز میں بھی بیان کیا۔یوں انھوں نے عشق رسول ﷺ	کالی داس گپتا رضا، اردو شاعری، نعتیہ شاعری، نعت گوئی

			کے موضوع کو بھی اپنی شاعری کا حصہ بنایا ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں کالی داس گپتا رضا کی نعت گوئی ہی کو موضوع بنایا گیا ہے۔	
سہیل، سید عامر/ خرم، محمد	آنگن کا سیاسی منظر نامہ	۱۴۴ تا ۱۵۲	خدیجہ مستور اردو ادب کی ایک اہم ناول نگار ہیں۔ انھوں نے ہجرت اور برصغیر کی سیاسی و سماجی صورتِ حال کو اپنے ناولوں کا موضوع بنایا ہے۔ آنگن بھی ان کا ایک اہم سیاسی ناول ہے جس میں برصغیر کی تقسیم سے قبل ہندوستان کے اُس دور کی جھلک پیش کی گئی ہے جب عوام میں سیاسی شعور کروٹیں لے رہا تھا۔ بیسویں صدی کے آغاز میں ہی ہندوستان میں سیاسی ہلچل زور پکڑنے لگی تھی۔ کانگرس، مسلم لیگ، آزادی، الگ وطن، ہندو مسلم تعلقات اور اس جیسے دیگر عوامل ہندوستان کی سیاسی فضا کی بنت میں مصروف تھے۔ اس سیاسی اور معاشرتی تناظر میں آنگن کی تشکیل ہوئی، جس کا مطالعہ اس مضمون میں مذکورہ سیاسی تناظر میں کیا گیا ہے۔	خدیجہ مستور، اردو ناول، سیاسی ناول، آنگن
سیف اللہ، محمد/ گوندل، محمد یار	محسن بھوپالی کی نظمانہ نگاری: ایک جائزہ	۱۹۹ تا ۲۱۲	محسن بھوپالی اردو کے کہنہ مشق اور ہمہ جہت شاعر ہیں جنھوں نے ادب کی مختلف اصناف پر طبع آزمائی کی اور ان میں کامیابی حاصل کی۔ جہاں ان کی دیگر کاوشیں سامنے آئیں وہیں ان کے نظمانے بھی مشہور ہوئے جس میں انھوں نے اپنے گرد و پیش کی کہانیوں کو اپنی نظموں میں سمونے کا کام سرانجام دیا ہے۔ انھوں نے خالص بول چال کی زبان میں عوامی زندگی کے مصائب کو ان مختصر کہانیوں میں پیش کیا، جو ان کی فنی پختگی اور زبان پر ماہرانہ قدرت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں مذکورہ تناظر میں محسن بھوپالی کی نظمانہ نگاری کا جائزہ پیش کیا گیا ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ ان کی شاعری ہمارے ملکی حالات اور زندگی کے ان پہلوؤں کی خوب صورت منظر کشی کرتی ہے جو عموماً نظروں سے اوجھل رہتے ہیں۔	محسن بھوپالی، صنف ادب، سیاسی شاعری، نظمانہ نگاری، نظمانے
شفیق الرحمٰن/ نعیم، سجاد	ناول میں تکنیک کی اہمیت	۱۷۹ تا ۱۸۵	تکنیک کے معنی کاری گری، طریق کار، مہارت اور لائحۂ عمل قرار پاتے ہیں۔ یہ سبھی معنی انفرادی اور مشترکہ طور پر کسی کام کے کرنے یا کسی کام کی منصوبہ بندی کی طرف واضح اشارہ کرتے ہیں۔ یعنی تکنیک ایک ایسا طریقہ کار ہے جس سے فن کار اپنے موضوع کو پیش کرتا ہے یا جب فن کار مواد کو اپنے اسلوب سے ہم آہنگ کر کے ایک مخصوص طریقے سے متشکل کرتا ہے تو جس طریقے سے یہ مواد ڈھلتا ہے وہی تکنیک ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں تکنیک اور اس کے ناول میں استعمال کو موضوعِ بحث بنایا گیا ہے نیز تکنیک کیا ہے؟ تکنیک کی ناول میں کیا اہمیت ہے؟ مواد اور تکنیک میں کتنی ہم آہنگی ہے اور کیا ناول کی تکنیکیں جامد ہیں یا ارتقا پذیر؟ جیسے سوالات کے جوابات تلاش کرنے کی کامیاب کوشش کی	اردو ناول، تکنیک، مواد اور تکنیک، ناول اور تکنیک، فنِ ناول نگاری

			گئی ہے۔	
طارق، گلشن	ایک بڑے آدمی کا خواب	۱۶ تا ۲۶	برصغیر میں مسلمانوں کی آمد سے قبل مخلوط النسل معاشرہ قائم ہو چکا تھا۔ یہاں دو مذاہب نمایاں تھے۔ ایک بدھ مت اور دوسرا ہندو مت۔ پورا خطہ بے شمار چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹا ہوا تھا لیکن اسلام کی آمد سے ایک مرکزی حکومت کا قیام عمل میں آیا اور علیحدگی پسندی کے رجحانات کے خاتمے کے بعد امن و امان قائم ہوا۔ نتیجتاً اسلام تیزی سے اس خطے میں پھیلا لیکن ایک ہزار سال اکٹھا رہنے کے باوجود ہندو اور مسلمان ایک نہ ہو سکے۔ اسی بات کو مد نظر رکھتے ہوئے علامہ اقبال نے مسلمانوں کے لیے ایک آزاد اور علیحدہ ریاست کا تصور پیش کیا۔ یوں ان کے خواب کی تعبیر ریاست پاکستان کی شکل میں سامنے آئی۔ زیرِ نظر مقالے میں اقبال کے اسی خواب اور جہدِ پاکستان کو موضوع بنایا گیا ہے۔	برصغیر، دو قومی نظریہ، علامہ محمد اقبال، مصورِ پاکستان، تصورِ پاکستان
ظفر، رابعہ	حسن شوقی کی جمالیات	۱۱۵ تا ۱۲۵	بہمنی سلطنت کے زوال کے بعد اس کے ٹکڑے ہوئے اور پانچ سلطنتیں وجود میں آئیں جن میں عادل شاہی، قطب شاہی، نظام شاہی، برید شاہی اور عماد شاہی شامل تھیں۔ قطب شاہی اور عادل شاہی سلطنت کے علاوہ باقی تمام سلطنتیں زوال کا شکار ہوئیں تو حسن شوقی، جس کا تعلق نظام شاہی سلطنت سے تھا، عادل شاہی سلطنت میں آ گیا، جہاں اس کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا گیا اور یوں اس نے ادبی ماحول سے استفادہ کرتے ہوئے غزل گوئی میں نام کمایا۔ زیرِ نظر مضمون میں غزل گوئی کے تناظر میں حسن شوقی کی جمالیات کو زیرِ بحث لایا گیا ہے اور مضمون نگار نے ثابت کیا ہے کہ وہ فارسی شاعری کی جمالیات سے متاثر ہونے کے ساتھ ساتھ مقامی جمالیات سے بھی متاثر تھا۔	حسن شوقی، اردو غزل، نظام شاہی سلطنت، عادل شاہی سلطنت، دیوان حسن شوقی
عابد، محمد امجد	عصری شعور کی اصطلاح اور اردو تنقید	۱۰۷ تا ۱۱۴	''عصری شعور'' ایک ایسی اصطلاح ہے جس کے لیے اردو تنقید میں ''عصری آگہی'' اور ''عصری حسیت'' کی اصطلاح بھی استعمال کی گئی ہیں تاہم اس کا استعمال جدید تنقید میں کم کم ہی ملتا ہے۔ سماج میں ہونے والی تبدیلی کا ادراک اور ادب میں اس کا استعمال عصری شعور کو ظاہر کرتا ہے جس کا پہلا اطلاق تخلیق کار پر ہوتا ہے جس کے لیے اپنے عہد کے مکمل حالات سے باخبر ہونا ضروری ہے۔ علاوہ ازیں نقاد بھی اس استعداد اور صلاحیت کے بغیر تخلیق فہمی اور ادب شناسی کے مرحلوں سے بآسانی نہیں گزر سکتا۔ اس مضمون میں اس بحث کو مد نظر رکھتے ہوئے مختلف ادب پاروں کے حوالے سے عصری شعور یا عصری آگہی کو موضوع بنایا گیا ہے۔	عصری شعور، اردو تنقید، عصری آگہی، عصری حسیت
عابد، نذر	مولانا روم اور حضرت سلطان باہو	۴۴ تا	مولانا جلال الدین رومی اور سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو صوفیائے کرام کے اُسی عظیم طبقے سے تعلق رکھتے ہیں جنھوں نے اپنی قلبی	مولانا جلال الدین

	کے فکری اشتراکات	۵۰	وارداتاور روحانی تجربات کے رازہاے سربستہ کی نقاب کشائی کے لیے شعری زبان کو ذریعۂ اظہار بنایا ہے۔ اگرچہ دونوں مختلف خطوں سے تعلق رکھتے ہیں لیکن دونوں میں متعدد مماثلتیں موجود ہیں کیوں کہ ان کے باہمی فکری اشتراکات کا اصل ماخذ اور منبع قرآن و حدیث کی وہ روشن ہدایات ہیں جو قیامت تک پوری انسانیت کی راہ نمائی کا عظیم فریضہ ادا کرتی رہیں گی۔ زیرِ نظر مقالے میں دونوں روحانی راہ نماؤں کی شاعری میں مماثلتیں دریافت کی گئی ہیں۔	رومی، مولانا روم، حضرت سلطان باہو، شاعری، تصوف
قندیل، بازغہ	مجید امجد اور صحیفۂ فطرت	۲۲۳ تا ۲۲۹	مجید امجد کا شمار اردو نظم کے ان شعرا میں ہوتا ہے جن کی تخلیقات پر جدید اردو نظم اپنی بنیاد استوار کرنے پر ممنون رہی ہے۔ انھوں نے تخلیقی حوالے سے ایک ایسی بھرپور زندگی گزاری ہے کہ ان کے فکری و فنی تنوع اور پھیلاؤ کو تہ داری کے باوصف کسی ایک بحث یا مضمون میں سمیٹنا ممکن ہی نہیں رہا۔ ان کے حیرت کدۂ تخلیق میں تنقید کسی شاہ کار کے کسی ایک زاویے پر تصرف کا فیصلہ کرتی ہے تو ہزار اور زاویے اپنی ایک الگ دنیا کا منظر نامہ لے کر طلوع ہو جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے ان کی شاعری کثیر الجہات کہی جا سکتی ہے جس میں سب سے نمایاں جہت فطرت پسندی ہے۔ اس مضمون میں مجید امجد کی شاعری کے اسی پہلو سے بحث کی گئی ہے۔	مجید امجد، جدید اردو نظم، فطرت پسندی، کلیات امجید امجد
ماہ رخ/کلیانی، ممتاز/اویسی، ارشد	مارکسی تنقیدی نظریات میں توازن کی مثال: ڈاکٹر محمد علی صدیقی	۱۵۳ تا ۱۶۸	ڈاکٹر محمد علی صدیقی کا نام اردو تنقید میں کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ وہ مارکسی فکر اور تنقید کے عمرانی دبستان سے وابستہ نقاد ہیں۔ اسی لیے ادب کے انقلابی رویے کے قائل ہیں۔ لیکن اس ضمن یہ بات قابلِ غور ہے کہ ان کا تنقیدی زاویہ محض مارکسی تنقید تک محدود نہیں بل کہ یہ جدید تنقیدی رجحانات، اسلوبیاتی تنقید، ساختیاتی تنقید اور تانیثی تنقید کے رجحانات سے بھی فائدہ اٹھاتا ہے۔ ان کی پہلی تنقیدی کتاب ۱۹۷۶ء میں منظرِ عام پر آئی اور اب تک مزید پندرہ تنقیدی کتب اردو تنقید کے منظر نامے پر طلوع ہو چکی ہیں۔ زیرِ نظر مقالے میں ڈاکٹر محمد علی صدیقی کی تنقیدی بصیرت کو گرفت میں لینے کی کوشش کی گئی ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ وہ جدید تنقیدی نظریات اور مارکسی تنقید میں توازن قائم کرنے میں کامیاب رہے ہیں۔	محمد علی صدیقی، مارکسی تنقید، ترقی پسند تنقید، جدید تنقیدی نظریات
محمد	اردو رباعیات پر تصوف کے اثرات	۲۵۴ تا ۲۶۰	'رباعی' کا لفظ عربی زبان کے لفظ 'ربع' سے نکلا ہے جس کے معنی چار کے ہیں۔ یہ اردو شاعری کی ایک ایسی صنف ہے جو چار مصرعوں پر مشتمل ہوتی ہے اور ان چاروں مصرعوں میں ایک ہی مضمون ارتقائی صورت میں بیان کیا جاتا ہے، جب کہ آخری مصرع رباعی کے مجموعی تاثر کا نقطۂ عروج ہوتا ہے۔ اردو زبان کی رباعیات میں شعرا نے تقریباً ہر طرح کے موضوعات کو اس میں سمویا	اردو رباعی، صنف ادب، تصوف، فارسی شاعری کے اثرات

			ہے۔ تصوف ان کا مرغوب موضوع ہے جسے اس نے فارسی شاعری کے زیرِاثر قبول کیا لیکن وقت کے ساتھ ساتھ رباعیات میں مقامی اثرات بھی شامل ہو گئے۔ اسی تناظر میں زیرِنظر مقالے میں، اردو رباعیات میں تصوف کے اثرات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	
محمود، ارشد	مجید امجد کی نظموں میں تصور انسان (سماجی و عمرانی تناظر میں)	۲۳۰ تا ۲۴۳	سماجیات کا علم معاشرے کی سائنس پر محیط ہے۔ معاشرہ افراد سے تعمیر ہوتا ہے اور فرد معاشرے کا ایک اہم جزو ہے۔ معاشرے کا مطلب ہی باہمی انسانی انسلاک ہے۔ معاشرہ انسان کی ان حدود اور وسعتوں کا تعین بھی کرتا ہے، جو معاشرتی تسلسل کے لیے ضروری ہوتی ہیں۔ معاشرتی نظام انسانی آزادی کو اپنی گرفت میں رکھنے کی ذمہ داری بھی ادا کرتا ہے جس کے لیے 'سوشل کنٹرول' کی اصطلاح رائج ہے۔ چناں چہ اخلاقیات سماجیات کا ایک اہم جزو ہے جو صحیح معنوں میں انسان کے تصور کو نمایاں کرتا ہے۔ اس حوالے سے متنوع بحثیں اردو شعرا کے ہاں ملتی ہیں جن میں ایک مجید امجد بھی ہیں۔ اس مضمون میں مجید امجد کی نظموں کے حوالے سے اسی تصورِ انسان کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔	مجید امجد، جدید اردو نظم، تصور انسان، کلیات مجید امجد
مصطفیٰ، صابری نور	ڈاکٹر الف۔ د۔ نسیم کے مضامین تحقیق و تنقید کے آئینے میں	۱۲۶ تا ۱۳۵	ڈاکٹر الف۔ د۔ نسیم کا علمی و ادبی سرمایہ اس امر کی نشان دہی کرتا ہے کہ انھیں فکر و فلسفہ کے دقیق مسائل، باریکیوں اور موشگافیوں کو عمومی زبان میں پیش کرنے کا خاص ملکہ حاصل ہے۔ ان کی صوفیانہ مزاج کی حامل شخصیت انسانی کردار سازی اور عملی تربیت کے معاملات سے کامل آشنائی رکھتی تھی۔ چوں کہ صوفیانہ افکار و خیالات اور نظریات کا رجحان ان کی شخصیت کا خاصا ہے اسی لیے اردو زبان و ادب میں بھی انھوں نے اردو شاعری کے مذہبی اور فلسفیانہ رجحانات کے موضوعات کو تحقیق کے لیے منتخب کیا ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں ان کے مذہب اور تصوف پر مبنی مضامین کا جائزہ لیا گیا ہے جو وقتاً فوقتاً ماہنامہ انوار العزیز میں شائع ہوتے رہے ہیں۔	الف۔ د۔ نسیم، اردو مضامین، تصوف، ابراہیم بن ادھم، اسلامی تصوف، اثبات کرامات
ملک، عبدالعزیز	''کپاس کا پھول'': تجزیاتی مطالعہ	۲۷۰ تا ۲۷۸	احمد ندیم قاسمی کی ادبی شخصیت یوں تو کئی جہتوں کی حامل ہے، جن میں شاعری، تنقید، کالم اور خاکہ خاص طور پر نمایاں ہیں لیکن فن افسانہ نگاری میں وہ ایک پختہ اور ماہر فن کار کے طور پر سامنے آئے۔ انھوں نے ایک ایسے دور میں افسانہ نگاری میں اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا جب اردو ادب کے قد آور فن کار افسانے کے منظر نامے پر اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ موجود تھے۔ انھوں نے اردو ادب کو کئی یادگار اور اہم افسانے دیے، جن میں ایک ''کپاس کا پھول'' بھی ہے جو ۱۹۶۵ء کی جنگ کے تناظر میں تحریر کیا گیا ہے۔ اس مضمون میں اسی افسانے کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	احمد ندیم قاسمی، اردو افسانہ، ترقی پسند افسانہ، کپاس کا پھول، جنگ ستمبر

فکر و نظر: ۱-۲(۲۰۱۶ء)

مدیر: محمد ضیاء الحق، ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی؛ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
احمد، اشفاق	عدالتی خلع پر فتویٰ کے مختلف رجحانات کا تنقیدی جائزہ	۱۲۹ تا ۱۵۸	کسی بھی معاشرے میں ازدواجی زندگی کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں ہے لیکن بعض اوقات ازدواجی زندگی میں زوجین کے باہمی اختلافات اس حد تک پہنچ جاتے ہیں کہ اسے درست طور پر استوار رکھنا ممکن نہیں رہتا۔ ایسے حالات میں اسلام میں عورت کے لیے خلع کا راستہ رکھا گیا ہے اور دستوری حکومتیں بننے کے بعد کئی اسلامی ممالک میں اس بابت قانون سازی بھی کی گئی ہے، لیکن بعض اسلامی ممالک میں خلع سے متعلق ان قوانین پر اہلِ علم کو شدید تحفظات ہیں۔ ان کے نزدیک یہ قوانین مکمل طور پر اسلام کی اصل روح سے ہم آہنگ نہیں ہیں۔ زیرِ نظر مقالے میں انھی نکات کو مد نظر رکھتے ہوئے عدالتی خلع پر فتویٰ کے مختلف رجحانات کا تنقیدی مطالعہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔	عدالتی خلع، فتویٰ، قوانین خلع، پاکستان میں قانون خلع، عدالتی خلع کی شرعی حیثیت
احمد، محمد مشتاق	''سورۃ التوبہ'' کے ابتدائی حصے کا زمانۂ نزول اور تاریخی پس منظر: تحقیق مزید	۱۱ تا ۴۰	زیرِ نظر مقالہ ''سورۃ التوبہ'' کے ابتدائی حصے کے زمانے اور اسباب نزول کا احاطہ کرتا ہے۔ اس کے متعلق مقالہ نگار کی ایک تحقیق فکر و نظر کے ۲۰۱۵ء کے شمارے میں شائع ہوئی تھی جس پر بعض علما نے تنقید کی اور نہ صرف ''سورۃ التوبہ'' کے شان نزول اور اس کے تاریخی پس منظر کو مد نظر رکھتے ہوئے قرآن کریم کی ترتیب نزولی کی اہمیت پر بحث کی بل کہ زمانۂ نزول کی تعیین میں داخلی اور خارجی شہادتوں کے تعلق پر بھی سوالات اُٹھائے۔ لہٰذا اس مقالے کے پہلے حصے میں ان تنقیدی آرا کے نکات کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے جب کہ دوسرے حصے میں ان آیات کے زمانۂ نزول کے متعلق مزید تحقیق پیش کی گئی ہے تاکہ آیات کی تاویل میں مدد مل سکے۔	قرآن مجید، سورۃالتوبہ، شاہ ولی اللہ، امام زرکشی، مولانا اصلاحی
الازہری، منظور احمد	لاعلاج مریض کے شرعی احکام	۱۵۹ تا ۱۷۶	حالیہ سائنسی ترقی نے مریضوں کے لیے چند سہولتیں فراہم کی ہیں جو خصوصاً لاعلاج مریض کے لیے ناگزیر سمجھی جاتی ہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ایسے مریضوں کا علاج جاری رکھا جائے جب کہ اس علاج پر بے پناہ خرچ آرہا ہو اور جو ورثا کے لیے باعث تکلیف وحرج بھی ہو نیز اس سے ایسے مریضوں کی حق تلفی بھی ہو رہی ہو جو فوری علاج کے محتاج ہوں اور ان کے بچنے کی امید بھی ہو۔ چوں کہ یہ مسئلہ ان طبّی اور فقہی مسائل میں سے ایک ہے جس پر محققین کی نگاہیں مرکوز ہیں اس لیے فقہ اسلامی کے ضوابط کی روشنی میں تحقیق و تفتیش کے	لاعلاج مریض، قتل رحم، خودکشی، طبّی نگہداشت، دائمی بانجھ پن

			لیے مقالہ ہذا تحریر کیا گیا ہے۔	
بخاری، سید عبدالغفار	عربی لغات میں المنجد کا مقام (تحقیقی و تنقیدی جائزہ)	۱۷۹ تا ۱۹۹	عربی زبان کے نام ور علما میں ایک عیسائی راہب لوییس معلوف کا شمار بہ طور خاص کیا جاتا ہے۔ آپ ۱۸٦۷ء کو لبنان کی زحلہ نامی بستی میں پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم یسوعیہ کالج بیروت سے حاصل کی۔ جہاں بہت سی لغات میں مہارت حاصل کرنے کے بعد آپ ۱۹۰٦ء کو واپس لبنان لوٹے اور ۱۹۰۸ء میں اپنی شہرہ آفاق تالیف المنجد تکمیل کی جو عربی زبان کی ایک معروف لغت گردانی جاتی ہے۔ مذکورہ لغت کی تالیف کے علاوہ بھی آپ نے تیئیس برس تک ادارہ، مجلس البشیر ' کی سرپرستی کی اور بشیر نامی پرچے کی ترتیب و تحریر کے فرائض انجام دیے تاہم زیرِ نظر مقالہ آپ کی دیگر خدمات سے قطع نظر صرف المنجد کے تحقیقی اور تنقیدی جائزے پر مشتمل ہے۔	عربی لغت، المنجد، لوییس معلوف، لبنان
رفیقی، عبدالرؤف	علامہ اقبال کا سفرِ افغانستان: بعض احوال و کوائف	۲۰۳ تا ۲۲۸	علامہ محمد اقبال کے کلام میں افغانستان اور افغانوں کا ذکر جا بجا ملتا ہے۔ انھیں اس قوم سے محبت تھی جس کی وجہ ان کی سخت کوشی اور دین و مذہب سے غیر معمولی تعلق ہے۔ امیر نادر شاہ سے بھی آپ کو ان کی دین داری اور انتظامی امور میں قابلیت کے سبب بڑی عقیدت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ۱۹۲۹ء میں جب نادر شاہ افغانستان کو مزید تباہی سے بچانے کے لیے لاہور کے راستے افغانستان گئے تو لاہور کے اسٹیشن پر اقبال نے ان کا استقبال کیا۔ جب نادر شاہ تخت پر جلوہ افروز ہوئے تو انھوں نے ملک کی تعلیمی حالت کو درست کرنے کے لیے ہندوستان کی مقتدر شخصیات کو افغانستان کا دورہ کرنے کی دعوت دی تا کہ افغانستان میں تعلیمی اصلاحات کا خاکہ تیار کیا جا سکے۔ اس سلسلے میں سید سلیمان ندوی، علامہ اقبال اور سر راس مسعود کا انتخاب عمل میں لایا گیا اور ۱۹۳۳ء میں یہ سفر کیا گیا جس کا مفصل احوال اس مقالے کا موضوع ہے۔	علامہ محمد اقبال، افغان، افغانستان، سفر افغانستان، ۱۹۳۳ء
سیف اللہ	قرآنی سورتوں میں نظم و مناسبت: فکر فراہی و حسین علی کا تقابلی مطالعہ	۷۵ تا ۹۳	برصغیر کی سرزمین کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اسلامی علوم کے تمام شعبوں میں اس کے خدمت گزاروں کا کام کیفیت و اہمیت ہر اعتبار سے لائق تحسین اور قابل قدر گردانا جاتا ہے۔ بالخصوص تفسیری ادب میں جس طرح مولانا حمید الدین فراہیؒ کا تصورِ نظم قرآن اپنی نوعیت کا ایک منفرد تصورِ نظم ہے۔ اسی طرح پنجاب کے معروف شہر میاں والی سے تعلق رکھنے والی نسبتاً کم معروف شخصیت مولانا حسین علی الوانیؒ کا تصور ربط و مناسبت بھی، تفسیری ادب کی تاریخ میں انفرادیت کا حامل سمجھا جاتا ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں اسی کو بنیاد بناتے ہوئے دونوں علماے دین کے تصور نظم و مناسبت کا جائزہ لینے کی سعی کی گئی	قرآن مجید، تصور نظم، تصور ربط و مناسبت، مولانا حمید الدین فراہیؒ، مولانا حسین علی الوانیؒ

			ہے۔	
شاہ، سید متین احمد / الہاشمی، جنید احمد	قرآنی سورتوں میں موضوعی وحدت: شیخ سعید حویؒ اور مولانا امین احسن اصلاحیؒ کے نظریۂ نظم کا تقابلی مطالعہ	۴۱ تا ۷۳	تاریخ تفسیر میں قرآن کریم کی تفسیر کے مختلف مناہج اور اسالیب ملتے ہیں۔ ان اسالیب کے وقوع پذیر ہونے کے تاریخی اور علمی اسباب ہیں۔ اس تاریخ کے تناظر میں بیسویں صدی ایسا عہد ہے جس نے قرآنی علوم اور تفسیر اور اسالیب کے باب میں نمایاں اضافے کیے۔ انھی میں سے ایک اُسلوب قرآن کریم کی تفسیر موضوعی کا ہے۔ اس میں کسی اصطلاح یا موضوع کو قرآن کے مختلف مقامات پر وارد آیات کو جمع کر کے کلی حیثیت سے دیکھا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اس میں یہ بھی ملاحظہ کیا جاتا ہے کہ کسی مخصوص سورۃ کا مجموعی نظم کیا ہے اور وہ کس موضوع کی وضاحت کرتی ہے؟ اس طرزِ تفسیر کا مؤخر الذکر اسلوب زیرِ نظر مقالے کی تحریر کا مقصد ہے جس کے حوالے سے شیخ سعید حویؒ اور مولانا امین احسن اصلاحیؒ کے نظریۂ نظم کا تقابلی مطالعہ کیا گیا ہے۔	قرآن پاک، قرآن کے اسالیب، تفسیر موضوعی، شیخ سعید حویؒ، مولانا امین احسن اصلاحی
ہارون، محمد / منیج، محمد شہباز	بذل المجهود میں مولانا سہارن پوری کا غاية المقصود اور عون المعبود پر نقد	۹۷ تا ۱۲۵	جس طرح محدثین کرام ہر زمانے میں حدیث رسول ﷺ کو امانت سمجھ کر امت تک پہنچانے میں مستعد دکھائی دیتے ہیں اسی طرح شارحین حدیث بھی اس مقصد میں یہاں تک پیش پیش رہے ہیں کہ شرح حدیث میں سابقہ شارحین کے ہاں کوئی تسامح نظر آئے تو اس کی اصلاح کر دیں۔ سنن ابی داؤد کے ایک شارح مولانا خلیل احمد سہارن پوری نے بھی اپنی شرح بذل المجهود میں سابقہ شارحین کی فروگزاشتوں پر تنقید کی ہے، جن میں زیادہ نمایاں صاحب غاية المقصود یعنی شمس الحق محدث ڈیانوی عظیم آبادی اور صاحب عون المعبود یعنی مولانا اشرف الحق محمد اشرف ڈیانوی ہیں۔ چناں چہ اس مقالے میں خصوصیت سے انھی اصحاب کے حوالے سے مولانا سہارن پوری کی تنقید کو موضوع بنایا گیا ہے۔	شارحین حدیث، مولانا خلیل احمد سہارن پوری، بذل المجهود، غاية المقصود، عون المعبود، شمس الحق عظیم آبادی، مولانا اشرف الحق

فکر و نظر: ۳(۲۰۱۶ء)

مدیر: محمد ضیاء الحق، ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی؛ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
احمد، حافظ آفتاب/ الاسادی، حافظ ظہیر احمد	اصول اباحت پر مختلف نقطہ ہائے نظر کا تجزیاتی مطالعہ	۴۱ تا ۷۸	قرآن و سنت شریعت اسلامی کے بنیادی مصادر ہیں جن کے مطالعے سے ہمیں مسائل حیات کو حل کرنے کے حوالے سے کئی اصول و ضوابط ملتے ہیں۔ انھی میں ایک اصول اصول اباحت ہے۔ اسلام نے کچھ چیزوں کو حلال قرار دیا اور کچھ کو حرام قرار دیا ہے اور جن اشیا کے بارے میں حلال و حرام کا کوئی حکم موجود نہیں وہ مباح اور جائز ہوں گی۔ لہٰذا کسی بھی شے کو محض عدم ذکر یا عدم ثبوت کی بنا پر ناجائز یا حرام تصور کرنا شریعت کے منافی اور اسلام کے متعین کردہ نظام حلت و حرمت سے روگردانی ہے۔ انھی نکات کو مد نظر رکھتے ہوئے اس مقالے میں اصول اباحت اور اس کے متعلق ثبوت کے حوالے سے مختلف نقطہ ہائے نظر کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔	حلال و حرام، مباح، اصول اباحت، اباحتِ اصلی، اباحت اصلیہ
شیخ، محمد سعید	بر صغیر میں سب سے پہلا مکمل منظوم ترجمۂ قرآن: تعارف و تجزیہ	۹ تا ۳۹	دنیا کی شاید ہی کوئی ایسی ترقی یافتہ زبان ہو جس میں قرآن مجید کا ترجمہ نہ کیا گیا ہو۔ ان زبانوں میں بھی اردو کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ سب سے زیادہ تراجم قرآن اس زبان میں ہوئے ہیں جو دو قسم کے ہیں: منظوم اور منثور۔ اردو میں اب تک انیس منظوم ترجمے زیور طبع سے آراستہ ہو چکے ہیں اور بعض کی کئی اشاعتیں منظر عام پر آچکی ہیں جب کہ جزوی تراجم کی تعداد ان سے سوا ہے۔ انھی منظوم تراجم میں سے زیرِ نظر مقالے میں نظم البیان المعروف به منظوم اردو ترجمه قرآن از مولانا شمس الدین شائق ایزدی کا تجزیہ کیا گیا ہے اور اس بات کا فیصلہ کیا گیا ہے کہ یہ ترجمہ قرآن کے متن کے مطابق ہے یا نہیں نیز یہ زبان و بیان، فن عروض اور شاعری کے قواعد و ضوابط پر پورا اترتا ہے یا نہیں؟	قرآن مجید، ترجمہ قرآن، منظوم ترجمہ قرآن، نظم البیان، مولانا شمس الدین شائق ایزدی
شیر پاؤ، گل زادہ	اردو زبان میں قواعد فقہیہ پر علمی کام کا تعارفی و تجزیاتی جائزہ	۱۲۷ تا ۱۵۴	قواعد فقہیہ ایک دلچسپ اور مفید علم ہے جس کی طرف پہلے بھی فقہا نے بھرپور توجہ دی ہے اور اب بھی عرب ممالک میں اس موضوع پر وقیع کام ہو رہا ہے۔ اس سلسلے میں جب پاکستان میں ہونے والے کام کا جائزہ لیا جائے تو مختلف النوع خدمات سامنے آتی ہیں جنھیں مد نظر رکھتے ہوئے یہ مقالہ تحریر کیا گیا ہے۔ تاہم اس سے پہلے آغاز کلام کے طور پر قاعدے کے لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کیے گئے ہیں اور مضمون کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہوئے پہلے حصے میں قواعد فقہیہ	قواعد فقہیہ، ارشاد اصول الفقہ، اسلامی قانون کے کلیات، اسلامی نظریۂ

			کا تعارف پیش کیا گیا ہے جبکہ دوسرے حصے میں قواعد فقہیہ پر اردو زبان میں ہونے والے کام کا جائزہ لیا گیا ہے۔	ضرورت، قواعد الفقہ
قاسمی، محمد شمیم اختر	سلاطین ہند کی دینی و مذہبی مساعی: ایک جائزہ	۷۹ تا ۱۲۶	محمد بن قاسم کی معزولی کے بعد سے عہد عباسی کے درمیانی عرصے تک سندھ اور اس کے نواحی علاقوں ملتان اور لاہور وغیرہ سے عرب کا تعلق ضرور رہا لیکن دوسرے امرا ان کی طرح فتوحات حاصل نہ کر سکے۔ کم و بیش اسی زمانے میں خلافت کی کمزوری سے فائدہ اُٹھا کر سندھ اور شمالی ہند کے ساحلی علاقوں میں خود مختار ریاستوں کا قیام عمل میں آیا جن کے حکمران عرب تھے لیکن خلافت بغداد سے برائے نام تعلق رکھتے تھے۔ تاہم یہ حکمران تعلق کا ایک ذریعہ تھے۔ لہٰذا درۂ خیبر سے ہندوستان میں داخل ہونے والے عجمی حکمرانوں کو یہاں ایک سجا سجایا گلستان ملا اور انھوں نے قدم جما لیے۔ انھی سلاطین کے رویے سے ان علاقوں میں بڑی حد تک اشاعتِ اسلام کی راہ ہموار ہوئی، جس کے تناظر میں اس مقالے میں ان کی دینی، مذہبی اور علمی مساعی کا جائزہ لیا گیا ہے۔	سلاطین ہند، محمود غزنوی، شہاب الدین غوری، عہد قطبی، شمس الدین التمش، غیاث الدین بلبن

فکر و نظر: ۴(۲۰۱۶ء)

مدیر: محمد ضیاء الحق، ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی؛ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
احمد، محمود	افکارِ امام ابنِ تیمیہ ؒ کی ترویج میں امام شاہ ولی اللہ ؒ کا کردار	۱۰۱ تا ۱۲۲	امام شیخ الاسلام ابوالعباس تقی الدین احمد بن عبد الحلیم ؒ المعروف بہ ابن تیمیہ عظیم مجدد اسلام تھے۔ انھیں ان کے فضل و کمال علم کی بنا پر مجتہد اور مجدد قرار دیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی فکر آپ کی زندگی میں ہی دنیا کے اطراف و اکناف میں پھیل گئی اور برصغیر میں بھی اس کی خوب پذیرائی ہوئی۔ محمد بن تغلق کے عہد میں امام ابن تیمیہ کے تلامذہ کی آمد سے فکر ابن تیمیہ کے اولین نقوش ثبت ہوئے۔ ان کے بعد جس شخصیت نے اس نہج پر اصلاح و تحریر کا فریضہ سر انجام دیا، وہ شاہ ولی اللہ کی ہستی ہے۔ چناں چہ زیرِ نظر مقالے میں نہ صرف شاہ ولی اللہ ؒ پر فکر ابن تیمیہ کے اثرات ثابت کیے گئے ہیں بلکہ شاہ ولی اللہ کی تصانیف کا کتب ابن تیمیہ سے تقابل بھی کیا گیا ہے۔	ابن تیمیہ، شاہ ولی اللہ، فکر ابن تیمیہ، منھاج السنۃ، قرۃ العینین
احمد، منظور	غیرت کے نام پر قتل: فقہاے حنفیہ کی منتخب آرا کا جائزہ	۵۹ تا ۷۸	غیرت کے نام پر قتل ایک رسم ہے جو مدتوں سے جاری ہے اور ہمارے دور میں بھی اس پر عمل ہو رہا ہے۔ قانونی اور روایتی اعتبار سے اس نوعیت کے قتل کو قتل عام نہیں بل کہ غیرت کے نام پر قتل گردانا جاتا ہے۔ اگر سرسری نظر سے دیکھا جائے تو اس سے یہ غلط فہمی پیدا ہوتی ہے کہ غیرت کے نام پر قتل جائز ہے۔ یہاں تک کہ معاشرے کے بہت سے دین دار لوگ بھی ان دلائل سے متاثر ہو کر غیرت کے نام پر قتل کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے زیرِ نظر مقالے میں اس بات کی ضرورت محسوس کی گئی ہے کہ فقہاے حنفیہ کی ان آرا کا تنقیدی جائزہ لیا جائے اور اگر واقعتاً ان کی وجہ سے دین دار طبقے میں غلط فہمی پائی جاتی ہے تو اسے دور کیا جائے تاکہ لوگ قتل ناحق جیسے جرم کے ارتکاب سے بچ سکیں۔	غیرت کے نام پر قتل، فقہ حنفیہ، قتل الغیرۃ، Honour Killing
جدون، سعید الحق/ شید، بخت	اسلامی قوانین دفاع کی معنویت عہدِ حاضر میں	۷۹ تا ۱۰۰	دین اسلام ایک جامع مذہب ہے۔ اس کی جامعیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ انسان کو جس شعبے میں بھی رہنمائی کی ضرورت ہو، دین حنیف اس کی ہمیشہ دست گیری کرتا ہے۔ ان مختلف شعبوں میں ایک دفاع کا شعبہ بھی ہے، جس کی اہمیت عقل و نقل دونوں سے ثابت ہے۔ قرآن وسنت نے گھر سے لے کر ریاست تک کی حفاظت کے اقدامات کے لیے کچھ قوانین اور اصول وضع کیے ہیں۔ چناں چہ فقہاے کرام نے اپنے زمانے کے حالات کے لحاظ ان	اسلامی قوانین دفاع، سیکیورٹی سسٹم، انٹیلی جنس سسٹم، دفاعی بجٹ، ایٹمی ٹیکنالوجی

			اصولوں کی روشنی میں ملک وملت کی جو تطبیقات بیان فرمائی ہیں اس مقالے میں ان کی معنویت اور ان کی رو سے عصر حاضر کے دفاعی اقدامات پر بحث کی گئی ہے۔	
صدیق، محمد ابو بکر	مقاصد شریعت اور اسلامی مالیات: مالی معاملات میں ضرورت وحاجت کے فقہی قواعد کا استعمال	۹ تا ۵۸	زیرِ نظر مقالے میں مقاصد شریعت کی روشنی میں اسلامی مالیاتی نظام کی ضرورت اور اہمیت کو بیان کرتے ہوئے مقاصد شریعت کے تاریخی پس منظر اور ان کی درجہ بندی پر ایک نئے نقطۂ نظر سے بحث کی گئی ہے اور کوشش کی گئی ہے کہ مقاصد شریعت کی روشنی میں ضرورت اور حاجت سے متعلق فرق کو واضح کرتے ہوئے ان اصول وضوابط کو بیان کیا جائے جن کی مدد سے اسلامی بینکاری کے محقق پر یہ واضح ہو جائے کہ مالی معاملات میں ضرورت اور حاجت کے قواعد، کہاں اور کیسے استعمال ہوتے ہیں؟ کیا یہ قواعد ہر قسم کے امور میں رخصت کا سبب بنتے ہیں؟ کیا حاجت کبھی ضرورت کے قائم مقام ہوتی ہے؟ اگر ہوتی ہے تو کیا وہ ضرورت حقیقی کے درجے پر رخصت کا سبب بنتی ہے؟ ان تمام سوالوں کے جواب حاصل کرنے کے علاوہ اس مقالے میں ان قدیم وجدید مالی معاملات کا فقہی تجزیہ بھی کیا گیا ہے جن میں کہیں تو بجا اور کہیں بے جا رخصت دی گئی ہے۔	اسلامی مالیات، مقاصد شریعت، شرعی رخصت، ضرورت، حاجت

معیار:۱۵(۲۰۱۶ء)

مدیر: عزیز ابن الحسن، شعبہ اُردو؛ بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
ابن الحسن، عزیز	اہلِ قلم کی مطالعاتی زندگی کا علمی سفر نامہ	۳۲۱ تا ۳۲۶	اس مقالے میں مقالہ نگار نے مطالعہ کتب کے طریقہ کار اور انداز پر بحث کی ہے اور کہا ہے کہ اگر مطالعے سے پہلے مطالعے کا طریقہ کار بھی سیکھ لیا جائے تو مطالعے سے بہتر استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ مقالہ نگار نے دوسرے لوگوں کے زیرِ مطالعہ رہنے والی کتب کا بھی ذکر کیا ہے اور مطالعہ کی عادت کی پرورش کے بارے میں تحقیقی معلومات مہیا کی ہیں۔	مطالعہ کتب کا طریقہ، مطالعہ کتب، سو عظیم کتابیں، میرا مطالعہ، اہل علم کی محسن کتابیں
اعوان، احمد بلال	علم منطق پر ایک نایاب اردو کتاب: مبادی الحکمہ	۹ تا ۲۲	مبادی الحکمہ اردو میں علم منطق پر ابتدائی طبع زاد کتابوں میں سے ایک ہے۔ اس کے مصنف مولوی نذیر احمد ہیں۔ مبادی الحکمہ کی وجہ تصنیف یہ ہے کہ ۱۸۷۰ء میں انگریز حکومت نے علم منطق کے حوالے سے جامعات کے طلبہ کی نصابی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے اردو میں اس موضوع پر کتابوں کی تصنیف کا اشتہار دیا۔ اس اشتہار کے تحت بہت سی کتب تحریر کی گئیں جن میں مولوی نذیر احمد کی کتاب مبادی الحکمہ بہترین قرار دی گئی اور انھیں پانچ سو روپے نقد انعام سے نوازا گیا۔ اس کتاب کو حکومت کی طرف سے شائع کیا گیا۔ اس مقالے میں نذیر احمد کی اس کتاب کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔	مبادی الحکمہ، مولوی نذیر احمد، علم منطق، ولیم میور، ارسطو، مولوی عبدالحق، نول کشور
اقبال، محمد سہیل	سوفی کی دنیا اور روایات فلسفہ کا موضوعاتی مطالعہ	۲۳۹ تا ۲۴۸	اس مقالے میں علی عباس جلال پوری کی فلسفہ کی کتاب روایات فلسفہ اور جوسٹن گارڈر کی کتاب سوفی کی دنیا کا تقابلی مطالعہ پیش کیا ہے، دونوں کتابوں کی خصوصیات کو واضح کیا ہے اور بتایا ہے کہ دونوں کتابوں میں سقراط، افلاطون، ارسطو، ڈیکارٹ، سپینوزا، لوک، ہیوم، بارکلی، کانٹ، ہیگل، مارکس، ڈارون اور فرائیڈ کا ذکر موجود ہے۔ اس کے علاوہ دونوں کتابوں میں روایت، نوفلاطونیت، ہندیورپی اقوام کی تاریخ، سامی قوم، پال، عقائد، قرونِ وسطیٰ کا دور اور نشاۃ ثانیہ کے ادوار کے فلسفے بھی شامل ہیں۔	علی عباس جلال پوری، جوسٹن گارڈر، سوفی کی دنیا، روایات فلسفہ، کانٹ، ڈارون
اکبر، رانا محمد	اقبال کی پہلی نظم اور متروک کلام: ایک تنقیدی مطالعہ	۳۰۳ تا ۳۲۰	علامہ اقبال نے اپنی غزلوں اور نظموں کی اشاعت کے لیے انتخاب کے وقت نہ صرف کچھ کلام مسترد کیا ہے بلکہ اپنی نظموں کی اشاعت میں ترتیب کو بھی تبدیل کیا ہے۔ اقبال کی پہلی نظم ''ہمالہ'' کو کہا جاتا ہے جب کہ ان کی پہلی	علامہ اقبال، ہمالہ، نالۂ یتیم، بانگِ درا، بالِ

			نظم ''فلاح قوم'' ہے جو ۱۸۹۶ء میں لکھی گئی اور انجمن کشمیری مسلمانانِ ہند کے جلسے میں پڑھی گئی۔ اقبال کی دوسری نظم ''نالۂ یتیم'' جب کہ تیسری نظم ''ہمالہ'' ہے۔ اقبال نے جب اپنا شعری مجموعہ بانگِ درا (۱۹۲۴ء) مرتب کیا تو ان نظموں کو نہ صرف اس میں بلکہ کسی بھی مجموعے میں شامل نہیں کیا۔ اس مقالے میں اقبال کے متروک کلام اور کلام کو متروک کرنے کے عمل کے پس منظر میں موجود محرکات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔	جبریل، فلاح قوم
بٹ، فائزہ	انحراف زبان: نوعیت اور اسباب	۲۶۷ تا ۲۷۶	زبان انسانی اعمال کے اظہار کا ذریعہ ہے۔ یہ اعمال چوں کہ بدلتے رہتے ہیں اس لیے زبان میں بھی تبدیلیاں وقوع پذیر ہوتی ہیں، چوں کہ ہر چیز تغیر پذیر ہے اس لیے زبان بھی بدلتی رہتی ہے، لیکن یہ لسانی تغیرات اچانک نہیں بلکہ آہستہ آہستہ وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ اس مقالے میں زبان کے تغیرات اور صرفی و نحوی مسائل پر گفتگو کی گئی ہے اور انحراف زبان کی نوعیت اور اسباب کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مقالہ نگار نے مختلف امثال کے ذریعے زبان کی تبدیلیوں کو واضح کرنے کی کوشش بھی کی ہے۔	انحراف زبان، لسانیات، صوتیات، زبان، صرف و نحو
رؤف، محمد	کلام حالی کے چند نوآبادیاتی تناظرات	۲۱۹ تا ۲۲۶	اردو شاعری میں مولانا حالی کو ان کی شاعری سے زیادہ مقدمہ شعر و شاعری میں پیش کردہ تصورات سے پذیرائی ملی جس کا ایک واضح محرک نوآبادیاتی کلامیہ بھی تھا۔ چناں چہ مولانا حالی کی شاعری میں نوآبادیاتی اثرات موجود ہیں۔ اس مقالے میں مقالہ نگار نے مولانا الطاف حسین حالی کی جدید شعری ساختوں کا نوآبادیاتی تناظر میں محاکمہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ مقالہ نگار نے جدید نقطۂ نظر سے مولانا حالی کی زبان اور شاعری کو بھی موضوع سخن بنایا ہے۔	مولانا حالی، مقدمہ شعر و شاعری، نوآبادیات، مدو جزر اسلام، مسدس حالی
سلیمان	مقدماتِ باغ و بہار: تقابلی تحقیق کی روشنی میں (رشید حسن خان اور مرزا حامد بیگ کے خصوصی حوالے سے)	۱۷۳ تا ۱۸۸	باغ و بہار کو کئی محققین نے تدوین کے مراحل سے گزارا ہے۔ اس مقالے میں باغ و بہار کی تدوین کے حوالے سے رشید حسن خان اور مرزا حامد بیگ کا تقابل کیا گیا ہے۔ رشید حسن خان کے پیش نظر باغ و بہار کے معیاری متن کی تدوین کا مقصد تھا۔ چنانچہ انھوں نے میر امن کی نثر کے اجزائے ترکیبی پر مختصر لیکن جامع انداز میں تنقید کی ہے۔ مرزا حامد بیگ کے پیشِ نظر میر امن کے حالاتِ زندگی کا تنقیدی جائزہ اور رشید حسن خان کی تدوین میں موجود تحقیقی کوتاہیوں کو بھی دیکھنا تھا۔ اس مقالے میں ان دونوں شخصیات کے مشترکات، مزاج تنقید اور منہج تحقیق کا تقابل کر کے ٹھوس دلائل اور اسناد کی بنیاد پر نتائج اخذ کیے گئے ہیں۔	باغ و بہار، رشید حسن خان، مرزا حامد بیگ، میر امن، فورٹ ولیم کالج، اردو داستان
سہیل، بلال	امراؤ جان ادا کی تکنیکی، تہذیبی اور	۴۵ تا	امراؤ جان ادا وہ پہلا ناول ہے جس میں کہانی بیان کرنے کی تکنیک موجود ہے۔ امراؤ جان ادا میں مواد کو سلیقے سے استعمال کیا گیا ہے۔ اس مقالے	امراؤ جان ادا، لکھنؤ، مرزا

	فکری جہات	۶۶	میں مقالہ نگار نے اردو کے پہلے نفسیاتی ناول امراؤ جان ادا پر ناولی ادب کے وسیع تناظر میں بحث کی ہے۔ مضمون میں امراؤ جان ادا ناول کی تکنیک، مواد اور لکھنوی تہذیب کے زوال کو بھی موضوع بنایا گیا ہے۔	رسوا، تہذیبی ناول
سیال، عابد	حالی کا رنگ جدید: امکانات کی دنیا	۲۲۷ تا ۲۳۸	حالی کی شاعری قدیم اور جدید کے درمیان کی کڑی ہے۔ انھوں نے اپنی شاعری میں کئی قدیم روایات کو ترک کر کے جدیدیت کی طرف پیش قدمی کی ہے۔ اس طرح انھوں نے نئے شعری ذوق کی تفہیم کی ہے۔ حالی کے اسلوب غزل نے نہ صرف ان کے عہد کو بلکہ بعد میں آنے والے غزل کے شعرا کو بھی خاصا متاثر کیا ہے۔ اس مقالے میں مولانا الطاف حسین حالی کی شاعری سے برآمد ہونے والے جدید امکانات پر بحث کی گئی ہے۔	مولانا حالی، جدید شاعری، اردو شاعری، اردو غزل، قدیم روایت
شاداب، شعیب	عطا شاد: سوانح اور ادبی و فنی خدمات	۱۲۳ تا ۱۴۲	اس مقالے میں بلوچستان کے اہم شاعر، ادیب اور محقق عطا شاد کی سوانح سے لے کر ادبی خدمات تک کا احاطہ کیا گیا ہے۔ عطا شاد کی اہم تصانیف میں ڈرین (لوک گیتوں کا مجموعہ)، بلوچی نامہ (بلوچ ثقافت کی لغت)، جوانسال (بلوچ شاعر جوانسال کا مجموعہ)، اردو بلوچی ڈکشنری، ہفت زبانی لغت، گشین شاعری (منتخب شاعری) سنگاب، برفاگ، شپ سحار اندیم، روچ گر، (شعری مجموعے) اور عطا شاد کے بلوچی ڈرامے شامل ہیں۔	عطا شاد، ڈرین، جوانسال، شپ سحار اندیم، گشین شاعری، سنگاب، برفاگ
شریف، شائستہ	تانیثیت پر اعتراضات: تحقیقی اور تنقیدی جائزہ	۲۷۷ تا ۲۹۴	اس مقالے میں جدید نظری مباحث میں سے ایک اہم تحریک تانیثیت سے بحث کی گئی ہے۔ تانیثیت کی تحریک مغرب سے اٹھی لیکن مشرق میں بھی اس تحریک کے حوالے سے خواتین کے لیے آواز بلند کی گئی ہے۔ اس تحریک پر بہت سے اعتراضات بھی کیے جاتے ہیں جو مختلف معاشرتی اور مذہبی حلقوں کی جانب سے ہوتے ہیں۔ اس مقالے میں ان تمام اعتراضات کا مفصل جائزہ لے کر ان پر بحث کی گئی ہے۔	تانیثیت، فیمنزم، سیمون ڈی بوا، فاطمہ حسن، کشور ناہید، زاہدہ حنا
شعیب، محمد	اردو ڈرامے کی تنقید: اہم مآخذات	۲۹۵ تا ۳۰۲	اردو فکشن میں افسانہ، ناول اور داستان کے ساتھ ساتھ ڈرامے کو بھی ایک منفرد حیثیت حاصل ہے۔ ڈراما واحد صنف ادب ہے جسے ناظرین کا ایک وسیع حلقہ دستیاب ہے لیکن تحقیق و تنقید کے حوالے سے جہاں فکشن کی دیگر اصناف میں تیزی سے پیش رفت ہو رہی ہے وہاں اردو ڈرامے پر تحقیق و تنقید کے کام کی رفتار زیادہ قابل اعتنا نہیں ہے۔ اس مقالے میں اردو ڈرامے کی تنقید کے اہم مآخذات کا مکمل احوال درج کیا گیا ہے تاکہ ڈرامے کے محققین کے لیے مشکلات نہ ہوں۔	اردو ڈراما، ناٹک ساگر، تھیئٹر، ادبی دنیا، انار کلی، ٹیلی ویژن، ریڈیائی ڈراما
شہزادی، کومل	Jewelled Grace of November	۲۳ تا	بعد از وفات قصیدہ گوئی کوئی نیا مفروضہ نہیں۔ یہ اتنا ہی پرانا ہے جتنی کہ موت۔ مشرق و مغرب میں مرثیے کے ذریعے وفات پا جانے والوں کو یاد کیا	Daud Kamal, Faiz

	Leaves: The Elegiac carnations By Daud Kamal on death of Faiz Ahmad Faiz نومبر کی پت جھڑ کی جواہرانہ تقدیس: فیض احمد فیض کی وفات پر داؤد کمال کے گل ہائے عقیدت	۳۴ (حصہ انگریزی)	جاتا ہے۔ گو کہ فیض احمد فیض کی شاعری پر ان کی زندگی اور وفات کے بعد بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ اس مقالے میں بہت خوبصورتی کے ساتھ داؤد کمال کی نظم *Ascent* کے مختلف پہلوؤں کو جو فیض احمد فیض کی شان میں لکھے گئے ہیں، کو اجاگر کیا گیا ہے۔	Ahmad Faiz, Ascent, Pakistani Poetry, Pastoral elegy
طلعت، مظہر علی	دوستوئیفسکی کا ناول جرم و سزا اور سوشلسٹ نظریۂ جرم: ایک جدلیاتی مطالعہ	۶۷ تا ۷۴	دوستوئیفسکی کا ناول جرم و سزا کا موضوع قانون اور جرم و سزا کا تصور ہے۔ اس ناول میں جرم کے بارے میں سوشلسٹوں کا نقطۂ نظر زیر بحث ہے۔ اس مقالے میں مقالہ نگار نے ناول کی کہانی میں موجود اس مبحث پر جدلیاتی مطالعہ پیش کرنے کی سعی کی ہے۔ یہ جدلیاتی مطالعہ ناول میں انیسویں صدی کے روس کے سوشلسٹوں کے نظریہ جرم اور دوستوئیفسکی کے جرم کے تصور کے مباحث پر مشتمل ہے۔	دوستوئیفسکی، جرم و سزا، روسی ادب، کیرکے گور، کرمازوف برادران، ایڈیٹ
ظہیر، ثمرین	Quality in mixed methods Design in Applied Linguistics Research at Federal Universities of Pakistan پاکستان کی وفاقی یونی ورسٹیوں میں اطلاقی لسانیاتی تحقیق میں مخلوط طریقہ کار کا معیار	۵ تا ۲۲ (حصہ انگریزی)	معاشرتی اور کرداری (نفسیاتی) علوم میں مخلوط طریقہ کار کی اہمیت گزشتہ کئی دہائیوں میں بڑھی ہے۔ اس طریقے سے نوعیتی اور معیاری طریقوں کو مخلوط کیا گیا ہے۔ اطلاقی لسانیات میں بھی یہی طریقہ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس مقالے میں بتایا گیا ہے کہ کس طرح مخلوط طریقہ کار پاکستان میں اطلاقی لسانیات میں مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔ یہ طریقہ انگریزی لسانیات کی تعلیم کو مزید بہتر بنانے کے لیے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے یا اس ضمن میں بھی اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔	Applied Linguistics, Research, Federal Universities, Inference Quality, Mixed Methods, Analaysis
عباس، دبیر	سلیم احمد کے اسلوب تنقید کا مطالعہ	۲۴۹ تا ۲۶۶	سلیم احمد اردو کے اہم ادیب، شاعر اور نقاد ہیں۔ اس مقالے میں ان کے تنقیدی اسلوب کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ سلیم احمد کی تنقیدی تحریروں میں سب سے زیادہ اسلوب کو اہمیت حاصل ہے۔ ان کے اسلوب میں تاثر اور جمالیات کو اہمیت حاصل ہے۔ سلیم احمد ایک ذہین اور صاحب اسلوب ناقد کے طور پر زندہ و منفرد لفظوں کا استعمال جانتے ہیں۔ یہ ان کے اسلوب کی سب سے بڑی خوبی ہے۔ اس مقالے میں اسی کا احاطہ کیا گیا ہے۔	سلیم احمد، اسلوب، غالب کون؟ محمد حسن عسکری، ادھوری جدیدیت

عمر، سمیرا	محمد الیاس کے ناول بارش میں نسل کا تصور	۱۰۱ تا ۱۱۰	عصر حاضر کے ناول نگاروں میں محمد الیاس کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ بارش ان کے اہم ناولوں میں سے ایک ہے۔ یہ ناول نسل کے تصور کے گرد گھومتا ہے اور کرداروں کے ماضی و حال کی مکمل آگاہی دیتا ہے۔ ناول نگار نے تمام کرداروں کو ان کی نسل کے پس منظر میں پیش کیا ہے۔ اس مقالے میں نسل کے تصور، نسلی امتیاز اور نسلی خصوصیات کو موضوع بنا کر ناول بارش کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔	محمد الیاس، بارش، تصور نسل، ابلق، ابرش، جرمن شیفرڈ
فاطمہ، صدف	سحر انصاری اور نمود	۱۴۳ تا ۱۶۴	سحر انصاری ایک بلند پایہ شاعر ہیں۔ سحر انصاری کا پہلا شعری مجموعہ نمود ہے جو ۱۹۷۶ء میں کراچی سے شائع ہوا۔ اس میں ۹۴ نظمیں اور ۴۱ غزلیات ہیں۔ اس مقالے میں نمود کے حوالے سے سحر انصاری کی شعری خوبیوں اور فکر کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ سحر انصاری کی شاعری موجودہ زندگی کے المیاتی عناصر کو شعر میں لانے کی ایک واضح کوشش ہے۔ چنانچہ اس مقالے میں نمود کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔	اردو شاعری، سحر انصاری، نمود، کراچی، فیض، فانی
قزلباش، علی کمیل	خواجہ فرید الدین عطار کی مثنوی منطق الطیر کی سات وادیوں کا سفر	۱۱۱ تا ۱۲۲	فرید الدین عطار کی مثنوی منطق الطیر تقریباً ۴۶۰۰ اشعار پر مشتمل ہے جسے ''حماسہ عرفانی'' کا نام دیا گیا ہے۔ یہ فارسی کے معروف ترین شاہکاروں میں سے ہے جس میں عطار پرندوں کی زبانی عرفان و تصوف کے مراحل کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔ زیرِ نظر مقالے میں عطار کی اس مثنوی منطق الطیر میں شامل عشق و عرفان کی سات وادیوں کے سفر کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ کیا گیا ہے۔	فرید الدین عطار، منطق الطیر، حماسہ عرفانی، پند نامہ، کنز الاسرار، مختار نامہ
کاظمی، کامران عباس	اداس نسلیں برصغیر کی سیاسی عصریت کا مؤثر بیانیہ	۷۵ تا ۸۸	عبداللہ حسین نے اداس نسلیں میں عالمی جنگ کے واقعات اور مابعد کی صورتِ حال کی عکاسی میں زیادہ بہتر عصری شعور کا مظاہرہ کیا ہے۔ ناول نگار نے ناول کے تین حصوں میں انسانی المیے کی تاریخیت کو موضوع بنانے کی کوشش کی ہے۔ اس مقالے میں عبداللہ حسین کے مشہور ناول "اداس نسلیں" کا تجزیہ سیاسی عصریت کے نقطۂ نظر سے کیا گیا ہے۔ اور اس ناول میں موجود سیاسی آرا اور صورتِ حال کو قلم بند کیا ہے۔	عبداللہ حسین، اداس نسلیں، رقص ابلیس، قرۃ العین حیدر، ناول، نعیم
گوہر، اسماعیل	اقبال کی افغان شناسی	۲۹ تا ۴۴	اقبال نے خیبر پختون خوا اور افغانستان کے کم و بیش ایک سو افغان قبائل کو ''ملت افغانیہ'' کا نام دیا ہے جو ان اقوام میں سب سے نمایاں ہیں جن کا ذکر اقبال نے اپنی شاعری میں کیا ہے۔ اس کے علاوہ افغان مشاہیر اقبال کے فکری ماحول کی بلندیوں پر ہیں۔ ان کی ذہنی اور فکری دلچسپی پشتونوں سے کئی جہات سے تھی۔ اس مقالے میں علامہ اقبال کے سفر افغانستان اور ان کی افغان قوم	اقبال، اقبالیات، افغانستان، خیبر پختونخوا، کشامرہ،

			سے محبت اور عقیدت کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ مقالہ نگار نے علامہ اقبال کے سفر افغانستان میں تاریخی مقام کی سیر اور افغانستان کی وزارتِ تعلیم کے لیے علمی مشاورت دونوں مقاصد کو بیان کیا ہے۔	افاغنہ، خوشحال خٹک
محمود، صدف/ جنجوعہ، فوزیہ	Lurking Antagonism A Feminist Critique of *How to get Filthy Rich in Rising Asia* by Mohsin Hamid چھپی ہوئی مخاصمت: محسن حامد کی کتاب ابھرتے ہوئے ایشیا میں امیر ہونے کا طریقہ کار کا ایک تانیثی تنقیدی مطالعہ	۳۵ تا ۵۰ (حصہ انگریزی)	ادبی نسوانی تنقید نے اپنے آپ کو عورتوں کی نمائندگی میں بطور خوب صورتی اور خواہش پیش کیا ہے۔ اس مقالے میں عورتوں کی دقیانوسی نمائندگی کے معاملے کو اٹھایا گیا ہے کہ کس طرح ایک مرد لکھاری محسن حامد نے اپنے ناول *How to get Filthy Rich in Rising Aisa* میں عورت کو کم تر اور درمیانہ درجہ کی مخلوق دکھایا ہے۔ جو کہ مرد کے بغیر ناممکن ہے۔ یہ مقالہ اس بات کو بھی اجاگر کرتا ہے کہ کس طرح ایک مرد لکھاری نے روایتی مردانہ سوچ کے تحت نسوانی کرداروں کو من گھڑت تشخص اور شناخت دی ہے۔	Feminism, English Novel, Asia, Mohsin Hamid, Stereotypes
نصر اللہ، محمد	سید رفیق حسین کے افسانوں کا کرداری مطالعہ	۸۹ تا ۱۰۰	اردو کے نثری ادب میں جانوروں کی زبان اور جانوروں کے کردار کوئی انوکھا موضوع نہیں لیکن اردو افسانے میں جانوروں کے کرداروں کو جیسے سید رفیق حسین نے دکھایا ہے کسی اور نے نہیں دکھایا۔ انھوں نے اپنے افسانوں میں منطق الحیوان اور منطق الطیر دونوں جنسوں کے کردار متعارف کروائے ہیں۔ اس مقالے میں سید رفیق حسین کے افسانوی مجموعے آئینہ حیرت کے علاوہ ان کے دوسرے افسانوی مجموعوں کا تجزیاتی اور تنقیدی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	افسانوی ادب، رفیق حسین، آئینہ حیرت، منطق الحیوان، منطق الطیر
نیازی، اورنگ زیب	تھیوری کے مباحث کا ایک نقاد (ناصر عباس نیر کی تنقیدی جہت)	۱۸۹ تا ۲۱۸	عصر حاضر میں تھیوری کے مباحث بیان کرنے میں ناصر عباس نیر کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ ان کا تنقیدی سفر ساختیات، پس ساختیات سے مابعد نوآبادیاتی تنقید تک چلا آ رہا ہے۔ انھوں نے مغربی ناقدین سے استفادہ ضرور کیا ہے لیکن تقلید نہیں کی۔ معاصر تنقیدی مباحث کی اصطلاحات مشکل ضرور ہیں مگر ناصر عباس نیر نے انھیں سہل بنا کر پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس مقالے میں ناصر عباس نیر کی اسی تنقیدی جہت کو پیش کیا گیا ہے۔	تنقیدی تھیوری، ناصر عباس نیر، ساختیات، مابعد جدیدیت، مابعد نوآبادیات، لسانیات اور تنقید
الیاس، محمد/ مسعود،	سلطنت عثمانیہ: حرم سرائے اور مغرب کی	۱۶۵ تا	سلطنت عثمانیہ ایک وسیع سلطنت تھی جس کا دائرہ ایشیا، عرب ممالک اور یورپ میں وسیع حد تک پھیلا ہوا تھا لیکن اس سلطنت کے بارے میں مغرب	سلطنت عثمانیہ ترکی، سلطان

عابد	(غلط) نمائندگی	۱۷۲	نے جو لکھا اور پھیلایا وہ گمراہ کن حد تک غلط ہے۔ اس لیے اس مقالے میں مقالہ نگار نے واضح کیا ہے کہ ترک معاشرے سے صحیح واقفیت حاصل کرنے کے لیے صرف ترک ڈراموں پر انحصار کرنا کافی نہیں ہے بلکہ اس کے لیے ترکی ادب اور تاریخ سے واقفیت بھی ضروری ہے تاکہ سلطنت عثمانیہ کے متعلق حقائق کا ادراک ہو سکے۔	محمد فاتح، نو آبادیات، میر اسلطان، فتح اللہ گولن، طیب اردوان

معیار:۱۶(۲۰۱۶ء)

مدیر: عزیزابن الحسن، شعبہ اُردو؛ بین الا قوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
ابن الحسن، عزیز	بغیر ہوا کے جنبش کناں اس پردے کے پیچھے کیا ہے (غلام عباس کا فن اور اس کا افسانہ ''سایہ'')	۱۲۷ تا ۱۳۴	غلام عباس نے اردو افسانے میں ''آنندی'' کی بدولت شہرت حاصل کی۔ ہر چند کہ انھوں نے صرف پچاس کے قریب افسانے لکھے مگر افسانوی ادب میں انھیں شہرت دوام مل گئی۔ غلام عباس نے کسی بھی تحریک سے وابستہ ہوئے بغیر اپنے دھیمے لہجے، اسلوب اور تکنیک سے افسانے کے فن کو عروج پر پہنچایا ہے۔ فنی لحاظ سے ان کے افسانے ''آنندی'' سے زیادہ افسانہ ''سایہ'' پختہ اور محسوسات کے قریب ہے۔ اس مقالے میں ان کے افسانے ''سایہ'' کا تجزیاتی مطالعہ ان کے عصر کے تناظر میں کیا گیا ہے۔	غلام عباس، جاڑے کی چاندنی، آنندی، سایہ، کن رس، الحمرا
احمد، نبی	احمد مشتاق کی شاعری میں ہجرت کا احساس	۱۸۹ تا ۱۹۸	احمد مشتاق امریکہ میں مقیم اردو غزل کے بہت اہم شاعر ہیں۔ ناصر کاظمی کے بعد اردو شاعری میں ہجرت کے حوالے سے منفرد مقام رکھتے ہیں۔ ہجرت کا تجربہ احمد مشتاق کے ہاں جس انداز سے ملتا ہے کسی اور مہاجر شاعر کے ہاں کم ملتا ہے کیوں کہ ان کے ہاں ماضی پرستی اور وطن پرستی سے زیادہ مکان، مکین، گلیاں، رستے ہجرت کے استعارے بن کر سامنے آتے ہیں۔ اس مقالے میں احمد مشتاق کی شاعری میں ہجرت کے پہلو کا تنقیدی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	اردو غزل، احمد مشتاق، امریکہ، ہجرت
اصغر، جمیل	پاکستانی ادب کے دھندلاتے ہوئے خدوخال	۴۵ تا ۵۶	پاکستانی ادب عصر حاضر میں ایک بحران کا شکار ہے جس کی بنیادی وجہ مناسب نمائندگی کا نہ ہونا ہے۔ بدقسمتی سے جب بھی پاکستانی ادب کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے تو عموماً اس سے مراد وہ تحریریں لی جاتی ہیں جو امریکہ اور برطانیہ میں مقیم مصنفین نے انگریزی زبان میں قلم بند کی ہیں جن میں سرفہرست بپسی سدھوا، حنیف قریشی، محمد حنیف، عامر حسین، عظمیٰ اسلم، محسن حامد، ذوالفقار غوث، دانیال معین الدین اور کاملہ شمسی وغیرہ شامل ہیں۔ اس مقالے میں مذکورہ مصنفین کی تحریروں کا احاطہ کرکے یہ بات واضح کی گئی ہے کہ پاکستانی ادب کی نمائندگی ان ہی لوگوں کے پاس کیوں ہے؟ آخر دیارِ غیر میں رہنے والے ہی پاکستانی ادب کے نمائندے کیوں؟ اس طرز کے دوسرے بہت سے سوالات اس مقالے میں اٹھائے گئے ہیں۔	بپسی سدھوا، محسن حامد، انتظار حسین، بانو قدسیہ، عظمیٰ اسلم، کاملہ شمسی، پاکستانی ادب
اصغر، جمیل/	Banishing Urdu as a Medium of Instruction	۱۵ تا	موزوں زبان بطور ذریعۂ تعلیم ایک پرانی بحث ہے۔ اسی طرح پاکستان کے تناظر میں اردو اور انگریزی بطور ذریعۂ تعلیم قیامِ پاکستان سے پہلے ہی موضوع بحث	Urdu, Medium of Instruction,

یوسف، محمد	from Pakistan: An Appraisal of Loss and Gain پاکستان سے اردو کو بحیثیت ذریعہ تعلیم اختیار کرنے کی منسوخی: نفع ونقصان کا جائزہ	۲۸ (حصہ انگریزی)	رہے ہیں۔اس مقالے میں عمومی بحث کے بجائے پاکستان میں بطورِ اردو ذریعۂ تعلیم کی اہمیت اور نقصانات کو محققانہ انداز میں پیش کیا ہے اور مقالے کے آخر میں زبان، تعلیم اور منصوبہ بندی کے نقطۂ نظر سے عمل، سیاق وسباق مقاصد اور نتائج کی تفہیم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔	Pakistan, Languag e, English, Educatio n
امتیاز، محمد / بیگم، غنچہ	روشن نگینوی کی غیر مطبوعہ قلمی بیاضیں	۱۰۳ تا ۱۱۴	روشن نگینوی کا شمار اردو کے ممتاز شعرا میں ہوتا ہے، لیکن انھیں کبھی شہرت اور مقبولیت نہیں مل سکی۔جب تک وہ زندہ رہے ان کا کلام اردو زبان وادب کے مؤقر اور معتبر ادبی رسالوں اور اخباروں میں برابر شائع ہوتا رہا۔ان کے نو شعری مجموعے منظرِ عام پر آئے جن میں نگینے، نکہتیں، رگِ سنگ، آئینہ گفتار، حرف فروزاں، شعلہ زار، چراغِ فردا، غیب و حضور اور اوج پاکستان شامل ہیں۔اس مقالے میں روشن نگینوی کے تخلیقی کام کا احاطہ کرنے کے ساتھ ساتھ ان پر کیے گئے تحقیقی مقالہ جات کا مفصل ذکر بھی شامل ہے۔	روشن نگینوی، حرف فروزاں، شعلہ زار، چراغِ فردا، اوج پاکستان، غیب و حضور
خان، سہیل عباس	مالک رام: وضاحتی کتابیات	۷۹ تا ۱۰۲	مالک رام اردو ادب کی تاریخ میں ایک عظیم محقق، مدون اور نثر نگار کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں۔انھیں ''ماہر غالبیات'' بھی کہا جاتا ہے۔اس کے علاوہ انھوں نے ابوالکلام آزاد اور رشید احمد صدیقی کے حوالے سے بھی بہت سا تحقیقی کام کیا ہے۔اس مقالے میں مالک رام کی زندگی، ادبی سرگرمیوں، علمی کاوشوں اور تصانیف پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔اس کے علاوہ مالک رام پر ہونے والے تحقیقی کام کا بھی مفصل احوال درج کیا گیا ہے۔	ماہر غالبیات، مالک رام، وضاحتی کتابیات، ساہتیہ اکادمی، غبار خاطر
رانا، غلام شبیر	روسی ہیئت پسندی: ایک مطالعہ	۲۷۵ تا ۲۹۲	روسی ہیئت پسندی کی تحریک ۱۹۱۰ء میں روس میں شروع ہوئی اور بیس برس تک جاری رہی۔روسی ہیئت پسندوں کا خیال تھا کہ ادبی فعالیت کی تفہیم کے لیے ادب پارے کی ہیئت اور مواد کا بہ نظر غائر جائزہ لینا بہت ضروری ہے۔ روسی ہیئت پسندوں نے پہلی مرتبہ ادبی تنقید میں ہیئت اور مواد کا داخلی انسلاک کر کے اپنی انفرادیت کالوہا منوایا۔اس مقالے میں روسی ہیئت پسندی کے تعارف کے ساتھ ساتھ اس کے لکھنے والوں خصوصاً میخائل باختن کے نظریات کو پیش کیا گیا ہے۔	روسی ہیئت پسندی، میخائل باختن، رومن جیکب سن، ہیئت پسند، امریکی تنقید
ساجد،	مکتوباتی ادب کی تاریخی	۲۵۳	خطوط اردو ادب کی اہم نثری صنف ہے۔خطوط ''اورل ہسٹری'' کا بہت بڑا	مکتوبات،

شازیہ	اہمیت	تا ۲۷۴	ذریعہ ہیں۔ اورل ہسٹری کی اصطلاح کے تحت آنے والا مکاتیب کا یہ سرمایہ نہ صرف اردو زبان کے لسانی ارتقا کا احوال بتاتا ہے بلکہ ان میں موجود عصری مسائل اور اس دور کے اہم واقعات کا بیان اسے تاریخ کا بھی اہم حوالہ بناتا ہے۔ ان ذاتی نوعیت کی تحاریر میں مستند صداقتیں موجود ہیں جو تاریخی تصانیف میں موجود بہت سے نظریات کا رُخ موڑ سکتی ہیں۔ اس مقالے میں مکتوبات کی ادبی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے اہم مکتوبات پر ناقدانہ اور محققانہ نظر ڈالی گئی ہے۔ اس کے علاوہ اردو ادب میں مکتوبات پر لکھی جانے والی تحریروں کا بھی احاطہ کیا گیا ہے۔	سرسید، غالب، اودھ پنچ، مولوی عبدالحق، اورل ہسٹری، تاریخیت
سعید، محمد	اخلاقیات تحقیق رشید حسن خان	۵۷ تا ۷۰	اخلاقیاتِ تحقیق کے تقاضوں میں سب سے اہم اور بنیادی تقاضا یہ ہے کہ کسی دوسرے کی تحقیق کو اپنے نام سے نہیں چھپوانا چاہیے۔ رشید حسن خان اس کے سخت خلاف تھے۔ انھوں نے تحقیق و تدوین کے معیاری عملی نمونوں کے ساتھ ساتھ اصولِ تحقیق و تدوین بھی وضع اور مرتب کیے ہیں۔ اس مقالے میں رشید حسن خان کے ان تدوینی کاموں پر روشنی ڈالی گئی ہے جو انھوں نے دوران ملازمت شعبۂ اردو دہلی یونی ورسٹی کے تحت کیے اور وہ مختلف لوگوں کے نام سے چھپتے رہے۔ اس طرح ان کاموں کی تدوینی حیثیت کو بھی نقصان پہنچا۔	تحقیق و تدوین، رشید حسن خان، تذکرۂ سرور، خواجہ احمد فاروقی، مختار الدین، میر سوز، ظہیر احمد صدیقی
سلہری، افتخار احمد	Folk Literature and History: A Survey of Literature لوک ادب اور تاریخ: ادب کا ایک جائزہ	۲۹ تا ۳۸ (حصہ انگریزی)	لوک ادب کسی بھی معاشرے کے مختلف سیاسی، ثقافتی اور معاشرتی پہلوؤں کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ اس مقالے میں لوک ادب اور تاریخ کے مابین پائے جانے والے تضادات کو کم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کچھ لوگوں کی نظر میں لوک ادب کی بنیاد پر لکھی گئی تاریخ حقائق پر مبنی نہیں ہوتی۔ اس مقالے میں ان امور پر بھی بحث کی گئی ہے۔	Folk Literature, History, Oral History, Egypt, Folklore, Theory, Motell
سلیم الرحمان، محمد	ایک نیا دفتر کھلا	۲۹۳ تا ۲۹۴	محمد حسن عسکری اردو کے ان چند خوش قسمت ادیبوں میں سے ہیں جن کی تحریروں کو محفوظ کرنے پر خاص توجہ دی گئی ہے۔ زیر نظر تحریر حسن عسکری کے حوالے سے ایک کتاب عسکری کے نام نو دریافت خطوط کا تعارف ہے۔ اس کتاب کی تدوین محمد حسن مثنیٰ اور محمد حسن رابع نے کی ہے۔ اس مجموعے میں سب سے زیادہ خطوط ڈاکٹر حمید اللہ کے ہیں۔ ان کی تعداد ۴۵ ہے۔ اس کے بعد سہیل احمد خان کے ۱۹ خطوط ہیں۔ فرانسیسی عالموں میں مشیل والساں (مصطفیٰ عبدالعزیز) کے ۲۴ خطوط ہیں۔ ان کا اردو ترجمہ بھی موجود ہے۔ ان ۸۸ خطوط کی بنا پر یہ کتاب بہت اہمیت کی حامل ہے۔	حسن عسکری، خطوط۔ محمد حسن مثنیٰ، محمد حسن رابع، مشیل والساں، نیا دفتر

سہیل، سلیم (محمد اقبال)	داستان امیر حمزہ: ایک تعارف	۷۱ تا ۷۸	داستان امیر حمزہ ٦۹ داستانوں پر مشتمل ہے جس کی چھیالیس جلدیں ہیں۔ یہ جلدیں اپنی ضخامت کے اعتبار سے تقریباً پینتالیس ہزار صفحات پر مشتمل ہیں۔ اردو میں بہت کم قارئین اس بات سے واقف ہیں۔اس لیے کہ اردو ادب کے ہم عصر قاری داستانوی ادب کو قصہ کہانیاں قرار دے کر اس سے منہ موڑ رہے ہیں لیکن اس مقالے میں مقالہ نگار نے داستان کے مثبت پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے اور داستانوں کے موجودہ، مغرب میں ہر دل عزیز اور مقبولیت کے رجحان کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔	داستان امیر حمزہ، کولمبیا یونی ورسٹی، شمس الرحمان فاروقی، داستانوی ادب، وزیر النقش
سہیل، عامر	ادبی تھیوری اور جدید اردو تنقید کا منظر نامہ	۱۱۵ تا ۱۲٦	اس وقت اردو ادب میں جدیدیت، مابعد جدیدیت، ساختیات، پس ساختیات، رد ساختیات، تانیثیت، نوآبادیات، مابعد نوآبادیات کے موضوعات خاص مقاصد اور تناظر کے ساتھ زیر بحث ہیں۔ اردو زبان وادب میں اس وقت تک جتنے نئے تنقیدی مباحث داخل ہو چکے ہیں۔ اگر انھیں درست مان کر ادب کا تجزیہ کیا جائے تو اس کی وجہ سے خالص ادب کی شناخت قریب قریب مسخ ہو جاتی ہے۔ اس مقالے میں جدید تنقیدی مباحث کے تناظر میں اردو ادب کے تنقیدی رجحانات کا جائزہ لیا گیا ہے۔	ادبی تھیوری، جدید تنقید، نوآبادیات، ضمیر علی بدایونی، گوپی چند نارنگ، ہیئت پسند
شگری، مظاہر علی	بلتستان میں اردو کے آغاز وارتقا کا تحقیقی مطالعہ	۲۴۱ تا ۲۵۲	بلتستان قراقرم اور ہمالیہ کے پہاڑی سلسلوں کے درمیان واقع ہے۔ بلتستان میں پاکستان کے مرکز سے دور ہونے کے باوجود اردو کی ترویج وترقی کے لیے بہت سی کوششیں ہوئی ہیں۔ بلتستان میں ڈوگروں کے دور میں اردو کی ابتدا ہوئی اور ان کے سو سالہ دور میں اردو بلتستان میں رابطے کی زبان بنی اور اس کے بعد یہاں مسلسل اردو زبان لکھی اور سمجھی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ یہاں اردو کی مختلف ادبی تنظیمیں بھی موجود ہیں۔ اس مقالے میں بلتستان میں اردو کے آغاز سے عصر حاضر تک کی گئی کاوشوں کا تحقیقی وتنقیدی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	بلتستان، تبتی زبان، ہمالوی، ڈوگرہ راج، باوفا قاتل، سکردو،
عابد، محمد امجد	ڈاکٹر تبسم کاشمیری کا شعری سفر (تمثال تا سرخ خزاں کی نظمیں)	۱۹۹ تا ۲۱۲	ساٹھ کی دہائی میں اردو نظم کو جدید ذہنی رجحان وتناظر فراہم کرنے والے شعرا میں تبسم کاشمیری کا نام نمایاں ہے۔ انھوں نے اپنی شاعری کی بنیاد اپنے ذاتی تجربات ومشاہدات پر رکھی اور اپنی تخلیق کے لیے ان مقاصد کو بروئے کار لائے جو ان کی زندگی میں اہمیت رکھتے تھے۔ ان کے شعری مجموعوں میں تمثال، نوحے تخت لہور کے، کاسنی بارش میں دھوپ، بازگشتوں کے پل پر اور سرخ خزاں کی نظمیں شامل ہیں۔ اس مقالے میں ان کی نظموں کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔	تبسم کاشمیری، تمثال، نوحے تخت لہور کے، سرخ خزاں، کاسنی دھوپ، جیلانی کامران، مؤرخ
عمر، محمد سہیل	اقبال، تصوف اور عصر حاضر	۹ تا	عہد جدید میں علامہ اقبال کی شاعری اور فلسفیانہ تحریروں نے اسلامی تہذیب کے اسلوب بیان میں تصور خدا، تصور کائنات اور تصور انسان نیز ان کے باہمی	اقبال، تصوف، اسرارِ خودی،

		۴۴	ربط کو اعلیٰ ترین فکری اور ادبی سطح پر ایک نہایت بامعنی اور پرتاثیر بیان میں ڈھال کر پیش کیا۔ اقبال کے شعر و حکمت کا ماخذ، منہاج علم اور اسلوب تعبیر تصوف کی فکری کائنات سے متعلق ہے۔ ان کے انداز جہاں بینی، تصور انسان، تصورِ خدا اور تصورِ کائنات کے حوالے سے مابعد الطبیعات، کونیات، نفسیات اور علمیات میں سے کچھ نمونے اس مقالے میں پیش کیے گئے ہیں۔	رموز بے خودی، دیوان شمس تبریز، مولانا رومی
کاظمی، سید قمر عباس	لندن کی ایک رات، گریز اور اداس نسلیں کے نعیم کرداروں کے نوآبادیاتی تہذیبی میلانات	۱۶۵ تا ۱۷۶	ناول نگاروں کی وہ نسل جو بیسویں صدی کی ابتدا میں شعور کی عمر کو پہنچی اور بیسویں صدی کی دوسری یا تیسری دہائی میں ان کی تخلیقی زندگی کا آغاز ہوا۔ ان سب پر کسی نہ کسی سطح پر نوآبادیاتی تمدن کے گہرے اثرات مرتب تھے۔ اس مقالے میں سجاد ظہیر کے ناول لندن کی ایک رات عزیز احمد کے ناول گریز اور عبداللہ حسین کے ناول اداس نسلیں میں مشترک کردار نعیم کا نوآبادیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔ یہ کردار نوآبادیاتی عہد میں ترتیب پانے والے انگریزی سامراجی معاشرے میں زندگی بسر کرنے والوں کی زندگی کے عکاس ہیں۔	لندن کی ایک رات، گریز، نعیم، اداس نسلیں، برطانیہ، نوآبادیات
مبین، منزہ	فلابیئر کا شاہ کار: مادام بواری (تعین قدر اور اس کے اردو ترجمہ کا جائزہ)	۱۵۳ تا ۱۶۴	فلابیئر کا معروف ناول مادام بواری نہ صرف فرانسیسی زبان کا ایک شاہ کار ناول ہے بلکہ اس نے مغربی ادب کی دیگر اصناف کو بھی متاثر کیا ہے۔ مادام بواری دنیا کی تقریباً ہر بڑی زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ اردو کے ممتاز نقاد اور مترجم محمد حسن عسکری نے اسے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ اس مقالے میں ناول کی تعین قدر کے ساتھ ساتھ اس کے کرداروں کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے نیز اس کے اردو ترجمے میں اختیار کی جانے والی نثر کا اسلوبیاتی مطالعہ بھی مقالے میں شامل ہے۔	مادام بواری، فلابئیر، تعین قدر، حسن عسکری، سلامبو، ایما بواری
ناز، ناہید	ڈاکٹر سلیم اختر کا نفسیاتی مطالعہ	۲۲۷ تا ۲۴۰	ڈاکٹر سلیم اختر ایک مورخ، محقق اور نقاد کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ انھوں نے مختلف اصناف میں طبع آزمائی کی؛ افسانے لکھے؛ نفسیاتی مضامین لکھے اور مختلف تبصروں، جائزوں کے ساتھ ساتھ اپنی خود نوشت سوانح عمری بھی لکھی جس میں اپنی زندگی کے مختلف واقعات کو نفسیاتی تناظر میں پیش کرنے کی کوشش بھی کی ہے۔ اس مقالے میں ڈاکٹر سلیم اختر کی خود نوشت سوانح عمری نشان جگر سوختہ کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کا نفسیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔	سلیم اختر، نشان جگر سوختہ، نفسیات، آپ بیتی، خود نوشت
نورین، فاخرہ	غلام عباس کی طنز نگاری	۱۳۵ تا ۱۵۲	غلام عباس کے افسانوں پر تنقید کرنا اور انھیں سراہنا اردو ناقدین کے لیے چنداں مشکل نہیں۔ ان کی افسانوی تکنیک اور جزئیات نگاری پر صفحوں کے صفحے لکھے جاتے ہیں۔ لیکن ایک پہلو جس پر نہ ہونے کے برابر لکھا گیا وہ ان کی طنز نگاری ہے۔ اس مقالے میں غلام عباس کے افسانوں میں طنز نگاری کے عناصر پر	اردو افسانہ، غلام عباس، جاڑے کی چاندنی، طنز

نگاری، جزیرہ سخنوراں، دھنک	بحث کی گئی ہے اور ان کی تحریروں میں طنزیہ پہلوؤں کی طرف توجہ مبذول کراتے ہوئے کہا گیا ہے کہ وہ صرف اپنے معاشرے کے عکاس نہیں بلکہ وہ اس پر گہری طنزیہ چوٹ بھی کرتے ہیں۔			
اقبال، مسجد قرطبہ، اردو نظم، خاور جیلانی، اختر الایمان، ن۔ م۔ راشد	جدید اردو نظم کی ابتدا چوں کہ برطانوی نوآبادیاتی عہد سے ہوتی ہے۔ لہٰذا مساجد پر لکھی گئی ابتدائی نظموں میں مسجد کے جزوی ذکر کے تناظر میں تاریخ اسلام کے بعض شان دار پہلوؤں کا ذکر کیا گیا ہے یا عصری صورتِ حال کے پیشِ نظر مسجدوں کی زبوں حالی یا زوال کا نوحہ کہا گیا ہے۔ جدید اردو نظم میں مسجد کا استعارہ انسانی المیوں کی طرف اشارے کا مؤثر اسلوبیاتی ذریعہ رہا ہے۔ اس مقالے میں جدید اردو نظم میں مسجد کے موضوع پر کہی گئی نظموں کا ایک جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	۲۱۳ تا ۲۲۶	مسجد ــــ جدید اردو نظم کا ایک اہم استعارہ	ہاشمی، طارق محمود
Patriarchy, Stereotyping, Muslim Feminism, Post Feminism, Nawal El Saadawi	مسلم معاشروں میں عورت کی آزادی اور اختیار کے نسوانی نظریات کو غیر آہنگ، درآمد شدہ، اجنبی اور معاندانہ متصور کیا جاتا ہے۔ نوال ال سادادی کی تخلیق، عورت نقطۂ آغاز پر (*Woman at Point Zero*) میں ان مسائل کو مشرق و مغرب میں تحریک نسوانیت پر تنقیدی نقطۂ نظر کے ضمن میں پیش کیا گیا ہے۔ مصنفہ نے فردوس کو مابعد جدید عورت کی شکل میں سماجی اور مذہبی طور پر زوال پذیر معاشرے میں اپنی خود شناسی کے لیے جدوجہد کرتے ہوئے دکھایا ہے۔ اس مقالے میں فردوس کے کردار کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ فردوس بہ طور عورت اپنی ذات کی شناخت کی جدوجہد کے لیے نام نہاد مسلم تحریک نسواں اور مغربی تحریک نسواں میں جگہ نہیں پا رہی۔	۵ تا ۱۴ (حصہ انگریزی)	"My death means their life": A feminist study of Body and soul in Nawal El Saadawi's *Woman at Point Zero* "میری موت کا مطلب ان کی زندگی": نوال ال سادادی کے ناول عورت نقطۂ آغاز پر کا تانیثی مطالعہ	یعقوب، منزہ/ارم سونیا
ناصر کاظمی، میراجی، اختر شیرانی، برگِ نَے، نشاطِ خواب، نیا سفر، شہر غریب	ناصر کاظمی کی وجۂ شہرت ان کی غزل ہے، لیکن ادبی دنیا میں ان کی نظم بھی کافی مقبول ہوئی۔ ناصر کاظمی نے جب شعر و سخن کا آغاز کیا تو اس وقت اختر شیرانی کا طوطی بولتا تھا۔ ناصر کاظمی ان سے متاثر تھے۔ ابتدا میں انھوں نے اپنے خیالات کی ترجمانی کے لیے غزل کے بجائے نظم کو منتخب کیا اور دوسری بہت سی اصناف نظم کے ساتھ کچھ سانیٹ بھی لکھے۔ ان کی کئی نظمیں تواتر کے ساتھ ادبی رسائل میں شائع ہوئیں۔ اس مقالے میں ناصر کاظمی کی کہی گئی نظموں کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے نیز ان کے معاصرین کی نظموں کے تناظر میں ان کی نظم گوئی کا احاطہ بھی کیا گیا ہے۔	۱۷۷ تا ۱۸۸	ناصر کاظمی بحیثیت نظم نگار	یوسف، صوفیہ/ کاظمی، سید ارتضیٰ حسن

موضوعاتی اشاریہ

موضوعاتی اشاریہ

A۔افسانوی ادب

۱۔داستان

"طلسم ہوش افزا" میں فینٹیسی:۱۹۸
اردو داستان کا زوال اور اکیسویں صدی میں اس کے احیاء کے امکانات کا جائزہ:۲۲۱
اردو داستان: تجزیاتی مطالعہ:۸۱
اردو داستانوں کے نسوانی کرداروں کا تہذیبی مطالعہ:۳۰
اردو داستانوں میں سراپا نگاری:۱۵۸
انتظار حسین اور اسطورہ:۸۶
آرائش محفل: ایک طلسمانوی(Fantastic)داستان:۱۰۵،۷۲
باغ و بہار؛ مابعد الطبیعاتی مطالعہ:۵۴
تین سلطنتوں کی داستان۔ایک تجزیاتی مطالعہ:۱۰۳
داستان امیر حمزہ: ایک تعارف:۲۵۶
داستان گوئی کے تکنیکی تجربات:۹۲
داستانی عہد کا ایک اہم مناقشہ اور چار داستانیں:۱۵۳
طلسمانہ (Fantasy) اور اردو داستان میں مشترک عناصر:۳۱

۲۔افسانہ

"انگارے" کے تناظر میں سجاد ظہیر کے افسانوں کا تجزیاتی مطالعہ:۷۹
"بابو گوپی ناتھ": قحبہ خانوں کا راہب:۱۱۶
"کپاس کا پھول": تجزیاتی مطالعہ:۲۳۹
احمد پراچہ کی افسانہ نگاری "سوتی جاگتی کلیاں" کی روشنی میں:۱۸۳
احمد ندیم قاسمی کا ایک خاص افسانوی کردار (پرمیشر سنگھ):۳۰
احمد ندیم قاسمی کے افسانے: تانیثی تناظر میں:۱۸۰
اردو افسانہ اور عورت:۱۵۸
اردو افسانہ اور معاشرتی تعمیر نو (رشید امجد کے حوالے سے):۳۹
اردو افسانے پر دہشت گردی کے اثرات:۱۹
اردو افسانے کے رجحانات:۱۵۲
اردو افسانے کی سماجی بنیادیں:۳۲
اردو افسانے میں دیہی معاشرت کی روایت:۵۰
اردو غزل میں مغربی تہذیب:۱۳۸
اردو فکشن کی پہلی نمایاں رومانوی نسائی آواز: حجاب امتیاز علی:۱۸۰
اشفاق احمد کے افسانوں کی فکری مرکزیت: محبت کا آفاقی رنگ:۱۴۵
اشفاق احمد کے افسانوں میں صوفیانہ عناصر۔ تحقیقی و تنقیدی جائزہ:۷۱
افسانہ "بڑے گھر کی بیٹی" کا کرداری مطالعہ:۲۱۱
اکرام اللہ: حقیقت اور علامت کے سنگم پر کھڑا اہم معاصر افسانہ نگار:۱۴۸
انتظار حسین اور اسطورہ:۸۶
انتظار حسین کے افسانوں میں سیاسی شعور کا پہلو:۶۸
انتظار حسین کے نمائندہ افسانوں میں ہجرت کا کرب اور ناسٹلجیا کا احساس:۸۶
انتظار حسین کے نمائندہ افسانوں میں ہجرت کا کرب اور ناسٹلجیا کا احساس:۸۶
بانو قدسیہ کے افسانوں میں مابعد الطبیعیاتی عناصر:۳۴
بانو قدسیہ کے افسانوں میں معاشرتی عناصر:۲۰۲
بغیر ہوا کے جنبش کناں اس پردے کے پیچھے کیا ہے (غلام عباس کا فن اور اس کا افسانہ "سایہ"):۲۵۴
پریم چند کے افسانوں میں "بھوک" کی پیش کش:۸۲
پریم چند کے افسانوں میں اخلاقی اقدار کی عکاسی:۶۱
پنجاب کا جاگیردارانہ سماج اور طاہرہ اقبال کی افسانوی دنیا:۱۱۳
پینسٹھ کی جنگ کے تناظر میں اردو افسانہ:۱۱
جانکی بائی کی عرضی کا تعارفی مطالعہ:۸۵
جوگندر پال کے افسانوں میں خود کلامی:۹۰
حیوانات اور حشرات الارض سے مزین افسانوی مجموعہ:۱۵۲
خدیجہ مستور کے افسانوں میں ترقی پسندیت:۸۰
خیبر پختون خوا کے اردو افسانہ میں جاگیردار کرداروں کی عکاسی:۸۹
خیبر پختون خوا کی خواتین افسانہ نگاروں کے افسانوں میں عورتوں کے مسائل کی عکاسی ۴۳

دیہات کے داخلی وخارجی مسائل (پاکستانی خواتین افسانہ نگاروں کی نظر میں): ۵۴
ڈاکٹر سلیم اختر کے افسانوں میں سماجی حقیقت نگاری: ۳۶
رشید امجد کے افسانوں کے ترکیبی عناصر: ۲۳۳
رشید امجد کے افسانوں میں وجودی عناصر کا تجزیاتی مطالعہ: ۱۸۷
زیتون بانو کی افسانہ نگاری: ۸۰
سجاد حیدر یلدرم کے افسانوں میں صنفی اہمیت: ۱۸۸
سید رفیق حسین کے افسانوں کا کرداری مطالعہ: ۲۵۲
شوکت صدیقی کے افسانوں میں ترقی پسندیت وسیاسی پہلو: ۱۰۲
شوکت صدیقی کے افسانوں میں منفی کردار: ۲۳۲
عبداللہ حسین کا افسانہ ''سمندر'': ایک تنقیدی مطالعہ: ۱۹۳
عبداللہ حسین کا پہلا افسانہ ''ندی'' کا ایک تنقیدی جائزہ: ۲۰۹
عبداللہ حسین کے تین مختصر افسانے تحقیقی وتنقیدی جائزہ: ۸۳
عزیز احمد کی نایاب کتاب ''صدیوں کے آر پار'': ۲۲۳
عصمت چغتائی کی افسانہ نگاری میں تہذیبی، تاریخی اور سیاسی شعور کا اظہار: ۱۸۵
عطیہ سید افسانہ نگاری: ایک مطالعہ: ۴۸
غلام عباس کے افسانوں میں تکنیک کا تنوع: ۲۲۱
غلام عباس کی طنز نگاری: ۲۵۸
فن میں فنکار: احمد ندیم قاسمی کے افسانوں میں سوانحی عناصر: ۸۸
قدرت اللہ شہاب کے نمائندہ افسانوں میں کرداری ناسٹلجیا کا تنقیدی جائزہ: ۱۹۶
قرۃ العین حیدر کے افسانوں میں جاگیر دارانہ اور سرمایہ دارانہ نظام کے مظاہر: ۱۰۶
متضاد کی ناگزیریت نجیب محفوظ کے افسانے ''قسمتی و نصیبی'' کے تناظر میں: ۶۵
محمد الیاس کے افسانوں میں جانور: ۲۲۹
محمود تیمور کی افسانہ نگاری ''انسان'' کے تناظر میں: ۱۷
محمود شوکت کے افسانوں میں رومانوی عناصر: ۲۰۸
مغرب میں اردو افسانچہ: ۸۳
منٹو کی تشبیہات کا تحقیقی اور تنقیدی مطالعہ: ۲۲۱
منٹو کے کرداروں کا نفسیاتی مطالعہ: ۲۱۳
منشا یاد کے افسانوں میں دیہی معاشرت: ۱۴۴
منشا یاد کے افسانوں میں منفی کردار: ۳۰

۳۔ ناول

''امراؤ جان ادا'' کی تکنیکی، تہذیبی اور فکری جہات: ۲۴۹
''آگ کا دریا'': ایک تہذیبی مکالمہ: ۱۷۳
''آگ کا دریا'': تحت الشعور کی بازگشت: ۱۸۸
''بستی'': ایک مطالعہ: ۲۲۹
''جاگے ہیں خواب میں'': فنی وتجزیاتی مطالعہ: ۲۱۱
''قبض زماں'': تنقیدی و تحقیقی جائزہ: ۱۸۰
''کاروان وجود'': تجزیاتی مطالعہ: ۱۷۹
''کئی چاند تھے سرِ آسماں'' اور ہند یورپی تہذیب کا بیانیہ: ۵۰
''لندن کی ایک رات''، ''گریز'' اور ''اداس نسلیں'' کے نعیم کرداروں کے نوآبادیاتی تہذیبی میلانات: ۲۵۸
''مینا بازار'': تاریخ کی مذہبی تعمیر: ۱۸۶
'راکھ' میں پاکستانی سماج: ۶۳
"My death means their life": A feminist study of Body and soul in Nawal El Saadawi's Woman at Point Zero:259 ''میری موت کا مطلب ان کی زندگی'': نوال ال سعداوی کے ناول ''عورت نقطۂ آغاز پر'' کا تانیثی مطالعہ
احسن فاروقی کے ناول ''شام اودھ'' میں سوانحی اشارے: ۱۸۰
اداس نسلیں برصغیر کی سیاسی عصریت کا مؤثر بیانیہ: ۲۵۱
اردو میں تاریخی ناول: ضرورت واہمیت: ۲۷
اردو میں سائنسی ناول کی تاریخ: ۱۰۷
اردو ناول کی زبان کے مباحث: ۱۵۸
اردو ناول میں سیاسی شعور: ۵۱
امراؤ جان ادا میں سماجی و ثقافتی تبدیلی: ۱۰۹
انتظار حسین کی ناول نگاری: ایک جائزہ: ۱۴۲

انتظار حسین کے ناولوں میں تاریخی و تہذیبی شعور: ۸۹
انیس ناگی کی ناول نگاری: ۳۵
ایامیٰ: مساوات اور بیانیہ: ۱۱۴
ایک ہنگامہ خیز معتوب ناول 'مردِ کوہستان' تحقیق و توضیح: ۱۵۳
آخری سواریاں: ایک مطالعہ ۳۰
آخری سواریاں: ایک مطالعہ: ۳۰
آنگن کا سیاسی منظر نامہ: ۲۳۶
پاکستانی جدید ادب کے عکاس دو ناول: خوشیوں کا باغ اور دیوار کے پیچھے: ۲۲۰
ترکی ناولوں میں پاکستان کا معاشی مصرف (اورحان کمال، یشار کمال اورحان پاموک کے حوالے سے): ۱۹۳
جمیلہ ہاشمی کے مرکزی کردار اور ماورائیت کی تمنا: ۱۳۴
جوگندر پال کے ناول ''خواب رو'' میں ناسٹلجیا کا مطالعہ: ۸۵
خدا کی بستی...... کراچی کے نئے سماج کے عدم توازن کی کہانی: ۸۲
خدیجہ مستور کے ناولوں میں مہاجرین کی آبادکاری کے مسائل: ۱۷۴
خط کی تکنیک اور مجنوں گورکھپوری کا ناول سراب: ۳۳
دریا کے سنگ: ایک مختلف نوعیت کا کرداری ناول: ۵۸
ڈپٹی نذیر احمد کی ناول نگاری: ڈاکٹر سید عبداللہ کی نظر میں: ۲۰۰
رضیہ فصیح احمد کا سیاسی شعور ''صدیوں کی زنجیر'' کی روشنی میں: ۱۹۵
روشن خیالی، سیکولرازم اور اردو ناول: ۵۸
سقوط مشرقی پاکستان اور اردو ناول: ۱۸۴
شوکت صدیقی کے ناولوں میں مظلوم طبقے (خدا کی بستی اور جانگلوس میں): ۸۱
عبداللہ حسین کے ناولوں میں طبقاتی شعور: ۱۱۰
عبداللہ حسین: ''باگھ'' فلسفیانہ جائزہ: ۹۰
غلام باغ میں فلسفہ زمان و مکاں: ۲۲
الفانسو: تاریخی ناول اور تخیل کی تجدید: ۱۷۷
الفانسو: تاریخی ناول اور تخیل کی تجدید: ۱۷۷
قرۃ العین حیدر کے ناولوں میں طبقاتی شعور: ۶۱
قیامِ پاکستان کے بعد نئے تہذیبی، سماجی منظر نامے کے تحت لکھے گئے ناول: ۲۳۴
کئی چاند تھے سرِ آسماں: زبان و بیان: ۷۲
محمد الیاس کے ناول ''بارش'' میں نسل کا تصور: ۲۵۱
مرزا ادیب کی ناول نگاری: ۷۷
مرزار سوا۔ ناول سے نفسیات تک: ۶۰
مستنصر حسین تارڑ کے ناولوں کا موضوعاتی اور کرداری جائزہ: ۲۳۲
مستنصر حسین تارڑ کے ناولوں میں المیوں کا تسلسل: ۴۹
ناول ''کئی چاند تھے سرِ آسماں'' پر شاعری کے اثرات: ۸۷
ناول ''کئی چاند تھے سرِ آسماں'' کی فنی جہات: ۱۰۵
ناول ''نادار لوگ'' کا سیاسی منظر نامہ: ۱۷
ناول میں تکنیک کی اہمیت: ۲۳۶
ناول میں عصری تاریخ کی پیش کش: ۱۷۷
نجیب محفوظ کے تاریخی ناولوں میں عورت کی تصویر: ۶۸
ہجرت، بکھراؤ، انتشار (Diaspora) اور اردو کے نمائندہ ناول نگار: ۱۰۸
ہرمن ہیسے کا ہیرو سدھارتھ بطور عام انسان و بطور راہب: ۹۰

ناولٹ

پاکستانی اردو ناولٹ کا ارتقا (۱۹۴۸ء تا ۲۰۱۶ء): ۱۳۵

۴۔ ڈراما

اشفاق احمد کے ڈرامے: فکری مطالعہ: ۱۸۴
امجد اسلام امجد کے مقبول ٹی وی ڈرامے: تہذیبی و سماجی مطالعہ: ۲۲۱
جاگیردارانہ معاشرے میں عورت کا استعمال (پی ٹی وی کے ڈراما کے تناظر میں): ۱۶۳
سرمد صہبائی کے دو غیر مطبوعہ اردو اسٹیج ڈرامے (''اشرف المخلوقات'' اور ''حیش''): ۲۷

۵۔ متفرق

''خیالستان'' کا دیباچہ اور ایک سلسلۂ محبت کی دریافت: ۱۴۲
''قصہ رومیو اور جولیٹ'': برصغیر میں برطانوی رومان کی اوّلیں مہک: ۱۳۷

"پوکے مان کی دنیا" (معاصر عہد کے چیلنجز کا اظہار): ۱۸۳
اردو زبان و ادب میں تہذیب و ثقافت کے مباحث (اردو اور مشترکہ ہندوستانی تہذیب و ثقافت) کے خصوصی سیاق و تناظر میں: ۳۵
اردو فکشن میں "خط تقدیر" کی اہمیت: ۱۳۶
اردو فکشن میں پہلی نمایاں رومانوی نسائی آواز: حجاب امتیاز علی: ۱۸۰
اردو فکشن میں عصری آگہی کی روایت: ۲۲۳
اشفاق احمد: چند اہم نظریات و تصورات: ۴۷
امرتا پریتم: محبت کا غنائی استعارہ: ۱۷۹
اہلِ قلم کی مطالعاتی زندگی کا علمی سفر نامہ: ۲۴۷
پیدائش، شادی اور موت سے متعلقہ رسومات، الفاظ و تراکیب: ۶۱
ڈاکٹر فرمان فتح پوری کے دیباچوں کا تجزیاتی مطالعہ: ۱۲۶
سعادت حسن منٹو کے اسلوب میں جملوں کی نشتریت اور معنویت: ۵۴
سوفی کی دنیا اور روایات فلسفہ کا موضوعاتی مطالعہ: ۲۴۷
شدت پسندی کے خلاف ایک بلیغ علامت: رشید جہاں: ۱۸۵
صنفِ ادب کی حیثیت سے "فیری ٹیل" کا مقام اردو اور یورپی ادب کے تقابلی تناظر میں: ۲۲۰
طلسم ہوش ربا: ایک طلسمانوی (Fantastic) داستان: ۲۷
عاشقِ آزاد: ڈاکٹر اسلم فرخی: ۸۴
فاٹا کا انتظامی ڈھانچہ اور اس کی خصوصیات: ۱۲۰
فیض کی انفرادیت: ۷۶
قرۃ العین حیدر کی تحریروں میں تہذیبی شعور کی پیش کش: ۶۹
کشمیر میں سلطان زین العابدین کی مروجہ سیاسی و دفاعی اصلاحات۔ ایک جائزہ: ۷۱
کلام غالب میں جبلتِ رشک کی بدلتی نوعیتیں: ۷۷
لکھنوی غزل میں سراپائے محبوب کے نقش پائے رنگ رنگ
مغرب کے افسانوی ادب میں نفسیاتی عوارض کا اظہار: چند نمایاں مثالیں: ۱۸۲
ملوہہ اور دلمون —— چاند کی دھرتی (سومیری، دراوڑی): ۱۸۱
مولانا شبلی نعمانی کی محققانہ کاوشیں: ۱۳۵
میر سید علی ہمدانی کی فارسی شاعری کا موضوعاتی اشاریہ: ۱۳۷

B۔ اقبالیات

"اسرارِ خودی" (مرتبہ: ڈاکٹر سعید اختر درانی) پر ایک نظر: ۱۹۴
"اقبال دشمنی۔ ایک مطالعہ" کا تحقیقی جائزہ: ۲۱۵
اردو کلامِ اقبال میں فروغِ افکارِ قرآن: ۹۱
آزادیٔ نسواں کا تصور: علامہ محمد اقبال کے خیالات و افکار کا تجزیہ: ۱۲۳
اقبال اور اسلامی تمدن کی روح: ۲۱۰
اقبال اور تصوف: ۱۷
اقبال اور حلاج کے مشترک فکری عناصر: ۱۷
اقبال اور رسل...... فکری جائزہ: ۲۵
اقبال اور رومانویت: ۳۳
اقبال اور فلسفۂ وجودیت: ۱۰۹
اقبال اور مارکسی فلسفہ: ۱۶۴
اقبال اور مذہبی تجربے کے انکشافات کا فلسفیانہ امتحان: تجزیاتی مطالعہ: ۱۵۵
اقبال اور مغرب کا تصور کلچر (سپنگلر اور ٹی۔ ایس۔ ایلیٹ کے خصوصی حوالے سے): ۱۸۳
اقبال اور مولانا روم: ۱۹۵
اقبال اور نوآبادیاتی نظام: ۱۰۸
اقبال بنام شاد (علمی و ادبی مباحث، تصانیف و تقاریظ): ۲۲۷
اقبال کا ذہنی ارتقا اور ہندی فکر: ۱۶۱
اقبال کا ذہنی ارتقا: چند مباحث: ۲۲۲
اقبال کی افغان شناسی: ۲۵۱
اقبال کی پہلی نظم اور متروک کلام: ایک تنقیدی مطالعہ: ۲۴۷
اقبال کے تصورِ عشق کے تہذیبی، سیاسی اور مذہبی پہلو: ۶۰
اقبال کی شاعری میں فطرت کی منظر کشی: ۵۷
اقبال کی شاعری میں نعتیہ عناصر: ۲۲۵
اقبال کی غزل میں فلسفۂ اخلاق: ۳۲
اقبال کے فکر و فن میں مہاتما بدھ کی ترجمانی: ۸۷
اقبال کے فلسفہ جہاد کے ابتدائی خدوخال: ۲۱۴
اقبال کی مشہور اردو نظموں کا پنجابی ترجمہ: ۱۶۳
اقبال کی نظم "طلبہ علی گڑھ کالج کے نام" کا فنی جائزہ: ۱۴۷

اقبال کی نظموں میں وجودی تصورات: ۳۱
اقبال، تصوف اور عصرِ حاضر: ۲۵۷
امتِ مسلمہ کا عروج وزوال: اقبال کی نظر میں: ۹۱
ایک بڑے آدمی کا خواب: ۲۳۷
بھارت میں "اسرار و رموز" کے اردو تراجم: ۲۳۳
پاکستان، عصرِ نو اور اقبال کے تصورات: ۳۱
تشکیلِ جدید الٰہیاتِ اسلامیہ پر اقبال کا موقف: ۸۷
تہذیبی آویزش اور اقبال: ۷۰
جدوجہدِ آزادیٔ کشمیر افکارِ اقبال کے تناظر میں: ۱۳۴
خطباتِ اقبال ـــ عبدالجبار شاکر کا ترجمہ: ایک تجزیہ: ۱۵
دیارِ عشق میں اپنا مقام پیدا کر (شعرِ اقبال میں عشق کا مفہوم): ۲۳۰
ڈاکٹر ظہور احمد اعوان بہ طور اقبال شناس: ۲۰۶
شعرِ اقبال میں دورِ نو کا تصور: ۱۳
علامہ اقبال اور تحریکِ آزادی: ۵۷
علامہ اقبال کا ایک مضمون: "قومی زندگی": ۱۳۲
علامہ اقبال کا ایک نو دریافت خط: ۱٦۸
علامہ اقبال کا تصورِ زمان و مکان: ایک تناظر: ۲۲۲/۱۸
علامہ اقبال کا سفرِ افغانستان: بعض احوال و کوائف: ۲۴۱
علامہ اقبال کی اردو غزلوں کا ایک اہم اسلامی گوشہ: ۱۹۰
علامہ اقبال کی اردو نظموں میں تعلیماتِ ابراہیم پر ایک نظر: ۹۷
علامہ اقبال کے جرمن معاصر کے روزنامچے میں اقبال کی آخری شام کا احوال: ۱۳۷
علامہ اقبال کے حوالے سے ایک نادر مکتوب کی بازیافت: ۱٦٦
فراق کی شاعری پر اقبال کے اثرات: ۲۲۴
فکرِ اقبال کی ترویج کے سلسلے میں الازہر کی خدمات: ۴۸
کلامِ اقبال پر حالی کے اثرات (مسدس حالی اور شکوہ جواب شکوہ کے تناظر میں): ۹۸
کلامِ اقبال میں افکارِ غزالی کا پرتو: ۲۱۴
کلامِ اقبال میں ایرانی مقامات کا ذکر، ایک جائزہ: ۵۱
کلامِ اقبال میں عشقِ رسولؐ کے نظریاتی اور جمالیاتی پہلو: ۲۲۰
مسدسِ حالی اور اقبال: ۹۷
مسلمانانِ ہند کے قدیم تہذیبی مرکز حیدرآباد دکن سے علامہ اقبال کی وابستگی: ۵۵
مقامِ اقبال اور جوش ملیح آبادی: ۲۰۵
مکاتیبِ اقبال بنام گرامی (مطالعۂ متون و توضیحات): ۱۷۴
مکاتیبِ اقبال کے تناظر میں ذکرِ اصحابِ رسول ﷺ: ۲۲۸
مکتوباتِ اقبال میں ملی نشاۃِ ثانیہ کے نقوش: ۵۷
ممدوحِ اقبال پرنس سعید حلیم پاشا کی نظر میں مسلم تشخص: ۱۵۰
منتخب اردو کتبِ اقبالیات کا توضیحی اشاریہ (لائبریری مینو کیمپس اوساکا یونی ورسٹی جاپان): ۱۷۲
میر سیّد ہمدانیؒ کے حضور علامہ اقبالؒ کے گلہای عقیدت پر ایک مقدمہ: ۱۳۳
نقدِ اقبال کا متوازن رویہ: ٦۷
ہم عصر شعرا پر اقبال کی شاعری کے اثرات: ۱۴۸
ہنس ہاسو بیرن فان ویلتھائیم: علامہ اقبال کا ایک جرمن معاصر: ۱۷۵

C۔ تاریخِ ادب

۱۔ تحریکیں

اردو ادب کا تاریخی تناظر۔ قیامِ پاکستان کے بعد: ۱٦۰
اردو ادب میں علامت نگاری: ۱٦۱
اردو ادب میں فیمینزم اور فہمیدہ ریاض: ۱۰۴
اردو تنقید میں جدیدیت کے مباحث: ۱۸
اسلامی ادب کی تحریک: پس منظر، اثرات، نتائج: ۲۳
پس نوآبادیات: مشرق کی بازیافت کی تحریک: ٦٦
تانیثیت پر اعتراضات: تحقیقی اور تنقیدی جائزہ: ۲۴۹
تانیثیت پر اعتراضات: تحقیقی و تنقیدی جائزہ: ۲۴۹
ترقی پسند تحریک اور غزل: ۲۰۲
ترقی پسند تحریک کی مجلاتی صحافت: ایک جائزہ (۱۹۳٦ء تا ۲۰۱۱ء): ۱۳۲
ترقی پسند فکر کا جوہر: ۲۳۵
جدیدیت اور مابعد جدیدیت: ۱۵۷
ڈاڈاازم: انقلابی و سیاسی رجحانات کے عالمی اثرات کا مطالعہ: ۵۳

سائنٹیفک سوسائٹی علی گڑھ: ۱۵۷
سرریلزم اور جدید اردو شاعری میں اس کے خد وخال: ۲۱۸
عظیم ترک شاعر نجیب فاضل کوریک اور ترکی میں اسلامی تحریک کی نشاۃ ثانیہ: ۴۱
مابعد جدیدیت: ایک تاثر: ۱۶۱
مابعد جدیدیت: عملی جہات کے تناظر میں: ۸۸
نوآبادیاتی دور میں سرسید تحریک کے معاشرے پر اثرات: ۴۴

۳۔ تاریخ ادب

"مرقع دہلی": اسبابِ زوال دہلی کا چشم دید بیانیہ: ۱۵۰
"تاریخ ادب اردو" از رام بابو سکسینہ کے مصادر: ۱۰۲
Echoes of Egyptian Soceity in Arabic Literature during Mamluk Period
اردو ادب کا تاریخی تناظر۔ قیام پاکستان کے بعد: ۱۶۰
اردو شعری دبستانوں کا قضیہ اور کارلاپیٹی ایوچ: ۱۰۵
اردو میں حمد نگاری کی تاریخ کا اجمالی جائزہ (آغاز سے بیسویں صدی تک): ۱۴۸
بی بی مبارکہ اور پختون۔ مغل تعلقات: ۱۲۴
پاکستان۔امریکہ تعلقات۔۔۔دہشت گردی کے خلاف جنگ کے تناظر میں: ۱۱۷
خان عبدالصمد خان (خان شہید) کی پشتو زندانی ادبی خدمات
خاور احمد......ایک محاکمہ: ۱۲۲
خضر حیات ٹوانہ اور پنجاب کی سیاست ۱۹۴۲ء۔۔۔۱۹۴۷ء: ۱۱۶
دبستانِ رام پور کے پشتون شعراء ۱۸۹۰ء تا ۱۹۴۷ء: ۲۳
دورِ ملوکیت میں عربی ادب میں مصری سماج کی بازگشت: ۳۷
رام پور میں اردو شاعری کا منظر نامہ (۱۸۵۷ء تا ۱۸۹۰ء): ۵۷
ملک احمد خان یوسف زئی: جدید پختون خوا کا بانی: ۱۱۸
ہندی نثر کا آغاز اور ارتقاء: ۲۲۲

D۔ تحقیق وتدوین

"لغت کبیر اردو" کی تدوین: ایک محاکمہ: ۱۷۵
کلام حالی کی تدوین: ۹۵

۱۔ اصولِ تحقیق

۲۔ محققین اور ان کی خدمات

اخلاقیات تحقیق رشید حسن خان: ۲۵۶
ادبی تحقیق کے مسائل اور ان کا حل رشید حسن خاں کی کتاب "ادبی تحقیق مسائل اور تجزیہ" کے حوالے سے: ۱۶۲
اردو تذکرے اور ان کی تحقیق: ۷۰
اردو زبان سے متعلق تحقیق کے فروغ میں انٹرنیٹ کا کردار: ۸۲
اردو میں صوتیاتی تحقیق کا جائزہ (پاکستان میں لکھی جانے والی کتب کے حوالے سے): ۲۳۳
اردو میں معیاری تحقیق کے چند نمونے: ۱۴
بابائے اردو مولوی عبدالحق کی علمی وادبی خدمات:
باغ وبہار کے دو بہترین تدوینی نسخوں کے مقدمات کا تقابلی مطالعہ: ۱۱۲
پاکستان میں اردو تحقیق کی روایت: ۱۸۲
تحقیق میں آپ بیتیوں کی اہمیت وافادیت: ۱۹۸
تحقیق وادبی تحقیق: ۲۱۱
حافظ محمود شیرانی بطور محقق (بحوالہ مقالاتِ شیرانی جلد اوّل ودوم):
حافظ محمود شیرانی بطور محقق: ۱۰۷
ڈاکٹر سید عبداللہ کی میر شناسی: ۱۹۹
ڈاکٹر نوازش علی کی کتاب "مجید امجد — تحقیقی وتنقیدی مطالعہ" کا محاکمہ: ۱۸
رشید حسن خاں کی تدوین:
رشید حسن خان کے نامکمل تحقیقی منصوبے: ۱۳۷
سچل سرمست کا اردو کلام: جدید اصولوں کے مطابق تدوین کی ضرورت: ۵۱
کتابیات کے اندراجات کے مختلف طریقہ ہائے کار: ۱۳۳
کچھ مولانا امتیاز علی خاں عرشی کے بارے میں: ۱۶۹
کلام حالی کی تدوین: ۹۵
مالک رام: وضاحتی کتابیات: ۲۵۵
مخطوطہ شناسی کا فن اور ڈاکٹر جمیل جالبی بطور مخطوطہ شناس: ۱۷۵
مصحفی پر ہونے والے تحقیقی کام: نوعیت ومعیار

مقدماتِ باغ و بہار: تقابلی تحقیق کی روشنی میں (رشید حسن خان اور مرزا حامد بیگ کے خصوصی حوالے سے)
مولانا شبلی کی محققانہ کاوشیں: ۱۳۵
مولوی سید احمد دہلوی: وضاحتی کتابیات: ۱۵۷
مولوی عبدالحق اور تحقیقِ متن: ۱۶۵
میر سید علی ہمدانی کی فارسی شاعری کا موضوعاتی اشاریہ: ۱۳۷

۳۔ مدونین کی خدمات

ڈاکٹر محمد صادق بحیثیت مرتب: ۱۶۰
مولوی عبدالحق بطور تدوین کار: ۲۷

E۔ ترجمہ نگاری

"بہار ایجادی بیدل" اور ترجمے کے تقاضے: ۷۰
ادارہ چراغِ راہ کراچی کے ترجمے کے خصائص: ۹۲
اردو میں عالمی شاعری کے تراجم: روایت اور مسائل: ۱۹۵
آپ بیتی، یادداشتوں اور ڈائری کے ترجمہ کے مسائل: ۲۷
برصغیر میں کتب ابن تیمیہ کے اردو تراجم: ۲۰۴
ترجمہ بازنامہ از پروفیسر عارف نسیم: ایک اجمالی جائزہ: ۸۲
ترجمہ عمل خیر بھی تو ہے: ۲۲
ترجمہ: عمل اور روایت: ۱۱۴
تقابلی ادب اور ادبی تراجم: اثرات و تاثرات عصری تقاضے اور امکانات: ۴۴
چترال میں شعری تراجم: ۸۸
دفتری اردو میں ترجمے کی مشکلات: ۲۲۴
ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی بحیثیت مترجم: ۶۹
سفرناموں کے اردو تراجم ڈاکٹر جمیل جالبی بحیثیت مترجم: ۱۷۹
الطاف پرواز بحیثیت مترجم: ۱۹
علم ترجمہ سے متعلق رجحانات کا اجمالی جائزہ: ۱۱۱
فلابیئر کا شاہکار: مادام بواری (تعین قدر اور اس کے اردو ترجمہ کا جائزہ): ۲۵۸
فنِ ترجمہ نگاری اور رشید اختر ندوی کے تراجم: ۱۶۰
مولوی عنایت اللہ دہلوی کی ترجمہ کاری: تحقیقی اور تنقیدی مطالعہ: ۱۵۴
ناول نگاری میں اردو تراجم: ۱۳۰
نظم و نثر حالی کے انگریزی تراجم: ۹۸

F۔ تنقید

"مقدمہ شعر و شاعری" — ایک اہم تنقیدی دستاویز: ۹۵
Lurking Antagonism A Feminist Critique of How to get Filthy Rich in Rising Asia by Mohsin Hamid چھپی ہوئی مخاصمت: محسن حامد کی کتاب "ابھرتے ہوئے ایشیا میں امیر ہونے کا طریقہ کار" کا ایک تانیثی تنقیدی مطالعہ: ۲۵۲
ادبی تھیوری اور جدید اردو تنقید کا منظر نامہ: ۲۵۷
اردو ادب و تنقید میں تصورِ جدیدیت: ۱۵۳
اردو تنقید قیامِ پاکستان کے بعد: ۲۲۰
اردو میں میر شناسی کی روایت: مابعد تذکرہ نگاری: ۱۸۱
اردو ناول کی تنقید انگریزی شعریات سے تاثر پذیری کے تناظر میں: ۴۷
اردو ناول کی تنقید: اہم مباحث (تحقیقی و تنقیدی جائزہ): ۱۷۶
افلاطون کا نظریہ وجودیات اور حالی کا نظریہ غایت: مقدمہ شعر و شاعری میں مسلم تشخص کی تعمیر: ۹۹
انگریزی میں انیس شناسی: ۳۲
ایم۔ایم۔ شریف کا نظریۂ جمالیات: ۲۳۰
پنجاب یونیورسٹی، لاہور میں فیض شناسی کی روایت: ۲۴
تانیثیت پسندی اور آزادی سے قبل اردو ناول: ۲۶
تخلیق اور تنقید کا رشتہ: ۱۸۹
تھیوری کے مباحث کا ایک نقاد (ناصر عباس نیر کی تنقیدی جہت): ۲۵۲
جمالیات اور "تاریخ جمالیات": ایک مطالعہ: ۱۷۸
حالی شناسی کی جدید جہتیں: ۹۸
حالی کا نظریہ شعر — بحوالہ مقدمہ شعر و شاعری: ۹۹
حسن شوقی کی جمالیات: ۲۳۷
دیا شنکر نسیم کا تنقیدی شعور (مثنوی گلزار نسیم کے حوالے سے): ۱۷۶
ڈاکٹر سلیم اختر کا نفسیاتی مطالعہ: ۲۵۸
روسی ہئیت پسندی: ایک مطالعہ ۲۵۵
سلیم احمد کے اسلوب تنقید کا مطالعہ: ۲۵۰
شعریاتِ حالی اور معنی کا افتراق (شکوۂ ہند: خصوصی مطالعہ): ۹۹

شفیق الرحمٰن کے اُسلوب کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ: ۲۰۴
عصری شعور کی اصلاح اور اردو تنقید: ۲۳۷
فیض کا منفرد تنقیدی اسلوب: ۱۸۱
مقدمہ شعر و شاعری کے نوآبادیاتی تناظرات اور سماجی تطابق کا اصول: ۱۰۱
منور خاں غافل، اوراقِ گم گشتہ: ۹۱
مولانا الطاف حسین حالی: آن لائن تنقید کی روشنی میں: ۱۰۰
میراجی اور سٹیفانے ملارمے: ۱۵۸
میراجی کی شاعری میں نفسیاتی الجھنیں فرائیڈ کے نظریۂ تحلیل نفسی کی روشنی میں: ۲۱۴
نسائی شعور کا قضیہ: ۱۱۲
نظریے کی تخلیق اور ادب کے سماجی رشتے: ۶۶

۱۔ اصولِ تنقید

ادبی تھیوری کا مغالطہ: ۵۶
اردو ڈرامے کی تنقید: اہم مآخذات: ۲۴۹
ارضی تہذیب کا تصور: اردو تنقید کا دوسرا اہم تہذیبی مباحثہ: ۲۲۹
شبلی کے قابل تقلید تنقیدی اُصول: ۲۰۷
شعریات کے بنیادی تقاضے: ۱۹۱
قدیم نظم اور جدید نظم کے اصولِ تنقید: ۱۰۵
نئی تنقید: تعارف و تجزیہ: ۱۹

۲۔ عملی تنقید

"شعر شور انگیز": ایک مطالعہ: ۲۳۲
اردو میں عملی تنقید کا نقش اوّل "حیاتِ سعدی": ۱۰۱
ایران کے انقلابی شاعر عشقی کی ایک نظم کا تجزیاتی مطالعہ: ۱۳۴
تنقیدِ غزل کی ابتدائی معروف صورتیں: ۸۵
دھرتی کے حوالے سے وزیر آغا کا نقطہ آغاز: ۱۵۶
سلیم اختر شناسی: ۱۶۷
علم عروض کی بنیادی اصطلاحات: ۵۵
فسانہ آدم اور مجید امجد شناسی کی روایت: نیا تناظر: ۲۴
مجید امجد شناسی: سوویں سالگرہ پر شائع شدہ کتب کی روشنی میں: ۷۰
میراجی کی جدیدیت: 'خلا' کی جمالیات (خلا ہی خلا، خلا ہی خلا ہے): ۶۷
نقدِ یلدرم پر ایک تحقیقی نظر: ۶۱
ہر اک کے پہلو میں خاک آلودہ آگہی ہے (میراجی کی نظم میں اساطیر، جنس، مقامی جدیدیت کا مطالعہ): ۱۴۰

۳۔ نقاد اور ان کی خدمات

اردو تنقید کی روایت ابتدا سے تقسیم ہند تک: ۲۳۳
انتظار حسین کا تنقیدی شعور اور روحِ عصر: ۱۳۵
پروفیسر محمد عثمان کی اقبال شناسی: ۱۳۱
ڈاکٹر سلیم اختر کی تنقید اور عصری شعور: ۱۸۳
ڈاکٹر شبیہ الحسن کی تنقید کا نفسیاتی پہلو: ۳۷
ڈاکٹر شبیہ الحسن کی تنقید میں لسانی، اسلوبیاتی اور رومانوی عناصر: ۱۳۸
ڈاکٹر گوپی چند نارنگ کی افسانوی تنقید: ۱۴۶
راگنی بے وقت کی اب گائیں کیا (حالی کی جدت پسندی): ۹۶
سلیم احمد کی اسلوب تنقید کا مطالعہ: ۲۵۰
شان الحق حقی کی تنقید نگاری: ۱۷
عالمی ادب اور منٹو کی تنقیدی نظر: ۵۹
کلیم الدین احمد کی تنقید کے فکری سرچشمے: ۵۱
مارکسی تنقیدی نظریات میں توازن کی مثال: ڈاکٹر محمد علی صدیقی: ۲۳۸
مظفر علی سید کی تنقید کی اولیں نقوش: ۱۰۵
میراجی شناسی میں انیس ناگی کا حصہ: ۱۳
نقدِ نذیر احمد، مطبوعہ کتب کی روشنی میں: ۱۸۶

G۔ تہذیب و تاریخ

۱۔ تہذیب

تہذیب و تمدن: تعریف اور ارتقا: ۲۱۲
تہذیبی تشخص کی تشکیل نو اور پاکستانی ادب: ۴۱
ثقافت، تہذیب، معاشرہ اور ادب: ۲۰۷
چولستان کے بوہڑ: تاریخ و ثقافت: ۱۲۰
شاہی دور کی لکھنوی تہذیب کی فکری بنیادیں: ۲۸
عزیز احمد: ہند اسلامی تہذیب کا تخلیقی مورخ: ۱۵۶

۲۔ثقافت

ہندو کلچر کے روحانی عناصر کا تجزیاتی مطالعہ:۱۰۶

۳۔تاریخ

''سامی عربی تاریخ سے چند حقائق'' کا جائزہ
۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی (مختلف ادیبوں اور مؤرخوں کے نقطہ ہائے نظر):۱۹۲
Beginning of Oriental Learning in British India (According to the Report, 17th January 1824)
اردو ادب کا تاریخی تناظر —— قیامِ پاکستان کے بعد:
اردو میں ارضِ پاکستان کی تاریخ نگاری: ایک توضیحی مطالعہ:۱۶۹
بدھ مت میں نشاۃ ثانیہ کے نقوش:۱۹۶
بلوچستان کی ترقی پسند سیاست میں میر غوث بخش بزنجو کا کردار: ایک جائزہ اور تجزیہ:۱۲۲
بھوپال، والیانِ بھوپال اور سلطان جہاں بیگم کے مرشد کا حجرہ یا مقبرہ:۲۱۹
پاکستان کی خارجہ پالیسی کے مختلف ادوار کا ایک جائزہ (۱۹۴۷ء۔۲۰۱۶ء):۱۲۳
پاکستان میں اتحادوں کی سیاست: نیشنل ڈیموکریٹک فرنٹ کا کردار:۱۲۰
پنجاب مسلم لیگ کا تحریک پاکستان میں کردار:۱۱۹
تحریکِ آزادی اور تحریکِ پاکستان میں اردو کا کردار:۸۳
تحریکِ پاکستان میں ہزارہ کا کردار
سامی عربی تاریخ سے چند حقائق کا جائزہ:۹۰
سلطنتِ دہلی: غیر مسلم اکثریت میں مسلم فکر کا ارتقا
سلطنت عثمانیہ: حرم سرائے اور مغرب کی (غلط) نمائندگی
فاٹا کا انتظامی ڈھانچہ اور اس کی خصوصیات:۱۲۰
کتاب پر تبصرہ: قائد اعظم کی یادیں:۱۱۹
کشمیر میں سلطان زین العابدین کی مروجہ سیاسی و دفاعی اصلاحات۔ایک جائزہ:۱۷
لاہور میں تاریخ نویسی کی روایت (انیسویں صدی کے نصف دوم میں)
ہندوستان کے برطانوی عہد میں مشرقی تعلیم کا آغاز (۱۷ جنوری ۱۸۲۴ء کی رپورٹ کے مطابق)

H۔شاعری

۱۔اصناف

Jewelled Grace of November Leaves: The Elegiac carnations By Daud Kamal on death of Faiz Ahmad Faiz:250 نومبر کی پت جھڑ کی جواہرانہ تقدیس: فیض احمد فیض کی وفات پر داؤد کمال کے گل ہائے عقیدت
اردو دوہے کی روایت میں عرش صدیقی کی انفرادیت:۱۸۴
اردو رباعیات پر تصوف کے اثرات:۲۳۸
اردو شاعری میں انفرادی نوحوں کی روایت ایک۔ایک نفسیاتی مطالعہ:۱۷
اردو غزل اور جدید نظم کے موضوعاتی اشتراکات:۱۶
اردو غزل عہد بہ عہد:۱۵۲
اردو مرثیہ: چند مباحث:۱۳۶
اردو مرثیے کے تیسرے دبستان کا نقیب:۳۶
اردو نظم کے ارتقا میں خلیق قریشی کا حصہ:۲۰۴
اردو نظم کی ایک توانا آواز---دانیال طریر:۲۵
اقلیتی برادری کا نمائندہ غزل گو......سورج نرائن:۸۳
اکیسویں صدی، وجودی بنیادیں اور نئی نظم کے تشکیلی زاویے:۱۱۲
انشا کی غزل میں مقامی تلمیحات.....ایک تحقیقی و تنقیدی جائزہ:۹۷
ایوب خاور کی گیت نگاری: ایک مطالعہ:۹۲
آزاد اردو نظم اور اجمل خٹک: ایک تجزیہ:۱۱۷
بشریٰ فرخ کی نعتیہ شاعری:۲۱
بشیر حسین ناظم کی پنجابی نعتیہ شاعری:۲۱
پاکستانی غزل میں ارفع جذباتِ عشق کی ترجمانی:۲۱۹
پنجابی صوفی شعرا کی نعت گوئی:۵۹
پنجابی کے نامور شاعر ہاشم شاہ کی اردو غزلیات:۱۹۴
جدید اردو نظم کا اسلوبیاتی مطالعہ:۷۸
جدید اردو نظم میں نفسیاتی عناصر اور معاشرتی تعمیرِ نو:۴۵
حالی اور جدید اردو غزل:۹۸

حالی کا تصورِ تاریخ: ۹۶
حالی کا رنگ جدید: امکانات کی دنیا: ۲۴۹
حالی کے دو اہم مرثیے۔ تنقیدی و تجزیاتی مطالعہ: ۱۰۱
حالی کی شاعری میں عربی و اسلامی اثرات: ۹۷
حالی کی شاعری میں عربی، اسلامی اثرات: ۹۷
حالی کی غزل: ۹۴
حفیظ جالندھری: جدید گیت نگاری کا موجد: ۶۸
خواجہ فریدالدین عطار کی مثنوی منطق الطیر کی سات وادیوں کا سفر: ۲۵۱
دہلوی غزل کا نیا منظر نامہ کرداروں کی روشنی میں دبستانِ دہلی کے چند اہم غزل گو: ۶۲
رباعیات کمال الہامی: ۱۹۱
روشن نگینوی کی غیر مطبوعہ قلمی بیاضیں: ۲۵۵
ریاست بہاول پور کا نعت و مرثیہ گو شاعر... گلزار احمد نادم صابری: ۱۵۵
ساحر صدیقی کی نعت و منقبت نگاری: ۱۴۲
ساحر لدھیانوی کی غزلیہ شاعری: ۱۴۳
سحر انصاری اور نمودؔ ۲۵۱
سعد سلیمان کی بدیہہ گوئی: ۱۹۷
سیف الدین سیفؔ کی غزل ''کف گل فروش'' کے خصوصی تناظر میں: ۲۱۳
شاہ مراد خان پوری... اردو غزل کا اولین مربی و محسن: ۱۵۴
شیخ ایاز کی زندانی ادبی خدمات: ۱۱۶
صفدر سلیم کی غزل: ۲۳۰
الطاف حسین حالی کی غزل کے متعلق نظریات: ۹۴
فراق کی غزل: فنی امتیازات: ۵۰
قائم خانی بولی کے گیت: تہذیبی و سماجی مطالعہ: ۱۲۹
قتیل شفائی بحیثیت غزل گو (تحقیقی و تنقیدی جائزہ): ۸۷
کالی داس گپتا رضا کی نعت گوئی: ۲۳۵
کلاسیکی اردو غزل میں قنوطیت کے رجحانات: ۳۷
کلاسیکی شاعری میں مضامین تعلی: ۲۲۸
کلاسیکی غزل: نظری مباحث کے تناظر میں: ۱۴۷
محبت خان محبت کی مثنوی "اسرار محبت": ۱۲۵
محبوب الٰہی عطا کی عارفانہ رباعیات کے فکری عناصر: ۱۵
محسن احسان کی نعت گوئی: ۱۸
محسن بھوپالی کی نظمانہ نگاری: ایک جائزہ: ۲۳۶
مرثیہ انیس میں صحرائی اور دریائی مناظر: ۸۸
مرزا قربان علی سالک کی رباعی نگاری:
مرزا محمد جعفر اوج لکھنوی: فن اور شخصیت: ۱۴۷
مظفر وارثی کی نعتیہ شاعری: ۲۱
معاشرے کی تعمیرِ نو میں جدید اردو غزل کا حصہ: ۴۵
مقامی شعری اصناف میں مظفر علی سید کی تخلیقی امنگ: ۱۱۲
مقبول عامر: رجائیت پسند شاعر: ۱۹۸
منیر نیازی بطور غزل گو شاعر: ۱۷۵
منیر نیازی کا تصور عورت اور سماجی حدود: ۲۱۶
میرا جی بطور غزل گو: ۹۲
ن۔م۔ راشد ایک علامت نگار: ۲۲۵
ناصر کاظمی بحیثیت نظم نگار: ۲۵۹
ناصر کاظمی کی غزل پر ہندی اثرات: ۱۵۳
نسیم لکھنوی کی غزل میں بے ثباتی کا مضمون: ۲۲۷
ہائیکو کے صنفی خصائص: ۶۷
وزیر آغا کی نظموں میں انسانی سائیکی اور اجتماعی شعور کا عمل دخل: ۶۲

۲۔ اسلوب و رجحانات

''پون یہ بھید بتا'' تنقیدی جائزہ: ۸۷
۱۸۵۷ء سے قبل اردو شاعری میں حب الوطنی کے عناصر: ۱۶۵
۱۹۶۵ء کی جنگ کی اردو شاعری میں تمثال کاری: ۲۳۵
Recption and Experimentation of the Urdu Literary form: The Case of the Ghazal in America (امریکہ میں اردو غزل کی قبولیت اور ہیئتی تجربات): ۱۱۰
ابن انشاء کی شاعری: ایک مطالعہ: ۲۵
احمد مشتاق کی شاعری میں ہجرت کا احساس: ۲۵۴
اخترالایمان کی نظم میں جلاوطنی کا اظہار: ۱۷۸

اردو ادب میں علامت نگاری:۱۶۱
اردو اور گوجری شاعری میں فنی محاسن کا اشتراک:۱۶
اردو پشتو کے نمائندہ شعراء کے ہاں تصوف کے مشترک موضوعات:۹۳
اردو شاعری میں تلمیحات احادیث (شق القمر اور واقعہ اسراء و معراج)
اساتذۂ دہلی کے تناظر میں:۱۲
اردو غزل کا اسلوبیاتی جائزہ: حالی تا ظفر اقبال:۱۴
اردو غزل میں مغربی تہذیب:۱۳۸
اردو نظم کی ایک توانا آواز۔ دانیال طریر:
اسلوبِ فیض کا تخلیقی پہلو:۸۷
افتخار عارف کی شاعری:۳۳
افضال احمد سید کی نظم میں شعریات رزم:۳۲
اکیسویں صدی کی اردو نظم پر دہشت گردی کے اثرات کا تحقیقی جائزہ:۲۱۶
امجد اسلام امجد کی نظمیں: رومان سے انقلاب تک:۱۴۹
آتش کی مصورانہ شاعری:۱۴
باصر سلطان کاظمی کی شاعری میں ہجرت کا احساس:۲۱
بلوچستان کی اردو شاعری (ادوار و عوامل):۴۹
بہادر شاہ ظفر کی شاعری کا سوانحی رنگ:۱۲
پاکستانی شاعری میں علامت نگاری:۱۶۴
پروفیسر محمد طٰہٰ خان کی سنجیدہ شاعری:۲۰۰
تحریکِ اتحاد اسلامی کے اردو شاعری پر اثرات:۱۲۸
تلمیحات مراثی انیس و دبیر...... تقابلی مطالعہ:۲۹
تلوک چند (محروم) کی شاعری میں اخلاقی رجحانات:۲۲۰
جدید اردو غزل پر میر کے اثرات:۵۲
جگر مراد آبادی کی شاعری: رومانیت اور روحانیت:۱۷۲
جمشید نواز نایاب کی نظم میں رجائیت:۸۶
جوش ملیح آبادی کا تصور انقلاب: ایک تحقیقی جائزہ:۲۲۹
جون ایلیا کی شاعری جدیدیت کے تناظر میں:۲۱۱
حالی کی غزل میں عاشق کے تصور کی مقصدی کڑیاں:۳۳
حالی۔ بارگاہِ رسالت ؐ میں:۱۰۰
حبیب جالب کی شاعری کا غیر سیاسی آہنگ:۲۲
خاور احمد کی غزل میں فطرت کی رنگ آمیزی:۱۸۹
خاور احمد۔ ایک محاکمہ:۷۷
خواجہ حیدر علی آتش کی شاعری میں لکھنوی عناصر:۲۰۹
دیوانِ غالب میں عربی زبان و ادب کے اثرات کا جائزہ:۲۲۶
دیوان محبت کا ایک نادر قلمی نسخہ:۷۵
ڈاکٹر تبسم کاشمیری کا شعری سفر (تمثال سے سرخ خزاں کی نظموں تک):۱۵۲/۲۵۷
ساحر لدھیانوی کی نظم گوئی کا مابعد نوآبادیاتی مطالعہ:۱۷۳
ساقی فاروقی کی غزل:۲۶
سپہری کی شاعری میں کائناتی عناصر کا تجزیہ:۳۷
سرشار صدیقی اور قومی شاعری:۲۲۳
سید مبارک شاہ کی شاعری میں سائنسی شعور:۱۶
شعرائے دہلی کے اسلوب میں تصلیف و تعلی:۱۰۷
شیخ ایاز: انسان دوستی، امن اور محبت کے شاعر:۱۱۷
صابر آفاقی کے کلام میں بہائی افکار کا تنقیدی جائزہ اسلام کی روشنی میں:۹۷
ظہور نظر کی شاعری کے رنگ:۱۳۹
عبدالعزیز خالد کی غزل (فکری و فنی مطالعہ):۲۶
عساکر پاکستان اور شعری ادب:۶۹
غالب کی غزل میں اذیت طلبی کے نفسیاتی محرکات:۲۰۵
فراز اور سانحۂ تقسیم بنگال:۱۹۹
فقیرا خان فقری کی غزل میں جبلتِ مرگ کی فراوانی کے نفسیاتی اسباب:۲۰۵
فیض احمد فیض کا شعری و مذہبی رویہ:۸۸
فیض کی شاعری میں استعماری عناصر:۱۴۱
فیض کی غزل میں ترقی پسند عناصر:۲۱۲
قائم خانی بولی کے گیت: تہذیبی و سماجی مطالعہ:۱۲۹
قتیل شفائی کی غزل میں رواداری کا پیغام:۱۱
قومی تعمیر نو میں جنگ ستمبر کے حوالے سے شاعری کا کردار:۴۳
قیوم نظر کی شعری ہیئتیں: تحقیق و تنقید کی روشنی میں:۱۳۹
کلام حالی کے چند نوآبادیاتی تناظرات:۲۴۸

کلامِ غالب میں "رقیب": ۲۳
کلامِ غالب میں جبلتِ رشک کی بدلتی نوعیتیں: ۷۷
کلامِ غالب میں نفسیاتی تاثرات کی عکاسی: ۱۰۳
مبارک احمد کی شاعری اور فلسفۂ اخلاق: ۱۲
مجید امجد اور صحیفۂ فطرت: ۲۳۸
مجید امجد کی شاعری میں حب الوطنی کے عناصر: ۲۲۶
مجید امجد کی شاعری: پنجاب کے ثقافتی تناظر میں: ۱۱۴
مجید امجد کی نظم "فرد"، "ننھی بھولی" اور "یہ دو پیسے" کا تجزیاتی مطالعہ: ۲۷
مجید امجد کی نظم "نہ کوئی سلطنتِ غم ہے نہ اقلیمِ طرب" کا تجزیاتی مطالعہ: ۶۷
مجید امجد کی نظموں میں تصورِ انسان (سماجی و عمرانی تناظر میں): ۲۳۹
مرزا غالب اور نظریہ وحدت الوجود: ۵۸
مسجد —— جدید اردو نظم کا ایک اہم استعارہ: ۲۵۹
مصطفیٰ زیدی کی نظموں میں آہنگ اور امیجری کی حسن کاری: ۵۷
منیر نیازی کا تصورِ حُسن اور سماجی حدود: ۲۲۴
منیر نیازی کی شاعری میں انسانی زندگی کے دُکھ اور مافوق الفطرت عناصر کا تجزیہ: ۶۴
مولانا شبلی نعمانی کی قومی شاعری: ۱۰۶
ن۔م۔راشد اور معاصر اخلاقی اقدار: ۱۷۳
ناصر کاظمی کا تصورِ شہر: ۸۵
ناصر کاظمی کی شاعری میں اداسی کا احساس: ۵۹
نذیر تبسم کی شاعری میں دکھوں کا استعارہ: ۲۰۱
نظمِ حالی میں معاصر تہذیبی صورتِ حال: ۹۵
نفسیاتی بھید کی تلاش کرتی ہوئی آواز......اختر الایمان: ۱۰۸
نوآبادیاتی عہد میں حالی کی نظم کے فکری رویے: ۹۴

عمومی تنقید

اردو شاعری میں تحسین منٹو: ۱۱۵
استعاریت اور پنجاب میں اردو شاعری کی نئی صورت گری: ۱۵۵
امیر خسرو کی ادبی خدمات: ۱۹۶
بابو گوپی ناتھ: قحبہ خانوں کا راہب: ۱۱۶
بشریٰ فرخ کا شعری مجموعہ "جدائی بھی ضروری ہے": تحقیقی و تنقیدی جائزہ: ۱۷۲
تمثال کاری: بنیادی مباحث: ۴۷
جابر علی سید بحیثیت شاعر: ۲۷
جلیل حشمی کا شعری مجموعہ "بھنور لہو کا" تنقیدی جائزہ: ۱۹۱
چھوٹے شہر کا بڑا شاعر: بیدل حیدری: ۲۱۰
خواجہ غلام فرید کے کلام میں تصرفات کا نیا انداز: تجزیاتی مطالعہ: ۱۵۴
دبستانِ جھنگ۔ عصری تناظر: ۳۵
دکنی غزل کے چند اہم کردار (منتخب شعرا کی غزل کی روشنی میں): ۲۰۶
دوستوئیفسکی کا ناول جرم و سزا اور سوشلسٹ نظریۂ جرم: ایک جدلیاتی مطالعہ: ۲۵۰
ڈاکٹر تبسم کاشمیری کا شعری سفر (تمثال تا سرخ خزاں کی نظمیں)
رام پور میں اردو شاعری کا منظر نامہ (۱۸۵۷ء تا ۱۸۹۰ء):: ۷۵
شاعری بطور عمل تاریخ: ۱۱۴
شاہ تراب علی قلندر اور ان کی اردو شعری کائنات: ۲۰۱
شیخ ایاز کے افکار میں سندھی قومیت کا تصور: ۱۱۹
عزیز احمد کی شاعری: ایک مطالعہ: ۱۸۵
فیض کی انفرادیت: ۲۷
قدسیہ قدسی کی شاعری "صدابہ صحرا" کے تناظر میں: ۸۹
قرآن و سنت کی روشنی میں مولانا محمد احمد کی شعر و شاعری کا تحقیقی جائزہ: ۷۸
لکھنوی غزل میں سراپائے محبوب کے نقش پائے رنگ رنگ: ۵۲
لِلّٰہ عارفہ — حیات اور شاعری: ۲۶
مابعد جدید عہد کی اردو شاعری اور زرعی جمالیات: ۲۶
مرزا غالب اور دانشِ حاضر: ۱۱۳
ملتان میں اردو شاعری کا مختصر تعارف: ۸۰
منیر نیازی کی کتابوں کے ناموں کا عصری جواز: ۱۸۷
میر اور درد کی شاعری میں اصطلاحات کا تقابلی جائزہ: ۸۰
ناصر کاظمی.....ایک محاکمہ: ۸۹

نوازش لکھنوی: عہد، سوانح اور کلام: ۱۷۰
نئی اردو شاعری کا اسلوب: افتخار جالب اور جیلانی کامران کے تناظر میں: ۱۵۶

I۔ غیر افسانوی نثر

اشفاق احمد کی اردو نثر: ۶۵

رپورتاژ

الطاف حسین حالی۔۔۔اردو کے پہلے رپورتاژ نگار: ۹۴
سرمد صہبائی کے دو غیر مطبوعہ اردو اسٹیج ڈرامے: ۲۷

۱۔ مکتوب نگاری

"تحفۃ المستطمین": شیخ سعدی شیرازی کے ملک اباقا خان کو لکھے گئے ایک اہم مکتوب کا تجزیاتی مطالعہ: ۱۴۴
ایک نیا دفتر کھلا: ۲۵۶
جعلی خطوط: تاریخ کے آئینے میں: ۱۲
جمیل آذر کے نام چند خطوط: ۱۶۶
خطوط میں شعرا کے سوانحی کوائف: ۵۵
ڈاکٹر سید عبداللہ کے خطوط: ۱۶۸
ڈاکٹر سید محمود الرحمٰن کے نام مشاہیر کے خطوط: ۱۶۷
سید ابوالاعلیٰ مودودی کے چند غیر مطبوعہ مکاتیب: ۱۶۸
صاحب زادہ حمید اللہ کے تین خط: ۱۶۷
غالب اور آزاد کی مکتوب نگاری ایک تجزیہ: ۱۵۴
کلیاتِ مکتوباتِ فارسی غالب: ایک تحیر آفریں کارنامہ: ۶۳
مکاتیبِ ندوی فضلا (سید سلیمان ندوی، سید ابوالحسن علی ندوی، مسعود علی ندوی) بنام غلام رسول مہر: ۱۱۰
مکتوباتی ادب کی تاریخی اہمیت: ۲۵۵
منٹو کے خطوط چچا سام کے نام صارفیت (consumerism) کے تناظر میں: ۹۱
مولانا ابوالکلام آزاد کے پانچ خطوط: ۱۶۷
مولانا امتیاز علی خاں عرشی کے چار پوسٹ کارڈ: ۱۶۶

۲۔ مزاح نگاری

"آبِ گم" کا اُسلوبیاتی مطالعہ: ۲۰۸
اردو ادب میں مزاح.....روایت سے جدت تک: ۸۲
طنز و مزاح کی روایت اور ڈاکٹر سلیم اختر کا کلام نرم و نازک: ۲۶
طنز و مزاح: بنیادی مباحث کی روشنی میں: ۲۱۲
مشتاق احمد یوسفی کا ہمزاد (مرزا عبدالودود بیگ): ۲۲۳
مشتاق احمد یوسفی کی داستان گوئی: ۲۳۱

۳۔ انشائیہ نگاری

اردو انشائیہ میں فطرتِ انسانی کی عکاسی: ۶۹
اکبر حمیدی کا انشائی سفر: ۱۷۸
ڈاکٹر وزیر آغا کے انشائیے میں تہذیبی عناصر: ۱۷۶

افسانچہ

مغرب میں اردو افسانچہ: ۸۳

۴۔ خاکہ نگاری

"ڈپٹی نذیر احمد کی کہانی": فرحت اللہ بیگ اور خاکہ نگاری کے لوازمات: ۲۱۵
احمد ندیم قاسمی کے خاکے (بیسویں صدی کی متوازی ادبی تاریخ): ۵۷
اشرف صبوحی کے "میر ٹوٹرو" اور آسکر وائلڈ کے "The Devoted Friend" میں حیرت انگیز مماثلت: ایک تقابلی مطالعہ
رشید احمد صدیقی کا خالہ "ذاکر صاحب": ۱۸۲
فارغ بخاری کی شخصی مرقع کشی: ۲۸
کتاب پر تبصرہ: گنجے فرشتے: ۱۱۶
منٹو پر لکھے گئے خاکوں کا تقابلی جائزہ: ۱۹۷

۵۔ سوانحی ادب

ایک منفرد اردو سوانح عمری، اورنگ زیب توضیحی مطالعہ: ۵۰
آپ بیتی اور خواتین ادیب: فنی رموز اور اہمیت: ۴۸
آپ بیتی کا فن: نظری اصول و مباحث: ۲۲۷
برصغیر میں سعدی کی اردو سوانح نگاری کا تحقیقی جائزہ: ۱۴۴
پاکستانی سیاست کے دو نسوانی کردار: خود نوشت کے آئینے میں (بے نظیر بھٹو اور عابدہ حسین): ۱۸۶

حالی بہ طور سوانح نگار:۹۸
حیاتِ جاوید: مولانا حالی کے تزکیہ کی ایک مثال:۹۷
شرر کی سوانح عمری ''خواجہ معین الدین چشتی'' کا تنقیدی و تحقیقی جائزہ:۱۵۶

۶۔ سفر نامہ

''تاریخ یوسفی'' سے ''شیکسپیئر کے دیس میں'' تک:۵۶
''خمینی کے ایران میں'' کا تنقیدی جائزہ:۸۴
اختر ریاض الدین اور سات سمندر پار:۵۹
اردو کا پہلا منظوم سفر نامہ:۳۴
اردو کی پہلی خاتون منظوم سفر نامہ نگار: شاہدہ لطیف:۲۱۵
اردو میں سیاحتی و ارضیاتی ادب کا ایک نادر نمونہ۔ شمالی پاکستان: توضیحی مطالعہ:۱۷۹
اے نشۂ ظہور—— تخلیقی جمال سے مزین ایک مختصر سفر نامہ:۳۰
پاکستان میں لکھے گئے مصر کے جزوی سفر نامے......ایک مختصر جائزہ:۱۰۴
جمیل الدین عالی کے سفر ناموں کے اسلوبیاتی خصائص: تجزیاتی مطالعہ:۱۹۹
حکیم محمد سعید کی سفر نامہ نگاری کا تجزیاتی مطالعہ:۱۲۹
ڈاکٹر سلیم اختر کے سفر نامے: رومان یا حقیقت:۱۴۱
رضا علی عابدی کی سفر نامہ نگاری: ایک جائزہ:۲۱۷
قیام پاکستان کے بعد بھارت کے سفر ناموں میں رسم و رواج اور تہذیب و ثقافت کی پیش کش:۱۹۰
مستنصر حسین تارڑ کے 'سفر در وطن':۱۰۹
مستنصر حسین تارڑ کے فنی محاسن بحوالہ ''ہنزہ داستان'':۱۹۸

۶۔ مضمون نگاری

ڈاکٹر الف۔ د۔ نسیم کے مضامین تحقیق و تنقید کے آئینے میں:۲۳۹

J۔ نصابی و لسانی موضوعات

''ساحرِ فسوں ساز اور افعیِ جاں گداز'' یعنی زبانِ گویا کے پارکھ شمس العلما الطاف حسین حالی:۹۶
Banishing Urdu as a Medium of Instruction from Pakistan: An Appraisal of Loss and Gain پاکستان سے اردو کو بحیثیت ذریعہ تعلیم اختیار کرنے کی منسوخی: نفع و نقصان کا جائزہ:۲۵۴
Quality in mixed methods Design in Applied Linguistics Research at Federal Universities of Pakistan پاکستان کی وفاقی یونی ورسٹیوں میں اطلاقی لسانی تحقیق میں مخلوط طریقہ کار کا معیار:۲۵۰
ابوالکلام آزاد کی ادبی و علمی جہات:۲۱۷
ادبی فرہنگ نویسی......بنیادی نکات:۱۵۷
اردو ادب میں ''سرقہ'' اور اس کے متعلق عمومی مباحث:۸۱
اردو انشا کی تدریس:۳۴
اردو اور پنجابی زبان کے لسانی روابط:۲۹
اردو اور ترکی کا مشترکہ لسانی ورثہ:۱۹
اردو اور ہندی: وحدت/ثنویت (التہاب سے التہام تک):۱۷۷
اردو پاکستان کی دفتری زبان ایک مباحثہ: انگریزی بمقابلہ اردو
اردو ترکی الفاظ کا صوتی تغیر:۶۱
اردو ترکی کے لسانی روابط:۱۱
اردو زبان اور نحوی تحریک:۶۳
اردو زبان پر فارسی کے اثرات:۱۶۱
اردو ضرب الامثال کی روشنی میں عورتوں کی تہذیبی و تمدنی حالت کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ:۲۰۷
اردو ضرب الامثال میں عورتوں کے ساتھ جنسی امتیاز و استحصال کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ:۲۰۶
اردو ضرب الامثال میں عورتوں کے ساتھ صنفی امتیاز کا تحقیق و تنقیدی جائزہ:۱۹۰
اردو فرہنگ نگاری تشکیل و تحقیق: ایک جائزہ:۱۲۶
اردو قواعد کی تدریس:۲۰۱
اردو کے تاریخی پس منظر پر ترکی زبان کے اثرات:۸۷
اردو لغت شناسی میں رؤف پاریکھ کی خدمات:۱۲۶
اردو لغت نگاری کے بعض مسائل:۱۱۳

اردو لغت نویسی کے حوالے سے اردو لغت بورڈ کی خدمات کا جائزہ: ۲۴
اردو نصاب و درسیات: تحقیق و تنقید: ۶۲
اردو ہندی تنازع (تفہیم اور حقائق): ۶۴
اردو، فارسی محاورات و ضرب الامثال، معانقہ و اتصال: ۲۱۹
اکیسویں صدی میں معدوم ہونے والی زبانیں: مسائل اور امکانات
انحراف زبان: نوعیت اور اسباب: ۵۳/۲۴۸
ایک صدی میں کیا بدل گیا ہے؟ (ترکی اور مغربی ممالک میں اردو کی
صورتِ حال اور درپیش مسائل): ۲۲۸
برطانوی نظام تعلیم میں اردو زبان کی تدریس، معیار و مسائل: ۳۴
برعظیم میں فارسی زبان و ادب کا مختصر تاریخی تناظر: ۱۰۳
بلوچوں میں اردو گوئی کا آغاز: اجمالی جائزہ: ۱۲۵
بنجمن شلز کی اردو قواعد نویسی اور نوآبادیاتی عہد کی لسانی ضرورتیں: ۱۶۲
پاکستانی زبانوں کی لسانی و صوتیاتی خصوصیات اور اردو کی تدریس: ۱۱۴
پہاڑی اور ہندکو: ایک زبان کے دو لہجے: ۵۷
پہاڑی اور ہندکو —— ایک زبان کے دو لہجے: ۲۱۲
تحریکِ آزادی اور تحریکِ پاکستان میں اردو کا کردار: ۸۳
تدریسی عمل کے لیے مطالعہ کی ضرورت اور اہمیت: ۱۶۳
ثقافت، استعمار اور نصاب: مجالس النسا میں معیار سازی: ۱۰۱
جان شیکسپیئر کے علمی آثار اور قواعد نویسی: ۱۶۴
جدید لسانیات اور امیجری: ۲۲۶
چھاچھی بولی: لسانی و ادبی جائزہ: ۳۵
حالی کا لسانی شعور: ۱۰۰
حالی کی شعری لفظیات اور اردو لغت بورڈ کی لغت: ۹۵
خیبر پختون خوا میں بی۔اے سطح کا اردو نصاب: تنقیدی جائزہ: ۱۹۲
ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی: ایران و پاکستان کے علمی و ثقافتی ترجمان: ۱۴۳
سرائیکی وسیب میں اردو کے ابتدائی نمونے: ۱۸۶
سرزمینِ ملتان کی تحتی بولیوں پر اردو زبان کی آمیزش کے اثرات: مساحتی
معائنہ اور جائزہ: ۱۵۲
سرسید کا نظریۂ تعلیم: ۱۴۵
سرشار کی زبان اور اُسلوب: ۱۹۷
سندھ یونی ورسٹی جامشورو کے اساتذہ کی اردو خدمات (قیام سے ۱۹۷۰ء
تک): ۱۸۵
سندھی اور پشتو زبان کا ثقافتی اور لسانی رشتہ: ۱۱۷
شان الحق حقی اور ترقی اردو بورڈ کی لغت: ۵۶
شان الحق حقی کی لسانی خدمات: ۱۹۴
عالمگیریت اور اردو زبان: ۲۰۰
عربی زبان کے اردو زبان پر اثرات: ۲۲۴
عربی لغات میں "المنجد" کا مقام (تحقیقی و تنقیدی جائزہ): ۲۴۱
علم منطق پر ایک نایاب اردو کتاب: مبادی الحکمہ: ۲۴۷
علمی خیانت، سرقہ یا چوری: پس منظر تعارف اور اقدامات اور HEC کے
تناظر میں: ۲۲۱
فرہنگِ آصفیہ اور نور اللغات کے اختلافِ لفظی و معنوی کا جائزہ: ۱۰۳
فرہنگِ آصفیہ اور نور اللغات کے اختلافاتِ لفظی و معنوی کا جائزہ: ۱۶۲
فرہنگِ آصفیہ کا تہذیبی و سماجی مطالعہ: ۶۰
قاموس الہند: پچپن جلدوں پر محیط اردو کا نادر لغت —— تعارف اور چند
مغالطوں کا ازالہ: ۱۱۱
کشمیر میں اردو کی اہمیت اور مستقبل: ۱۰۲
کشمیری اور اردو کے لسانی اشتراک: ۸۷
لغت نویسی: اصول اور مسائل: ۱۳۸
ماریشس میں اردو: ۱۱۲
مولوی عبد الحق اور اردو کا دفاع ("خطبات عبد الحق" کی روشنی
میں): ۲۱۴
نوآبادیاتی مسلم ہندوستان میں قدیم و جدید علوم کی آویزش: پس منظر اور
پیش منظر: ۱۱۳
ہندوستان پر ترک قبائل کے لسانی اثرات: ۱۲۸

K۔ادبی رسائل و جرائد اور صحافت

"نور افشاں": ایک قدیم اردو اخبار: ۱۷۰
"نقوش" کا منٹو نمبر: ۱۸۳
Lexical Borrowing: An Analysis of "Daily Dawn" and 'The Notion':184

اردو صحافت اور فن خبر نویسی: ۲۱۶
اردو نثر کی ترقی میں لاہور کے مطابع اور چند اہم اخبارات و رسائل کا کردار (انیسویں صدی کے نصف دوم میں): ۱۶۳
اقبال صدی اور ادبی رسائل: ۱۰۸
انگریزی آمیزی کا رجحان اور اردو اخبارات (روز نامہ "ایکسپریس" کے خصوصی حوالے سے): ۱۲۸
برٹش براڈ کاسٹنگ کارپوریشن کی اردو سروس ــــ آغاز و ارتقا: ۲۹
تین معاصر کالم نگار: اسلوبی تقابل: ۱۴۰
جدید کالم نگاری: تاریخ اور عہد حاضر کا ادبی بیانیہ: ۱۵۰
رسالہ ''سیارہ'' کا ادبی سفر: ۸۳
رضا ہمدانی کالم نگار کی حیثیت سے: ۷۷
سعادت حسن منٹو کے چند غیر مدون کالم: ۱۰۴
سندھ سے شائع ہونے والے ادبی اصناف و موضوعات سے متعلق رسائل: ۱۲۹
سندھ کے ادبی رسائل میں قارئین کے خطوط: اشاعت، روایت اور اثرات
کراچی میں جرس میگزین کی علمی و ادبی خدمات: ۱۱۶
معاشرے کی تہذیبی اور شعوری تعمیر میں ادبی رسائل کا کردار: ۴۰
نصر اللہ خان کالم نگاری کے آئینے میں: ۵۹
نئی عالمی صورتِ حال اور کالم نگاری کے تقاضے: ۲۰۲

L۔ مذہبیات

"تفسیر ضیاء القرآن" کے نثری اسلوب کے فنی محاسن کا مطالعہ: ۱۳۱
''تفہیم القرآن'' میں اردو ترجمانی و تفسیر کا تخصیصی مطالعہ: ۲۰۲
''سورۃ التوبہ'' کے ابتدائی حصے کا زمانۂ نزول اور تاریخی پس منظر: تحقیق مزید: ۲۴۰
''بذل المجھود'' میں مولانا سہارن پوری کا ''غایۃ المقصود'' اور ''عون المعبود'' پر نقد: ۲۴۲
ابتدائی دور میں حدیث کی تدوین اور اسلامی فقہ کی تشکیلِ نو: ۱۸۹
اردو تفسیر ''ترجمان القرآن بلطائف البیان'' میں ''تفسیر القرآن بالقرآن'' کا تحقیقی مطالعہ: ۲۰۹
اردو زبان میں قواعد فقہیہ پر علمی کام کا تعارفی و تجزیاتی جائزہ: ۲۴۳
از روئے فکرِ اقبال۔ مذہب کی اہمیت: ۱۶۳
اسلامی قوانین دفاع کی معنویت عہدِ حاضر میں: ۲۴۵
اصلاحیؒ کے نظریۂ نظم کا تقابلی مطالعہ:
اصول اباحت پر مختلف نقطہ ہائے نظر کا تجزیاتی مطالعہ: ۲۴۳
افکارِ امام ابن تیمیہؒ کی ترویج میں امام شاہ ولی اللہؒ کا کردار: ۲۴۵
امیر خسرو حضرت نظام الدین اولیاء کے حضور میں: ۶۸
آیاتِ قرآنی سے ماخوذ تلمیحات: ۹۷
برصغیر میں سب سے پہلا مکمل منظوم ترجمہ قرآن: تعارف و تجزیہ: ۲۴۳
پنجابی دینی ادب وچ چہل حدیث دی روایت: ۱۳۳
پنجابی زبان میں ماثوری تفسیر کا شہکار: تفسیر عزیزی: ۲۱
تاریخ اسلام کی مادی و جدلی تعبیر: تجزیاتی مطالعہ: ۱۰۲
تعلیمی اداروں میں اسلامی نصاب کی ضرورت اور اہمیت: ۱۶
سلاطینِ ہند کی دینی و مذہبی مساعی: ایک جائزہ: ۲۴۴
سندھ کے خانقاہی ادب میں سیرت نگاری: محرکات اور اسالیب کا جائزہ: ۱۱۱
سیّد صابر حسین چشتی کا معراجیہ کلام: قرآن و حدیث کے تناظر میں: ۱۳۹
عدالتی خلع پر فتویٰ کے مختلف رجحانات کا تنقیدی جائزہ: ۲۴۰
غیرت کے نام پر قتل: فقہائے حنفیہ کی منتخب آرا کا جائزہ: ۲۴۵
قرآن مجید میں تشبیہات کا اسلوب اور ابلاغی مقاصد: ۵۷
قرآنی سورتوں میں موضوعی وحدت: شیخ سعید حویؒ اور مولانا امین احسن: ۲۴۲
قرآنی سورتوں میں نظم و مناسبت: فکر فراہی و حسین علی کا تقابلی مطالعہ: ۲۴۱
لاعلاج مریض کے شرعی احکام: ۲۴۰
مذاہب کی تشکیل اور فکری اثرات: ۲۱۹
مقاصد شریعت اور اسلامی مالیات: مالی معاملات میں ضرورت و حاجت کے فقہی قواعد کا استعمال: ۲۴۶
مکہ اور مدینہ میں کفار کی جانب سے مخالفتِ حق: ۴۷
ملوہہ اور دلمون ــــ چاند کی دھرتی (سومیری، دراوڑی اور آریائی مذہبی اساطیر ــــ ایک مشترک ماخذ): ۱۸۱

مولانا روم اور حضرت سلطان باہو کے فکری اشتراکات: ۲۳۷
مولانا شبلی نعمانی کی اسلوب نگاری——ایک تحقیقی مطالعہ: ۱۵۶
میر سید علی ہمدانی کی کشمیر میں مذہبی و ثقافتی خدمات: ۲۶
نوآبادیاتی شمالی ہندوستان میں مسلم شناخت کی تعمیر کے لیے انجمن خدام کعبہ کا کردار: ۱۲۳

M۔ متفرقات

"آثار الصنادید": اردو تحقیق کا اہم سنگِ میل: ۱۴۶
"امہات الامہ" کا اُسلوبیاتی مطالعہ (محاورات کے بے محل استعمال کی روشنی میں): ۱۹۲
The Contribution of Spanish Women Poets to the Literature of the 20th Century. بیسویں صدی کے ادب میں ہسپانوی شاعرات کا کردار: ۴۰
The Role of German Literature in the Reconstruction of the Society from 1945 to 1990. معاشرے کی تشکیل نو میں جرمن ادب کا کردار (۱۹۴۵ سے ۱۹۹۰ء تک): ۴۶
When the Underprivileged Speak: Fictionalizing Social Change from a Marginalized Perspective.
احمد ندیم قاسمی کی تخلیقی مساعی کا توضیحی جائزہ: ۲۳۳
ادب اور اخلاقیات: ارتباط و اختلاف: ۶۸
ادب اور سیاست: ۱۰۳
ادب اور معاشرہ کی تعمیرِ نو: ۲۳۴
ادب یا تعمیری ادب؟ (موجودہ سماج میں اثر پذیری کا سوال): ۴۵
ادب، معاشرہ اور تعمیرِ نو: ۴۱
ادب، معاشرہ اور مستقبل: ۴۲
ادبی متون کا تقابلی مطالعہ: ۶۴
ادبی متون کے نہاں خانوں میں موجود گرہ بستہ مسائل کا علامتی نظام اور فرائیڈ: ۵۵
اردو ادب میں عورت کا کردار: ۱۶۰
اردو زبان و ادب اور اسمارٹ فون: ۱۴۹
اردو کی دو نادر و نایاب کتابیں: تعارف و جائزہ: ۱۶
اردو نثر کے جدید اسالیب: ۲۲
اردو نثر کے مختلف اسالیب بیان: ۶۵
آزاد کی حمایت میں: ۱۷۰
اسلوب کے بنیادی مباحث: ۱۶۲
افغانستان میں معلمین الہند کی خدمات: ۱۲۳
امیر مینائی کی اردو نثری تصانیف: ۱۲۶
انٹرنیٹ، گلوبلائزیشن، پاکستانی فنون اور ادب: ۱۰۷
انگریزی اور اردو میں مزاحمتی ادب کا ایک مختصر مطالعہ: ہم آہنگی اور ناموافقت: ۳۸
بیسویں صدی کے ہندوستانی معاشرے کی تعمیر میں نذر سجاد حیدر کا کردار: ۳۹
پابلو نیرودا اور چلی: ۶۵
پاکستانی ادب کے دھندلاتے ہوئے خدوخال: ۲۵۴
پدری نظام اور تانیثیت: ۲۴
پنجابی یونیورسٹی، لاہور میں فیض شناسی کی روایت: ۲۴
پہل اس نے کی تھی: ۸۱
تارڑ کا تصور عورت: نفسیات کے آئینے میں: ۲۰۵
تلوک چند محروم: ایک تعارف: ۱۳۲
جنوبی پنجاب کی خواتین کا معاشرے کی تعمیر میں کردار: ۴۴
حالی اور ظفر علی خان...... ارتباطی مطالعہ: ۹۹
حالی کی فکری تشکیل میں نوآبادیاتی کردار: ۴۹
حالی لاہور میں: ۱۰۰
حفیظ اثر کا ادبی سفر: ایک جائزہ: ۹۳
خواتین قلم کار، ادب اور معاشرے کی تعمیرِ نو: ۳۹
خوانین قلات کی زیر سرپرستی بلوچستان میں اردو کا فروغ: ۵۳
دانشور اور سماجی تبدیلی: ۴۶
دبستانِ جھنگ——عصری تناظر: ۳۵
درماندہ طبقوں کی صدا: حاشیائی نقطۂ نظر سے سماجی تبدیلی کا افسانہ: ۴۶

دیوانِ محبت کا ایک نادر قلمی نسخہ: ۵۷
ڈاکٹر سلیم اختر کے فن میں وجودی رجحانات: ۱۵۸
رشید احمد صدیقی کے خطبات: ۱۴۶
سماج کی تعمیر نو میں بنگلا ادب کا کردار: ۴۵
شگرف نامۂ ولایت کا تجزیہ بحوالہ غرب شناسی: ۱۶۴
شواہد الالہام: مولانا حالی کی ایک غیر مطبوعہ تحریر: ۹۷
صورتِ حال اور خود پسند جدیدیت: ۶۳
طاہرہ اقبال کی نثر کا اسلوبیاتی تجزیہ: ۵۲
عالمی ادبی نظریات کے اردو زبان و ادب پر اثرات: ۵۳
عشقِ رومی کی بازیافت: ۱۰۶
عطا شاد: سوانح اور ادبی و فنی خدمات: ۲۴۹
فیض اور امن: ۳۱
فیض، فسطائیت اور مہاتما گاندھی: ۶۲
قومی زندگی۔۔ایک تجزیاتی مطالعہ: ۱۵
مابعد نو آبادیاتی ادب کا دائرۂ کار: ۱۶۴
محترمہ حمیدہ بیگم کے "ادب برائے نجات" کا تجزیاتی مطالعہ: ۱۴۱
محسنِ نسواں: نواب سلطان جہاں بیگم: ۲۲۲
مصری معاشرے کی ترقی میں ادب کا کردار ۱۹۵۲۔۲۰۱۵ء: ۳۷
مصری معاشرے کی تشکیل اور ادبِ اطفال: ۳۸
مولانا محمد حسین آزاد: ایک صاحبِ طرز انشاپرداز "آبِ حیات" کی روشنی میں: ۲۱۶
مولانا حالی کی ادبی خدمات: ۹۶
ناصر نذیر فراق دہلوی کی نثر کا تنقیدی مطالعہ: ۱۳
ناظم حکمت کی تحریروں میں تصورِ انسانیت Nazim Hikmet and Concept of Humanity in his Works:43
نواب محسن الملک کی ادبی خدمات: ۸۵
واہماتی حقیقت نگاری (پس منظر بنیادی مباحث اور خصوصیات): ۱۷۴
یونی ورسٹی: تعریف اور عمل: ۱۱

۱۔ علاقائی ادب

"دامن" پنجابی شاعری کی ان مول صنفِ سخن: ۱۴۹
Folk Literature and History: A Survey of Literature "فوک ادب اور تاریخ": ادب کا ایک جائزہ: ۲۵۶
ادب، معاشرہ اور تعمیر نو میں گوجری ادب کا حصہ: ۳۸
بلتستان میں اردو کے آغاز وارتقاء کا تحقیقی مطالعہ: ۲۵۷
بلوچستان میں پشتو شاعری اور اصلاحِ معاشرہ: ۳۷
بلوچی ادب، معاشرہ اور تعمیرِ نو (روایت، عصری تقاضے اور امکانات): ۳۸
پاکستان میں پنجابی تحقیق و تدوین: ۲۳۴
پاکستانی زبانوں کا لوک ادب: ایک مختصر جائزہ: ۵۲
پنجابی صوفیانہ ادب کے عمرانی پہلو اور عہدِ حاضر میں ان کی ضرورت: ۴۰
پہاڑی لوک ادب اور تعمیرِ معاشرہ: ۴۲
خیبر پختون خوا معاشرے کی تعمیر نو میں معاصر پشتو ادب کا کردار (۱۹۰۱ء تا ۲۰۱۴ء): ۴۲
خیبر پختون خوا میں اردو ادب کا ارتقا (اٹھارویں صدی کا آخر، انیسویں صدی کا آغاز تا آخر): ۸۶
سرائیکی ادب ماضی اور حال کے تناظر میں: ۴۴
سرائیکی افسانے میں علامت نگاری کی روایت: ۱۴۵
سرائیکی شاعری میں اقتصادی محرومیوں کے موضوعات: ایک تاریخی مطالعہ: ۲۲۶
سرائیکی ناول نگاری میں تانیثیت: ۱۰۴
شہر قائد میں پشتون اہلِ قلم کی علمی و ادبی خدمات: ۱۱۸
صنفی مساوات: تاریخی تناظر میں بحوالہ خصوصی بلوچستان: ۱۲۲
غنی خان کی اردو نثر نگاری: ۲۱۷
کشمیر میں اردو نثر نگاری.....ایک جائزہ: ۵۸
کشمیری ادب معاشرہ اور تعمیرِ نو: ۴۳
کھوار ادب معاشرہ اور تعمیرِ نو (روایت، عصری تقاضے اور امکانات): ۳۷
کھوار لوک گیت: چترالی ثقافتی پس منظر کی روشنی میں: ۲۰۸
معاشرے کی تعمیر نو میں سندھی ادب کا کردار: ۳۹
نئی پنجابی نظم اور صوفیانہ فکر کا بدلتا ہوا تناظر: ۴۱
ہاشم شاہ اور ان کا ایک غیر مطبوعہ پنجابی بارہ ماسہ: ۱۵۵
ہندکو ادب میں معاشرے کے تعمیری عناصر: ۴۰

۲۔ کتب خانے

اردو کی آن لائن برقی لائبریریاں: ۱۸۸
عالم اسلام کی اہم لائبریریاں: ۱۲۰
کتب خانہ چشتیہ فاروقیہ کے نادر الوجود تاریخی مخطوطات: ۱۱۹

مصنف وار اشاریہ

مصنف وار اشاریہ

ابراہیم، ابراہیم محمد
ابراہیم، ابراہیم محمد
ابن الحسن، عزیز
ابن الحسن، عزیز
ابو بکر
احمد سعید،
احمد، اشفاق
احمد، امتیاز
احمد، امتیاز
احمد، حافظ آفتاب/الاسنادی، حافظ ظہیر احمد
احمد، خورشید
احمد، رشید
احمد، رشید
احمد، زاہد
احمد، سعید/انور، فوزیہ
احمد، سہیل/اعجاز، وہاب
احمد، سہیل/قاضی، فرحانہ
احمد، محمد توقیر
احمد، محمد مشتاق
احمد، محمود
احمد، محمود
احمد، منظور
احمد، نبی
احمد، نبی
احمد، سہیل
احمد، شیخ عقیل
احمد، محمد فرید/قادری، شبیر احمد
احمر، نسیم عباس
اختر، ثمرین
اختر، سفیر
اختر، عمران
اختر، محمد جمیل
ارشاد، نازش/رحمان، محمد
ارشد، محمد
ارم، رضوانہ
ارم، رضوانہ
ارم، شازیہ
ارم، صائمہ/اقبال، مظہر
از
ازہر، محمد نوید
ازہر، نبیلہ
ازہر، محمد نوید
الازہری، محمد ریاض خان/احمد، محمد ریاض
الازہری، منظور احمد
اسلم، سلمیٰ
اسلم، سلمیٰ
اسلم، فوزیہ
اسلم، فوزیہ
اسلم، فوزیہ
الاسواحیلی، مصطفیٰ
اشرف، محمد خاں
اشرف، ندیم عباس
اشفاق، حمیرا
اشفاق، حمیرا
اصغر، جمیل
اصغر، جمیل

اصغر، جمیل/یوسف، محمد
اصغر، عاصمہ
اصغر، عاصمہ
اظہار، اظہار اللہ
اظہار، اظہار اللہ/علی، بادشاہ
اظہار، اظہار اللہ/خٹک، جہانزیب شعور
اظہار، اظہار اللہ/علی، بادشاہ
اظہار، اظہار اللہ/علی، بادشاہ
اظہار، اظہار اللہ/کبیر، فضل
اعجاز، سمیرا
اعوان، احمد بلال
اعوان، احمد بلال
اعوان، احمد بلال (مترجم)
اعوان، محمد آصف
اعوان، محمد آصف/رؤف، محمد
اعوان، محمد سفیر/مشتاق، خدیجہ
اعوان، نصیر احمد
افتخار، ثمینہ
افراہیم، صغیر
اقبال، اصغر/ صادق، ممتاز
اقبال، جاوید
اقبال، شہلا/ ترین، روبینہ
اقبال، صائمہ
اقبال، طاہرہ
اقبال، طاہرہ
اقبال، طاہرہ
اقبال، طاہرہ
اقبال، محمد سہیل
اقبال، محمد عامر
اقبال، جاوید
اکبر، رانا محمد
اکبر، سمیرا
اکبر، غلام/احمد، نثار
امام، عالیہ
امتیاز، محمد
امتیاز، محمد
امتیاز، محمد
امتیاز، محمد/بیگم، غنچہ
امتیاز، مشتاق احمد
امتیاز، ممتاز
امن، نورالبصر
امن، نورالبصر
امین، خالد
انجم، شفیق
انجم، محمد وسیم
انجم، محمد وسیم
انجم، محمد وسیم
انجم، نادیہ/بلوچ، اصغر علی
انجم، نائیلہ
انجم، وسیم/ قزلباش، علی کمیل
انجم، الطاف
انصاری، فدا حسین
انوار الحق
انوار الحق
انوار، فوزیہ
انور، سہیل/آیاز، محمد
اویس سبینہ
اویس، سبینہ
آسی، بابر نسیم
آسی، بابر نسیم

آشفتہ، اشفاق احمد
آصف، محمد شفیق/اشرفی، غلام محمد
آصف، محمد شفیق/اشرفی، غلام محمد
آصف، محمد/یاسر، سویامانے
آیاز، محمد
بابر، نورینہ تحریم
بابر، نورینہ تحریم
بابر، نورینہ تحریم
بابر، نورینہ تحریم
باچا، شیر
بادشاہ، جاوید
بانو، سائرہ
بانو، گل ناز
بانو، نجمہ
بتول، فوزیہ/الازہری، محمد ریاض خان
بتول، فوزیہ/تقویم الحق
بتول، فوزیہ/محمد ریاض خان الازہری
بٹ، خاور شاہین
بٹ، فائزہ
بٹ، محمد افضال
بٹ، محمد افضال
بٹ، محمد افضال
بٹ، محمد افضال
بٹ، محمد افضال
بخاری، بادشاہ منیر
بخاری، بادشاہ منیر/محمد، ولی
بخاری، بادشاہ منیر/محمد، ولی
بخاری، بادشاہ منیر/حسن، ندیم
بخاری، سید عبدالغفار
بخاری، سید نصرت
بخاری، بادشاہ منیر/شاہ، شیر بالی
بخشالی، سید ظفر اللہ
بزمی، محمد نعیم
بزمی، محمود الحسن
بزمی، محمود الحسن
بشیر، سعدیہ
بشیر، فائزہ
بشیر، عقیلہ/فرتاش، سید فضل حسین
بقائی، فرح گل
بقائی، فرح گل
بقائی، فرح گل
بقائی، فرح گل
بلال، محمد/ممتاز، ماجد
بلوچ، اصغر علی
بلوچ، اصغر علی
بلوچ، اصغر علی
بلوچ، اصغر علی
بلوچ، رخسانہ
بلوچ، ریاض حسین/شاہین، عقیلہ
بلوچ، غلام فاروق/مینگل، سعیدہ
بلوچ، غلام قاسم مجاہد
بلوچ، غلام قاسم مجاہد
بوسانی، السیندرو
بی بی، تحسین
بی بی، تحسین
بی بی، تحسین
بی بی، تحسین
بی بی، زادیہ
بی بی، زینت
بی بی، تحسین

بیات، علی/رزاق، نورین
بیگ، محمد شہزاد اختر
بیگ، محمد فاروق
بیگ، مرزا حامد
بیگم، شاہین
بیگم، عائشہ
بیگم، عائشہ
بھٹی، محمد سلمان/نواز، محمد
بھٹی، محمد سلمان/ سلیم، عابد
بھٹی، محمد سلیمان/ سلیم، عابد
پاریکھ، رؤف
پاریکھ، رؤف
پاشا، عرفان
پال آنند، ستیال
پروین، بشریٰ
پروین، بشریٰ
پروین، ساجدہ
پروین، ساجدہ/اقبال، سید جاوید
پروین، شگفتہ
تبسم، صدف
تبسم، عبدالواجد
تبسم، عبدالواحد
تبسم، فہمیدہ
تبسم، فہمیدہ
ترابی، نثار
ترابی، نثار
ترابی، نثار
ترابی، نثار
ترابی، نثار
ترابی، نثار
ترابی، نثار
ترابی، نثار
ترپاٹھی، شیویہ
تصدق، سمیرا
تصدق، سمیرا
تغرید محمد البیومی السید/ أسامۃ محمد ابراہیم شلبی
تنظیم الفردوس
تنولی، طاہر حمید
توصیف، عامرہ
ثاقب، محمد اقبال
ثاقب، محمد اقبال
ثاقب، محمد اقبال
ثاقب، محمد اقبال/ قادر، محمد ہارون
ثاقب، محمد اقبال/ قادر، محمد ہارون
ثقلین، عاصم شجاع/احمد، شفیق
جامڑو، کمال
جان، اعجاز احمد
جان، سعیداللہ/ فہیم، محمد/ز کریا، ذیشان اللہ
جان، عنبرین تبسم شاکر
جان، نقیب احمد
جان، نقیب احمد/ بوستان، محمد طاہر
جان، عنبرین شاکر
جاوید، ساجد
جاوید، ساجد
جاوید، محمد
جاوید، محمد
جبیں، نزہت/ ہاشمی، طارق محمود
جدون، سعید الحق/ اشید، بخت
جعفری، روحینہ
جمال، نجیب/ کنول، فرحانہ

جمال، نجیب/کنول، فرحانہ
چٹھہ، آصف علی
چغتائی، محمد اکرام
چوہدری، حنیف
چوہدری، محمد اکرام
حامد، محمد
حبیب، طارق
حسن، فاطمہ
حسن، ندیم
حسین، احمد/ہاشمی، منور
حسین، بابر
حسین، بابر
حسین، بابر
حسین، تنویر
حسین، ریاض/شاہ، عطاءاللہ
حسین، سید صفدر/ظہور، زاہدہ
حسین، سید صفدر/رند، ایاز احمد
حسین، سید صفدر/فاروق، محمد
حسین، شگفتہ
حسین، شگفتہ
حسین، عشرت
حسین، مجاہد
حسین، مجاہد
حسین، مزمل
حسین، بابر
حمیداللہ
حمیدہ، بی بی
حنا، خوش بخت
حیات، عظمت
حیات، جمیل
حیدر، سفیر
حیدر، سفیر
خالد، محمد سرفراز
خان، اجمل
خان، اجمل
خان، الماس
خان، آسیہ
خان، سرفراز/الطاف اللہ
خان، سفیراللہ
خان، سہیل عباس
خان، شائستہ حمید
خان، عرفان احمد
خان، گل آور/فیض، جلال
خان، محمد طاہر بوستان
خان، محمد طاہر بوستان
خان، محمد طاہر بوستان/سیماب، نصیب اللہ
خان، نوید علی
خان، نوشاد/خان، اسماعیل/خان، یونس/فضل الرحمان
خانم، الماس
خانم، الماس
خٹک، حمیداللہ
خٹک، خالد محمود
خٹک، عرفان اللہ
خشک، صوفیہ
خشک، صوفیہ
خشک، یوسف
خشک، یوسف
خشک، یوسف/بخاری، بادشاہ منیر
خلیل، حنیف
خیر الابرار

خیر الابرار
خیر الابرار
دانش، ذوالفقار علی
دشتی، اصغر / سلطانہ، یاسمین
ڈوگارسیا، ماریہ ایزابیل میل ڈونا
ڈوگر، عاشق حسین / عابد، محمد امجد
راٹھور، ارسلان
راحت داؤد / سہیل، سید عامر
راشد، احمد سعید / ناصر الدین
رانا، غلام شبیر
رانا، ناصر
رانا، ناصر / غلام رسول، عاصمہ
رانا، ناصر
رانی، عاصمہ / احمد، شفیق
رباب، سیدہ طیبہ
رباب، عظمت
رحمان، تسنیم
رحمان، محمد / سعید، توشیبا
رحمان، نسیمہ
رحمٰن، شہناز
رحمٰن، محمد
رحمٰن، نبیلہ
رحمٰن، نسیمہ
رحمٰن، نسیمہ
رزاق، نورین
رسول، شاہدہ / عارف، نجیبہ
رسول، عاصمہ غلام
رشید، روبینہ / رحمان، محمد
رشید، صفدر
رضا، سید علی
رضوان، محمد / محمود سلطان
رضوی، سید طارق حسین
رضوی، سیدہ مصباح
رضوی، طارق حسین
رضوی، طارق حسین / اقبال، سید جاوید
رضوی، مصباح
رفیق السلام، محمد
رفیق، روبینہ / کوکب، فرزانہ
رفیق، روبینہ / مجید، عالیہ
رفیقی، عبد الرؤف
رمضان، محمد / احمد، شفیق
رمضان، محمد
روبی، نورین
روبی، نورین
رؤف، محمد
ریاض، فرزانہ
ریاض، فرزانہ
ریاض، محمد سلمان
ریحان، فیصل
زکریا، خواجہ محمد
زمان، قمر
زہری، محمد آصف
ساجد، اقصیٰ
ساجد، شازیہ
ساحر، عبدالعزیز / ظفر، ظفر حسین
ساحل، محمد خالد لطیف
ساقی، مشتاق احمد
سحاب، منصف خان / عابد، نذر
سحاب، منصف خان / عابد، نذر محمد
سرا، اکرام

سراج، بسمینہ
سراج، بسمینہ
سراج، بسمینہ
سراج، بسمینہ /بی بی، فائقہ
سراج، بسمینہ
سرفراز، رابعہ
سرفراز، رابعہ
سرفراز، رابعہ
سرفراز، رابعہ
سرفراز، رابعہ
سرورالہدیٰ
سرور، طاہرہ
سرور، یاسمین
سعید، سعادت
سعید، سعادت
سعید، سعادت
سعید، عزیزہ/ سنجرانی، خالد محمود
سعید، محمد
سعید، محمد
سعید، محمد
سعید، محمد (ہشام السعید)/اقبال، سید جاوید
سعید، سعادت
سعید، محمد
سفیان، محمد
سلطانہ، فوزیہ
سلہریؒ، افتخار احمد
سلیم الرحمان، محمد
سلیم، انیلہ
سلیم، محمد
سلیم، محمد
سلیمان
سلیمی، محمد اویس/اعوان، محمد آصف
سمیع الرحمان
سنجرانی، خالد محمود
سنجرانی، خالد محمود
سنجرانی، خالد محمود
سنجرانی، خالد محمود
سنجرانی، خالد محمود
سنجرانی، خالد محمود
سنجرانی، خالد محمود/شہزاد، محمد عاصم
سنجرانی، خالد محمود
سہیل، بلال
سہیل، سلیم
سہیل، سلیم
سہیل، سلیم
سہیل، سلیم (محمد اقبال)
سہیل، سید عامر/بانو، مسرت
سہیل، سید عامر/خرم، محمد
سہیل، عامر
سہیل، عامر
سہیل، عامر
سیال، عابد
سیال، عابد
سیال، عابد
سیٹھی، عظمیٰ
سیف اللہ
سیف اللہ، محمد/گوندل، محمد یار
سینڈرس پرس، چارلس
شاد، رحمت علی
شاد، رحمت علی

شاداب، شعیب
شاکر، امجد علی
شاکر، عنبرین خان، زاہد
شاکر، امجد علی
شاکر، امجد علی
شاکر، امجد علی
شاہ، حسن نواز
شاہ، سید زبیر
شاہ، سید عطاءاللہ
شاہ، سید عطاءاللہ/شہاب الدین
شاہ، سید متین احمد/الہاشمی، جنید احمد
شاہ، شاہدہ دلاور
شاہ، مسلم
شاہ، مظاہر
شاہ، مظاہر/حسین، جابر
شاہ، عرفان
شاہد، رفاقت علی
شاہد، رفاقت علی
شاہد، عبدالرزاق/علی، راجہ عامر
شاہین، روبینہ
شاہین، روبینہ/انمل ضیاء
شاہین، روبینہ/جمال، فہد
شاہین، روبینہ/زیب، سکندر
شاہین، روبینہ/داؤد، شہلا
شریف، شائستہ
شعور، جہانزیب/عنبرین، صدف
شعیب، محمد
شعیب، محمد
شعیب، محمد
شفیع، محمد افتخار
شفیع، محمد افتخار
شفیع، محمد افتخار
شفیق الرحمٰن/نعیم، سجاد
شگری، مظاہر علی
شمس، صائمہ
شمشیر، نیلم
شمیم، رغبت
شہباز، محمد
شہباز، محمد
شہباز، محمد
شہزاد، طارق علی
شہزاد، عارفہ
شہزاد، عارفہ
شہزاد، عارفہ
شہزاد، نوید
شہزادی، کومل
شہناز، روبینہ
شہناز، روبینہ/عبدالشکور
شہناز، روبینہ/سعید، انیلا
شوکت، عظمیٰ
شیخ، محمد سعید
شیر، علی
شیرانی، مظہر محمود/شہزاد، طارق علی
شیرپاؤ، گل زادہ
صابر، محمد اعجاز
صابر، مہر محمد اعجاز
صادق، محمد/صفی، محمد سفیان
صادق، محمد/صفی، محمد سفیان
صدف، شازیہ
صدف، شازیہ

صدیق، محمد ابو بکر
صدیقہ، طاہرہ
صدیقی، عروبہ مسرور
صغیر، زرتاشیہ/ہاشمی، طارق محمود
صغیر، سیما
صفدر، نوشین
صفدر، نوشین
صفی، محمد سفیان
صفی، محمد سفیان
صفی، محمد سفیان/ صادق، محمد
صفی، محمد سفیان/صادق، محمد
ضیاءالحسن
ضیاء، انتل
ضیاء، انتل
طارق، عمارہ
طارق، گلشن
طارق، گلشن
الطاف اللہ/حسین، ریاض
طاہر، سعدیہ
طاہر، سعدیہ
طاہرہ، انجم
طلعت، مظہر علی
طوقیر، خلیل
طوقار، خلیل
ظفر، رابعہ
ظفر، شاہین
ظفر، ظفر حسین
ظفر، ظفر حسین
ظفر، ظفر حسین
ظفر، عمران
ظفر، میمونہ/کنول، محمد نواز
ظفر، نگہت ناہید
ظفر، ظفر حسین
ظفر، ظفر حسین
ظہور، شفقت
ظہور، محمد ابرار
ظہیر، ثمرین
ظہیر، ثنا
عابد، عبداللہ جان
عابد، فرح
عابد، فرح/ہاشمی، طارق
عابد، محمد امجد
عابد، محمد امجد
عابد، نذر
عابد، نذر
عابد، نذر/عبدالصبور
عابد، نذر/اسماعیل، محمد
عابد، نذر/احمد، خلیل
عابد، قاضی
عابدی، سید تقی
عابدی، سیدہ عنبر فاطمہ
عارف، نجیبہ
عارف، نجیبہ
عارف، نجیبہ/بی بی، امینہ
عاصمہ، غلام رسول
عالم، خورشید
عالم، ظہور
عامر، زاہد منیر
عامر، زاہد منیر
عامر، زاہد منیر

عامر، زاہد منیر
عامر، عبدالرحیم
عباد، صفیہ
عباد، صفیہ
عباس، دبیر
عباس، سہیل
عباس، سہیل
عباس، غلام
عباس، غلام
عباس، محمد
عباس، محمد
عباس، محمد/احمد، بشیر
عباس، محمد/بوستان، محمد طاہر
عباس، محمد/سحر، نازیہ
عباس، مظہر
عبدالخالق
عبدالرزاق
عبدالسلام، ابرار
عبدالشکور
عبدالشکور
عبدالغفار/قاسم، تنویر
عبدالقادر، امتیاز
عبدالقدیر
عبدالکریم
عبدالکریم
عبدالکریم
عثمان، محمد
عثمان، محمد
عثمانی، محمد ہارون
عرفان، مریم
عزیز، خواجہ زاہد
عزیز، خواجہ زاہد/رضا، سید علی
عزیز، شازیہ
عزیز، خواجہ زاہد
عزیز، خواجہ زاہد
عطاءاللہ/خان، اجمل
عظمت رباب
عقیل، معین الدین
علی اکبر شاہ
علی، احتشام
علی، انور
علی، انور
علی، بادشاہ
علی، ذوالفقار
علی، سلمان/اعجاز، وہاب
علی، سلمان/اقبال، احمد
علی، سلمان/تراب، امیر
علی، سلمان/خان، محمد اسرار
علی، سلمان/قاضی، فرحانہ
علی، شیر
علی، شیر
علی، شیر /رفیق، ساجد
علی، صائمہ
علی، لیاقت
علی، لیاقت
علی، لیاقت
علی، لیاقت/پروین، عذرا
علی، محمد
علی، واجد
عمر، سمیرا

عمر، محمد سہیل
عنبرین، بصیرہ
عنبرین، بصیرہ
عنبرین، بصیرہ
عنبرین، شازیہ
عنبرین، صدف/شعور، جہانزیب
غلام فرید حسینی
غیر، سید بادشاہ ملک
فاروقی، شمس الرحمٰن
فاروقی، یاسمین سلطانہ
فاطمہ حسن
فاطمہ، صدف
فاطمہ، صدف
فاطمہ، صدف
فاطمہ، صدف
فاطمہ، صدف
فرتاش، سید فضل حسین
فرتاش، فضل حسین/بشیر، عقیلہ
فرحانہ قاضی
فرخ، بشریٰ
فریدالدین/اقبال، سید جاوید
فرید، محمد
فریدہ، غلام
فریدہ، غلام/ناز، اقلیمہ
فضل ربی/الطاف اللہ
فضل ربی/مروت، غلام قاسم
فیاض، ایم خالد
قادر، خرم
قادری، شبیر احمد/گل، وسیم عباس
قاسمی، ابوالکلام
قاسمی، محمد شمیم اختر
قاضی، راشدہ/یٰسین، رانا غلام
قاضی، فرحانہ
قرنی، محمد اویس
قرنی، محمد اویس
قریشی، حیدر
قریشی، محمد فرقان احمد
قزلباش، علی کمیل
قمر، ناہید
قمر، ناہید
قندیل، بازغہ
قیاز، عمر
قیس اللہ، محمد
قیس اللہ، محمد
کاشمیری، تبسم
کاشمیری، تبسم
کاظمی، سید قمر عباس
کاظمی، کامران عباس
کامران، شاہد اقبال/بابر، نورینہ تحریم
کامران، شاہد اقبال/بابر، نورینہ تحریم
کامران، محمد
کامران، محمد
کامران، محمد
کرداس، ذکیہ
کلو، پروین
کلو، پروین/عمر، سعدیہ
کمال، اعظم
کمال، محمد اشرف
کمال، محمد اشرف
کنول، محمد نواز

کنول، محمد نواز
کنول، محمد نواز/قندیل، بازغہ
کنول، محمد نواز/قندیل، بازغہ
کنول، فرحانہ/جمال، نجیب
کوثر، راحیلہ
کوثر، روبینہ
کوثر، روبینہ
کوثر، ریحانہ
کوثر، ریحانہ
کوثر، ریحانہ
کوثر، زمرد
کوثر، زمرد
کوثر، یاسمین
کھوسہ، نجمہ شاہین
کوکب، فرزانہ/احمد، شفیق
کیومرثی، محمد
گل، ثمینہ
گل، حسین
گل، حسین
گوندل، غلام عباس
گوہر، اسماعیل
گیلانی، مقبول حسن
لطیف، واصف
لغاری، مہرونہ
الماس، روبینہ
الماس، روبینہ
ماہ رخ/کلیانی، ممتاز/اویسی، ارشد
مبین، منزہ
مبین، منزہ
مبین، منزہ
مجاہد، رضوان احمد
مجید، رضیہ
محسن، امان اللہ
محمد
محمد
محمد امتیاز
محمد، امتیاز
محمود الاسلام، محمد
محمود، ارشد
محمود، ارشد
محمود، سلطان/ناصر الدین
محمود، سہیل
محمود، شوکت
محمود، صدف/جنجوعہ، فوزیہ
مروت، انوار الحق/بخاری، بادشاہ منیر
مصطفی، اسد
مصطفی، صابری نور
مظہر، نعیم
ملک، عبدالستار
ملک، عبدالستار
ملک، عبدالستار
ملک، عبدالستار
ملک، عبدالعزیز
ملک، عبدالعزیز
ملک، عبدالعزیز
ملک، فتح محمد
ملک، نازیہ
ملک، نازیہ
منش، وفایزداں/گیلانی، سمیر
منیر نیاز، بادشاہ/انوار الحق

منیر، عنبرین
منیر، عنبرین
منیر، عنبرین
میکن، سکندر حیات
مینوکال، مریا روسا/(مترجم) میمن، محمد عمر
ناز، اقلیمہ
ناز، اقلیمہ
ناز، ناہید
ناز، ناہید
ناز، ناہید
ناز، فرزانہ
ناشاد، ارشد محمود
ناشاد، ارشد محمود
ناشاد، ارشد محمود
ناصر الدین/راشد، احمد سعید
ناصر الدین/راشد، احمد سعید
ناہید، قیصرہ
ناہید، قیصرہ
ناہید، قیصرہ
ناہید، قیصرہ
نبیل، احمد نبیل
نبیل، نبیل احمد
نبیل، نبیل احمد
نبیل، نبیل احمد
نبیل، نبیل احمد
نثار، زاہرہ
ندیم، ایوب
ندیم، ایوب
ندیم، محمد عابد
ندیم، محمد عابد
نسیم، ثوبیہ
نصراللہ، محمد
نعیم، سجاد
نعیم، صفدر
نعیم، محمد
نعیم، محمد
نعیم، محمد
نعیم، محمد
نعیم، محمد
نقوی، صدف
نقوی، صدف
نقوی، صدف
نقوی، صدف/اعوان، محمد آصف
نقوی، صدف/بلوچ، اصغر علی
نقی، اعجاز
نکہت، طیبہ
نواز، حبیب
نواز، شاہد
نواز، شاہد
نواز، شاہد
نواز، طاہر
نوازش، خاور/احمد، انوار/عابد، قاضی
نوازش، محمد خاور
نوازش، محمد خاور
نورالامین/آفریدی، محمد شفیع
نوری، محمد فخر الحق
نوری، محمد فخر الحق
نورین، فاخرہ
نورین، فاخرہ
نورین، فاخرہ

نوشاہی، ایم حسن
نوید، محمد
نیاز، اسد اللہ
نیازی، اورنگ زیب
نیر، ناصر عباس
نیر، ناصر عباس
نیر، ناصر عباس
نیّر، ناصر عباس
ہارون، ثنا
ہارون، ثنا
ہارون، ثنا
ہارون، ثنا
ہارون، محمد/ منج، محمد شہباز
ہاشمی، طارق
ہاشمی، طارق محمود
ہاشمی، طارق محمود
ہاشمی، طارق محمود
ہاشمی، طارق محمود
ہاشمی، طارق محمود
ہاشمی، طارق محمود
ہاشمی، منور
ہاشمی، منور
ہاشمی، منور
ہاشمی، منور
ہرل، ظفر حسین
ہرل، ظفر حسین
ہرل، ظفر حسین
وحیدالرحمٰن
ودود، طارق
ورک، زکریا
ورک، فرحت جبین
ورک، فرحت جبین
ورک، فرحت جبین
ورک، فرحت جبین
ولی، احمد
ویز، کریسٹین
ویسریو، منظور علی
ویسلر، ہینز ورنر
الیاس، طارق
یاسر، خالد اقبال
یاسمین
یعقوب، منزہ/ارم سونیا
یعقوبی، حمایت اللہ/یوسف زئی، ارشد محمد
یعقوبی، حمایت اللہ/بودلہ، اختر رسول
یعقوبی، کرم ستار
یوسف زئی الطاف/عابد، نذر
یوسف زئی، اباسین
یوسف زئی، الطاف/جدون، صدف
یوسف زئی، الطاف/عابد، نذر
یوسف زئی، الطاف/یوسف، اسما
یوسف، صوفیہ/ کاظمی، سید ارتضیٰ حسن
یوسف، محمد
یوسف، محمد
یوسفزئی، اباسین
یوسفزئی، الطاف/شاہ، علی اکبر
یوسفزئی، الطاف/انوار الحق، سید
یونس، نازیہ